مختصر القدوری کی جامع و جدید شرح، جس میں مشکل الفاظ کے معانی، کتب فقہ سے ہر مسئلہ کا حوالہ
اور ہر باب سے ماقبل ربط و مناسبت

انوار القدوری

شرح اردو

مختصر القدوری

www.KitaboSunnat.com

شارح

حضرت مولانا مفتی وسیم احمد قاسمی فاضل دار العلوم دیوبند

استاذ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 32631861

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

مختصر القدوری کی جامع و جدید شرح، جس میں مشکل الفاظ کے معانی، کتب فقہ سے ہر مسئلہ کا حوالہ اور ہر باب سے ماقبل ربط و مناسبت

انوار القدوری

شرح اردو

مختصر القدوری

جلد ثالث

از کتاب الجنایات تا کتاب الفرائض

شارح

حضرت مولانا مفتی وسیم احمد قاسمی

استاذ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ

دار الاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 32213768

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر

پاکستان میں جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : جنوری ۲۰۱۱ء علمی گرافکس

ضخامت : 1344 صفحات 3 جلد میں

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

﴿..........ملنے کے پتے........﴾

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت القرآن اردو بازار کراچی

بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد

مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور

بیت العلوم اردو بازار لاہور

مکتبہ رحمانیہ ۱۸ اردو بازار لاہور

مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

﴿انگلینڈ میں ملنے کے پتے﴾

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

ISLAMIC BOOKS CENTRE
119-121, HALLI WELL ROAD
BOLTON BL 3NE, U.K.

﴿امریکہ میں ملنے کے پتے﴾

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

کتاب الجنایات ۸

ماقبل سے مناسبت ۸
جنایت کی لغوی واصطلاحی تعریف ۸
قتل کی اقسام خمسہ کا بیان ۸
ان لوگوں کا بیان جن سے قصاص لیا جاتا ہے یا نہیں لیا جاتا ۱۲
مسئلہ قتل مکاتب و مسئلہ عبد مرہون ۱۵
جان کے علاوہ کے قصاص کا بیان ۱۷
قصاص کے باقی احکام ۱۹

کتاب الدیات ۲۳

ماقبل سے مناسبت ۲۳
دیت کی لغوی واصطلاحی تعریف ۲۳
دیت کی اقسام ۲۳
قتل شبہ عمد کی دیت کی مقدار ۲۵
قتل خطاء کی دیت کی مقدار ۲۵
دیت کن چیزوں سے ادا کرے ۲۶
ذمی کی دیت کتنی ہے ۲۷
زخموں کی دیت کے احکام ۳۰
قطع اعضاء کے مختلف مسائل ۳۲
قاتل پر اور عاقلہ پر دیت واجب ہونے کی صورتوں کا بیان ۳۶
چوپائے کی جنایت کا بیان ۳۸
گاڑی سے حادثہ ہونے کی صورت میں ضمان ۳۹
غلام کی جنایتوں کے احکام ۴۰
جھکی ہوئی دیوار اور موجب قتل عبد کے احکام ۴۳
پیٹ کے بچہ کو ضائع کردینے کے احکام ۴۵

باب القسامۃ ۴۷

قسامت کی لغوی واصطلاحی تعریف ۴۷
ماقبل سے مناسبت ۴۷
ضروری نوٹ ۴۷
قسامت کب ہوگی اور اس کے طریقہ کا بیان ۴۸
قسمیں کون کھائے گا؟ ۴۹

کتاب المعاقل ۵۴

ماقبل سے مناسبت ۵۴
معاقل کی لغوی واصطلاحی تعریف ۵۴
عاقلہ کون ہوں گے؟ ۵۴
دیت کی ادائیگی کتنے سالوں میں ہوگی ۵۵
آزاد شدہ کا عاقلہ کون ہے؟ ۵۶

کتاب الحدود ۵۸

ماقبل سے مناسبت ۵۸
حدود کی لغوی واصطلاحی تعریف ۵۸
زنا کے ثبوت کے لئے مردوں کی گواہی ضروری ہے ۵۸
امام گواہوں سے کس طرح تحقیق کرے ۵۹
زانی کا اقرار کب معتبر ہوگا؟ ۶۰
زانی کو کس طرح سنگسار کرے؟ ۶۱
اقرار سے رجوع کا بیان ۶۳
زانیہ کے سنگسار کرنے کا بیان ۶۴
گواہی سے رجوع کرنے کا بیان ۶۵
محصن ہونے کے لئے کتنی شرطیں ضروری ہیں؟ ۶۶
کیا محصن پر رجم سے قبل کوڑے لگائیں جائیں گے؟ ۶۶
کیا غیر شادی شدہ کو جلاوطن کرے؟ ۶۷
حاملہ پر کب حد لگے گی؟ ۷۱
لواطت کی حد کتنی ہے؟ ۷۳

باب حد الشرب ۷۳

ضروری نوٹ ۷۳
شرابی کو کب حد لگے گی؟ اور کب نہیں؟ ۷۳
شراب پینے کی سزا کیا ہے؟ ۷۴

باب حد القذف ۷۵

تہمت کی حد کا طریقہ ۷۶
تعزیر کے احکام ۷۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب السرقہ وقطاع الطریق ۸۱

ماقبل سے مناسبت ۸۱
سرقہ کی لغوی واصطلاحی تعریف ۸۱
مال کی کتنی مقدار میں قطع ید ہوگا؟ ۸۲
کن چیزوں میں ہاتھ کاٹا جائے گا؟ اور کن چیزوں میں نہیں؟ ۸۴

حرز کا بیان ۸۹

ہاتھ کاٹنے کی کیفیت کا بیان ۸۹
چوری کرنے کے باقی احکام ۹۳
ڈاکہ زنی کے احکام ۹۵

کتاب الاشربۃ ۹۸

ماقبل سے مناسبت ۹۸
اشربہ کی لغوی واصطلاحی تعریف ۹۸
شراب کی اقسام کا بیان ۹۸
مباح مشروبات کا بیان ۱۰۰

کتاب الصید والذبائح ۱۰۱

ماقبل سے مناسبت ۱۰۱
کتے اور باز کا تعلیم یافتہ ہونا کب سمجھا جائے گا ۱۰۲
بندوق کا کیا ہوا شکار کب حلال ہے ۱۰۴
غلیل سے کیا ہوا شکار کب حلال ہے ۱۰۶
کس کا ذبیحہ حلال ہے اور کس کا حرام ۱۰۸
ذبح اور اس کا طریقہ ۱۰۹
مذبوحہ جانور کے پیٹ میں سے بچہ نکلا
تو اس کا کیا حکم ہے؟ ۱۱۳
کن جانوروں کا کھانا حرام ہے ۱۱۳
کونسا کوا حلال ہے اور کون سا حرام ہے ۱۱۴
ہنڈار اور گوہ کا کیا حکم ہے ۱۱۵
گھوڑے کے گوشت کا مسئلہ اختلافی ہے ۱۱۶
کیا تمام سمندری جانور حلال ہیں ۱۱۷

کتاب الاضحیۃ ۱۱۹

ماقبل سے مناسبت ۱۱۹
اضحیہ کی لغوی واصطلاحی تعریف ۱۱۹
قربانی کی مشروعیت ۱۲۰
قربانی کس پر واجب ہے ۱۲۰
قربانی کے جانور میں شرکت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ ۱۲۱
قربانی کا وقت کیا ہے؟ ۱۲۲
عیب دار جانور کی قربانی درست نہیں ۱۲۳
کن جانوروں کی قربانی درست ہے اور کن کی نہیں ۱۲۴
قربانی کے جانوروں کی عمریں کتنی ہونی چاہئیں ۱۲۴
قربانی کا گوشت فقیر وغریب کو دینا ۱۲۵
قربانی کی کھال ۱۲۵
ہڈی گوشت فروخت کرنا ۱۲۵
ذبح کرنے کا طریقہ ۱۲۵

کتاب الایمان ۱۲۶

ماقبل سے مناسبت ۱۲۶
لغوی واصطلاحی تعریف ۱۲۷
یمین کی اقسام کا بیان ۱۲۷
قسم کھانے کا طریقہ ۱۲۹
کیا غیر اللہ کی قسم کھانا درست ہے؟ ۱۳۰
کفارۂ یمین اور اس کے مسائل ۱۳۳
گناہ پر قسم کھانے کا بیان ۱۳۵
داخل ہونے پہننے بات کرنے پر قسم کھانے کا بیان ۱۳۷
اشیاء خورد ونوش پر قسم کھانے کا بیان۔ ۱۴۰
وقت اور زمانہ پر قسم کھانے کا بیان ۱۴۸

کتاب الدعویٰ ۱۵۳

ماقبل سے مناسبت ۱۵۳
دعویٰ کی لغوی واصطلاحی تعریف ۱۵۳
مدعی اور مدعیٰ علیہ کی تعریف ۱۵۴
دعویٰ کے تفصیلی احکام ۱۵۶
ان معاملات کا بیان جن میں مدعیٰ علیہ سے قسم نہیں لی جاتی ۱۵۸
ایک چیز پر دو شخصوں کے دعویٰ کرنے کا بیان ۱۵۹
دفع دعاوی کا بیان ۱۶۶
قسم اور اس کا طریقہ ۱۶۸
آپس میں قسم کھانے کا بیان ۱۷۳
زوجین میں مہر کی بابت اختلاف کا بیان ۱۷۶
اجارہ اور عقد کتابت میں اختلاف کا بیان ۱۷۷

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

گھریلو سامان میں زوجین کے اختلاف کا بیان ۱۷۹
دعویٰ نسب کا بیان ۱۸۰

کتاب الشہادات ۱۸۲

ماقبل سے مناسبت ۱۸۲
شہادت کی لغوی واصطلاحی تعریف وثبوت ۱۸۲
گواہی کے چند مراتب کا بیان ۱۸۳
گواہوں کے عادل ہونے کا بیان ۱۸۵
کن چیزوں کا گواہ بن سکتا ہے؟ ۱۸۶
گواہان مقبول وغیر مقبول کا بیان ۱۸۸
اتفاق واختلاف شہادت کا بیان ۱۹۵
گواہی پر گواہی دینے کا بیان ۱۹۹

باب الرجوع عن الشہادۃ ۲۰۲

ماقبل سے مناسبت ۲۰۲
گواہی سے رجوع کے تفصیلی مسائل کا بیان ۲۰۲

کتاب آداب القاضی ۲۱۱

ماقبل سے مناسبت ۲۱۱
قاضی میں کن شرائط کا ہونا ضروری ہے؟ ۲۱۱
عہدۂ قضا کا حکم ۲۱۲
عہدہ قضا کا مطالبہ نہ کرے ۲۱۲
جدید قاضی کے مختلف احکام ۲۱۳
قاضی فیصلہ کے لئے کہاں بیٹھے؟ ۲۱۵
قاضی کے لئے احتیاطی احکام ۲۱۵
قید خانہ میں محبوس کرنے کے احکام ۲۱۷
ایک قاضی کی جانب سے دوسرے قاضی کی طرف خط لکھنے کا بیان ۲۱۹
فیصل مقرر کرنے کا بیان ۲۲۳

کتاب القسمہ ۲۲۵

ماقبل سے مناسبت ۲۲۵
قسمت کی لغوی واصطلاحی تعریف ۲۲۵
قاسم کی اجرت کہاں سے دی جائے؟ ۲۲۶
قاسم کیسا ہونا چاہئے؟ ۲۲۶
قاسم کو اجرت کس حساب سے دی جائے گی؟ ۲۲۷
بٹوارہ کب کرے؟ ۲۲۸
ان چیزوں کا بیان جن کو تقسیم کیا جائے گا اور جن چیزوں کو تقسیم نہیں کیا جائے گا ۲۲۹
تقسیم کے طریقہ کا بیان ۲۳۳
دو منزلہ مکانوں کی تقسیم کا بیان ۲۳۵
تقسیم میں غلطی کے دعویٰ اور تقسیم میں استحقاق کے دعویٰ کا بیان ۲۳۷

کتاب الاکراہ ۲۳۹

ماقبل سے مناسبت ۲۳۹
اکراہ کی لغوی واصطلاحی تعریف ۲۳۹
اکراہ کے ثبوت کی شرطوں کا بیان ۲۳۹
اکراہ کے احکام کی تفصیل ۲۴۰

کتاب السیر ۲۴۳

ماقبل سے مناسبت ۲۴۳
سیر کے معنی اور مطلب ۲۴۳
جہاد کی لغوی واصطلاحی تعریف ۲۴۵
جہاد کا حکم ۲۴۵
کن لوگوں پر جہاد واجب نہیں ۲۴۶
جہاد کی قسموں کا بیان ۲۴۶
کفار سے اجمالاً جنگ کرنے کا طریقہ ۲۴۷
قتال سے قبل دعوت اسلام کیا حکم رکھتا ہے؟ ۲۴۸
کفار سے تفصیلاً جنگ کے احکام ۲۴۸
سفر جہاد میں قرآن اور عورتوں کو ساتھ لے جانے کا حکم ۲۴۹
میدان کارزار میں کن کو قتل کرنا جائز نہیں؟ ۲۵۰
کفار سے صلح کرنے کا بیان ۲۵۱
تقسیم کرنے سے قبل مال غنیمت استعمال کرنے کا حکم ۲۵۲
تقسیم سے قبل مال غنیمت کی بیع ۲۵۲
کیا لڑائی کے دوران ہتھیار دار الحرب کی طرف بھیج سکتے ہیں؟ ۲۵۳
کیا کفار قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کر سکتے ہیں؟ ۲۵۴
کفار کے جانوروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ ۲۵۵
مشرکین کو امن دینے کا بیان ۲۵۷
غلبہ کفار کا بیان ۲۵۸
غنیمت کے باقی احکام ۲۶۱
مال غنیمت کی تقسیم کا بیان ۲۶۳
خمس تقسیم کرنے کے احکام ۲۶۵
مستامن کے احکام ۲۶۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عشری اور خراجی زمینوں کا بیان ۲۶۹
زمین کے عشری ہونے کی صورتیں ۲۷۰
زمین کے خراجی ہونے کی صورتیں ۲۷۰
عشر و خراج کے مذکورہ ضابطہ سے استثناء ۲۷۱
خراجی و عشری پانی کی تشریح ۲۷۲
خراج کی قسموں کا بیان ۲۷۳
وہ اسباب جن سے خراج ساقط ہو جاتا ہے ۲۷۴
جزیہ کے احکام ۲۷۶
مرتدین کے احکام ۲۷۹
باغیوں کے احکام ۲۸۴

کتاب الحظر والاباحۃ ۲۸۵

ماقبل سے مناسبت ۲۸۵
ریشم کے پہننے کا جواز وعدم جواز ۲۸۵
سونے و چاندی کے استعمال کے احکام ۲۸۷
مختلف دھاتوں کے بنے ہوئے برتن استعمال کر سکتے ہیں؟ ۲۸۸
قرآن کریم میں نقطہ وغیرہ لگانا ۲۸۹
خصی سے خدمت لینا مکروہ ہے ۲۹۰
مرد و عورت کو دیکھنے اور چھونے کے احکام ۲۹۱
کیا عزل کرنا جائز ہے؟ ۲۹۴
احتکار (غلہ کی ذخیرہ اندوزی) کا بیان ۲۹۵
احتکار کن چیزوں میں منع ہے ۲۹۵
احتکار کی ممانعت کی علت ضرر ہے ۲۹۶

کتاب الوصایا ۲۹۷

ماقبل سے مناسبت ۲۹۷
وصیت کی لغوی و اصطلاحی تعریف ۲۹۷
وصیت کے صحیح ہونے کی شرطیں ۲۹۷
وصیت کا ثبوت ۲۹۷
وصیت کا حکم ۲۹۸
وارث کے لئے وصیت باطل ہے ۲۹۸
تہائی سے زائد کی وصیت باطل ہے ۲۹۸
مسلمان کا کافر کے لئے وصیت کرنا یا کافر کا مسلمان کے لئے وصیت کرنا ۲۹۹
تہائی سے کم کی وصیت مستحب ہے ۲۹۹
وصیت کے تفصیلی احکام کا بیان ۳۰۰
کونسی وصیتیں مقدم ہوں گی اور کونسی مؤخر ہوں گی ۳۰۸
حاجی راستہ میں مرجائے اور حج کی وصیت کر کے جائے تو اب کیا حکم ہے؟ ۳۰۹
کن لوگوں کی وصیت صحیح نہیں ۳۰۹
وصیت سے رجوع کرنے کا بیان ۳۱۰
اقارب وغیر اقارب کے لئے وصیت کرنے کا بیان ۳۱۱
حمل کے لئے اور حمل کی وصیت کرنے کا بیان ۳۱۵
منافع کی وصیت کرنے کا بیان ۳۱۶

کتاب الفرائض ۳۱۹

فرائض کے لغوی معنی ۳۱۹
علم فرائض کی اصطلاحی تعریف ۳۱۹
علم فرائض کا موضوع ۳۱۹
علم فرائض کی غرض وغایت ۳۱۹
علم فرائض کا شرعی حکم ۳۱۹
علم فرائض کے ارکان ۳۱۹
شرائط، اسباب ۳۱۹
علم فرائض کی فضیلت ۳۱۹
ترکہ درج ذیل ترتیب سے تقسیم ہوگا ۳۲۰
موانع ارث کا بیان ۳۲۱
غلامی مانع ارث کیوں؟ ۳۲۲
قتل کے اقسام واحکام ۳۲۲
قاتل کیوں محروم ہوتا ہے؟ ۳۲۲
اختلاف دین کیوں مانع ارث ہے؟ ۳۲۲
فروض مقدرہ اور ان کے مستحقین ۳۲۳
نصف پانے والے پانچ قسم کے ورثاء ہیں ۳۲۳
ربع پانے والے دو وارث ہیں ۳۲۴
ثمن پانے والا ایک وارث ہے ۳۲۴
ثلثان پانے والے چار قسم کے ورثاء ہیں ۳۲۴
ثلث پانے والے دو قسم کے ورثاء ہیں ۳۲۵
سدس پانے والے سات قسم کے ورثاء ہیں ۳۲۷
جدۂ صحیحہ و جدۂ فاسدہ کی تعریف نیز دادیوں کے حالات ۳۲۷
جدہ چار صورتوں میں محروم ہو جاتی ہے ۳۲۸
پوتیوں کے حالات میں سے ایک حالت کی تفصیل ۳۲۹
علاتی بہن کی ایک حالت کی تفصیل ۳۳۰

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب العصبات

باب العصبات ۳۳۱
عصبات کی لغوی وصرفی تحقیق ۳۳۱
وجہ تسمیہ ۳۳۱
اصطلاحی تعریف ۳۳۱
عصبہ کی اقسام ۳۳۱
عصبات نسبیہ کے اقسام ثلثہ ۳۳۱
عصبہ بنفسہ کے اقسام اربعہ ۳۳۱
عصبہ بنفسہ کے درمیان ترجیح ۳۳۲
قوت قرابت کا اصول ۳۳۲
عصبہ بغیرہ کی تعریف ۳۳۳
عصبہ بغیرہ کا مصداق ۳۳۳
عصبہ سببی کا بیان ۳۳۳
عصبات سببیہ کی ترتیب ۳۳۴

باب الحجب

باب الحجب ۳۳۵
ماقبل سے ربط ۳۳۵
حجب کی لغوی واصطلاحی تعریف ۳۳۵
حجب کی اقسام ۳۳۵
حجب نقصان اور حجب حرمان اوران کی تعریفات ۳۳۵
کن لوگوں پر حجب نقصان طاری ہوتا ہے ۳۳۶
حجب حرمان میں ورثاء کی دو جماعتیں ۳۳۶
جن لوگوں پر حجب نقصان طاری ہوتا ہے ان کی تفصیلات ۳۳۶

باب الرد

باب الرد ۳۳۸
رد کے لغوی معنی واصطلاحی معنی ۳۳۸
اصحاب فرائض پر رد جائز ہے یا نہیں؟ ۳۳۹
زوجین پر رد کب ہوتا ہے؟ ۳۳۹
ڈوب کر جل کر اور دب کر مرنے والوں کے احکام ۳۴۰
حمل کی میراث کا بیان ۳۴۲
حمل کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت کتنی ہے؟ ۳۴۲
کتنے بچوں کی میراث روکی جائے؟ ۳۴۲
دادا اور بھائی بہنوں کے درمیان تقسیم ترکہ ۳۴۳
مقاسمہ کے معنی اور دادا کی موجودگی میں حقیقی اور علاتی بھائی بہنوں کے محروم ہونے نہ ہونے میں صحابہ کا اختلاف ۳۴۳
مقاسمۃ الجد کی پہلی ودوسری صورت ۳۴۳
دادی کے وارث ہونے کی صورت ۳۴۴

باب ذوی الارحام

باب ذوی الارحام ۳۴۵
ماقبل سے مناسبت ۳۴۵
ذوی الارحام کی لغوی واصطلاحی تعریف ۳۴۵
ذوی الارحام کی توریث میں اختلاف ۳۴۵
ذوی الارحام کی اقسام کا بیان ۳۴۶
ذوی الارحام کی اقسام میں ترجیح ۳۴۷
قوت قرابت وجہ ترجیح ہوگی ۳۴۷
ولاء کی بیع اور ہبہ کے ناجائز ہونے کی وجہ ۳۴۹

باب حساب الفرائض

باب حساب الفرائض ۳۵۰
ضروری نوٹ ۳۵۰
چند اصول کا بیان ۳۵۰
عول کے لغوی واصطلاحی معنی ۳۵۲
کن مخارج کا کیا عول آتا ہے ۳۵۲
اشکال مع تخریجات ۳۵۲
تصحیح کا بیان ۳۵۵
بین السہام والرؤس کا اصول ۳۵۶
ہر فریق کو حصہ دینے کا طریقہ ۳۵۶
عول میں ضرب دینے کی مثال ۳۵۶
توافق اور وفق کی تعریف ۳۵۷
نسبت تباین کا بیان ۳۵۸
نسبت تماثل کا بیان ۳۵۹
نسبت تداخل کا بیان ۳۵۹
نسبت توافق کا بیان ۳۶۰
ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ ۳۶۱
ترکہ اور تصحیح کے درمیان تباین کی مثال ۳۶۱
مناسخہ کے احکام ۳۶۲
مناسخہ کے لغوی معنی ۳۶۲
چند اصطلاحات ۳۶۲
چند ہدایات ۳۶۳
اصول مناسخہ ۳۶۳
توافق کی مثال ۳۶۴
تباین کی مثال ۳۶۵
تماثل توافق تباین تینوں نسبتوں کی ایک مثال ۳۶۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الجنایات

(یہ کتاب جنایات کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: امام قدوریؒ کتاب العتاق اور اس کے متعلقات سے فراغت کے بعد کتاب الجنایات کو بیان فرمارہے ہیں کیوں کہ عتاق میں زندہ کرنا ہے اور جنایت میں ہلاک کرنا ہے اور دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہیں، نیز جنایت میں قصاص ہے اور قصاص میں زندگی ہے اللہ کا فرمان ہے وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ اور تمہارے لئے قصاص میں زندگی ہے لہٰذا دونوں کتابوں میں مناسبت ہے۔ رقم الحاشیہ (۵)

جنایات کی لغوی تحقیق: جنایات جنایت کی جمع ہے جو اصل میں مصدر ہے اور اسم مفعول کے معنی میں مستعمل ہے لغت میں جنایت کہتے ہیں ہر برا کام کرنے کو یہ جنی یجنی سے مشتق ہے۔

اصطلاحی تعریف: اس فعل حرام کو کہتے ہیں جس کا اثر جان یا مال پر پڑے۔

نوٹ: اگر جان کے بدلہ جان لے تو اس کو قصاص یا قود کہتے ہیں اور جان یا عضو کے بدلہ رقم لے تو اس کو دیت کہتے ہیں۔

(۱/۲۲۰۴) اَلْقَتْلُ عَلٰى خَمْسَةِ اَوْجُهٍ عَمَدٌ وَ شِبْهُ عَمَدٍ وَ خَطَاٌ وَمَا اُجْرِيَ مَجْرَى الْخَطَاِ وَالْقَتْلُ بِسَبَبٍ.

حل لغات: عمد: قصد وارادہ، ما اُجری مَجْری الْخطأ جو خطا کے قائم مقام ہو۔

ترجمہ: قتل پانچ قسموں پر ہے، قتل عمد قتل شبہ عمد قتل خطا، قتل قائم مقام خطاء اور قتل بالسبب۔

تشریح: قتل کے اقسام تو بہت ہیں مگر یہاں صاحب کتاب نے وہ قسمیں بیان کی ہیں جن سے یہ احکام متعلق ہوتے ہیں 'قصاص' 'دیت' کفارہ، میراث سے محروم ہونا اور یہ قتل پانچ ہیں، جن کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

(۲/۲۲۰۵) فَالْعَمَدُ مَاتُعُمِّدَ ضَرْبُهُ بِسِلَاحٍ اَوْ مَا اُجْرِيَ مَجْرَى السِّلَاحِ فِيْ تَفْرِيْقِ الْاَجْزَاءِ كَالْمُحَدَّدِ مِنَ الْخَشَبِ وَالْحَجَرِ وَالنَّارِ وَمُوْجَبُ ذَالِكَ الْمَاْثَمُ وَالْقَوْدُ اِلَّا اَنْ يَّعْفُوَ الْاَوْلِيَاءُ وَلَاكَفَّارَةَ فِيْهِ.

حل لغات: سلاح: ہتھیار جمع اَسْلِحَۃٌ. تفریق الاجزاء: ٹکڑے کردینا۔ محدد: تیز دھار دار۔ خشب: لکڑی۔ مالم: گناہ واحد مَاْثَمَۃ۔ قود: قصاص۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: قتل عمد یہ ہے کہ مارنے کا ارادہ کرے ہتھیار سے یا اس چیز سے جو ہتھیار کے قائم مقام ہو اجزاء کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے میں جیسے دھار دار لکڑی اور دھار دار پتھر اور آگ سے اس کی سزا گناہ ہے اور قصاص مگر یہ کہ معاف کر دیں مقتول کے اولیاء اور اس میں کفارہ نہیں ہے۔

تشریح: ماقبل میں مصنفؒ نے قتل کی پانچ قسمیں بیان فرمائیں یہاں سے قتل عمد کا تفصیلی بیان ہے چنانچہ فرمایا کہ جب کسی انسان کو مارنے کا ارادہ ہو اور اس کے لئے ایسا ہتھیار استعمال کیا جائے جو قتل کرنے والا ہے تو یہ قتل عمد ہے جیسے تلوار ریوالور بندوق، توپ، وغیرہ اور جیسے دھار دار لکڑی، دھار دار پتھر اور جیسے آگ لیکن اگر وزنی چیز سے کسی کو قتل کر دیا گیا مثلاً بڑا پتھر یا بڑی لاٹھی تو یہ قتل عمد نہیں ہوگا بلکہ قتل شبہ عمد ہوگا لہٰذا اس میں قاتل سے قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ دیت واجب ہوگی یہ امام صاحبؒ کا مشہور مذہب ہے۔

امام صاحب کا صحیح مذہب: لیکن امام صاحبؒ کے اس مذہب کو سمجھنے میں اکثر غلطی ہو جاتی ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ قتل عمد کا تعلق انسان کے اپنے دل کے ارادے سے ہے اور دل کا ارادہ ایسی چیز ہے جو پوشیدہ ہے اس لئے ہم اس آلہ کے ذریعہ استدلال کریں گے جو آلہ اس نے استعمال کیا لہٰذا اگر اس شخص نے قتل کرنے کے لئے تلوار چھری وغیرہ استعمال کی تو ہم یہی سمجھیں گے کہ اس نے جان بوجھ کر قتل کیا اس لئے کہ یہ آلات قتل ہی کے لئے استعمال ہوتے ہیں تادیب کے لئے استعمال نہیں ہوتے لہٰذا ان آلات کے استعمال میں قتل کے علاوہ کوئی اور احتمال نہیں ہے اس لئے ہم کہیں گے کہ یہ قتل عمد ہوا برخلاف لاٹھی اور پتھر کے کہ یہ اصلاً قتل کرنے کے لئے وضع نہیں ہوئے بلکہ یہ آلات تادیب کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں تو ان آلات میں دونوں احتمال موجود ہیں کہ قتل کرنا مقصود ہو یا صرف چوٹ مارنی مقصود ہو اس لئے شبہ پیدا ہو گیا اس شبہ کی وجہ سے قتل عمد ثابت نہ ہوگا یہ اس وقت ہے جب قاتل خود اس بات کا اقرار نہ کرے کہ میرا قتل کا ارادہ تھا لیکن اگر وہ اقرار کر لے اور پھر اس نے قتل میں لاٹھی یا پتھر استعمال کیا ہو تو اس صورت میں امام کے نزدیک بھی قتل عمد ہوگا آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ قتل عمد کا حکم یہ ہے کہ یہ تین چیزوں کو واجب کرتا ہے (۱) گناہ کبیرہ (۲) قصاص (۳) میراث سے محروم ہونا۔ اور قتل عمد میں کفارہ نہیں ہے، کیوں کہ قتل عمد کے تذکرہ کے وقت قرآن میں کفارہ کا ذکر نہیں ہے، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ جس طرح قتل خطاء میں کفارہ لازم ہوتا ہے ایسے ہی قتل عمد میں بھی کفارہ ہوگا کیوں کہ قتل عمد قتل خطاء سے بڑا ہے۔

قتل عمد سے گناہ ہوگا اس کا ثبوت اس آیت میں ہے **ومن یقتل مومنا متعمداً الخ** جس نے مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا تو اس کا بدلہ دوزخ ہے اور قتل عمد کا بدلہ قصاص ہے اللہ نے فرمایا: **یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰی** اور قاتل کے وراثت سے محروم ہونے کی حکمت یہ ہے کہ اگر قتل کے باوجود میراث کا حقدار باقی رہتا تو بہت سے وارثین اپنے مورثین کو قبل الوقت قتل کر کے وراثت حاصل کر لیتے اس لئے ہر اس قتل کی وجہ سے محرومیت ہوتی ہے کہ جس کی وجہ سے قصاص یا کفارہ لازم آتا ہو، اور قتل عمد میں ولی قصاص کو معاف کرنے کا بھی حق ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور معاف کرنا افضل ہے اور اس پر اجر کا وعدہ ہے۔

(۳/۲۲۰۶)وَشِبْهُ الْعَمَدِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اَنْ یَتَعَمَّدَ الضَّرْبَ بِمَا لَیْسَ بِسِلَاحٍ وَلَا مَا اُجْرِیَ مَجْرَاهُ وَقَالَا رَحِمَهُمَا اللّٰهُ اِذَا ضَرَبَهُ بِحَجَرٍ عَظِیْمٍ اَوْ بِخَشَبَةٍ عَظِیْمَةٍ فَهُوَ عَمَدٌ وَشِبْهُ الْعَمَدِ اَنْ یَتَعَمَّدَ ضَرْبَهُ بِمَا لَایَقْتُلُ بِهٖ غَالِباً وَ مُوْجَبُ ذَالِكَ عَلَی الْقَوْلَیْنِ الْمَاْثَمُ وَالْکَفَّارَةُ وَلَا قَوْدَ فِیْهِ وَفِیْهِ دِیَةٌ مُغَلَّظَةٌ عَلَی الْعَاقِلَةِ.

حل لغات: دیة: جمع دیات خون بہا، دیة میں تا واؤ کے عوض میں ہے کیوں کہ یہ ودی سے مشتق ہے۔
عاقلہ: خاندان کے لوگ، باپ کی طرف سے رشتہ دار۔

ترجمہ: اور شبہ عمد امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ ہے کہ ارادہ کرے مارنے کا ایسی چیز سے جو نہ ہتھیار ہو اور نہ قائم مقام ہتھیار ہو اور صاحبین نے فرمایا کہ اگر مارے آدمی کو بھاری پتھر یا بڑی لکڑی سے تو وہ عمد ہے اور شبہ عمد یہ ہے کہ ارادہ کرے مارنے کا ایسی چیز سے جس سے عموماً آدمی نہیں مرتا اور اسکی سزا دونوں قولوں پر گناہ ہے اور کفارہ اور اس میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت مغلظہ ہے عاقلہ پر۔

تشریح: یہاں سے قتل شبہ عمد کا بیان ہے قتل عمد اور شبہ عمد سے متعلق امام صاحب کے نزدیک تفصیل ماقبل میں آچکی ہے۔ جمہور فقہاء، ائمہ ثلاثہ اور صاحبین فرماتے ہیں کہ جس چیز سے عموماً قتل نہ کیا جاتا ہو اس سے قصداً مارنے سے شبہ عمد ہوگا ورنہ اگر چہ ہتھیار نہ ہو لیکن اس کے استعمال سے موت واقع ہو جاتی ہو تو ایسی چیز سے مارنے سے قتل عمد ہوگا لہٰذا لاٹھی وغیرہ سے اگر مارا تو بھی قتل عمد ہوگا اور بھاری پتھر سے اگر مارا تب بھی قتل عمد ہوگا البتہ اگر چھڑی سے مارا تو شبہ عمد ہے پھر آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جس انداز سے بھی قتل شبہ عمد ثابت ہو جائے چار چیزوں کو واجب کرتا ہے۔

(۱) گناہ کبیرہ (۲) کفارہ (۳) دیت مغلظہ (۴) میراث سے محروم ہونا۔

دیت کی تفصیل تو آگے کتاب الدیات میں آرہی ہے مختصراً اتنا ذہن نشین فرمالیں کہ دیت کی تعداد ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم یا دوسو گائیں یا ایک سو اونٹ ۲۵ ایک سال کے ہوں ۲۵ دو سال کے ۲۵ تین سال کے ۲۵ چار سال کے۔

موجودہ دور میں صاحبین کے قول پر فتوی مناسب ہے:

اگر چہ امام صاحبؒ کا اصل مذہب یہی ہے کہ بھاری چیز سے قتل کرنے میں قصاص نہیں ہوتا لیکن جمہور کا مذہب بھی مضبوط اور قوی ہے اور جس طرح ہمارے زمانہ میں قتل اور غارت گری کا بازار گرم ہے اس میں مجرموں کی حوصلہ شکنی اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے اگر جمہور فقہاء کا مذہب اختیار کیا جائے تو مناسب ہے، چناں چہ متاخرین حنفیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو زہر پلا کر ہلاک کردے تو امام صاحب کے اصل مذہب میں قصاص نہیں ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ قاتل نے زہر پلایا ہے دھاردار آلہ استعمال نہیں کیا اس لئے قتل عمد نہیں ہے بلکہ شبہ عمد ہے لیکن متاخرین حنفیہ نے صاحبین کے قول پر فتویٰ دیتے ہوئے کہا کہ موجودہ زمانہ میں جرائم کا قلع قمع کرنے کے لئے مناسب یہ ہے کہ صاحبین کے قول پر فتویٰ دیا جائے اور زہر پلانے والے آدمی سے بھی قصاص لیا جائے لہٰذا جس طرح زہر کے مسئلہ میں متاخرین حنفیہ نے صاحبین کے قول پر فتوی دیا ہے اس طرح اگر ہمارے زمانہ میں مطلقاً انہیں کے قول پر فتویٰ دیتے ہوئے یہ کہا جائے کہ اگر کوئی شخص جب بھی کوئی ایسا آلہ استعمال کرے گا جس سے ہلاکت غالب ہو تو اس کو قتل عمد ہی سمجھا جائے گا تو ایسا کرنا مناسب ہوگا تا کہ صحیح معنی میں مجرموں کی سرکوبی ہو سکے۔ (ماخوذ درس ترمذی ۵/۱۴۱)

(۲۲۰۷/۴) وَالْخَطأُ عَلٰى وَجْهَيْنِ خَطَأٌ فِي الْقَصْدِ وَهِيَ اَنْ يَرْمِيَ شَخْصًا يَظُنُّهُ صَيْداً فَإِذَا هُوَ اٰدَمِيٌّ وَخَطَأٌ فِي الْفِعْلِ وَهُوَ اَنْ يَرْمِيَ غَرَضاً فَيُصِيْبَ اٰدَمِياً وَمُوجَبُ ذَالِكَ الْكَفَّارَةُ وَالدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَلَا مَأْثَمَ فِيْهِ.

حل لغات: يَرْمِي: مضارع رمياً تیر مارنا۔ صید: شکار۔

ترجمہ: اور قتل خطا دو قسم پر ہے (۱) غلطی ارادے میں اور وہ یہ کہ تیر مار دے کسی آدمی کو شکار سمجھ کر اور ہو وہ آدمی (۲) غلطی فعل میں اور وہ یہ ہے کہ تیر مارے نشانہ پر اور وہ لگ جائے آدمی کے اور اسکی سزا کفارہ ہے اور دیت ہے عاقلہ پر اور اس میں گناہ نہیں ہے۔

تشریح: تیسری قسم قتل خطاء ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک ارادہ کی خطاء دوسرے فعل کی خطاء اول کی مثال جیسے مار رہا تھا ہرن کو مگر وہ آدمی نکلا یہ ارادہ کی خطاء ہے، ثانی کی مثال جیسے کسی نشانہ پر تیر مارا مگر وہاں نہیں لگا بلکہ کسی آدمی کو لگ گیا یہ فعل کی خطاء ہے بہر حال حکم دونوں کا ایک ہے اور وہ یہ ہے کہ قتل خطاء تین چیزوں کو واجب کرتا ہے (۱) کفارہ (۲) دیت مغلظہ (۳) حرمان المیراث اس قتل خطاء میں گناہ نہیں ملے گا کیوں کہ جان کر قتل نہیں کیا بلکہ غلطی سے قتل ہوا۔

(۲۲۰۸/۵) وَمَا اُجْرِيَ مَجْرَى الْخَطأِ مِثْلُ النَّائِمِ يَنْقَلِبُ عَلٰى رَجُلٍ فَيَقْتُلُهُ فَحُكْمُهُ حُكْمُ الْخَطَأِ.

ترجمہ: اور جو قتل خطاء کے قائم مقام ہے مثلاً سونے والا کسی شخص پر پلٹ جائے اور اس کو مار ڈالے اس کا حکم قتل خطا کا حکم ہے۔

تشریح: قتل کی چوتھی قسم قائم مقام خطا ہے اس کی مثال بیان کرتے ہوئے مصنفؒ نے فرمایا کہ جیسے آدمی سو رہا تھا اس نے کروٹ لی اس کے نیچے ایک آدمی دب گیا جس کی وجہ سے وہ مر گیا اس کا حکم قتل خطاء کی طرح ہے یعنی اس میں کفارہ لازم ہوگا اور دیت خطا لازم ہوگی اور قاتل میراث سے محروم ہوگا۔

(۲۲۰۹/۶) وَاَمَّا الْقَتْلُ بِسَبَبٍ كَحَافِرِ الْبِئْرِ وَوَاضِعِ الْحَجَرِ فِيْ غَيْرِ مِلْكِهٖ وَمُوْجَبُهٗ اِذَا تَلَفَ فِيْهِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آدمِیٌّ الدِّیَۃُ عَلَی الْعَاقِلَۃِ وَلاَ کَفَّارَۃَ عَلَیْہِ.

حل لغات: حافر: اسم فاعل باب (ض) حفراً کھودنا۔ بئر: کنواں جمع ابار.

ترجمہ: اور بہرحال قتل سبب کے ذریعہ جیسے کنواں کھودنے والا اور پتھر رکھنے والا دوسرے کی ملکیت میں اور اس کی سزا جب کہ مرجائے اس میں کوئی آدمی دیت ہے عاقلہ پر اور اس میں کفارہ نہیں ہے۔

تشریح: پانچویں قسم قتل سبب ہے یعنی خود قتل نہیں کیا بلکہ ایسا سبب اختیار کیا جس سے آدمی گرکر مرجائے جیسے کسی نے ایسی زمین میں کنواں کھودا جو اس کی ملک نہیں ہے اس میں آدمی گرکر مرگیا ایسے ہی دوسرے کی زمین میں بڑا سا پتھر رکھ دیا جس سے ٹھوکر کھا کر آدمی مرگیا تو یہ قتل سبب ہوا، دوسرے کی ملکیت میں کنواں کھودے تو جرم ہے اور اپنی ملکیت میں مناسب جگہ پر کنواں کھودا اور اس میں آدمی گرکر مرگیا تو یہ جرم نہیں ہے اس کے کھودنے والے پر دیت لازم نہیں ہوگی، اس کے بعد صاحب قدوریؒ نے قتل سبب کا حکم بیان کیا ہے وہ یہ کہ قتل سبب صرف دیت مغلظہ کو واجب کرتا ہے۔

(۲۲۱۰/۷) وَالْقِصَاصُ وَاجِبٌ بِقَتْلِ کُلِّ مَحْقُوْنِ الدَّمِ عَلَی التَّابِیْدِ اِذَا قُتِلَ عَمَداً.

ترجمہ: اور قصاص واجب ہوتا ہے ہر اس شخص کے قتل سے جس کا خون ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جب کہ وہ جان بوجھ کر قتل کیا جائے۔

تشریح: قتل عمد سے قصاص اس وقت واجب ہوگا جب کہ مقتول ایسا شخص ہو جس کا خون ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جیسے مسلمان یا ذمی ان کو کوئی جان بوجھ کر قتل کرے تو ان کے قتل کرنے پر قصاص واجب ہوتا ہے۔

محقون الدم کی قید سے وہ نکل گیا جس کا خون محفوظ نہ ہو جیسے کافر حربی مرتد باغی زانی۔

تابید کی قید سے مستأمن نکل گیا کیوں کہ اس کا خون اس وقت تک محفوظ ہے جب تک دارالاسلام میں ہے۔

(۲۲۱۱/۸) وَ یُقْتَلُ الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْحُرُّ بِالْعَبْدِ.

ترجمہ: اور قتل کیا جائے گا آزاد کو آزاد کے بدلہ اور آزاد کو غلام کے بدلہ۔

ان لوگوں کا بیان جن سے قصاص لیا جاتا ہے یا نہیں لیا جاتا

تشریح: قاتل کو مقتول کے بدلہ قتل کیا جائے گا، مقتول خواہ آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت، چنانچہ حنفیہ کے نزدیک آزاد کو آزاد کے بدلہ، آزاد کو غلام کے بدلہ، غلام کو آزاد کے بدلہ اور غلام کے بدلہ غلام کو قتل کیا جائے گا شوافع کے نزدیک آزاد کو غلام کے بدلہ قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا باقی تین صورتوں میں شوافع کا مذہب بھی احناف کے مذہب کے مطابق ہے، مختلف فیہ مسئلہ میں ہماری دلیل ان دلائل کا عموم ہے جیسے **کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ** تم پر قصاص فرض کیا گیا ہے مقتول کے بارے میں اور جیسے **و کتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس** .

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۹/۲۲۱۲) وَالْمُسْلِمُ بِالذِّمِّيِّ.

ترجمہ: اور (قتل کیا جائے گا) مسلمان ذمی کے بدلہ۔

تشریح: اس بات پر ائمہ کا اتفاق ہے کہ کسی مسلمان کو کافر حربی کے قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا، لیکن اگر مسلمان نے کافر ذمی کو قتل کر دیا تو ذمی کے بدلہ میں قصاصاً مسلمان کو قتل کیا جائیگا یا نہیں؟ اس بارے میں دو مذہب ہیں۔

(۱) ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر کوئی مسلمان کسی کافر ذمی کو قتل کر دے تو مسلمان کو قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا۔

(۲) حنفیہ کے نزدیک کافر ذمی کو قتل کرنا بھی دنیاوی احکام کے اعتبار سے ایسا ہی ہے جیسے مسلمان کو قتل کرنا لہٰذا جس طرح مسلمان کے قتل سے قصاص لازم آتا ہے ایسے ہی کافر ذمی کو قتل کرنے سے بھی قصاص لازم آجائے گا۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: حدیث پاک ہے لَا يُقْتَلُ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ (بخاری ج۲ ص: ۱۰۲۱) کہ مسلمان کو کافر کے بدلہ میں قتل نہیں کیا جائے گا، اس حدیث میں حربی اور ذمی کی کوئی تخصیص نہیں ہے اس لئے دونوں کا حکم ایک ہوگا کہ نہ کافر حربی کے بدلہ میں مسلمان کو قتل کیا جائے گا اور نہ کافر ذمی کے بدلہ میں۔

جواب: یہ الفاظ حضور ؐ نے فتح مکہ کے دن جو خطبہ دیا اس میں ارشاد فرمائے تھے اور فتح مکہ تک ذمی کافر ہوتے ہی نہ تھے صرف حربی کافر ہوتے تھے ذمی کافروں کا سلسلہ تو فتح مکہ کے بعد شروع ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ اس حدیث میں کافر سے حربی مراد ہے، ذمی کافر مراد نہیں ہے اور حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان کو حربی کافر کے بدلہ قتل نہیں کیا جائے گا۔

حنفیہ کی دلیل: حنفیہ کی دلیل قرآن پاک کی آیت ہے: اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ. اس آیت میں مسلمان یا کافر کی کوئی قید نہیں ہے نیز جب اسلامی حکومت نے ان کے جان و مال کی مسلمانوں کے جان و مال کی طرح ذمہ داری لے لی تو اب ان کی جان و مال میں دنیاوی احکام کے لحاظ سے کوئی فرق باقی نہ رہا تو مسلمان اور ذمی دونوں اس حکم میں برابر ہوگئے اس لئے دونوں کا ایک دوسرے سے قصاص لیا جائے گا۔

(۱۰/۲۲۱۳) وَلَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْمُسْتَأْمِنِ.

ترجمہ: اور مسلمان کو مستامن کے بدلہ قتل نہیں کیا جاوے گا۔

تشریح: کوئی کافر دارالکفر سے امن لے کر دارالاسلام میں آیا ہے اور اس کو کسی مسلمان نے قتل کر دیا تو اس مستامن کے بدلہ مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اگر اس کے ملک سے عہد و پیمان ہے تو اس کی دیت دی جائے گی نیز اس کا خون ہمیشہ کے لئے محفوظ نہیں ہے اس لئے بھی مسلمان قتل نہیں کیا جائے گا۔

(۱۱/۲۲۱۴) وَيُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ وَالْكَبِيرُ بِالصَّغِيرِ وَالصَّحِيحُ بِالْاَعْمٰى وَالزَّمِنِ.

ترجمہ: اور قتل کیا جائے گا مرد کو عورت کے بدلہ اور بڑا قتل کیا جائے گا چھوٹے کے بدلہ اور تندرست کو اندھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بدلہ اور اپاہج کے بدلہ۔

تشریح: جب مساوات کا مدار اسلام اور دار الاسلام پر رکھا ہے تو جب یہ مدار پایا جائے وہیں قصاص لیا جائے گا خواہ مرد نے عورت کو قتل کیا ہو یا اس کے برعکس خواہ بالغ نے بچہ کو قتل کیا ہو اور خواہ تندرست آدمی نے اندھے اور اپاہج کو قتل کیا ہو۔

(۱۲/۲۲۱۵) وَلَا يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِابْنِهِ وَلَا بِعَبْدِهِ وَلَا بِمُدَبَّرِهِ وَلَا بِمُكَاتَبِهِ وَلَا بِعَبْدِ وَلَدِهِ.

ترجمہ: اور مرد اپنے بیٹے کے بدلہ قتل نہیں کیا جائے گا اور نہ اپنے غلام کے بدلہ اور نہ اپنے مدبر کے بدلہ اور نہ اپنے مکاتب کے بدلہ اور نہ اپنے بیٹے کے غلام کے بدلہ۔

تشریح: اگر باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا تو قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ دیت لازم کی جائے گی یا آقا نے اپنے غلام کو قتل کر دیا تو غلام کے بدلہ آقا کو قتل نہیں کیا جائے گا البتہ دیت لازم ہوگی اور تعزیر کی جائے گی اور مدبر اور مکاتب کا بھی یہی حکم ہے کیوں کہ قصاص کا وارث بھی آقا ہے اور لیا بھی جا رہا ہے آقا سے اور یہ باطل ہے اور اگر اپنے لڑکے کا غلام قتل کیا ہو تو بھی قصاص نہ ہوگا کیوں کہ بیٹا بھی باپ پر قصاص کا مستحق نہیں ہو سکتا حضرت سراقہ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ باپ کو اس کے بیٹے سے قصاص دلواتے تھے لیکن بیٹے کو اس کے باپ سے قصاص نہیں دلواتے تھے یعنی اگر کوئی بیٹا اپنے باپ کو قتل کر دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا لیکن اگر باپ اپنے بیٹے کو قتل کر دے تو باپ سے قصاص نہیں لیا جائے گا اور حنفیہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

(۱۳/۲۲۱۶) وَمَنْ وَرِثَ قِصَاصاً عَلٰى اَبِيْهِ سَقَطَ.

حل لغت: قصاص: قاف کے کسرہ کے ساتھ مصدر ہے مقاصہ سے برابری یا 'قصاص' فعال کے وزن پر 'قص الاثر' سے ماخوذ ہے آہستہ آہستہ پیروی کرنا۔

ترجمہ: اور جو شخص وارث ہو جائے قصاص کا باپ پر تو وہ ساقط ہو جائے گا۔

تشریح: اگر لڑکے کو حق قصاص میراث میں ملا تب بھی باپ سے قصاص نہ لیا جائے گا مثلاً ایک آدمی نے اپنے خسر کو قتل کر دیا اور قاتل کی بیوی کے علاوہ خسر کا کوئی وارث نہیں ہے اتفاق سے یہ بھی مرگئی تو ایسی صورت میں اس عورت کا لڑکا جو قاتل کے نطفہ سے ہے اس قصاص کا وارث ہوگا مگر یہ قصاص ساقط ہو جائے گا کیوں کہ والد کی عزت و احترام اس کو مانع ہے اور اگر بیٹے کے ساتھ دوسرے لوگ بھی وارث تھے تب بھی قتل ساقط ہو جائے گا کیوں کہ بعض اولیاء کی جانب سے قتل ساقط ہو جانے سے پورے کی جانب سے ساقط ہو جائے گا۔

(۱۴/۲۲۱۷) وَلَا يُسْتَوْفَى الْقِصَاصُ اِلَّا بِالسَّيْفِ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حل لغت: یستوفی وصول کرنا۔

ترجمہ: اور نہیں لیا جائے گا قصاص مگر تلوار سے۔

تشریح: اس عبارت میں صاحب کتاب یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قاتل سے کس طرح قصاص لیا جائے اس بارے میں دو مذہب ہیں۔

(۱) حنفیہ کے نزدیک صرف ہتھیار سے قصاص لیا جائے گا خواہ تلوار ہو یا بندوق۔

(۲) ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ قاتل کو بھی اسی طریقہ سے قتل کیا جائے گا جس طریقہ سے اس نے مقتول کو قتل کیا تھا مثلاً اگر قاتل نے خنجر سے قتل کیا تھا تو قاتل کو بھی خنجر ہی سے قتل کیا جائے گا گویا کہ جو فعل قاتل نے کیا تو قاتل کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا جائے گا مگر یہ کہ وہ فعل غیر مشروع ہو تو اس صورت میں قصاص بالمثل نہیں لیا جائے گا بلکہ تلوار سے لیا جائے گا مثلاً کوئی شخص دوسرے کو لواطت کے ذریعہ یا زنا کر کے یا سرین میں لاٹھی یا نیزہ گھسا کر یا عورت کی شرمگاہ میں نیزہ گھسا کر مار دے تو ان صورتوں میں ائمہ ثلاثہ بھی مساوات کے قائل نہیں ہیں۔

دلیل: حدیث میں ہے کہ ایک باندی کو یہودی نے پتھر سے کچل کر مارا تھا تو حضور نے یہودی کو پتھر سے کچل کر قصاص لیا۔ (بخاری ج ۲، ص ۱۰۱۶، باب من اقاد بالحجر)

جواب: اس واقعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعزیراً اور سیاستاً اسی طرح قتل کرنے کو مناسب سمجھا کیوں کہ اس بچی کے ساتھ بڑی سخت زیادتی ہوئی تھی اس لئے لوگوں کو عبرت دلانے کے لئے تعزیراً اس کا سر کچلنے کا حکم دیا ورنہ اصل حکم یہ نہیں تھا۔

حنفیہ کی دلیل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: **لاقود الا بالسیف** کہ قصاص تلوار یعنی ہتھیار سے لیا جائے۔

(۲۲۱۸/۱۵) وَاِذَا قُتِلَ الْمُكَاتَبُ عَمَداً وَلَيْسَ لَهُ وَارِثٌ اِلَّا الْمَوْلٰى فَلَهُ الْقِصَاصُ اِنْ لَّمْ يَتْرُكْ وَفَاءً.

ترجمہ: اور جب قتل کر دیا گیا مکاتب جان بوجھ کر اور اس کا کوئی وارث نہیں آقا کے علاوہ تو اس کے لئے قصاص لینے کا حق ہے اگر نہ چھوڑے مکاتب مال۔

مسئلہ قتل مکاتب

تشریح: مکاتب کو کسی نے جان بوجھ کر قتل کر دیا اور آقا کے علاوہ کوئی وارث نہ ہو اور مکاتب کے پاس اتنا مال بھی نہیں تھا کہ پورا بدل کتابت ادا کر سکے اور آزاد ہو کر مر سکے تو ایسی صورت میں آقا کو قصاص لینے کا حق ہے کیوں کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جب مکاتب بدل کتابت چھوڑے بغیر مر گیا تو کتابت فسخ ہوگئی اور وہ غلامی کی حالت میں مرا اور آقا کے علاوہ کوئی وارث بھی نہیں ہے اس لئے صرف آقا کو قصاص لینے کا حق ہوگا۔

(۱۶/۲۲۱۹) وَاِنْ تَرَكَ وَفَاءً وَ وَارِثُهٗ غَيْرَ الْمَوْلٰى فَلَا قِصَاصَ لَهُمْ وَاِنِ اجْتَمَعُوْا مَعَ الْمَوْلٰى.

ترجمہ: اور اگر مال چھوڑے اور اس کا وارث ہے آقا کے علاوہ تو ان کے لئے قصاص کا حق نہیں ہے اگر چہ ورثاء آقا کے ساتھ جمع ہو جائیں۔

تشریح: مکاتب کو کسی نے جان کر قتل کیا اور اس نے مال کتابت ادا کرنے کے لئے پورا مال چھوڑا تھا اور آقا کے علاوہ دوسرے لوگ ورثاء موجود تھے تو اس صورت میں نہ آقا قصاص لے سکے گا اور نہ ورثاء قصاص لے سکیں گے بالاتفاق قصاص ساقط ہو کر دیت لازم ہوگی کیوں کہ اس مکاتب کے آزاد یا غلام ہو کر مرنے میں صحابہ کا اختلاف ہے اس لئے قصاص ختم کر دیا گیا۔

(۱۷/۲۲۲۰) وَاِذَا قُتِلَ عَبْدُ الرَّهْنِ لَا يَجِبُ الْقِصَاصُ حَتّٰى يَجْتَمِعَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ.

ترجمہ: اور جب قتل کر دیا گیا مرہون غلام تو نہیں واجب ہوگا قصاص یہاں تک کہ جمع ہو جائیں راہن اور مرتہن۔

مسئلہ عبدِ مرہون

تشریح: اگر غلام مرہون جان بوجھ کر مرتہن کے قبضہ میں قتل کر دیا گیا تو تنہا راہن کو یا تنہا مرتہن کو قصاص لینے کا حق نہ ہوگا بلکہ دونوں کا جمع ہونا شرط ہے تنہا مرتہن اس سے قصاص نہیں لے سکتا کہ اس کا غلام نہیں ہے غلام تو راہن کا ہے اور تنہا راہن اس لئے نہیں لے سکتا کہ اس سے مرتہن کا حق ضائع ہوگا، اس لئے مرتہن اس بات پر راضی ہو کہ میں اپنا حق ساقط کرتا ہوں آپ قصاص لے لیں تب راہن قصاص لے سکتا ہے اس لئے راہن اور مرتہن دونوں کا جمع ہونا ضروری ہے۔

(۱۸/۲۲۲۱) وَمَنْ جَرَحَ رَجُلًا عَمَدًا فَلَمْ يَزَلْ صَاحِبَ فِرَاشٍ حَتّٰى مَاتَ فَعَلَيْهِ الْقِصَاصُ.

ترجمہ: کسی نے کسی آدمی کو جان بوجھ کر زخمی کر دیا اور وہ مسلسل صاحب فراش رہا یہاں تک کہ مر گیا تو اس پر قصاص ہے۔

تشریح: زید نے عمر کو زخمی کر دیا اور اس زخم کی وجہ سے عمر ایک ماہ مثلاً صاحب فراش ہو گیا اور موت تک اسی حال میں رہا پھر مر گیا تو زید سے قصاص لیا جائے گا کیوں کہ زخمی کرنے کے بعد ٹھیک نہیں ہوا اسی حال میں مر گیا تو زخم ہی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مرنے کا سبب بنا اس لئے قصاص لیا جائے گا۔

(۱۹/۲۲۲۲) وَمَنْ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ عَمَدًا مِنَ الْمِفْصَلِ قُطِعَتْ يَدُهُ وَكَذَالِكَ الرِّجْلُ وَ مَارِنُ الْاَنْفِ وَالْاُذُن.

حل لغات: المفصل: جوڑ، مارن: ناک کا نرم حصہ۔

ترجمہ: جس کسی نے ہاتھ کاٹا جان بوجھ کر جوڑ سے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور ایسے ہی پاؤں اور ناک کا نرم حصہ اور کان۔

جان کے علاوہ کے قصاص کا بیان

تشریح: اگر کسی نے دوسرے کا کوئی عضو کاٹا تو بعض صورتوں میں قصاص ہوتا ہے اور بعض میں نہیں اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جس صورت میں برابری ممکن ہو وہاں قصاص ہوگا اور جہاں ممکن نہ ہو وہاں قصاص نہ ہوگا بلکہ دیت واجب ہوگی، مثلاً ہاتھ گٹے سے کاٹا ہو یا کہنی سے یا پیر ٹخنہ سے یا گھٹنے سے تو دوسرے کا بھی اتنا ہی کاٹا جا سکتا ہے اسی طرح کان میں اور ناک کے نرم حصہ میں مماثلت ہو سکتی ہے لہٰذا ان میں قصاص ہوگا۔

(۲۰/۲۲۲۳) وَمَنْ ضَرَبَ عَيْنَ رَجُلٍ فَقَلَعَهَا فَلَا قِصَاصَ عَلَيْهِ فَاِنْ كَانَتْ قَائِمَةً وَذَهَبَ ضَوْءُهَا فَعَلَيْهِ الْقِصَاصُ تُحْمٰى لَهُ الْمِرْاٰةُ وَيُجْعَلُ عَلٰى وَجْهِهٖ قُطْنٌ رَطْبٌ وَ تُقَابَلُ عَيْنُهٗ بِالْمِرْاٰةِ حَتّٰى يَذْهَبَ ضَوْءُهَا.

حل لغات: تحمٰی: گرم کیا جائے حمی یحمی سے مشتق ہے۔ المراۃ: آئینہ شیشہ۔ ضوء: روشنی۔

ترجمہ: اور جس نے مارا کسی کی آنکھ پر اور اس کو باہر نکال دیا تو اس پر قصاص نہ ہوگا اگر آنکھ قائم ہو اور اس کی روشنی چلی گئی تو اس پر قصاص ہوگا (اس طرح) کہ گرم کیا جائے اس کے لئے آئینہ اور رکھدی جائے اس کے چہرہ پر گیلی روئی اور اس کی آنکھ کے سامنے آئینہ کیا جائے تو اس کی بینائی ختم ہو جائے گی۔

تشریح: ماقبل میں یہ قاعدہ آ چکا ہے کہ جہاں مماثلت ممکن ہوگی وہاں قصاص ہوگا اور جہاں مماثلت ممکن نہ ہوگی تو وہاں قصاص واجب نہ ہوگا لہٰذا اگر کسی نے کسی کی آنکھ پر مارا جس کی وجہ سے اس کی آنکھ باہر نکل گئی تو یہاں مماثلت ممکن نہیں ہے اس لئے قصاص نہ ہوگا اور اگر آنکھ موجود ہے صرف اس کی روشنی ختم ہو گئی ہے تو یہاں مماثلت ممکن ہے اور وہ یہ کہ جونسی آنکھ سے قصاص نہیں لینا اس کو باندھ دیا جائے اور چہرہ پر بھیگی ہوئی روئی لپیٹ دی جائے اور گرم صاف آئینہ اس کی اس آنکھ کے سامنے کیا جائے جس کی بینائی ختم کرنی ہے اس طریقہ سے بینائی ختم ہو جائے گی اور چہرہ اور دوسری آنکھ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۱/۲۲۲۴) وَفِی السِّنِّ الْقِصَاصُ وَ فِی کُلِّ شَجَّۃٍ یُمْکِنُ فِیْھَا الْمُمَاثَلَۃُ الْقِصَاصُ وَلَا قِصَاصَ فِیْ عَظْمٍ اِلَّا فِی السِّنِّ۔

ترجمہ: دانت میں قصاص ہے اور ہر اس زخم میں جس میں برابری ممکن ہو قصاص ہے ہڈی میں قصاص نہیں سوائے دانت کے۔

تشریح: اگر کسی نے کسی کا دانت توڑ دیا تو اس میں قصاص ہوگا قرآن میں صاف حکم موجود ہے، 'السن بالسن' کہ دانت کے بدلہ میں دانت ہے اور جن زخموں میں برابری ممکن ہو ان میں قصاص لیا جائے گا آگے فرماتے ہیں کہ کسی بھی ہڈی میں دانت کے علاوہ قصاص نہیں لیا جائے گا۔

(۲۲/۲۲۲۵) وَلَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ النَّفْسِ شِبْہُ عَمَدٍ وَاِنَّمَا ھُوَ عَمَدٌ اَوْ خَطَأٌ۔

ترجمہ: اور جان کے علاوہ (ہاتھ پاؤں وغیرہ) میں شبہ عمد نہیں ہے وہ تو عمداً ہے یا خطاء۔

تشریح: جان سے مارنے میں شبہ عمد کا وقوع ہوتا ہے کیوں کہ آدمی کو دھاردار چیز سے نہ مارے بلکہ غیر دھار دار سے مارے تو شبہ عمد ہوگا لیکن جان کے علاوہ جتنے زخم ہیں ان میں دھاردار کے علاوہ سے بھی زخمی کرے گا تو شبہ عمد نہیں ہوگا بلکہ زخم عمد ہوگا یا زخم خطاء ہوگا کیوں کہ اگر جان کر زخمی کیا تو زخم عمد اور غلطی سے زخمی کیا تو زخم خطاء ہوگا۔

(۲۳/۲۲۲۶) وَلَا قِصَاصَ بَیْنَ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَۃِ فِیْمَا دُوْنَ النَّفْسِ وَلَا بَیْنَ الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَلَا بَیْنَ الْعَبْدَیْنِ۔

ترجمہ: اور قصاص نہیں ہے مرد اور عورت کے درمیان نفس کے علاوہ میں اور نہ آزاد اور غلام کے درمیان اور نہ دو غلاموں کے درمیان۔

تشریح: مرد نے عورت کو قتل کر دیا تو مرد سے قصاص لیا جائے گا ایسے ہی آزاد نے غلام کو مار دیا یا ایک غلام نے دوسرے غلام کو مار دیا لیکن اگر کوئی مرد عورت کا ہاتھ پاؤں یا ناک کاٹ دے یا آزاد آدمی غلام کا یا ایک غلام دوسرے غلام کا تو ان میں قصاص نہیں ہے بلکہ دیت لازم ہوگی کیوں کہ اعضاء کے ساتھ اموال کا سا برتاؤ ہوتا ہے اس لئے مماثلت شرط ہے اور مذکورین کے درمیان کوئی مماثلت نہیں ہے مثلاً مرد کے ہاتھ کی قیمت شریعت نے ۵۰۰ دینار مقرر کی ہے اور عورت کے ہاتھ کی قیمت ۲۵۰ دینار مقرر کی ہے بہر حال جب تفاوت ہے تو مذکورہ تمام صورتوں میں قصاص نہ ہوگا۔

(۲۴/۲۲۲۷) وَیَجِبُ الْقِصَاصُ فِی الْاَطْرَافِ بَیْنَ الْمُسْلِمِ وَالْکَافِرِ۔

ترجمہ: اور قصاص واجب ہے اعضاء میں مسلمان اور کافر کے درمیان۔

تشریح: عبارت میں کافر سے مراد ذمی ہے مسلمان اور ذمی کے ہاتھ کی قیمت شریعت نے ایک رکھی ہے لہٰذا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مساوات کی وجہ سے قصاص واجب ہوگا۔

(۲۵/۲۲۲۸) وَمَنْ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ مِنْ نِصْفِ السَّاعِدِ اَوْجَرَحَهُ جَائِفَةً فَبَرَأَ مِنْهَا فَلَاقِصَاصَ عَلَيْهِ.

حل لغات: جَائِفَةً: پیٹ کے اندر پہنچا ہوا زخم۔ فبرأ: ٹھیک ہوگیا۔

ترجمہ: جس نے کسی کا ہاتھ کاٹا آدھے بازو سے یا زخم لگایا پیٹ کے اندر تک پھر وہ اس سے اچھا ہوگیا تو اس پر قصاص نہیں ہے۔

تشریح: اس عبارت میں مصنف نے دو مسئلے بیان کئے ہیں (۱) اگر کسی نے کسی کی نصف کلائی کاٹ دی تو یہاں قصاص نہ ہوگا بلکہ اس کی دیت لازم ہوگی اسی طرح پیٹ میں گہرا زخم لگایا پھر وہ زخم ٹھیک ہوگیا تو قصاص کے طور پر پیٹ میں گہرا زخم نہیں لگایا جائے گا بلکہ اس کی دیت لازم ہوگی۔

دلیل: ہاتھ کٹنے کے بعد ٹھیک ہونا ضروری نہیں ہے اب اس قسم کا قصاص کہ کلائی سے ہاتھ کاٹے پھر وہ ٹھیک بھی ہوجائے یہ ممکن نہیں ہے اور قصاص میں برابری ضروری ہے یہی حال پیٹ کے زخم کا ہے۔

(۲۶/۲۲۲۹) وَاِذَا كَانَ يَدُ الْمَقْطُوْعِ صَحِيْحَةً وَيَدُ الْقَاطِعِ شَلَّاءَ اَوْنَاقِصَةَ الْاَصَابِعِ فَالْمَقْطُوْعُ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ قَطَعَ الْيَدَ الْمَعِيْبَةَ وَلَا شَيْءَ لَهُ غَيْرَهَا وَاِنْ شَاءَ اَخَذَالْاَرْشَ كَامِلًا.

حل لغات: شلاء: خشک شدہ لنجا۔ المعیبة: عیب دار۔ الارش: جان کے علاوہ اعضاء واطراف میں جنایت کی وجہ سے جو لازم ہوتا ہے۔

ترجمہ: اور جب کہ کاٹا ہوا ہاتھ صحیح ہو اور کاٹنے والے کا ہاتھ لنجا ہو یا انگلی ناقص ہو تو جس کا ہاتھ کاٹا گیا ہے اسے اختیار ہے اگر چاہے تو عیب دار ہاتھ کو کاٹ دے اور اس کے لئے اس عیب دار ہاتھ کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور اگر چاہے پوری دیت لے لے۔

قصاص کے باقی احکام

تشریح: زید کا ہاتھ صحیح سالم تھا اور خالد کا ہاتھ لنجا ہے یا اس کی انگلی خراب ہے صورت یہ ہوئی کہ خالد نے زید کا ہاتھ کاٹ دیا تو اب زید کیا کرے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ زید کو دو اختیار ہیں (۱) اگر زید چاہے تو خالد کا ہاتھ جیسا بھی ہے اسی کو کاٹ دے اگر اس نے ایسا کرلیا تو اس کا حق ادا ہوگیا اس لئے اس کو دیت نہیں ملے گی یا عیب دار ہاتھ کی کچھ رقم نہیں ملے گی (۲) زید کو اختیار ہے کہ شل ہاتھ کو نہ کاٹے بلکہ اپنے ہاتھ کی پوری دیت وصول کرلے۔

(۲۷/۲۲۳۰) وَمَنْ شَجَّ رَجُلًا فَاسْتَوْعَبَ الشَّجَّةُ مَابَيْنَ قَرْنَيْهِ وَهِيَ لَاتَسْتَوْعِبُ مَابَيْنَ قَرْنَي

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الشَّاجِّ فَالْمَشْجُوْجُ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ اقْتَصَّ بِمِقْدَارِ شَجَّتِهٖ يَبْتَدِئُ مِنْ اَيِّ الْجَانِبَيْنِ شَاءَ وَاِنْ شَاءَ اَخَذَ الْاَرْشَ كَامِلاً.

حل لغات: شج: ماضی باب (ن، ض) شجاً: زخمی کرنا، توڑنا پھوڑنا۔ الشجة: سر کا زخم۔ قرنیه: قرن کا تثنیہ ہے انسان کے سر کا وہ حصہ جہاں پر جانور کو سینگ نکلتا ہے۔ تستوعب: مضارع باب استفعال گھیرنا۔ شاج: سر کو زخمی کرنے والا۔ مشجوج: جس کا سر زخمی کیا گیا ہے۔

ترجمه: جس نے کسی شخص کا سر پھوڑ دیا پس زخم نے سر کی دونوں جانبوں کو گھیر لیا اور یہ زخم پھوڑنے والے کی دونوں جانبوں کو نہیں گھیرتا تو زخمی شدہ آدمی کو اختیار ہے کہ اگر چاہے قصاص لے لے اپنے زخم کی مقدار اور شروع کرے جس جانب سے چاہے اور اگر چاہے تو پوری دیت لے لے۔

تشریح: زید کا سر چھوٹا ہے مثلاً چوڑائی میں داہنی جانب سے بائیں جانب تک کل پانچ انچ ہے اور عمر کا آٹھ انچ اب عمر نے زید کا سر پھوڑا اور اتنا زخمی کر دیا کہ پورے پانچ انچ کو محیط ہو گیا اب زید قصاص لینا چاہتا ہے تو عمر کے سر میں سے پانچ انچ زخمی کرے تاکہ برابر ہو جائے اور چاہے دائیں جانب سے شروع کرے یا بائیں جانب سے اور اگر زخمی نہیں کرنا چاہتا تو پوری دیت لے لے۔

(۲۸/۲۲۳۱) وَلَاقِصَاصَ فِي اللِّسَانِ وَلَا فِي الذَّكَرِ اِلَّا اَنْ يَقْطَعَ الْحَشْفَةَ.

ترجمه: اور نہیں ہے قصاص زبان میں اور نہ عضو تناسل میں مگر یہ کہ کاٹ دے حشفہ۔

تشریح: زبان اور ذکر لمبے ہوتے ہیں اور سکڑتے ہیں اس لئے ان کو برابر سرابر کاٹنا ممکن نہیں ہے اس لئے ان میں قصاص نہ ہوگا بلکہ دیت ہے ہاں اگر کسی نے کسی کا حشفہ کاٹ دیا تو یہ جگہ جانی پہچانی ہے لہٰذا قصاص لیا جائے گا۔

(۲۹/۲۲۳۲) وَاِذَا اصْطَلَحَ الْقَاتِلُ اَوْلِيَاءَ الْمَقْتُوْلِ عَلٰى مَالٍ سَقَطَ الْقِصَاصُ وَوَجَبَ الْمَالُ قَلِيْلاً كَانَ اَوْ كَثِيْراً.

حل لغات: اصطلح: ماضی صلح کر لی۔

ترجمه: اور جب صلح کر لے قاتل مقتول کے اولیاء سے کسی مال پر تو ساقط ہو جائے گا، قصاص اور واجب ہوگا مال کم ہو یا زیادہ ہو۔

تشریح: قاتل نے جان کر کسی کو قتل کیا تھا جس کی وجہ سے قصاص لازم تھا لیکن قاتل نے مقتول کے اولیاء سے مال پر صلح کر لی تو قصاص ساقط ہو جائے گا اور قاتل پر وہ مال لازم ہوگا جو صلح میں طے ہوا وہ مال دیت کاملہ سے کم ہو یا زیادہ ہو۔

(۳۰/۲۲۳۳) فَاِنْ عَفَا اَحَدُ الشُّرَكَاءِ مِنَ الدَّمِ اَوْ صَالَحَ مِنْ نَصِيْبِهٖ عَلٰى عِوَضٍ سَقَطَ حَقُّ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الْبَاقِيْنَ مِنَ الْقِصَاصِ وَكَانَ لَهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِنَ الدِّيَةِ.

ترجمہ: پھر اگر معاف کردے کوئی شریک خون یا صلح کر لے اپنے حصہ کی طرف سے کسی عوض پر تو ساقط ہوجائے گا باقی لوگوں کا حق قصاص سے اور ہوگا ان کا حصہ دیت سے۔

تشریح: مقتول کے ورثاء میں سے کسی ایک نے اپنا حصہ معاف کردیا یا اپنے حصہ کے بدلہ قاتل سے صلح کرلی تو سب کا حق قصاص ساقط ہوجائے گا اور باقی ورثاء کا حق مال دیت کی طرف منتقل ہوجائے گا اب جن ورثاء نے نہ قصاص معاف کیا نہ صلح کی تو وہ اپنا حصہ دیت سے پائیں گے، قصاص چوں کہ اولیاء کا حق ہے جس کی وجہ سے اولیاء کو حق ہے کہ اپنا حق مفت میں معاف کردیں یا کچھ عوض لے کر معاف کردیں۔

(۲۲۳۴/۳۱) وَإِذَا قَتَلَ جَمَاعَةٌ وَاحِداً عَمَداً اُقْتُصَّ مِنْ جَمِيْعِهِمْ.

ترجمہ: اگر قتل کردے ایک جماعت ایک آدمی کو جان بوجھ کر تو قصاص لیا جائے گا ان سب سے۔

تشریح: مقتول ایک ہے اور قاتل متعدد ہیں تو سب کو قصاص میں قتل کردیا جائے گا کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر سارے آسمان والے اور سارے زمین والے کسی ایک مومن کے خون کرنے میں شریک ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اوندھے منہ جہنم میں گرادے گا۔ (ترمذی باب الحکم فی الدماء) مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کے قتل میں ایک سے زیادہ افراد شریک ہوں اور ان کی تعداد کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہوجائے تو اللہ تعالیٰ ان سب کو اس قتل کی وجہ سے جہنم کا عذاب دیگا معلوم ہوا کہ اگر ایک شخص کے قتل میں کئی افراد شریک ہوں تو سب سے قصاص لیا جائے گا۔

(۲۲۳۵/۳۲) وَإِذَا قَتَلَ وَاحِدٌ جَمَاعَةً فَحَضَرَ اَوْلِيَاءُ الْمَقْتُوْلِيْنَ قُتِلَ لِجَمَاعَتِهِمْ وَلَا شَيْئَ لَهُمْ غَيْرَ ذٰلِكَ فَاِنْ حَضَرَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ قُتِلَ لَهُ وَسَقَطَ حَقُّ الْبَاقِيْنَ.

ترجمہ: اگر قتل کیا ایک آدمی نے ایک جماعت کو پس حاضر ہوگئے مقتولین کے اولیا، تو قتل کیا جائے گا اس کو پوری جماعت کے لئے اور کچھ نہیں ہے ان کے لئے اس کے علاوہ اور اگر ان میں سے کوئی ایک حاضر ہوا تو قتل کیا جائے گا اس کے لئے اور باقی لوگوں کا حق ساقط ہوجائے گا۔

تشریح: ایک آدمی نے بیس آدمیوں کو قتل کردیا اس لئے قصاص کا ذمہ دار وہی ہے تو اگر تمام اولیاء جمع ہوجائیں تب بھی قصاص میں یہی ایک قاتل سب کے لئے ہوگا اور اس کے قتل سے سب کا قصاص ادا ہوجائے گا، اور چوں کہ اس میں دیت بھی نہیں ہے، اس لئے باقی لوگوں کو دیت بھی نہیں ملے گی اور اگر ان میں سے کوئی ایک حاضر ہوا اور قصاص لے لیا گیا تو بھی باقی لوگوں کا حق ساقط ہوجائے گا، اب باقی مقتولین کے ورثاء کو کچھ نہ ملے گا، اور نہ وہ کسی کو قتل کرسکیں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۲۳۶/۳۳) وَمَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْقِصَاصُ فَمَاتَ سَقَطَ عَنْهُ الْقِصَاصُ.

ترجمہ: جس پر قصاص واجب تھا وہ مرگیا تو اس سے قصاص ساقط ہو جائے گا۔

تشریح: جس قاتل پر قصاص واجب تھا اور دیت دینا طے نہیں ہوا تھا تو اگر وہ قاتل مرجائے تو قصاص بھی ساقط ہو جائے گا کیوں کہ جب قاتل ہی نہیں رہا تو قصاص کس سے لیا جائے؟

(۲۲۳۷/۳۴) وَاِذَا قَطَعَ رَجُلَانِ يَدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَلَا قِصَاصَ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَعَلَيْهِمَا نِصْفُ الدِّيَةِ.

ترجمہ: اور جب کہ کاٹ دیا دو آدمیوں نے ایک آدمی کا ہاتھ تو ان دونوں میں سے کسی پر قصاص نہیں ہے بلکہ ان دونوں پر آدھی دیت ہوگی۔

تشریح: دو آمیوں نے چھری لے کر ایک شخص کے ہاتھ پر چلائی اور اس کا ہاتھ کٹ گیا تو ہمارے یہاں ان میں سے کسی ایک پر بھی قصاص نہ ہوگا البتہ دونوں پر ہاتھ کی دیت کا تاوان ہوگا، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دونوں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے جیسے دو آدمی مل کر کسی ایک کو قتل کردیں تو دونوں سے قصاص لیا جاتا ہے ایسے ہی یہاں بھی دونوں سے ہاتھ کا قصاص لیا جائے گا، ہماری دلیل یہ ہے کہ ہر ایک نے کچھ ہاتھ کاٹا ہے کیوں کہ چھری پر دونوں کا ہاتھ ہے اور جب ہر ایک نے کچھ ہاتھ کاٹا ہے اور ان دونوں کو سزا یہ ملے کہ ان کا پورا پورا ہاتھ کٹے تو مماثلت ختم ہوگئی حالانکہ قصاص میں برابری ضروری ہے۔

(۲۲۳۸/۳۵) وَاِنْ قَطَعَ وَاحِدٌ يَمِيْنَيْ رَجُلَيْنِ فَحَضَرَا فَلَهُمَا اَنْ يَقْطَعَا يَدَهٗ وَيَاخُذَا مِنْهُ نِصْفَ الدِّيَةِ يَقْتَسِمَانِهَا نِصْفَيْنِ فَاِنْ حَضَرَ وَاحِدٌ مِنْهُمَا فَقَطَعَ يَدَهٗ فَلِلْآخَرِ عَلَيْهِ نِصْفُ الدِّيَةِ.

ترجمہ: اور اگر کاٹ دے ایک آدمی دو آدمیوں کے داہنے ہاتھ پھر وہ دونوں حاضر ہو گئے تو ان دونوں کو حق ہے کہ اس کا ہاتھ کاٹیں اور اس سے آدھی دیت لے لیں جس کو وہ دونوں آدھی آدھی تقسیم کرلیں اور اگر ان میں سے ایک آیا اور اس کا ہاتھ کاٹ لیا تو دوسرے کے لئے اس پر آدھی دیت ہے۔

تشریح: ایک آدمی نے دو آدمیوں کے دائیں ہاتھ کاٹ ڈالے اب کاٹنے والے کے پاس دو دائیں ہاتھ نہیں ہیں کہ ان کو کاٹا جائے اس لئے دونوں کو یہ حق ہوگا کہ کاٹنے والے کا دایاں ہاتھ کاٹ لے جس سے دونوں کا نصف نصف حق وصول ہو جائے گا اور باقی آدھے آدھے حق کے لئے کاٹنے والے سے ایک ہاتھ کی دیت جو آدھی دیت ہوتی ہے وہ لے لے اور آپس میں آدھی آدھی تقسیم کرلیں، اور اگر ایک نے آکر قصاص کے طور پر قاطع کا ہاتھ کاٹ لیا بعد میں دوسرا آیا تو اس کے لئے آدھی دیت ہوگی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۲۳۹/۳۶) وَاِذَا اَقَرَّ الْعَبْدُ بِقَتْلِ الْعَمَدِ لَزِمَهُ الْقَوْدُ.

ترجمہ: اور جب اقرار کرلے غلام قتل عمد کا تو لازم ہوگا اس پر قصاص۔

تشریح: غلام قتل عمد کا اقرار کرتا ہے تو اس کا اقرار معتبر ہوگا یا نہیں اس میں امام زفرؒ کا قول یہ ہے کہ اگر اس کا اقرار معتبر ہو جائے تو غلام کو قصاص میں قتل کردیا جائے گا اور آقا کا حق باطل ہو جائے گا اور جس اقرار میں آقا کا حق باطل ہوتا ہو وہاں اس کا اقرار معتبر نہیں ہوتا، ہمارا مذہب یہ ہے کہ اقرار صحیح ہے، اور غلام سے قصاص لیا جائے گا رہا آقا کے حق کا باطل ہونا تو وہ ضمنی چیز ہے، مقصود اصلی نہیں ہے۔

(۲۲۴۰/۳۷) وَمَنْ رَمٰى رَجُلاً عَمَداً فَنَفَذَ السَّهْمُ مِنْهُ اِلٰى آخَرَ فَمَاتَا فَعَلَيْهِ الْقِصَاصُ لِلْاَوَّلِ وَالدِّيَةُ لِلثَّانِيْ عَلٰى عَاقِلَتِهٖ.

حل لغات: نفذ: آر پار ہوگیا۔ السهم: تیر۔

ترجمہ: کسی نے کسی شخص کو جان بوجھ کر تیر مارا وہ اس سے پار ہو کر دوسرے کے جا لگا اور دونوں مر گئے تو اس پر اول کے لئے قصاص اور دوسرے کے لئے اس کی برادری پر دیت ہے۔

تشریح: خالد نے ایک آدمی کو تیر مارا اس کو وہ تیر لگا اور اس کے بدن سے پار ہو کر دوسرے کو بھی لگا اور وہ بھی مر گیا اور اول بھی اب کیا حکم ہے؟

فرمایا پہلا قتل عمد ہے جان بوجھ کر تیر مارا ہے اس لئے اس کی وجہ سے قاتل پر قصاص لازم ہے اور دوسرا قتل خطاء ہے کیوں کہ اس کو مارنے کی نیت نہیں تھی اور قتل خطاء میں دیت واجب ہوتی ہے لہٰذا قتل اول کی وجہ سے قصاص واجب ہوگا اور قتل ثانی کی وجہ سے اس کی برادری پر دیت واجب ہوگی۔

کِتَابُ الدِّيَات

(یہ کتاب دیتوں کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: اولاً قصاص کو بیان فرمایا ہے پھر دیت کو کیوں کہ قصاص اصل ہے اس میں زندگی اور جان کی حفاظت ہے اور دیت خلیفہ کے مثل ہے قصاص کے اقوی ہونے کی وجہ سے اس کو مقدم کیا ہے۔ (رقم الحاشیہ(۱)

دیت کی لغوی تحقیق: دیت جمع دیات، خون بہا دینا، دیت میں تا واو کے عوض میں ہے کیوں کہ یہ ودی سے مشتق ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحی تعریف: شریعت میں اس مال کو کہتے ہیں جو نفس کا بدل قرار دیا گیا ہے اور 'ارش' اس مال کو کہتے ہیں جو نفس سے کم میں واجب ہوتا ہے۔

پھر دیات انواع کے اعتبار سے جمع لایا گیا چنانچہ دیت کبھی نفس کی ہوتی ہے اور کبھی اعضاء کی، پھر دیت دو قسم پر ہے: (۱) دیت مغلظہ (۲) مخففہ۔

دیت مغلظہ: صرف اونٹ میں ہوتی ہے یعنی چار قسم کے اونٹ ملا کر ایک سو اونٹ دیت مغلظہ ہے۔

دیت مخففہ: وہ ہے کہ جو سونے و چاندی سے دی جائے۔ (بیان آگے آرہا ہے)

دیت کا ثبوت: ومن قتل مؤمنا خطأ فتحرير رقبة مؤمنة و دية مسلمة الى اهله. (آیت ۹۲ سورۃ النساء)۔

جس نے مومن کو غلطی سے قتل کیا تو مومن غلام کو آزاد کرنا ہے اور دیت اس کے اہل کو دینا ہے آیت کے اس ٹکڑے سے دیت کا ثبوت ہے۔

(۱/۲۲۴۱) اِذَا قَتَلَ رَجُلٌ رَجُلاً شِبْهَ عَمَدٍ فَعَلٰی عَاقِلَتِهٖ دِيَةٌ مُغَلَّظَةٌ وَعَلَيْهِ كَفَّارَةٌ.

ترجمہ: اگر قتل کر دے کوئی آدمی کسی کو شبہ عمد سے تو اس کے کنبے کے لوگوں پر دیت مغلظہ ہے اور قاتل پر کفارہ۔

تشریح: قتل شبہ عمد کی دیت قاتل کے خاندان پر لازم ہوگی اور خود قاتل پر کفارہ لازم ہوگا کفارہ یہ ہے کہ اگر قدرت ہو تو مومن غلام آزاد کرے اور اگر غلام نہ ملے تو پھر دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے۔

(۲/۲۲۴۲)وَدِيَةُ شِبْهِ الْعَمَدِ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ وَاَبِىْ يُوْسُفَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى مِائَةٌ مِنَ الْاِبِلِ اَرْبَاعاً خَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ حِقَّةً وَخَمْسٌ وَّعِشْرُوْنَ جَذَعَةٌ وَلَايَثْبُتُ التَّغْلِيْظُ اِلَّا فِى الْاِبِلِ خَاصَّةً فَاِنْ قُضِىَ بِالدِّيَةِ مِنْ غَيْرِ الْاِبِلِ لَمْ تَتَغَلَّظْ.

حل لغات: بنت مخاض: ایک سالہ اونٹنی۔ بنت لبون: دو سالہ اونٹنی۔ حقة: تین سالہ اونٹنی۔ جذعة: چار سالہ اونٹنی۔

ترجمہ: اور شبہ عمد کی دیت شیخین کے نزدیک سو اونٹ ہیں چار طرح کے پچیس بنت مخاض، پچیس بنت لبون، پچیس حقہ اور پچیس جذعہ اور نہیں ثابت ہوگی تغلیظ مگر صرف اونٹ میں اگر ادا کر دی گئی دیت اونٹ کے علاوہ سے تو وہ مغلظہ نہیں ہوگی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قتل شبہ عمد کی دیت کی مقدار

تشریح: شبہ عمد کی دیت میں سو اونٹ واجب ہوں گے جس میں حسب مذکور چار قسمیں ہوں گی اور شیخین کا مذہب یہ ہے کہ پچیس بنت مخاض پچیس بنت لبون پچیس حقے پچیس جذعے اس پر تو سب کا اتفاق ہے کہ شبہ عمد کی دیت میں تغلیظ ہے حضرات شیخین نے چار قسم پر منقسم کرنے کو تغلیظ سمجھا امام محمدؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک دیت مغلظہ اس طرح ہے تیس حقے تیس جذعے اور چالیس حاملہ اونٹنیاں، اگر شافعیہ کے قول کے مطابق چالیس اونٹنیاں ایسی دی جائیں جن کے پیٹ میں بچے ہوں تو اس صورت میں دیت سو اونٹ نہیں رہے گی بلکہ ایک سو چالیس اونٹ ہو جائے گی حالانکہ دیت سو اونٹ ہیں۔

(۳/۲۲۴۳) وَفِي قَتْلِ الْخَطَأِ تَجِبُ بِهِ الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ وَالْكَفَّارَةُ عَلَى الْقَاتِلِ.

ترجمہ: اور قتل خطاء میں دیت عاقلہ پر واجب ہے اور کفارہ قاتل پر ہے۔

تشریح: آیت میں صراحۃً مذکور ہے کہ قتل خطاء میں دیت اور کفارہ واجب ہے لیکن کفارہ قاتل پر ہے اور دیت عاقلہ پر۔

(۴/۲۲۴۴) وَالدِّيَةُ فِي الْخَطَأِ مِائَةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَخْمَاساً عِشْرُوْنَ بِنْتُ مَخَاضٍ وَعِشْرُوْنَ ابْنُ مَخَاضٍ وَعِشْرُوْنَ بِنْتُ لَبُوْنٍ وَعِشْرُوْنَ حِقَّةٌ وَعِشْرُوْنَ جَذَعَةٌ وَمِنَ الْعَيْنِ أَلْفُ دِيْنَارٍ وَمِنَ الْوَرِقِ عَشَرَةُ آلَافِ دِرْهَمٍ.

حل لغات: عین: سونا۔ ورق: چاندی۔

ترجمہ: اور دیت قتل خطاء میں سو اونٹ ہیں پانچ طرح کے بیس بنت مخاض اور بیس ابن مخاض اور بیس بنت لبون اور بیس حقے اور بیس جذعے اور سونے سے ایک ہزار دینار ہیں اور چاندی سے دس ہزار درہم۔

قتل خطاء کی دیت کی مقدار

تشریح: قتل خطاء کی دیت اگر اونٹ سے ادا کرنی ہو تو اس کی مقدار سو اونٹ ہے جس کے اندر یہ پانچ قسم کے اونٹ ہوں گے جو یہاں مذکور ہیں اور اگر قتل خطاء کی دیت سونے سے ادا کرنا چاہیں تو ایک ہزار دینار اس کی مقدار ہے اور اگر چاندی سے ادا کریں تو اس کی مقدار دس ہزار درہم ہیں امام شافعیؒ نے فرمایا کہ بارہ ہزار درہم ہیں اور سونے سے ایک ہزار دینار۔

(۵/۲۲۴۵) وَلَا يَثْبُتُ الدِّيَةُ إِلَّا مِنْ هٰذِهِ الْأَنْوَاعِ الثَّلٰثَةِ عِنْدَ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَقَالَا رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهَا وَمِنَ الْبَقَرِ مِائَتَا بَقَرَةٍ وَمِنَ الْغَنَمِ اَلْفَا شَاةٍ وَمِنَ الْحُلَلِ مِائَتَا حُلَّةٍ كُلُّ حُلَّةٍ ثَوْبَانِ.

حل لغات: بقر: گائے، غنم: شاة، بکری، حلل: واحد حلة ایک قسم کی چادر اور لنگی ہو تو اس لباس کو حلہ کہتے ہیں اس میں دو کپڑے ہوتے ہیں۔

ترجمہ: اور نہیں ثابت ہوگی دیت مگر انہیں تین قسموں سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ نے فرمایا ان سے بھی دیت ہے اور گائے سے دو سو گائیں اور بکری سے دو ہزار بکریاں اور جوڑوں میں سے دو سو جوڑے ہر جوڑا دو کپڑوں کا۔

دیت کن چیزوں سے ادا کرے

تشریح: جب قاتل دیت ادا کرے تو اس کو تین چیزوں میں اختیار ہے اونٹ سے دیت ادا کرے یا دینار سے یا دراہم سے اور ان تین چیزوں کے علاوہ سے دیت ادا نہ کرے گا اور یہ امام صاحبؒ کا مذہب ہے، صاحبین فرماتے ہیں کہ مذکورہ تینوں سے بھی مقرر مقدار کے مطابق دیت ادا کر سکتا ہے اور اگر گائے سے ادا کرے تو دو سو ہوں گی اور اگر بکریوں سے ادا کرے تو دو ہزار ہوں گی اور اگر جوڑے دے تو دو سو جوڑے ہوں گے جس میں ہر جوڑے میں دو کپڑے ہوں گے جو ہمارے عرف کے مطابق اس زمانہ میں ایک قمیص اور ایک ازار ہوگی۔

سوال: سوال یہ ہے کہ یہ صرف قتل خطاء کی دیت کا ذکر ہے یا شبہ عمد اور خطاء دونوں کی؟ تو اس بارے میں تحقیقی قول یہ ہے کہ دونوں کا ذکر ہے۔

یعنی امام صاحب کے نزدیک شبہ عمد اور خطاء دونوں کی دیت انواع ثلثہ سے ادا کی جا سکتی ہے اور صاحبین کے نزدیک دیگر ان چیزوں سے جو یہاں مذکور ہیں۔

سوال: **مسئلہ** (۲۲۲۴)(۲)۔ میں تو آیا تھا کہ شبہ عمد میں دیت مغلظہ واجب ہوگی اور تغلیظ صرف اونٹ میں ہوگی پھر یہ کیا ہوا؟

جواب: اس کا مطلب یہ تھا کہ تغلیظ کا تحقق صرف اونٹوں میں ہوگا کہ سو اونٹوں کو مذکورہ چار قسموں پر منقسم کیا جائے اور اگر دیت اونٹ کے علاوہ سے ادا ہو تو وہاں تغلیظ نہ ہو سکے گی بلکہ پھر شبہ عمد اور قتل خطاء کی دیت میں کچھ فرق نہ ہوگا کیوں کہ تغلیظ کا طریقہ صرف اونٹ میں منقول ہے، لہٰذا اگر قاضی نے اونٹ کے غیر میں تغلیظ کا فیصلہ کر دیا تو منقول نہ ہونے کی وجہ سے تغلیظ ثابت نہ ہوگی اور قاضی کا فیصلہ نافذ نہ ہوگا وہاں مصنف کی عبارت وَلَا یثبت التغلیظ اِلٰی آخرہ کا یہی مطلب ہے خوب سمجھ لیں۔

(۶/۲۲۴۶) وَدِيَةُ الْمُسْلِمِ وَالذِّمِّيِّ سَوَاءٌ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: مسلمان اور ذمی کی دیت برابر ہے۔

ذمی کی دیت کتنی ہے

تشریح: جو کافر دار الاسلام میں ٹیکس دے کر رہتا ہے اس کو ذمی کہتے ہیں اس کو اگر کوئی غلطی سے قتل کر دے تو اس کی دیت مسلمان ہی کی طرح سو اونٹ یا ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم ہیں، یہی جمہور علماء کا مذہب ہے دلیل قرآن کریم کی آیت ہے وان كان من قوم بينكم وبينهم ميثاق فدية مسلمة الى اهله. یعنی اگر ایسی قوم میں مقتول ہو کہ جس قوم کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے تو اس کی دیت اس کے خاندان والوں کے سپرد کر دی جائے گی اس آیت میں دیت کا لفظ مطلق ہے اور مسلمان کی دیت اور ذمی کی دیت میں کوئی فرق نہیں کیا ہے، بعض روایات میں ذمی کی دیت مسلمان کی دیت سے یا تو نصف قرار دیا گیا ہے یا ثلث اور بعض فقہاء نے ان کو اختیار کیا ہے، لیکن وہ تمام روایات اس آیت قرآنی کے مقابلہ میں مرجوح ہیں۔ (درس ترمذی ۵/۴۷)

(۲۲۴۷/۷) وَفِي النَّفْسِ الدِّيَةُ وَفِي الْمَارِنِ الدِّيَةُ وَفِي اللِّسَانِ الدِّيَةُ وَفِي الذَّكَرِ الدِّيَةُ وَ فِي الْعَقْلِ إِذَا ضَرَبَ رَأْسَهُ فَذَهَبَ عَقْلُهُ الدِّيَةُ.

حل ترکیب: في النفس: جار مجرور محل رفع میں ہے خبر ہونے کی وجہ سے اور 'الدیۃ' مبتدا موخر ہے تمام جملوں کی ترکیب اسی طرح ہے۔

ترجمہ: جان میں پوری دیت ہے اور ناک کے نرم حصہ میں پوری دیت ہے اور زبان میں پوری دیت ہے اور عضو تناسل میں پوری دیت ہے اور عقل میں جب کسی کے سر پر مارے اور عقل ختم ہو جائے تو پوری دیت ہے۔

تشریح: قاعدہ یہ ہے کہ جب کسی انسان کے عضو کے کٹنے سے اس عضو کی مکمل منفعت ختم ہو جائے یا اس سے جو خوبصورتی مقصود تھی وہ ختم ہو جائے تو پوری دیت لازم ہوگی جیسے ناک کاٹ دی تو خوبصورتی ختم ہونے کی وجہ سے گویا کہ انسان نہیں رہا یا زبان کاٹ دی یا ذکر کاٹ دیا تو ان کے کٹنے سے آدمی زندہ تو ہے لیکن بولنے کی منفعت یا صحبت کرنے کی منفعت ختم ہوگئی یا سر پر چوٹ ماری اور عقل ختم ہوگئی تو پوری دیت واجب ہوگی کیوں کہ عقل ہی کی وجہ سے آدمی اپنے نفس کو دنیوی اور اخروی ضروریات میں لگاتا ہے لہٰذا پوری دیت لازم ہوگی۔

(۲۲۴۸/۸) وَفِي اللِّحْيَةِ إِذَا حُلِقَتْ فَلَمْ تَنْبُتِ الدِّيَةُ وَفِي شَعْرِ الرَّأْسِ الدِّيَةُ وَفِي الْحَاجِبَيْنِ الدِّيَةُ.

حل لغات: اللحية: ڈاڑھی جمع لُحیً۔ تنبت: مضارع باب (ن) نبتاً اگنا۔ شعر: بال۔ حاجبین: حاجب کا تثنیہ ہے بھوں ابرو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور ڈاڑھی میں جب کہ وہ مونڈ دی جائے پھر نہ اگے دیت ہے اور سر کے بال میں دیت ہے اور دونوں بھوؤں میں دیت ہے۔

تشریح: اگر کسی نے کسی کی ڈاڑھی یا سر کے بال یا بھوؤں اس طرح مونڈ دیئے کہ دوبارہ نہیں اُگے تو حنفیہ کے نزدیک مونڈنے والے پر پوری دیت لازم ہوگی کیوں کہ خوبصورتی ختم ہونے کی وجہ سے گویا کہ انسان نہیں رہا۔

(۹/۲۲۴۹) وَفِي الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْيَدَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الرِّجْلَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْأُذُنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الشَّفَتَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي الْأُنْثَيَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي ثَدْيَي الْمَرْأَةِ الدِّيَةُ .

حل لغات: اذن: کان، شفتين: واحد شفة ہونٹ، انثيين: انثية کا تثنیہ ہے، خصیہ۔ ثدي: تثنیہ اصل میں ثَدْيَيْنِ تھا واحد ثَدْيٌ پستان۔

ترجمہ: اور دونوں آنکھوں میں دیت ہے دونوں ہاتھوں میں دیت ہے دونوں پاؤں میں دیت ہے، دونوں کانوں میں دیت ہے دونوں ہونٹوں میں دیت ہے دونوں خصیوں میں دیت ہے اور عورت کی دونوں پستانوں میں دیت ہے۔

تشریح: یہ اعضاء دونوں ختم ہو جائیں تو انسان کی منفعت ختم ہو جاتی ہے اس لئے پوری دیت لازم ہوگی۔

(۱۰/۲۲۵۰) وَفِي كُلِّ وَاحِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ نِصْفُ الدِّيَةِ.

ترجمہ: اور ان میں سے ہر ایک میں آدھی دیت ہے۔

تشریح: انسان کے جو اعضاء مفرد ہیں جیسے ناک زبان عضو تناسل ان میں پوری دیت ہے اور جو دو دو ہیں جیسے آنکھ ہاتھ پاؤں پستان بھوں وغیرہ تو دونوں کے کاٹنے میں پوری دیت ہے اور ایک کے کاٹنے میں آدھی دیت ہے۔

(۱۱/۲۲۵۱) وَفِي أَشْفَارِ الْعَيْنَيْنِ الدِّيَةُ وَفِي أَحَدِهِمَا رُبُعُ الدِّيَةِ.

حل لغات: اشفار: واحد شُفرۃ شین کے ضمہ اور فتحہ دونوں طرح مستعمل ہے، پلک کی جڑ یعنی جہاں پلکیں اُگتی ہیں اور پلکیں بھی مراد ہوسکتی ہیں دونوں کا حکم ایک ہے۔

ترجمہ: دونوں آنکھوں کی پلکوں میں پوری دیت ہے اور ان میں سے ایک میں چوتھائی ہے۔

تشریح: اگر کسی نے پوری پلکیں کاٹ دیں اور پھر نہ اُگے تو پوری دیت واجب ہوگی اور اگر ایک کاٹی تو پوری دیت کا $\frac{1}{4}$ واجب ہوگی تمام پلکوں کے کاٹنے سے پوری دیت اس لئے لازم ہوگی کہ جنس منفعت بھی فوت ہوگئی اور خوبصورتی بھی ختم ہوگئی پلکوں کی منفعت یہ ہے کہ ان کے ذریعہ تکلیف دہ چیز مثلاً گرد و غبار سے آنکھوں کی حفاظت ہوتی ہے، اور اگر پلکیں اور جڑیں دونوں کاٹ دیں تو اب بھی ایک ہی دیت واجب ہوگی۔

(۱۲/۲۲۵۲) وَفِي كُلِّ إِصْبَعٍ مِنْ أَصَابِعِ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ عُشْرُ الدِّيَةِ وَالْأَصَابِعُ كُلُّهَا سَوَاءٌ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور دونوں ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں میں سے ہر انگلی میں دیت کا دسواں حصہ ہے اور تمام انگلیاں برابر ہیں۔

تشریح: ایک ہاتھ میں پانچ انگلیاں ہیں اور دو میں دس اور اسی طرح دونوں پیروں میں دس اور دونوں ہاتھوں میں یا ان کی دسوں انگلیوں میں پوری دیت واجب ہوتی ہے اور ہر انگلی تمام انگلیوں کا دسواں ہیں لہٰذا ہر انگلی میں پوری دیت کا عشر ۱/۱۰ یعنی دس اونٹ ہوں گے اور تمام انگلیاں حکماً برابر ہیں خواہ چھوٹی ہوں یا بڑی۔

(۱۳/۲۲۵۳) وَفِيْ كُلِّ اِصْبَعٍ فِيْهَا ثَلَاثَةُ مَفَاصِلَ فَفِيْ اَحَدِهَا ثُلُثُ دِيَةِ الْاِصْبَعِ وَمَا فِيْهَا مِفْصَلَانِ فَفِيْ اَحَدِهِمَا نِصْفُ دِيَةِ الْاِصْبَعِ.

حل لغت: مفاصل: واحد مفصل گرہ، جوڑ۔

ترجمہ: اور ہر اس انگلی میں جس میں تین جوڑ ہوں تو ایک جوڑ میں انگلی کی دیت کا تہائی ہے اور وہ انگلی جس میں دو جوڑ ہوں تو ایک جوڑ میں انگلی کی دیت کا آدھا ہوگا۔

تشریح: جن انگلیوں میں تین گرہیں ہیں اگر ان میں سے ایک گرہ کٹ جائے تو ایک انگلی کی دیت جو دس اونٹ ہیں اس کی تہائی دیت یعنی تین اونٹ اور ایک اونٹ کی تہائی لازم ہوں گے اور جس انگلی میں صرف دو جوڑ ہیں جیسے انگوٹھا تو ایک جوڑ کٹنے سے ایک انگلی کی آدھی دیت یعنی پانچ اونٹ یا ۵۰ دینار یا ۵۰۰ سو درہم لازم ہوں گے۔

(۱۴/۲۲۵۴) وَفِيْ كُلِّ سِنٍّ خَمْسٌ مِنَ الْاِبِلِ وَالْاَسْنَانُ وَالْاَضْرَاسُ كُلُّهَا سَوَاءٌ.

حل لغات: سِنٌّ: دانت جمع اسنان۔ اضراس: واحد ضِرْسٌ ڈاڑھ۔

ترجمہ: اور ہر دانت میں پانچ اونٹ ہیں، دانت اور ڈاڑھیں سب برابر ہیں۔

تشریح: اگر کسی نے کسی کا دانت توڑ دیا تو ہر دانت میں پانچ اونٹ یا یا پچاس دینار یا ۵۰۰ سو درہم لازم ہوں گے پھر دانت سب برابر ہیں خواہ انیاب (نوک دار) ہوں یا اضراس (ڈاڑھ)

(۱۵/۲۲۵۵) وَمَنْ ضَرَبَ عُضْوًا فَاَذْهَبَ مَنْفَعَتَهُ فَفِيْهِ دِيَةٌ كَامِلَةٌ كَمَالَوْ قَطَعَهُ كَالْيَدِ اِذَا شَلَّتْ وَالْعَيْنِ اِذَا ذَهَبَ ضَوْءُهَا.

حل لغات: شلت: ماضی باب (ن) شلاً خشک ہونا لنجا ہونا۔ ضوء: روشنی۔

ترجمہ: جس نے کسی کے عضو پر مارا اور اس کی منفعت کو ختم کر دیا تو اس میں مکمل دیت ہے جیسے اس کے کاٹ دینے میں ہے جیسے ہاتھ جب شل ہو جائے اور جیسے آنکھ جب اس کی روشنی جاتی رہے۔

تشریح: کسی نے کسی کے عضو پر مار کر اس کی منفعت کو ختم کر دیا ہے مثلاً ہاتھ پر مارا جس کی وجہ سے ہاتھ تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باقی رہا لیکن ہاتھ شل ہو گیا اور کسی کام کا نہیں رہا تو یوں سمجھا جائے گا کہ ہاتھ کٹ گیا اس ہاتھ کی پوری دیت لازم ہوگی یا آنکھ پر مارا اور آنکھ موجود ہے لیکن بینائی ختم ہو گئی تو ایک آنکھ کی پوری دیت پچاس اونٹ لازم ہوں گے۔

(۱۶/۲۲۵۶) وَالشِّجَاجُ عَشَرَةٌ اَلْحَارِصَةُ وَالدَّامِعَةُ وَالدَّامِيَةُ وَالْبَاضِعَةُ وَالْمُتَلَاحِمَةُ وَالسِّمْحَاقُ وَالْمُوْضِحَةُ وَالْهَاشِمَةُ وَالْمُنَقِّلَةُ وَالْآمَّةُ.

ترجمه: اور زخم دس ہیں حارصہ، دامعہ، دامیہ باضعہ، متلاحمہ، سمحاق، موضحہ، ہاشمہ، منقلہ، آمہ۔

زخموں کی دیت کے احکام

تشریح: ان زخموں کی تشریح اس طرح ہے، جو زخم سر اور چہرہ پر ہو اس کو شجہ کہتے ہیں اس کی جمع شجاج ہے اور جو زخم سر اور چہرہ کے علاوہ ہو اس کو جراحت کہتے ہیں۔

حارصه: جس میں کھال چھل جائے۔ **دامعة**: دمع سے مشتق ہے آنسو، جس زخم میں آنسو کے مانند خون ظاہر ہو جائے مگر بہے نہیں، **دامیه، دم**: سے مشتق ہے جس زخم میں خون بہہ جائے۔ **باضعه**: بضع سے مشتق ہے چیرنا کاٹنا جس میں کھال کٹ جائے۔ **متلاحمة**: جس میں گوشت کٹ جائے، **سمحاق**: سر کی ہڈی اور گوشت کے درمیان باریک سی جھلی ہوتی ہے اس کو سمحاق کہتے ہیں وہ زخم جو اس جھلی تک پہنچ جائے۔ **موضحه**: وضح سے مشتق ہے، وہ زخم جس میں ہڈی کھل جائے۔ **هاشمه**: هشم کا ترجمہ ہے چورا چورا کرنا وہ زخم جو ہڈی توڑ دے۔ **منقله**: نقل سے مشتق ہے جو ہڈی کو اس کی جگہ سے سرکا دے۔ **آمه**: دماغ یا ہڈی کے اندر وہ پردہ جس کے اندر دماغ ہوتا ہے وہ زخم جو اس پردہ تک پہنچ جائے جس کے اندر دماغ ہوتا ہے۔

(۱۷/۲۲۵۷) فَفِي الْمُوْضِحَةِ الْقِصَاصُ اِنْ كَانَتْ عَمْدًا وَلَا قِصَاصَ فِيْ بَقِيَّةِ الشِّجَاجِ.

ترجمه: موضحہ میں قصاص ہے اگر جان بوجھ کر ہو اور قصاص نہیں باقی زخموں میں۔

تشریح: اقسام عشرہ کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ان میں سے ساتواں موضحہ ہے اگر یہ زخم عمداً ہو تو اس میں قصاص واجب ہوگا کیوں کہ موضحہ ایسا زخم ہے کہ اس کا قصاص برابر سرابر ہو سکتا ہے موضحہ کے علاوہ باقی نو میں قصاص نہیں ہے بلکہ حاکم کا فیصلہ ہے، موضحہ کے بعد جو تین زخم مذکور ہیں ان میں تو بالاتفاق قصاص نہیں ہے اور جو زخم موضح سے پہلے ہیں ان میں امام صاحب کی ایک روایت یہ ہے کہ ان میں بھی قصاص نہ ہوگا اسی روایت کو صاحب کتاب نے یہاں اختیار کیا ہے مگر ظاہر الروایت میں قصاص واجب ہوگا اور اصح یہی ہے، زیلعی ج ۶ ص ۱۳۳۔

مگر سمحاق میں بالاتفاق قصاص نہ ہوگا جیسے موضحہ سے بعد والے تین میں بالاجماع قصاص نہیں ہے، فتامل۔

(۱۸/۲۲۵۸) وَفِيْ مَادُوْنَ الْمُوْضِحَةِ فَفِيْهِ حُكُوْمَةُ عَدْلٍ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور موضحہ سے کم زخم میں عادل آدمی کا فیصلہ ہے۔

تشریح: جس روایت کے مطابق مادون الموضحہ میں قصاص واجب نہیں ہوا تو اس میں ایک عادل شخص کا فیصلہ ہے۔

(۱۹/۲۲۵۹) وَفِي الْمُوْضِحَةِ إِنْ كَانَتْ خَطَأً نِصْفُ عُشْرِ الدِّيَةِ.

ترجمہ: اور موضحہ میں اگر وہ خطاء ہو دیت کے عُشر کا نصف (بیسواں حصہ) ہے۔

تشریح: ماقبل میں آچکا ہے کہ موضحہ زخم اگر جان بوجھ کر کرے تو قصاص لازم ہے اور اگر غلطی سے ہو جائے تو پھر پوری دیت کا بیسواں حصہ یعنی پانچ اونٹ لازم ہوں گے۔

(۲۰/۲۲۶۰) وَفِي الْهَاشِمَةِ عُشْرُ الدِّيَةِ.

ترجمہ: اور ہاشمہ میں دیت کا دسواں حصہ ہے۔

تشریح: پوری دیت کا دسواں حصہ دس اونٹ ہوتے ہیں اس لئے ہاشمہ میں دس اونٹ لازم ہوں گے۔

(۲۱/۲۲۶۱) وَفِي الْمُنَقِّلَةِ عُشْرُ وَنِصْفُ عُشْرِ الدِّيَةِ.

ترجمہ: اور منقلہ میں دیت کا دسواں حصہ اور دسویں حصہ کا آدھا ہے۔

تشریح: پوری دیت کا دسواں حصہ دس اونٹ اور دس کا آدھا پانچ تو منقلہ میں پندرہ[۱۵] اونٹ دیت ہوگی۔

(۲۲/۲۲۶۲) وَفِي الْآمَّةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ.

ترجمہ: اور آمہ میں دیت کا تہائی ہے۔

تشریح: پوری دیت سو اونٹ ہیں اس کی تہائی تینتیس[۳۳] اونٹ اور ایک اونٹ کی تہائی ہوگی۔

(۲۳/۲۲۶۳) وَفِي الْجَائِفَةِ ثُلُثُ الدِّيَةِ فَإِنْ نَفَذَتْ فَهِيَ جَائِفَتَانِ فَفِيْهِمَا ثُلُثَا الدِّيَةِ.

حل لغات: جائفه: جوف سے مشتق ہے پیٹ کے اندر تک پہنچ جانا ایسا زخم جو پیٹ یا پیٹھ یا سینہ کی جانب سے پیٹ کے اندر تک یا گردن کی طرف سے اس جگہ تک پہنچ جائے جہاں تک پانی جانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔
نفذت: آر پار ہو گیا۔

ترجمہ: اور جائفہ میں تہائی دیت ہے پھر اگر آر پار ہو جائے تو وہ دو جائفے ہیں ان میں دو تہائی دیت ہوگی۔

تشریح: سوال: یہاں تو شجاج کا ذکر چل رہا ہے تو جائفہ کا ذکر کیوں آ گیا؟

جواب: صاحب نہایہ نے کہا ہے کہ یہ ذکر یہاں اتفاقاً آ گیا ہے ورنہ شجاج صرف اس زخم کو کہتے ہیں جو سر اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چہرہ میں ہوتا ہے، خیر جائفہ میں تہائی دیت واجب ہوگی جب کہ زخم پار نہ ہوا ہو ورنہ اگر دوسری جانب پار ہو گیا تو پھر دیت کے دوثلث یعنی ۶۶ اونٹ اور ایک اونٹ کی دوتہائی لازم ہوگی۔

(۲۲۶۴/۲۴) وَفِيْ اَصَابِعِ الْيَدِ نِصْفُ الدِّيَةِ فَاِنْ قَطَعَهَا مَعَ الْكَفِّ فَفِيْهَا نِصْفُ الدِّيَةِ.

حل لغات: کف: ہتھیلی مع انگلیوں کے جمع کُفُوْف.

ترجمہ: ایک ہاتھ کی ساری انگلیوں میں آدھی دیت ہے پھر اگر کاٹیں انگلیاں مع ہتھیلی کے تو اس میں بھی آدھی دیت ہے۔

قطع اعضاء کے مختلف مسائل

تشریح: ہر ہاتھ میں پانچ انگلیاں ہوتی ہیں اور ہر انگلی کی دیت دس اونٹ ہیں اس لئے پانچ انگلیوں کی دیت پچاس اونٹ ہوئے اور پچاس اونٹ ایک ہاتھ کی دیت ہے اور اگر کسی نے ایک ہاتھ کی ساری انگلیاں مع ہتھیلی کے کاٹ دیں تو اس میں بھی آدھی دیت ہے کیوں کہ ہتھیلی انگلیوں کے تابع ہے۔

(۲۲۶۵/۲۵) وَاِنْ قَطَعَهَا مَعَ نِصْفِ السَّاعِدِ فَفِي الْكَفِّ نِصْفُ الدِّيَةِ وَفِي الزِّيَادَةِ حُكُوْمَةُ عَدْلٍ.

ترجمہ: اور اگر کاٹا انگلیوں کو آدھی کلائی کے ساتھ تو ہتھیلی میں آدھی دیت ہے، اور اس سے زیادہ میں حاکم کا فیصلہ۔

تشریح: کسی نے کسی کی ایک ہاتھ کی پانچوں انگلیاں کاٹ دیں اور ہتھیلی بھی کاٹی اور آدھی کلائی بھی کاٹی تو اس میں طرفین کا مذہب یہ ہے کہ انگلیاں اور ہتھیلی کی وجہ سے تو آدھی دیت واجب کردی جائے گی اور جو آدھی کلائی کاٹی ہے اس میں عادل شخص جو فیصلہ کرے گا وہ معتبر ہوگا۔

(۲۲۶۶/۲۶) وَفِي الْاِصْبَعِ الزَّائِدَةِ حُكُوْمَةُ عَدْلٍ.

ترجمہ: اور زائد انگلی میں ایک عادل کا فیصلہ ہے۔

تشریح: پانچ انگلیوں کے علاوہ چھٹی انگلی بھی ہے تو اس کو کاٹنے سے حاکم جتنی رقم کا فیصلہ کرے وہ لازم ہوگی کیوں کہ اس انگلی میں نہ زینت ہے اور نہ اس میں نفع ہے لیکن آدمی کا جز ہے اس لئے کچھ نہ کچھ لازم ہوگا۔

(۲۲۶۷/۲۷) وَفِيْ عَيْنِ الصَّبِيِّ وَلِسَانِهٖ وَذَكَرِهٖ اِذَا لَمْ يُعْلَمْ صِحَّتُهٗ حُكُوْمَةُ عَدْلٍ.

ترجمہ: بچہ کی آنکھ اس کی زبان اور اس کے ذکر میں جب کہ ان کی صحت کا علم نہ ہو ایک عادل کا فیصلہ ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: جب بچہ کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ دیکھتا ہے اور گفتگو کرتا ہے اور اس کا ذکر حرکت کرتا ہے تو یہ ان اعضاء کی تندرستی کی علامت ہے لہٰذا ایسی صورت میں بالاتفاق دیت کاملہ واجب ہوگی لیکن اگر ابھی ان اعضاء کی تندرستی معلوم نہیں ہوئی تھی کہ کسی نے ان کو کاٹ دیا تو ان کے کاٹنے سے ایک عادل شخص جتنی رقم کا فیصلہ کرے وہ لازم ہوگی۔

(۲۲۶۸/۲۸) وَمَنْ شَجَّ رَجُلاً مُوْضِحَةً فَذَهَبَ عَقْلُهُ اَوْ شَعْرُ رَأْسِهٖ دَخَلَ اَرْشُ الْمُوْضِحَةِ فِي الدِّيَةِ.

ترجمہ: کسی نے کسی کے سر پر زخم لگایا جس کی وجہ سے اس کی عقل چلی گئی یا اس کے سر کے بال اڑ گئے تو موضحہ کا تاوان دیت میں داخل ہو جائے گا۔

تشریح: سر پھوڑنے سے اگر عقل زائل ہوگئی تو پوری دیت واجب ہے اور جب پوری دیت واجب ہوگئی تو موضحہ کا ارش کچھ نہ ہوگا اسی طرح اگر سر زخمی کیا جس کی وجہ سے پورے بال ختم ہوگئے تو پوری دیت واجب ہوگی اب موضحہ کا ارش کچھ نہ ہوگا۔

وارش الموضحه: یہاں موضحہ سے مراد اصطلاحی موضحہ (جس میں ہڈی کھل جائے) نہیں ہوسکتا ورنہ اس کے تاوان کا مدار بالوں پر نہیں ہے اور اسی طرح بال اُگنے سے یا زخم سے یا زخم بھر جانے سے اس کا ارش ختم نہیں ہوتا ہے بلکہ یہاں ضروری ہے کہ موضحہ سے مراد ان بالوں کا ختم ہونا لیا جائے جو کچھ ختم ہوں، اور نہ اُگے جس میں حکومت عدل واجب ہے اور اگر اُگ جائیں تو کچھ بھی واجب نہیں ہوتا اور دیت سے پورے بالوں کی دیت ہے اب مسئلہ یہ نکلا کہ زخم کیوجہ سے فوراً کچھ بال ختم ہوگئے پھر اس کے اثر سے سارے بال ختم ہوگئے تو اب اس پر پوری دیت واجب ہے اور پہلے بال ختم ہونے کی وجہ سے جو حکومت عدل واجب تھی وہ چوں کہ قلیل ہے لہٰذا وہ کثیر میں داخل ہو جائے گی۔

(۲۲۶۹/۲۹) وَاِنْ ذَهَبَ سَمْعُهُ اَوْ بَصَرُهُ اَوْ كَلَامُهُ فَعَلَيْهِ اَرْشُ الْمُوْضِحَةِ مَعَ الدِّيَةِ .

ترجمہ: اور اگر (مارنے سے) اس کے سننے یا دیکھنے یا بولنے کی قوت جاتی رہی تو اس پر موضحہ کا ارش ہے دیت کے ساتھ ساتھ۔

تشریح: سر پر اس طرح مارا کہ سننے یا دیکھنے یا بولنے کی قوت ختم ہوگئی تو اب کیا حکم ہے؟ تداخل ہوگا یا نہیں تو اس بارے میں فرماتے ہیں کہ موضحہ کا تاوان الگ لازم ہوگا اور یہ اعضاء جو ضائع ہوئے ہیں ان کی الگ الگ پوری دیت لازم ہوگی اس لئے کئی دیات لازم ہوں گی۔

(۲۲۷۰/۳۰) وَمَنْ قَطَعَ اِصْبَعَ رَجُلٍ فَشَلَّتْ اُخْرٰى اِلٰى جَنْبِهَا فَفِيْهِمَا الْاَرْشُ وَلَاقِصَاصَ فِيْهِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعالٰی .

حل لغات: شلت: سوکھ گئی۔ جنب: پہلو برابر۔

ترجمہ: کسی نے کاٹ دی ایک شخص کی انگلی پھر سوکھ گئی دوسری انگلی اس کے برابر کی تو ان میں ارش ہے اور قصاص نہیں ہے اس میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔

تشریح: ایک انگلی کاٹی برابر میں دوسری بھی سوکھ گئی تو قاعدے کے اعتبار سے پہلی انگلی کا ٹا عمد ہے اور دوسری کا سوکھ جانا خطاء کے درجہ میں ہے اس لئے اول میں قصاص اور ثانی میں دیت ہونی چاہئے مگر امام صاحب فرماتے ہیں کہ پہلی انگلی میں بھی قصاص نہ ہوگا بلکہ دونوں میں ارش ہوگا کیوں کہ قصاص میں برابری ضروری ہے اور یہاں ایسا ہونا ناممکن ہے کہ قصاص میں ایک انگلی کاٹے تو دوسری انگلی سوکھ جائے چوں کہ ایسی برابری ممکن نہیں اس لئے قصاص بھی نہیں ہے بلکہ تاوان ہوگا۔

(۳۱/۲۲۷۱) وَمَنْ قَطَعَ سِنَّ رَجُلٍ فَنَبَتَتْ مَكَانَهَا اُخْرٰى سَقَطَ الْاَرْشُ.

ترجمہ: کسی نے ایک کا دانت اکھاڑ دیا پھر اس کی جگہ دوسرا دانت نکل آیا تو ارش ساقط ہو جائے گا۔

تشریح: چھوٹے بچوں کے دانت گر کر دوسرے جمتے ہیں لیکن بڑوں کے نہیں جمتے لہٰذا اگر کسی نے بچہ کا دانت توڑا اور دوسرا دانت جم گیا تو اس میں نہ زینت ختم ہوئی اور نہ منفعت اس لئے اس میں تاوان واجب نہ ہوگا اور اگر کسی بڑے آدمی کا دانت توڑا ہو اور اس کی جگہ دوسرا دانت جم گیا ہو تو اس میں اختلاف ہے امام صاحب کے نزدیک تاوان نہ ہوگا کیوں کہ جب دوسرا جم گیا تو جنایت کے معنی ختم ہو گئے اور صاحبین کے نزدیک مکمل تاوان واجب ہوگا کیوں کہ مجرم کی طرف سے تو کامل جنایت ہے اور اس عمر میں دانت کا جمنا وہ اللہ کی جدید نعمت ہے لہٰذا مجرم پر پانچ اونٹ لازم ہوں گے ورنہ ہر آدمی دوسرے کا دانت توڑے گا اور ظلم بڑھے گا۔

(۳۲/۲۲۷۲) وَمَنْ شَجَّ رَجُلًا فَالْتَحَمَتِ الْجِرَاحَةُ وَلَمْ يَبْقَ لَهَا اَثَرٌ وَنَبَتَ الشَّعْرُ سَقَطَ الْاَرْشُ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ اَرْشُ الْاَلَمِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ اُجْرَةُ الطَّبِيْبِ.

حل لغات: التحمت: لحم سے مشتق ہے گوشت آ گیا زخم بھر گیا۔ جراحة: زخم۔ اثر: نشان۔ نبت: اگ گیا۔ الالم: تکلیف۔ طبیب: ڈاکٹر جمع اطباء۔

ترجمہ: کسی نے کسی کا سر پھوڑ دیا پھر زخم بھر گیا اور اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہا اور بال جم گئے تو ارش ساقط ہو جائے گا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا اس پر درد کا تاوان واجب ہے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پرڈاکٹر کی اجرت ہوگی۔

تشریح: ایک آدمی نے دوسرے کے سر میں کوئی زخم لگایا اور وہ بالکل اچھا ہوگیا یہاں تک کہ اس کا کوئی نشان بھی نہیں رہا تو امام صاحب کے نزدیک کوئی تاوان واجب نہ ہوگا کیوں کہ جس عیب کی وجہ سے تاوان ہوتا ہے وہ عیب ہی ختم ہوگیا ہے امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ اگرچہ عیب وغیرہ سب ختم ہوگیا لیکن اس تکلیف کی وجہ سے جو اس کو ہوئی تھی اور اس کی جو صحت متاثر ہوئی تھی اس کا بدل ایک عادل کا فیصلہ ہے۔

امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ مارنے والے کے اوپر ڈاکٹر کی فیس اور دوا کا خرچ ہوگا کیوں کہ یہ سب نقصان اس کے مارنے سے ہوا ہے۔

(۳۳/۲۲۷۳) وَمَنْ جَرَحَ رَجُلاً جَرَاحَةً لَمْ يُقْتَصَّ مِنْهُ حَتّٰى يَبْرَأَ.

ترجمہ: کسی نے کسی کو زخمی کیا تو اس سے قصاص نہیں لیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو جائے۔

تشریح: اگر جان بوجھ کر قتل کردیا تب تو فوری طور پر قصاص لیا جائے گا لیکن اگر ایسا زخم لگایا کہ اس کا قصاص لیا جاسکتا ہے تو قصاص کے لئے زخم ٹھیک ہونے تک انتظار کیا جائے گا کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ وہ اچھا ہو جائے اور ہوسکتا ہے کہ موت تک نوبت پہنچ جائے اس لئے فی الحال قصاص نہیں لیا جائے گا بلکہ جب وہ اچھا ہو جائے تب قصاص لیا جائے گا۔

(۳۴/۲۲۷۴) وَمَنْ قَطَعَ يَدَ رَجُلٍ خَطأً ثُمَّ قَتَلَهُ خَطأً قَبْلَ الْبُرْءِ فَعَلَيْهِ الدِّيَةُ وَسَقَطَ اَرْشُ الْيَدِ وَاِنْ بَرَءَ ثُمَّ قَتَلَهُ فَعَلَيْهِ دِيَتَانِ دِيَةُ نَفْسٍ وَدِيَةُ الْيَدِ.

ترجمہ: کسی نے ایک کا ہاتھ خطأً کاٹا پھر اس کو خطأً قتل کردیا اچھا ہونے سے پہلے تو اس پر دیت ہوگی اور ہاتھ کا تاوان ساقط ہو جائے گا اور اگر وہ اچھا ہوگیا پھر قتل کیا تو اس پر دو دیتیں ہوں گی دیت نفس اور دیت ید۔

تشریح: زید نے عمرو کا ہاتھ غلطی سے کاٹ دیا پھر وہ اچھا بھی نہیں ہوا تھا کہ پھر غلطی سے اس کو قتل کردیا تو اب ہاتھ کی دیت (پچاس اونٹ) ساقط ہو جائے گی اور نفس کی دیت یعنی سو اونٹ واجب ہوں گے، کیوں کہ دونوں جنایت خطأً ہونے کی وجہ سے جنس واحد ہیں اس لئے الگ سے ہاتھ کا تاوان لازم نہیں ہوگا، اور اگر ہاتھ اچھا ہو چکا تھا پھر خطأً قتل کردیا تو ہاتھ کا تاوان (پچاس اونٹ) الگ لازم ہوگا اور جان کی دیت (سو اونٹ) الگ لازم ہوگی۔

(۳۵/۲۲۷۵) وَكُلُّ عَمَدٍ سَقَطَ فِيْهِ الْقِصَاصُ بِشُبْهَةٍ فَالدِّيَةُ فِيْ مَالِ الْقَاتِلِ وَكُلُّ اَرْشٍ وَجَبَ بِالصُّلْحِ وَالْاِقْرَارِ فَهُوَ فِيْ مَالِ الْقَاتِلِ.

ترجمہ: اور ہر قتل عمد جس میں ساقط ہو جائے قصاص شبہ کی وجہ سے تو دیت قاتل کے مال میں ہوگی اور ہر وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ارش جو واجب ہو صلح اور اقرار کی وجہ سے تو وہ بھی قاتل کے مال میں ہوگی۔

قاتل پر اور عاقلہ پر دیت واجب ہونے کی صورتوں کا بیان

تشریح: اس عبارت میں ایک قاعدہ بیان کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ جہاں قتل عمد میں کسی شبہ کی وجہ سے قصاص ساقط ہو جائے جیسے اگر باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا ہو تو ایسی دیت قاتل کے مال میں واجب ہوگی یہ دیت عاقلہ اور خاندان پر لازم نہیں ہوگی عاقلہ پر تو وہ دیت لازم ہوتی ہے جو قتل خطاء شبہ خطاء یا قتل شبہ عمد کی وجہ سے واجب ہو یہ دیت تین سال میں ادا کی جائے گی اسی طرح کسی مال پر قاتل نے صلح کر لی تو وہ مال عاقلہ پر لازم نہیں ہوگا بلکہ خود قاتل پر لازم ہوگا یا قاتل نے کسی مال کا اقرار کیا تو یہ مال بھی عاقلہ پر نہیں بلکہ قاتل پر لازم ہوگا، اور فی الفور ادا کرنا ہوگا کیوں کہ جو مال عقد کی وجہ سے واجب ہو اس میں اصل یہی ہے کہ وہ فی الفور ہو اور عاقد پر ہو۔

(۲۲۷۶/۳۶) وَإِذَا قَتَلَ الْأَبُ ابْنَهُ عَمَدًا فَالدِّيَةُ فِي مَالِهِ فِي ثَلٰثِ سِنِيْنَ وَكُلُّ جِنَايَةٍ اِعْتَرَفَ بِهَا الْجَانِيْ فَهِيَ فِيْ مَالِهِ وَلَا يُصَدَّقُ عَلٰى عَاقِلَتِهِ.

لغت: جانی: جرم کرنے والا۔

ترجمہ: اور جب قتل کر دیا باپ نے اپنے بیٹے کو جان بوجھ کر تو دیت اس کے مال میں ہوگی تین سال میں اور ہر وہ جنایت جس کا اقرار کرے قصوروار تو وہ اس کے مال میں ہوگی اور نہیں تصدیق کی جائے گی اس کے عاقلہ پر۔

تشریح: باپ نے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا تو قصاص نہیں ہے بلکہ دیت واجب ہے پھر ہمارا مذہب یہ ہے کہ یہ دیت مؤجل ہے جس کی ادیگی تین سال میں کرنی پڑے گی امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ دیت فوراً دینی ہوگی کیونکہ یہ قتل عمد کی دیت ہے قتل خطاء کی دیت نہیں ہے۔ تین سال کی مہلت قتل خطاء میں ملتی ہے آگے فرماتے ہیں کہ اگر مجرم نے خود جنایت کا اقرار کیا ہو تو اس کا اقرار عاقلہ کے خلاف حجت نہ ہوگا یہ جرمانہ متعرا اپنے مال سے ادا کرے گا۔

(۲۲۷۷/۳۷) وَعَمَدُ الصَّبِيِّ وَالْمَجْنُوْنِ خَطَأٌ وَفِيْهِ الدِّيَةُ عَلَى الْعَاقِلَةِ.

ترجمہ: بچہ اور مجنون کا عمد بھی خطاء ہے اور اس میں دیت عاقلہ پر ہے۔

تشریح: قتل عمد میں اگر شبہ ہو جائے تو جو دیت واجب ہوگی وہ قاتل کے مال میں ہوگی جیسا کہ مسئلہ (۳۵) میں گذرا ہے لیکن اگر بچہ یا مجنون نے جان بوجھ کر کسی کو قتل کر دیا تو قصاص نہیں ہے کیوں کہ بچے اور مجنوں میں عقل نہیں ہوتی وہ غیر مکلف ہیں اور اگر خطاء قتل کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے لیکن اب سوال یہ ہے کہ یہ دیت بچہ اور مجنون کے مال میں ہوگی یا عاقلہ پر؟ ہمارے نزدیک اس کا وجوب عاقلہ پر ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک اس کا وجوب قاتل کے مال میں ہے، ہم نے ان کے عمد کو خطأ قرار دیا ہے اور خطاء کی دیت عاقلہ پر ہے لہٰذا یہاں بھی دیت عاقلہ پر واجب ہوگی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۲۷۸/۳۸) وَمَنْ حفر بيرا فِي طَرِيقِ الْمُسْلِمِينَ اَوْ وَضَعَ حَجَرًا فَتَلَفَ بِذالِكَ اِنْسَانٌ فَدِيَتُهُ عَلٰى عَاقِلَتِهٖ وَاِنْ اَتْلَفَ بِهٖ بَهِيمَةٌ فَضَمَانُهَا فِي مَالِهٖ.

حل لغات: حفر: ماضی مصدر حفراً کھودنا۔ بھیمة: چوپایہ۔

ترجمہ: اور جس نے کنواں کھودا مسلمانوں کے راستہ میں یا کوئی پتھر رکھا اور اس کی وجہ سے کوئی انسان ہلاک ہوگیا تو اس کی دیت اس کے عاقلہ پر ہے اور اگر اس کی وجہ سے کوئی جانور ہلاک ہوگیا تو اس کا ضمان کھودنے والے کے مال میں ہے۔

تشریح: اگر کسی نے مسلمانوں کی زمین میں کنواں کھودا یا پتھر رکھ دیا جس میں کوئی انسان یا کوئی چوپایہ گر کر یا ٹھوکر لگ کر مر گیا تو دونوں صورتوں میں ضمان واجب ہوگا کیوں کہ یہ اس کی زیادتی ہے کہ اس نے راستہ میں یہ حرکت کی ہے لیکن آدمی کی دیت عاقلہ پر ہوگی اور چوپایہ کی قیمت خود کھودنے والے یا پتھر رکھنے والے کے مال میں لازم ہوگی۔

(۲۲۷۹/۳۹) وَاِنْ اَشْرَعَ فِي الطَّرِيقِ رُوْشَناً اَوْمِيزَاباً فَسَقَطَ عَلٰى اِنْسَانٍ فَعَطِبَ فَالدِّيَةُ عَلٰى عَاقِلَتِهٖ.

حل لغات: اشرع بابہ: دروازہ نکالنا۔ روشنا: جنگلہ۔ میزاب: پرنالہ۔ عطب: ہلاک ہوگیا۔

ترجمہ: اور اگر نکالا راستہ کی طرف جنگلہ یا پرنالہ پھر وہ گر گیا کسی آدمی پر اور ہلاک ہوگیا تو دیت اس کے عاقلہ پر ہوگی۔

تشریح: راستہ کی طرف روشندان نکالا یا پرنالہ نکالا وہ کسی انسان پر گر گیا اور وہ مر گیا تو یہ براہ راست نہیں مارا بلکہ ایک سبب اختیار کیا جس سے انسان مر گیا اس لئے قتل خطاء کی طرح دیت اس کے عاقلہ پر ہوگی۔

تنبیہ: روشن: کی تفسیر بعض نے روشندان سے کی ہے بعض نے زینہ سے اور بعض نے اس لینٹر سے جو راستہ پر ڈال دیا جائے تاکہ اس مکان سے دوسرے مکان میں جا سکے بہر حال جو بھی تفسیر ہو حکم ایک ہی ہے۔

(۲۲۸۰/۴۰) وَلَا كَفَّارَةَ عَلٰى حَافِرِ الْبِيْرِ وَوَاضِعِ الْحَجَرِ.

ترجمہ: اور کنواں کھودنے والے اور پتھر رکھنے والے پر کفارہ نہیں ہے۔

تشریح: کفارہ قتل خطاء میں ہے اور کنواں کھودنے یا پتھر رکھنے سے جو آدمی مر گیا یہ قتل بالسبب ہے اس لئے اس میں کفارہ نہیں ہے۔

(۲۲۸۱/۴۱) وَمَنْ حَفَرَ بِيْرًا فِي مِلْكِهٖ فَعَطِبَ بِهَا اِنْسَانٌ لَمْ يَضْمَنْ.

ترجمہ: اور جس نے کنواں کھودا اپنی ملک میں اور ہلاک ہوگیا اس سے کوئی انسان تو ضامن نہ ہوگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اگر کسی نے اپنی ملکیت میں کنواں کھودا اور اس میں گر کر کوئی شخص مر گیا تو کھودنے والے پر ضمان نہیں ہے کیوں کہ اس کی جانب سے کوئی زیادتی نہیں ہے۔

(۴۲/۲۲۸۲) وَالرَّاكِبُ ضَامِنٌ لِمَا اَوْطَأَتِ الدَّابَّةُ وَمَا اَصَابَتْهُ بِيَدِهَا اَوْ كَدَمَتْ وَلَا يَضْمَنُ مَا نَفَحَتْ بِرِجْلِهَا اَوْ ذَنَبِهَا.

حل لغات: الراکب: اسم فاعل باب (س) سوار ہونے والا۔ اوطأت: ماضی ایطاءً (م) روندنا، کدمت: ماضی باب (ن،ض) کدماً: دانت کے اگلے حصہ سے کاٹنا، نفحت: ماضی باب (ف) نفحاً کھر سے مارنا، لات مارنا ذنب: دم جمع اذناب.

ترجمہ: اور سوار ہونے والا ضامن ہے اس کا جس کو چوپایہ نے روندا ہو یا ہاتھ مار دے یا منہ سے کاٹ لے اور ضامن نہیں ہوگا اس کا جس کو وہ لات مار دے یا اپنی دم سے مار دے۔

چوپائے کی جنایت کا بیان

تشریح: اگر سواری نے چلتے ہوئے کسی کو روند دیا یا دانتوں سے کاٹ کھایا یا اگلے پاؤں سے مار دیا تو ان تمام صورتوں میں سوار ضامن ہوگا اور اگر سواری نے چلتے چلتے کسی کے لات یا دم مار دی تو سوار ضامن نہ ہوگا کیوں کہ چلنے کی حالت میں اس سے حفاظت کرنا ممکن نہیں تھا۔

(۴۳/۲۲۸۳) فَاِنْ رَاثَتْ اَوْ بَالَتْ فِي الطَّرِيْقِ فَعَطَبَ بِهِ اِنْسَانٌ لَمْ يَضْمَنْ.

حل لغات: راثت: ماضی باب (ن) روثاً لید کرنا، بالت: ماضی باب (ن) بولاً پیشاب کرنا۔

ترجمہ: اگر جانور لید کر دے یا پیشاب کر دے راستہ میں اور ہلاک ہو جائے اس سے کوئی آدمی تو وہ ضامن نہ ہوگا۔

تشریح: اگر سواری نے چلتے چلتے راستہ میں لید کر دی یا پیشاب کر دیا اور اس میں پھسل کر کوئی شخص مر جائے تو سوار پر ضمان نہ ہوگا کیوں کہ جانور کے پیشاب پاخانہ پر کنٹرول مشکل ہے اس میں سوار کی کوئی غلطی نہیں ہے اس لئے وہ ضامن نہیں ہوگا اور اگر کسی نے لید کرنے یا پیشاب کرنے کے لئے ہی راستہ میں کھڑا کر لیا تب بھی ضامن نہ ہوگا کیوں کہ کچھ جانور ایسے ہوتے ہیں جو کھڑے ہو کر ہی پیشاب پاخانہ کرتے ہیں تو چوں کہ اس کے کھڑا کرنے میں ضرورت تھی اس لئے اب بھی ضمان واجب نہ ہوگا، ہاں اگر کسی اور ضرورت کے لئے کھڑا کیا اور پھر یہ امور پیش آ گئے تو ضامن ہوگا کیوں کہ یہ کھڑا کرنا بے ضرورت ہے اس لئے اس میں وہ متعدی ہو گیا۔

(۴۴/۲۲۸۴) وَالسَّائِقُ ضَامِنٌ لِمَا اَصَابَتْ بِيَدِهَا اَوْ رِجْلِهَا.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لغت: سائق: جانور کو پیچھے سے ہانکنے والا۔

ترجمہ: اور پیچھے سے ہانکنے والا ضامن ہے اس کا جس کو لگ جائے جانور کا ہاتھ یا پاؤں۔

تشریح: اگر سائق جانور کو ہانکے جارہا ہے تو اگلے پاؤں سے روندنا اور پچھلے سے روندنا برابر ہے ہر صورت میں سائق پر ضمان ہوگا، کیوں کہ جب پیچھے سے ہانک رہا تھا تو جانور کی ہر چیز اس کی نظروں کے سامنے ہے اس لئے احتراز ممکن ہے۔

(۲۲۸۵/۴۵) وَالْقَائِدُ ضَامِنٌ لِمَا اَصَابَتْ بِيَدِهَا دُوْنَ رِجْلِهَا.

حل لغت: قائد: چوپایہ کو آگے سے کھینچنے والا۔

ترجمہ: اور آگے سے کھینچنے والا ضامن ہے اس کا جس کو لگ جائے سواری کا ہاتھ نہ کہ پاؤں۔

تشریح: اگر قائد ہے تو وہ پچھلے پاؤں کا ذمہ دار نہیں ہے بلکہ صرف اگلے پاؤں کا ذمہ دار ہے اس لئے کہ سائق کے سامنے دونوں پاؤں ہیں تو وہ اس سے احتراز کرسکتا ہے اور چوں کہ قائد کی نظر پچھلے پاؤں پر نہیں ہے تو اس کے لئے اس سے احتراز بھی ممکن نہیں اس لئے وہ پچھلے پاؤں کا ضامن نہ ہوگا۔

گاڑی سے حادثہ ہونے کی صورت میں ضمان

ہمارے موجودہ زمانہ میں جو سواریاں رائج ہیں مثلاً سائیکل، موٹر سائیکل، رکشہ گاڑی، کار، بس، ٹرک وغیرہ ان سب کا حکم راکب دابہ کا ہے لہٰذا ان سواریوں کے ذریعہ کسی کو نقصان پہنچے تو راکب ضامن ہوگا البتہ ان سواریوں میں آگے اور پیچھے کے نقصان میں کوئی تفریق نہیں ہے کیوں کہ گاڑی کی ہر حرکت راکب کی طرف منسوب ہوگی لہٰذا وہ ہر صورت میں ضامن ہوگا۔

(۲۲۸۶/۴۶) وَمَنْ قَادَ قِطَاراً فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا اَوْطَأَ فَاِنْ كَانَ مَعَهُ سَائِقٌ فَالضَّمَانُ عَلَيْهِمَا.

حل لغات: قاد: ماضی باب (ن) قوداً جانور کو آگے سے کھینچا، اوطأ: ماضی ایطاء مصدر ہے روندنا۔

ترجمہ: جو کھینچے اونٹوں کی قطار تو وہ ضامن ہے اس کا جس کو وہ کچل ڈالے پھر اگر اس کے ساتھ ہانکنے والا بھی ہو تو ضمان دونوں پر ہے۔

تشریح: اونٹوں کی قطار چل رہی ہے اور ایک شخص اگلے اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چل رہا ہے باقی سب اس کے پیچھے چل رہے ہیں تو اس کو قائد کہتے ہیں اور اونٹ بلا تکلف اس طرح چلتے ہیں اب اگر کسی اونٹ نے کسی انسان کو ہلاک کردیا تو ضمان واجب ہوگا، کیوں کہ قائد پر قطار کی حفاظت ضروری ہے اگر اس کے ساتھ سائق (جانور کو پیچھے سے ہانکنے والا) بھی ہے تو اب ضمان دونوں پر ہوگا کیوں کہ ان میں سے ہر ایک قائد بھی ہے اور سائق بھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۲۸۷/۴۷) وَاِذَا جَنَی الْعَبْدُ جِنَایَۃً خَطَاءً قِیْلَ لِمَوْلَاہُ اِمَّا اَنْ تَدْفَعَہٗ بِھَا اَوْتَفْدِیَہٗ فَاِنْ دَفَعَہٗ مَلَکَہٗ وَلِیُّ الْجِنَایَۃِ وَاِنْ فَدَاہُ فَدَاہُ بِاَرْشِھَا۔

حل لغات: جنی: ماضی باب (ض) جنایۃ گناہ کرنا قصور کرنا، تفدیہ فداء: مال دے کر چھڑانا۔

ترجمہ: اگر جنایت کرے غلام خطأً تو کہا جائے گا اس کے آقا سے یا تو دے دے غلام اس کے عوض میں یا اس کے بدلہ میں تاوان دے پھر اگر وہ غلام دے تو مالک ہوجائے گا اس کا ولی جنایت اور اگر فدیہ دے تو فدیہ دے گا تاوان کا۔

غلام کی جنایتوں کے احکام

تشریح: اگر ایک شخص کے غلام نے کسی کو غلطی سے قتل کردیا تو اس صورت میں جرم کا اصل جرمانہ آقا پر ہوگا لیکن تخفیفاً آقا کو یہ اختیار دے دیا گیا کہ اگر چاہے تو غلام کو ولی جنایت کے حوالہ کردے اور اگر چاہے تو غلام کا جتنا تاوان ہے وہ ادا کردے اور غلام کو رکھ لے۔

دلیل: اگر خطأً جنایت صادر ہوجانے کی صورت میں اس کا جرمانہ مجرم ہی کے اوپر واجب کردیا جائے تو وہ ہلاک ہوجائے گا لہٰذا اس کی مددگار برادری ہوئی اور غلام کا مددگار اس کا آقا ہے کیوں کہ آقا سے غلام مدد مانگ سکتا ہے آگے فرماتے ہیں کہ جب آقا نے غلام کو ولی جنایت کے حوالہ کردیا تو ولی جنایت غلام کا مالک ہوجائے گا اور اگر آقا فدیہ دینا منظور کرے تو فدیہ اتنا دے گا جو جنایت کے ارش کے بقدر ہوگا۔

(۲۲۸۸/۴۸) فَاِنْ عَادَ فَجَنٰی کَانَ حُکْمُ الْجِنَایَۃِ الثَّانِیَۃِ حُکْمَ الْاُوْلٰی۔

ترجمہ: اگر غلام پھر جنایت کرے تو دوسری جنایت کا حکم پہلی جنایت کی طرح ہوگا۔

تشریح: اگر آقا غلام کا فدیہ ادا کرچکا ہے لیکن غلام نے دوسری مرتبہ پھر جنایت کی تو اب بھی وہی حکم ہوگا یعنی آقا کو دوسری مرتبہ زخم خطا کا تاوان دینا ہوگا تب غلام آقا کے پاس رہے گا ورنہ غلام کو ولی جنایت کے حوالہ کرنا ہوگا۔

(۲۲۸۹/۴۹) فَاِنْ جَنٰی جِنَایَتَیْنِ قِیْلَ لِمَوْلَاہُ اِمَّا اَنْ تَدْفَعَہٗ اِلٰی وَلِیِّ الْجِنَایَتَیْنِ یَقْتَسِمَانِہٖ عَلٰی قَدْرِ حُقُوْقِھِمَا وَاِمَّا اَنْ تَفْدِیَہٗ بِاَرْشِ کُلِّ وَاحِدَۃٍ مِّنْھُمَا۔

ترجمہ: اگر غلام نے دو جنایتیں کیں تو کہا جائے گا اس کے آقا سے کہ یا تو غلام کو دونوں جنایتوں کے ولی کے حوالہ کردے جس کو وہ دونوں اپنے حقوق کی مقدار تقسیم کرلیں گے اور یا غلام کا فدیہ دے دے ان دونوں میں سے ہر ایک کے ارش کے بقدر۔

تشریح: غلام نے مثلاً دو جنایتیں کیں ایک آدمی کو قتل کردیا دوسرے کی آنکھ پھوڑ دی تو آقا کو اختیار ہے اگر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چاہے تو دونوں مقتول کے اولیاء کو اپنا مجرم غلام سپرد کر دے وہ دونوں غلام کو بیچ کر اپنا اپنا حصہ وصول کر لیں گے اور تاوان دینا چاہے تو ان دونوں کی دیت دے دے اور غلام کو رکھ لے مصنف کی عبارت **علی قدر حقوقھا،** کا مطلب یہ ہے کہ ان دونوں کے تاوان میں جو تناسب ہے اس تناسب سے غلام کی قیمت میں سے لیں گے مثلاً ایک کا کان کاٹ لیا اور دوسرے کو قتل کر دیا تو غلام کی قیمت کے تین حصے ہوں گے ان میں سے دو ولی نفس کو اور ایک اس کو جس کا کان کاٹا ہے دیا جائے گا۔

(۲۲۹۰/۵۰) وَاِنْ اَعْتَقَهُ الْمَوْلٰی وَهُوَ لَایَعْلَمُ بِالْجِنَايَةِ ضَمِنَ الْمَوْلٰی الْاَقَلَّ مِنْ قِيمَتِهٖ وَمِنْ اَرْشِهَا.

ترجمہ: اور اگر آزاد کر دے اس کو آقا اور اسے علم نہ تھا جنایت کا تو غلام کی قیمت اور اس کے تاوان سے جو کم ہو اس کا ضامن ہوگا۔

تشریح: آقا نے غلام کو آزاد کر دیا تو اب یہ دیکھیں گے کہ آقا کو غلام کی جنایت کا علم تھا یا نہیں؟ اگر علم نہیں تھا تو ایسی صورت میں غلام کی قیمت اور جنایت کے ارش میں سے جو بھی کم ہو وہی آقا پر واجب ہے مثلاً غلام کی قیمت ایک ہزار ہو اور دیت پندرہ سو روپے ہو تو غلام کی قیمت لازم ہوگی کیوں کہ آقا کو جنایت کا علم نہیں تھا اس لئے وہ معذور ہے۔

(۲۲۹۱/۵۱) وَاِنْ بَاعَهُ اَوْ اَعْتَقَهُ بَعْدَ الْعِلْمِ بِالْجِنَايَةِ وَجَبَ عَلَيْهِ الْاَرْشُ.

ترجمہ: اور اگر بیچ دے اس کو یا آزاد کر دے جنایت معلوم ہونے کے بعد تو واجب ہوگی آقا پر دیت۔

تشریح: آقا کو معلوم تھا کہ غلام نے جنایت کی ہے پھر بھی غلام کو بیچ دیا یا آزاد کر دیا تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آقا پوری دیت دینے پر راضی ہے اس لئے آقا کو پوری دیت دینی ہوگی چاہے غلام کی قیمت سے زیادہ ہو۔

(۲۲۹۲/۵۲) وَاِذَا جَنَی الْمُدَبَّرُ اَوْ اُمُّ الْوَلَدِ جِنَايَةً ضَمِنَ الْمَوْلٰی الْاَقَلَّ مِنْ قِيمَتِهٖ وَمِنْ اَرْشِهَا.

ترجمہ: اگر جنایت کی مدبر نے یا ام ولد نے کوئی جنایت تو ضامن ہوگا، آقا اسکی قیمت اور ارش میں سے کم کا۔

تشریح: مدبر اور ام ولد کی جنایت ہر حال میں ان کے آقا پر لازم ہوتی ہے تو اگر مدبر یا ام ولد کسی کو غلطی سے قتل کر دے تو ان کی قیمت اور تاوان میں سے جو کم ہو وہ دے دی جائے اقل اس لئے واجب ہے کہ ولی جنایت کا حق اکثر سے زیادہ نہیں ہے اور قیمت سے زیادہ دینے کو آقا نے نہیں روکا اس لئے ان میں سے جو کم ہو وہی دے گا۔

(۲۲۹۳/۵۳) فَاِنْ جَنٰی جِنَايَةً اُخْرٰی وَقَدْ دَفَعَ الْمَوْلٰی قِيمَتَهٗ اِلَی الْوَلِيِّ الْاَوَّلِ بِقَضَاءٍ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَيَتْبَعُ وَلِيُّ الْجِنَايَةِ الثَّانِيَةِ وَلِيَّ الْجِنَايَةِ الْاُوْلٰی فَيُشَارِكُهٗ فِيمَا اَخَذَ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حل لغت: یتبع: پیچھا کرے یعنی مطالبہ کرے۔

ترجمہ: پھر اگر جنایت کرے دوسری بار حالانکہ دے چکا آقا اس کی قیمت پہلے ولی جنایت کو قاضی کے فیصلہ سے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور پیچھے لگے دوسری جنایت کا ولی پہلی جنایت کے ولی کے اور شریک ہو جائے اس میں جو کچھ اس نے لیا ہے۔

تشریح: مدبر یا ام ولد نے ایک مرتبہ جنایت کی اور آقا نے قاضی کے فیصلہ سے پہلی جنایت والے کو تاوان دے دیا پھر دوبارہ مدبر یا ام ولد نے جنایت کی تو اب آقا پر کوئی تاوان نہ ہوگا بلکہ دوسری جنایت کا ولی پہلی جنایت کے ولی کے پاس جائے اور جو کچھ اس کو آقا نے دیا تھا اس میں شریک ہو جائے۔

(۵۴/۲۲۹۴) وَإِنْ كَانَ الْمَوْلٰى دَفَعَ الْقِيْمَةَ بِغَيْرِ قَضَاءٍ فَالْوَلِيُّ بِالْخِيَارِ إِنْ شَاءَ اتَّبَعَ الْمَوْلٰى وَإِنْ شَاءَ اتَّبَعَ وَلِيَّ الْجِنَايَةِ الْأُوْلٰى.

ترجمہ: اور اگر آقا نے دی ہو قیمت بغیر قاضی کے فیصلہ کے تو ولی کو اختیار ہے کہ اگر چاہے تو آقا کے پیچھے پڑے اور اگر چاہے پہلی جنایت والے کے پیچھے پڑے۔

تشریح: اگر آقا نے بغیر قاضی کے فیصلہ کے قیمت ادا کر دی پھر مدبر یا ام ولد نے دوسری مرتبہ جنایت کر دی تو اب کیا حکم ہے؟ تو فرمایا کہ اس صورت میں دوسری جنایت والے کے لئے دو اختیار ہیں یا تو آقا سے اپنی جنایت وصول کرے یا پہلی جنایت کے ولی سے اپنی جنایت وصول کرے، آقا سے اس لئے وصول کر سکتا ہے کہ بغیر قاضی کے فیصلہ کے اس کے دینے کا کوئی اعتبار نہیں ہو سکتا ہے دوستی کی بنیاد پر دی ہو اور پہلی جنایت والے سے اس لئے وصول کر سکتا ہے کہ گویا کہ اس نے دوسری جنایت والے کی آدھی دیت پر قبضہ کیا ہے آقا پر تو ایک ہی مرتبہ دیت لازم تھی جو وہ ادا کر چکا ہے۔

(۵۵/۲۲۹۵) وَإِذَا مَالَ الْحَائِطُ إِلٰى طَرِيْقِ الْمُسْلِمِيْنَ فَطُوْلِبَ صَاحِبُهُ بِنَقْضِهٖ وَأُشْهِدَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَنْقُضْهُ فِيْ مُدَّةٍ يَقْدِرُ عَلٰى نَقْضِهٖ حَتّٰى سَقَطَ ضَمِنَ مَاتَلَفَ بِهٖ مِنْ نَفْسٍ أَوْ مَالٍ وَيَسْتَوِيْ أَنْ يُطَالِبَهُ بِنَقْضِهٖ مُسْلِمٌ أَوْ ذِمِّيٌّ.

ترجمہ: اور اگر جھک جائے دیوار مسلمانوں کے راستہ کی جانب اور مطالبہ کیا گیا اس کے مالک سے اس کے توڑنے کا اور اس پر گواہ بنائے گئے پھر بھی نہیں توڑا اس کو اتنی مدت میں کہ وہ قادر تھا اس کے توڑنے پر یہاں تک کہ وہ گر گئی تو ضامن ہوگا اس کا جو ضائع ہو جان یا مال میں سے اور برابر ہے کہ اس کے توڑنے کا مطالبہ مسلمان کرے یا ذمی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جھکی ہوئی دیوار اور موجب قتل عبد کے احکام

تشریح: کسی کی دیوار مسلمانوں کے راستہ کی جانب جھک گئی جس کی وجہ سے اس کے گرنے کا خطرہ لاحق ہوگیا تو اگر اس کو کسی نے کچھ نہیں کہا اور دیوار گر گئی اور کوئی ہلاک ہوگیا تو وہ ضامن نہ ہوگا اور اگر اس کو ان لوگوں میں سے کسی نے کہا جن کو اس راستہ میں گزرنے کا حق ہے اور کہنا بھی حکم کے طریقہ پر ہو بطور مشورہ کے نہ ہو اور وہ پھر بھی دیوار نہ توڑے حالانکہ اس کو اتنی مدت ملی کہ توڑ سکتا تھا لیکن اس نے نہیں توڑی یہاں تک کہ دیوار گرنے سے کوئی آدمی مر گیا یا کسی کا مال تلف ہوگیا تو اس کا ضمان دینا ہوگا دیوار گرانے کا مطالبہ مسلمان نے کیا ہو یا ذمی نے دونوں کا حق برابر ہے اب رہ گیا یہ سوال کہ ضمان کون ادا کرے؟ جواب یہ ہے کہ اگر دیوار گرنے سے کوئی آدمی ہلاک ہوا ہو تو اس کی دیت عاقلہ پر واجب ہوگی اور اگر ہلاک ہونے والا کوئی مال واسباب ہو تو اس کا تاوان اسی مالک دیوار پر ہوگا، مصنف کی عبارت: اشهد عليه کا مطلب یہ ہے کہ حکم کرنے والا کہے کہ اے لوگو! تم گواہ رہو میں اس کو کہہ چکا ہوں کہ اس دیوار کو توڑ دے یہ بات بھی یاد رہے کہ اشہاد ضروری نہیں ہے اصل تو مالک دیوار کو اس کے توڑنے کا حکم کر دینا ہے اور گواہ بنانا بر بنائے احتیاط ہے کہ کہیں قاضی کے سامنے حکم کا انکار کرنے لگے تو گواہ تو پیش کر دیئے جائیں۔

(۲۲۹۶/۵۶) وَاِنْ مَالَ اِلٰی دَارِ رَجُلٍ فَالْمُطَالَبَةُ لِمَالِكِ الدَّارِ خَاصَّةً.

ترجمہ: اور اگر دیوار جھک گئی کسی آدمی کے گھر کی طرف تو مطالبہ کا حق مالک مکان کیلئے ہے خاص طور پر۔

تشریح: کسی آدمی کے مکان کی دیوار مسلمانوں کے راستہ کے بجائے کسی خاص آدمی کے گھر کی طرف جھک گئی تو اب دیوار گرانے کا مطالبہ وہی کرے جسکے گھر کی طرف دیوار جھکی ہوئی ہے کیوں کہ اسی کا گھر ہے اور اسی کا حق ہے۔

(۲۲۹۷/۵۷) فَاِذَا اصْطَدَمَ فَارِسَانِ فَمَاتَا فَعَلٰی عَاقِلَةِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا دِيَةُ الْآخَرِ.

حل لغات: اصطدم: ماضی باب افتعال مصدر اصطدام مادہ صَدْمٌ ٹکرا جانا۔ فَارِسًا: گھوڑ سوار۔

ترجمہ: جب ٹکرا کر مر جائیں دو گھوڑے سوار تو دونوں میں سے ہر ایک کی عاقلہ پر دیت ہے دوسرے کی۔

تشریح: دو آدمی گھوڑے پر سوار ہیں دونوں کی ٹکر ہوگئی جس کی وجہ سے دونوں مر گئے یا دونوں پیدل تھے دونوں کی ٹکر ہوگئی اور دونوں مر گئے اور یہ ٹکر خطأً ہوئی تو اب حکم یہ ہے کہ دونوں کے ورثاء ہر ایک سے پوری دیت وصول کریں گے اور وصول کرنے کی ضرورت نہیں ہے مقاصہ ہو جائے گا یہ حنفیہ کا مذہب ہے، کیوں کہ دونوں کی غلطیاں ہیں اس لئے دونوں کے خاندان پر دیت ہوگی۔

(۲۲۹۸/۵۸) وَاِذَا قَتَلَ رَجُلٌ عَبْدًا خَطَأً فَعَلَيْهِ قِيْمَتُهُ وَلَاتُزَادُ عَلٰی عَشَرَةِ الْاٰفِ دِرْهَمٍ فَاِنْ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كَانَتْ قِيْمَتُهٗ عَشَرَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ اَوْ اَكْثَرَ قُضِيَ عَلَيْهِ بِعَشَرَةِ اٰلَافٍ اِلَّا عَشَرَةً.

ترجمہ: اگر قتل کردیا کسی آدمی نے غلام کو غلطی سے تو اس پر غلام کی قیمت ہے جو دس ہزار درہم سے زائد نہ ہوگی پھر اگر ہو اس کی قیمت دس ہزار درہم یا اس سے زائد ہو تو حکم کیا جائے گا قاتل پر دس درہم کم دس ہزار کا۔

تشریح: قتل خطاء میں آزاد آدمی کی دیت دس ہزار درہم ہے لیکن غلام کی دیت آزاد آدمی کی دیت سے دس درہم کم کرکے نو ہزار نو سو نوے درہم ہی لازم کریں گے تاکہ غلام اور آزاد میں تھوڑا سا فرق رہے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی غلام غلطی سے قتل ہوجائے تو اس کی قیمت واجب ہوگی اب اگر غلام کی قیمت آزاد مرد کی دیت یعنی دس ہزار درہم کے برابر ہو یا زیادہ ہو، تو پوری دیت میں سے دس درہم کم کردیئے جائیں گے تاکہ آزاد اور غلام کی دیت میں دس درہم کا فرق ہوجائے۔

(۲۲۹۹/۵۹) وَفِي الْاَمَةِ اِذَا زَادَتْ قِيْمَتُهَا عَلَى الدِّيَةِ يَجِبُ خَمْسَةُ اٰلَافٍ اِلَّا عَشَرَةً.

ترجمہ: اور باندی میں جب کہ زائد ہو اس کی قیمت دیت سے واجب ہوں گے دس درہم کم پانچ ہزار۔

تشریح: اگر باندی خطاء قتل ہوجائے تو قاتل پر اس کی قیمت لازم ہوگی اگر اس کی قیمت پانچ ہزار درہم سے زیادہ ہو تب بھی چار ہزار نو سو نوے درہم ہی لازم ہوں گے تاکہ مملوک کے رتبہ کا انحطاط ظاہر ہوجائے۔

(۲۳۰۰/۶۰) وَفِي يَدِ الْعَبْدِ نِصْفُ قِيْمَتِهٖ لَايُزَادُ عَلٰى خَمْسَةِ اٰلَافٍ اِلَّا خَمْسَةً.

ترجمہ: اور غلام کے ہاتھ میں اس کی آدھی قیمت ہے جو زائد نہ ہوگی پانچ درہم کم پانچ ہزار سے۔

تشریح: آزاد آدمی کے دونوں ہاتھ غلطی سے کٹ جائیں تو پوری دیت دس ہزار درہم ہے اور ایک ہاتھ کٹ جائے تو آدھی دیت پانچ ہزار درہم ہے اس قاعدہ کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ غلام کے دونوں ہاتھ کٹ جائیں تو اس کی پوری قیمت لازم ہوگی مثلاً غلام کی پوری قیمت چار ہزار درہم تھی تو چار ہزار درہم لازم ہوں گے لیکن اگر ایک ہاتھ کاٹا تو غلام کی آدھی قیمت دو ہزار درہم ہوگی لیکن اگر غلام کی قیمت بارہ ہزار درہم ہو اس حساب سے ایک ہاتھ کی دیت چھ ہزار درہم ہوتی ہے پھر بھی آزاد کے ایک ہاتھ کٹنے کی دیت پانچ ہزار درہم سے زیادہ نہیں کریں گے بلکہ اس سے پانچ درہم کم کرکے چار ہزار نو سو پچانوے درہم ہی دیت دلوائی جائے گی تاکہ غلام کے ہاتھ کی دیت آزاد کے ہاتھ سے زیادہ نہ ہوجائے کیوں کہ غلام کا درجہ آزاد سے کم ہے۔

(۲۳۰۱/۶۱) وَكُلُّ مَا يُقَدَّرُ مِنْ دِيَةِ الْحُرِّ فَهُوَ مُقَدَّرٌ مِنْ قِيْمَةِ الْعَبْدِ.

ترجمہ: جو مقدار مقرر ہے آزاد کی دیت سے وہ مقرر ہوگی غلام کی قیمت سے۔

تشریح: ایک آزاد شخص کی دیت کا جو اندازہ ہے وہی غلام کی دیت مقرر ہوگی جو اس کی قیمت کی شکل میں دی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جاتی ہے مثلاً آزاد کی انگلی کاٹے تو پوری دیت کا دسواں حصہ ایک ہزار لازم ہوتے ہیں اسی طرح مذکورہ غلام کی انگلی کاٹے تو اس کی پوری قیمت چار ہزار درہم کا دسواں حصہ چار سو درہم لازم ہوں گے اور آزاد کے دانت توڑنے میں پوری دیت کا بیسواں حصہ پانچ سو درہم لازم ہوتے ہیں تو اسی پر قیاس کر کے مذکورہ غلام کی پوری قیمت چار ہزار کا بیسواں حصہ یعنی دو سو درہم لازم ہوں گے۔

(۶۲/۲۳۰۲) وَاِذَا ضَرَبَ رَجُلٌ بَطْنَ اِمْرَأَةٍ فَاَلْقَتْ جَنِيْناً مَيِّتاً فَعَلَيْهِ غُرَّةٌ وَالْغُرَّةُ نِصْفُ عُشْرِ الدِّيَةِ

حل لغات: جنین: جنین اس بچہ کو کہتے ہیں جو ابھی ماں کے پیٹ میں ہے ج، ن، اس مادہ میں اخفاء کے معنی ہیں اور بچہ پوشیدہ ہوتا ہے اس وجہ سے اس کو جنین کہتے ہیں۔
غرۃ: غلام یا باندی کو کہتے ہیں یا پانچسو درہم۔

ترجمہ: اگر مارا کسی نے عورت کے پیٹ پر اس نے ڈالا مردہ بچہ تو اس پر غرہ واجب ہے اور غرہ دیت کا بیسواں حصہ ہے۔

پیٹ کے بچہ کو ضائع کر دینے کے احکام

تشریح: اگر کسی نے آزاد عورت کے پیٹ پر یا کسی اور عضو پر لات وغیرہ ماردی جس سے اس کا حمل ساقط ہو گیا (بچہ گر گیا) تو یہاں دیت واجب ہوگی یعنی غلام یا باندی اس عورت کو دی جائے گی جس کا جنین گرایا گیا اور جہاں غلام باندی نہ ہو جیسے آج کل موجود نہیں ہیں تو اس صورت میں پوری دیت کا بیسواں حصہ یعنی پانچسو درہم دینے ہوں گے۔

(۶۳/۲۳۰۳) فَاِنْ اَلْقَتْهُ حَيّاً ثُمَّ مَاتَ فَفِيْهِ دِيَةٌ كَامِلَةٌ.

ترجمہ: پھر اگر ڈالا عورت نے جنین کو زندہ پھر وہ مر گیا تو اس میں پوری دیت ہے۔

تشریح: اگر جنین زندہ باہر آیا ہو اور پھر مرا ہو تو اس صورت میں پوری دیت واجب ہوگی کیوں کہ بچہ کا مرنا پہلی چوٹ ہی کے اثر سے ہے، گویا زندہ آدمی کا قتل خطاء ہوا اس لئے پوری دیت لازم ہوگی۔

(۶۴/۲۳۰۴) وَاِنْ اَلْقَتْهُ مَيِّتاً ثُمَّ مَاتَتِ الْاُمُّ فَعَلَيْهِ دِيَةٌ وَغُرَّةٌ.

ترجمہ: اور اگر عورت نے مردہ بچہ ڈالا پھر ماں مر گئی تو اس پر دیت ہے اور غرہ ہے۔

تشریح: عورت کے پیٹ پر مارا جنین میت باہر آ گیا اور پھر عورت بھی مر گئی تو ماں کی پوری دیت لازم ہوگی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور بچہ کے بدلہ میں غلام یا باندی دے تو گویا دو دیتیں ہو گئیں۔

(۲۳۰۵/۶۵) وَإِنْ مَاتَتْ ثُمَّ اَلْقَتْهُ مَيِّتًا فَلَاشَيْءَ فِي الْجَنِيْنِ.

ترجمہ: اور اگر ماں مر گئی پھر اس نے ڈالا مردہ بچہ تو بچہ میں کچھ نہیں۔

تشریح: ماں پہلے مری بعد میں مردہ بچہ نکلا تو یہ صورت اختلافی ہے، ہمارے نزدیک صورت مذکورہ میں صرف ماں کی دیت واجب ہوگی اور بچہ کا کچھ واجب نہ ہوگا اور امام شافعیؒ کے نزدیک ماں کی دیت اور بچہ میں غرہ واجب ہوگا ہماری دلیل یہ ہے کہ بچہ کے مرنے کے دو سبب ہیں (۱) مارنے کی وجہ سے مرا ہو (۲) ماں کے مرنے کی وجہ سے دم گھٹ کر مر گیا ہو اب یہاں شک ہو گیا کہ کس وجہ سے مرا ہے لہٰذا بچہ کا ضمان واجب نہ ہوگا۔

(۲۳۰۶/۶۶) وَمَا يَجِبُ فِي الْجَنِيْنِ مَوْرُوْثٌ عَنْهُ.

ترجمہ: اور جو کچھ واجب ہو جنین میں وہ اس کی جانب سے میراث میں تقسیم کیا جائے گا۔

تشریح: جنین کی تمام صورتوں میں مارنے والے پر جو مال واجب کیا گیا ہے اس کو جنین کے ورثاء کے درمیان تقسیم کر دیا جائے گا کیوں کہ وہ نفس کا بدل ہے اور بدل عن المقتول وارثین کا ہوتا ہے لیکن اگر مارنے والا بھی اس کا وارث ہو تو وہ میراث سے محروم رہے گا۔

(۲۳۰۷/۶۷) وَفِي جَنِيْنِ الْاَمَةِ إِذَا كَانَ ذَكَراً نِصْفُ عُشْرِ قِيْمَتِهِ لَوْكَانَ حَيًّا وَعُشْرُ قِيْمَتِهِ إِنْ كَانَ أُنْثٰى.

ترجمہ: اور باندی کے بچہ میں جب کہ ہو وہ لڑکا اس کی قیمت کا بیسواں حصہ ہے اگر زندہ ہو اور اس کی قیمت کا دسواں حصہ ہے اگر لڑکی ہو۔

تشریح: اب تک اس جنین کی تفصیل تھی جو آزاد عورت سے گرا ہے اگر باندی سے گرا ہو تو وہ باندی کے آقا کا غلام ہوگا اس لئے اس کا حکم کچھ اور ہے لہٰذا باندی کا جنین اگر زندہ ہوتا تو اس کی قیمت ہوتی اس کے بعد پھر دیکھا جائے کہ جنین لڑکا ہے یا لڑکی اگر لڑکا ہے تو اس قیمت کا بیسواں حصہ واجب کیا جائے گا اور اگر لڑکی ہے تو دسواں حصہ واجب کیا جائے یہ حنفیہ کا مذہب ہے مثلاً بچہ کی قیمت چار ہزار درہم ہو تو دو سو درہم لازم ہوں گے اور بچہ مؤنث ہو تو اس کی قیمت کا دسواں حصہ یعنی چار سو درہم لازم ہوں گے۔

(۲۳۰۸/۶۸) وَلَا كَفَّارَةَ فِي الْجَنِيْنِ.

ترجمہ: اور بچہ کے گرانے میں کفارہ نہیں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: عورت کے پیٹ پر مارا اور مردہ بچہ نکل پڑا تو اس پر غرہ تو ہے جیسا کہ ماقبل میں آچکا ہے لیکن اس کے لئے کفارہ نہیں ہے کیوں کہ حدیث میں دیت کا تذکرہ ہے کفارہ کا تذکرہ نہیں ہے ہاں اگر احتیاطاً کفارہ دے دے تو بہتر ہے تاکہ باعث تقرب ہو سکے اور جنین کو ہلاک کرنے کا جو جرم اس نے کیا ہے اس سے استغفار ہو سکے۔

(۲۳۰۹/۶۹) وَالْكَفَّارَةُ فِيْ شِبْهِ الْعَمَدِ وَالْخَطأُ عِتْقُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ وَلَا يُجْزِئُ فِيْهِ الإِطْعَامُ.

ترجمہ: اور کفارہ قتل شبہ عمد وقتل خطا میں ایک مومن غلام کا آزاد کرنا ہے اگر نہ پائے تو لگاتار دو ماہ کے روزے ہیں اور اس میں کھانا کھلانا کافی نہ ہوگا۔

تشریح: آیت میں ہے کہ قتل خطاء میں مومن غلام کا آزاد کرنا ہے اور قتل شبہ عمد قتل خطاء سے اہم ہے اس لئے اس میں بھی کفارہ لازم ہوگا چوں کہ آیت میں کھانا کھلانے کا ذکر نہیں ہے اس لئے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا کافی نہ ہوگا، آیت یہ ہے وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِناً خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ آگے فرمایا فَمَنْ لم يجد فصيام شهرين متتابعين.

بَابُ الْقَسَامَةِ

(یہ باب قسامت کے احکام کے بیان میں ہے)

قسامت کی لغوی تحقیق: قسامت لغت کے اعتبار سے مصدر ہے قسم کے معنی میں۔

اصطلاحی تعریف: اللہ کے نام کی قسم کھانا ہے جس کا سبب مخصوص ہو عدد مخصوص ہو مخصوص طریقہ پر ہو، سبب مخصوص سے مراد مقتول کا محلہ میں پایا جانا ہے، عدد مخصوص پچاس ہیں مخصوص طریقہ یعنی پچاس مرد ہوں اور ان سے پچاس قسم ہوں اور افراد پورے نہ ہوں تو یمین کا تکرار ہو۔

ماقبل سے مناسبت: مقتول کے اندر بعض صورتوں میں قسامت کی ضرورت پیش آتی ہے اس لئے اس کو علیحدہ باب میں دیات کے آخر میں بیان فرمایا گیا ہے۔

ضروری نوٹ: قسامت اس وقت شروع ہوتی ہے جب کوئی شخص کسی جگہ مقتول پایا جائے اور اس کے قتل کے واقعہ کو کسی نے نہ دیکھا ہو اب حنفیہ کے نزدیک قسامت کا طریقہ کار یہ ہے کہ قسامت اس وقت واجب ہوتی ہے جب کوئی شخص کسی ایسی جگہ پر مقتول پایا جائے جو جگہ یا تو کسی فرد واحد کی ملکیت میں ہے یا کچھ افراد کی مشترک ملکیت میں ہے مثلاً کوئی مقتول کسی شخص کے گھر میں پایا گیا تو بھی قسامت واجب ہوگی یا مقتول محلے میں ایسی جگہ پر پایا گیا جو پورے محلہ کی مشترک ملکیت سمجھی جاتی ہے اس وقت بھی قسامت واجب ہوگی لیکن اگر وہ جگہ اہل محلہ کی مشترک ملکیت نہیں ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مثلاً شارع عام ہے اور اس پر کوئی مقتول پایا گیا تو اب قسامت واجب نہیں ہوگی۔

(۱/۲۳۱۰) وَاِذَا وُجِدَ الْقَتِيْلُ فِيْ مَحَلَّةٍ لَا يُعْلَمُ مَنْ قَتَلَهُ اسْتُحْلِفَ خَمْسُوْنَ رَجُلًا مِنْهُمْ يَتَخَيَّرُهُمُ الْوَلِيُّ بِاللّٰهِ مَاقَتَلْنَاهُ وَلَاعَلِمْنَالَهُ قَاتِلًا فَإِذَا حَلَفُوْا قُضِيَ عَلٰى اَهْلِ الْمَحَلَّةِ بِالدِّيَةِ.

ترجمہ: اور جب پایا گیا مقتول کسی محلہ میں اور معلوم نہیں کہ کس نے قتل کیا ہے تو قسم لی جائے گی ان میں سے پچاس آدمیوں سے کہ منتخب کرے ان کو ولی (قسم کے الفاظ یہ ہوں گے) خدا کی قسم نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ ہم اس کے قاتل کو جانتے ہیں پھر جب قسم کھالیں تو فیصلہ کر دیا جائے اہل محلہ پر دیت کا۔

قسامت کب ہوگی اور اس کے طریقہ کا بیان

تشریح: اس عبارت میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قسامت کب ہوگی اور اس کا طریقہ کیا ہوگا چناں چہ فرمایا گیا اگر کسی محلہ میں مقتول پایا گیا اور اس کے قاتل کا پتہ نہیں چل رہا ہے اور اولیاء مقتول یہ کہیں کہ ہمارا غالب گمان تو یہی ہے کہ جس محلہ میں لاش ملی ہے اس محلہ کے لوگوں نے قتل کیا ہے یا کم از کم ان اہل محلہ کو قاتل کا پتہ ہے تو اس صورت میں قاضی اولیاء مقتول سے کہے گا کہ تم اہل محلہ میں سے پچاس آدمی منتخب کرو جن پر تمہیں شبہ ہے چناں چہ اولیاء مقتول اہل محلہ میں پچاس آدمی منتخب کریں گے پھر قاضی ان پچاس آدمیوں سے یہ کہے گا کہ تم سب ان الفاظ کے ساتھ قسم کھاؤ 'باللہ ماقتلنا ولا علمناہ لہ قاتلاً' یعنی ہم قسم کھاتے ہیں کہ نہ تو ہم نے اس مقتول کو قتل کیا ہے اور نہ ہمیں اس کے قاتل کا پتہ ہے، کہ کس نے قتل کیا ہے اگر وہ لوگ قسم کھانے سے انکار کریں تو ان کو قید میں رکھا جائے گا اور اس وقت تک نہیں چھوڑا جائے گا جب تک کہ ان میں سے کوئی قتل کا اقرار نہ کرے یا قاتل کا پتہ بتادے کہ فلاں نے قتل کیا ہے یا قسم کھانے پر راضی ہو جائیں اور اگر وہ پچاس افراد مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ قسم کھالیں تو اس کے نتیجہ میں پورے اہل محلہ پر اس مقتول کی دیت واجب کردی جائے گی یہ طریقہ حنفیہ کے نزدیک ہے نیز قسامت کی مشروعیت کے لئے معین افراد کے خلاف دعویٰ ضروری نہیں البتہ اتنا ضروری ہے کہ اولیاء مقتول اہل محلہ کو اجمالاً متہم کریں مثلاً یہ کہیں کہ ہمیں تو شبہ ہے کہ اسی محلہ کے افراد میں سے کسی نے مارا ہے قسامت کا معاملہ حقیقت میں کسی کے خلاف کسی دعوی کے ثابت ہونے یا نہ ہونے کا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد اجتماعی ذمہ داری کا اصول متعین کرنا ہے کہ اہل محلہ پر نصرت اور حفاظت کا جو فریضہ عائد ہوتا تھا وہ انہوں نے پوری طرح ادا نہیں کیا۔

(۲/۲۳۱۱) وَلَا يُسْتَحْلَفُ الْوَلِيُّ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْهِ بِالْجِنَايَةِ وَاِنْ حَلَفَ.

ترجمہ: اور قسم نہیں لی جائے گی ولی سے اور نہ فیصلہ کیا جائے گا اس پر جنایت کا اگرچہ قسم کھالے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قسمیں کون کھائے گا؟

تشریح: اس عبارت میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قسمیں کون کھائے گا؟ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے حنفیہ کہتے ہیں کہ اہل محلہ کو قسمیں دی جائیں گی اگر وہ قسمیں کھالیں گے تو ان پر دیت بھی واجب کی جائے گی مقتول کے ولی سے قسم نہیں لی جائے گی اور وہ قسم کھا بھی لے تب بھی اس پر جنایت کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر اس بات کی کوئی علامت ہو کہ محلہ والوں نے قتل کیا ہے مثلاً ان کے ساتھ مقتول کی پرانی عداوت چلی آرہی تھی تو خود مقتول کے اولیاء پچاس مرتبہ قسمیں کھائیں کہ ہم قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہی شخص یا یہ لوگ قاتل ہیں اگر اولیاء مقتول نے قسم کھالی تو اہل محلہ پر دیت واجب ہوگی اگر اولیاء مقتول قسم کھانے سے انکار کردیں تو اہل محلہ سے قسمیں لی جائیں گی اگر قسمیں کھالیں تو اہل محلہ بری ہوجائیں گے اور اب ان سے دیت کا مطالبہ نہیں ہوگا اور اگر انکار کردیں تو پھر اولیائے مقتول کو قسم دی جائے گی اگر وہ قسم کھالیں تو اہل محلہ پر دیت واجب ہوجائے گی اور اگر انکار کردیں تو پھر دیت واجب نہیں ہوگی بلکہ وہ بری ہوجائیں گے۔

(۳/۲۳۱۲) وَاِنْ اَبٰی وَاحِدٌ مِنْهُمْ حُبِسَ حَتّٰی يَحْلِفَ.

ترجمہ: اور اگر انکار کرے اہل محلہ میں سے کوئی قسم کھانے سے تو قید کیا جائے گا یہاں تک کہ قسم کھائے۔

تشریح: محلہ میں قتل ہونے کی وجہ سے مقتول کے وارثین کا حق ہوگیا کہ اہل محلہ کو قسم کھلائیں اس لئے اگر کوئی قسم کھانے سے انکار کرتا ہے تو اس کو قید کیا جائے گا جب تک وہ قسم نہ کھائے۔

(۴/۲۳۱۳) وَاِنْ لَّمْ يَكْمُلْ اَهْلُ الْمَحَلَّةِ كُرِّرَتِ الْاَيْمَانُ عَلَيْهِمْ حَتّٰی يَتِمَّ خَمْسِيْنَ يَمِيْنًا.

ترجمہ: اور اگر پوری نہ ہو اہل محلہ کی تعداد تو مکرر کی جائیں گی ان پر قسمیں یہاں تک کہ پچاس پوری ہوجائیں۔

تشریح: ماقبل میں آچکا ہے کہ اہل محلہ میں سے پچاس آدمیوں سے قسم لی جائے گی اگر اتفاق سے پچاس کی تعداد پوری نہ ہوسکے تو موجودہ افراد سے مکرر قسم لیجائے تاکہ پچاس کی تعداد پوری ہوسکے۔

(۵/۲۳۱۴) وَلَايَدْخُلُ فِي الْقَسَامَةِ صَبِيٌّ وَلَامَجْنُوْنٌ وَلَاامْرَأَةٌ وَلَاعَبْدٌ.

ترجمہ: اور نہیں داخل ہوگا قسم میں بچہ نہ دیوانہ نہ عورت اور نہ غلام۔

تشریح: بچے اور مجنون میں تو عقل ہی نہیں ہے عورت کما نہیں سکتی کہ وہ دیت ادا کرے اور غلام کے پاس تو مال ہی نہیں ہے جو کچھ ہے وہ آقا کا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۶/۲۳۱۵) وَاِنْ وُجِدَ مَيِّتٌ لَا اَثَرَ بِهٖ فَلَاقَسَامَةَ وَلَا دِيَةَ.

ترجمہ: اگر پایا گیا کوئی مردہ جس پر کوئی نشان نہیں تو نہ قسامت ہے اور نہ دیت ہے۔

تشریح: اگر محلہ میں کوئی مرا ہوا انسان ملا لیکن اس پر قتل کا کوئی نشان نہیں ہے نہ کوئی زخم ہے تو پھر نہ قسامت ہے اور نہ محلہ والوں پر دیت ہے۔

(۷/۲۳۱۶) وَكَذٰلِكَ اِنْ كَانَ الدَّمُ يَسِيْلُ مِنْ اَنْفِهٖ اَوْ دُبُرِهٖ اَوْ فَمِهٖ فَاِنْ كَانَ يَخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ اَوْ اُذُنَيْهِ فَهُوَ قَتِيْلٌ

ترجمہ: اور ایسے ہی اگر خون بہہ رہا ہو اس کی ناک اس کی سرین یا اس کے منہ سے اور اگر نکل رہا ہو اس کی آنکھوں سے یا کانوں سے تو وہ مقتول ہے۔

تشریح: اگر محلہ میں کوئی ایسا مردہ پایا گیا جس کی ناک یا پاخانہ کے راستہ سے خون جاری ہو تو اس میں نہ قسامت ہے نہ دیت کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ وہ نکسیر یا بواسیر کی وجہ سے مرا ہو ہاں اگر خون آنکھوں یا کانوں سے جاری ہو تو وہ مقتول سمجھا جائے گا، کیوں کہ ان جگہوں سے عموماً مارنے کی وجہ سے ہی خون نکلتا ہے اس لئے وہ مقتول شمار ہوگا، اور قسامت لازم ہوگی۔

(۸/۲۳۱۷) وَاِذَا وُجِدَ الْقَتِيْلُ عَلٰى دَابَّةٍ يَسُوْقُهَا رَجُلٌ فَالدِّيَةُ عَلٰى عَاقِلَتِهٖ دُوْنَ اَهْلِ الْمَحَلَّةِ.

ترجمہ: اور جب پایا گیا مقتول سواری پر جس کو ہانک رہا تھا ایک آدمی تو دیت اس کے عاقلہ پر ہے نہ کہ اہل محلہ پر۔

تشریح: ایک جانور کو کوئی شخص لے جا رہا ہے اور اس پر کوئی مقتول ہے تو ظاہری علامت یہی ہے کہ یہی اس کا قاتل ہے اسلئے جانور والے پر ہی دیت ہوگی پھر وہ شخص پیچھے سے ہانکے یا آگے سے کھینچے یا اس پر سوار ہو سب برابر ہے۔

(۹/۲۳۱۸) وَاِنْ وُجِدَ الْقَتِيْلُ فِيْ دَارِ اِنْسَانٍ فَالْقَسَامَةُ عَلَيْهِ وَالدِّيَةُ عَلٰى عَاقِلَتِهٖ.

ترجمہ: اور اگر پایا گیا مقتول کسی انسان کے گھر میں تو قسامت گھر والے پر ہے اور دیت اس کے عاقلہ پر۔

تشریح: جب اس کے گھر میں لاش ملی ہے تو ظاہر یہی ہے کہ اسی نے قتل کیا ہے اس لئے اسی پر قسامت ہوگی اور چوں کہ یہ قتل خطاء کے درجہ میں ہے اس لئے دیت برادری پر ہوگی۔

(۱۰/۲۳۱۹) وَلَا يَدْخُلُ السُّكَّانُ فِي الْقَسَامَةِ مَعَ الْمُلَّاكِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهِيَ عَلٰى اَهْلِ الخِطَّةِ دُوْنَ الْمُشْتَرِيْنَ وَلَوْبَقِيَ مِنْهُمْ وَاحِدٌ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حل لغات: سکان: ساکن کی جمع ہے کرایہ دار، ملاك: مالك کی جمع ہے زمین کے اصل مالک، اهل خطه: زمین والے۔

ترجمہ: اور داخل نہیں ہوں گے قسامت میں کرایہ دار مالکوں کے ہوتے ہوئے امام صاحب کے نزدیک اور وہ اہل خطہ پر ہے نہ کہ خریداروں پر اگر چہ ان میں سے ایک ہی باقی ہو۔

تشریح: کسی محلہ کے باشندے کچھ تو وہ ہیں جو یہاں کے اصلی باشندے ہیں اور یہاں کی زمینوں کے مالک ہیں اور کچھ وہ ہیں جو بغیر ملکیت کے کرایہ وغیرہ پر رہتے ہیں تو قسامت کن لوگوں پر ہوگی اس بارے میں طرفین تو یہ فرماتے ہیں کہ قسامت صرف مالکوں پر ہوگی کرایہ داروں پر نہ ہوگی، اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ قسامت دونوں پر ہوگی آگے فرماتے ہیں یہ اہل محلہ جن پر قسامت واجب ہوتی ہے ان میں کچھ لوگ تو وہ ہوں گے جن کو یہ علاقہ فتح ہونے کے وقت میں امام نے کچھ زمین دے دی تھی وہ تو اہل خطہ ہیں یا ان کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی اولاد اہل خطہ ہوگی اور دوسرا فریق وہ ہے کہ جنہوں نے اس کو خریدا ہے اور اس میں سکونت اختیار کی ہے تو امام ابو یوسف کے نزدیک اہل خطہ اور خریدار دونوں پر قسامت ہوگی اور طرفین کے یہاں فقط اہل خطہ پر ہوگی پھر صاحب کتاب نے فرمایا کہ اگر وہاں محلہ کے اندر اہل خطہ میں سے صرف ایک آدمی رہ گیا ہے تو اسی پر قسامت و دیت ہے۔

(۱۱/۲۳۲۰) وَاِنْ وُجِدَ الْقَتِيْلُ فِيْ سَفِيْنَةٍ فَالْقَسَامَةُ عَلٰى مَنْ فِيْهَا مِنَ الرُّكَّابِ وَالْمَلَّاحِيْنَ.

حل لغات: الركاب: جمع ہے واحد راکب سوار، الملاحين: حالت جری میں ہے واحد ملاح کشتی چلانے والا۔

ترجمہ: اور اگر پایا گیا مقتول کشتی میں تو قسامت ان پر ہے جو کشتی میں ہیں یعنی سواریاں اور جہاز راں۔

تشریح: اگر مقتول کشتی کے اندر پایا گیا تو جو لوگ کشتی کے اندر ہیں انہیں پر قسامت و دیت واجب ہے خواہ سوار ہوں خواہ مالک اور خواہ ملاح لوگ ہوں سب کو تاوان دینا ہوگا بسوں اور بیل گاڑیوں کا بھی یہی حال ہوگا۔

(۱۲/۲۳۲۱) وَاِنْ وُجِدَ فِيْ مَسْجِدِ مَحَلَّةٍ فَالْقَسَامَةُ عَلٰى اَهْلِهَا.

ترجمہ: اور اگر پایا جائے مقتول محلہ کی مسجد میں تو قسامت اہل محلہ پر ہے۔

تشریح: محلہ کی مسجد میں مقتول پایا گیا تو ظاہر یہی ہے کہ اسی محلہ والوں نے مار کر مسجد میں ڈال دیا ہے اسلئے قسامت و دیت اہل محلہ پر ہوگی۔

(۱۳/۲۳۲۲) وَاِنْ وُجِدَ فِي الْجَامِعِ وَالشَّارِعِ الْاَعْظَمِ فَلَاقَسَامَةَ فِيْهِ وَالدِّيَةُ عَلٰى بَيْتِ الْمَالِ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور اگر مقتول پایا جائے جامع مسجد میں یا سڑک پر تو اس میں قسامت نہیں ہے اور دیت بیت المال پر ہے۔

تشریح: اگر کسی جامع مسجد یا عام سڑک کے اوپر مقتول ہے تو اس صورت میں قسامت نہیں ہے کیوں کہ جامع مسجد پورے شہر والوں کی ہے ایسے ہی سڑک پورے شہر والوں کی ہے اب کیا معلوم؟ کہ کس نے مار کر ڈالدیا اس لئے کوئی ایک محلہ والا اس کا مجرم نہیں ہے اس وجہ سے کسی پر قسامت نہ ہوگی اور تا کہ اسکا خون رائیگاں نہ جائے اسلئے اس کی دیت بیت المال پر ہوگی اور اس زمانہ میں جب بیت المال نہیں ہے تو عامۃ المسلمین سے چندہ کر کے دیت پوری کی جائے گی۔

(۱۴/۲۳۲۳)　وَاِنْ وُجِدَ فِيْ بَرِيَّةٍ لَيْسَ بِقُرْبِهَا عِمَارَةٌ فَهُوَ هَدْرٌ.

حل لغات: بریة: جنگل، جس جگہ آبادی سے چلانے کی آواز وہاں تک نہ پہنچ سکے تو وہ جنگل کے درجے میں ہے، ھدر: بیکار، جس کی دیت نہ ہو۔

ترجمہ: اور اگر لاش کسی جنگل میں ملی جس کے قریب آبادی نہ ہو تو وہ رائیگاں ہے۔

تشریح: اگر مقتول کسی ایسے جنگل میں ملے جو کسی کا مملوک نہ ہو اور اس جنگل کے پاس کوئی آبادی نہ ہو تو کسی پر قسامت و دیت نہیں ہے۔

(۱۵/۲۳۲۴)　وَاِنْ وُجِدَ بَيْنَ قَرْيَتَيْنِ كَانَ عَلٰى اَقْرَبِهِمَا.

ترجمہ: اور اگر مقتول دو گاؤں کے درمیان پایا جائے تو دونوں گاؤں کے قریب والوں پر دیت ہوگی۔

تشریح: مقتول دو گاؤں کے درمیان ملا تو اب یہ دیکھا جائے گا کہ وہ کس گاؤں سے زیادہ قریب ہے جس سے زیادہ قریب ہوگا انہیں گاؤں والوں پر قسامت اور دیت ہوگی۔

(۱۶/۲۳۲۵)　وَاِنْ وُجِدَ فِيْ وَسْطِ الْفُرَاتِ يَمُرُّ بِهَا الْمَاءُ فَهُوَ هَدْرٌ.

ترجمہ: اور اگر پایا گیا دریائے فرات کے بیچ میں جس کو پانی بہائے لے جاتا ہے تو وہ خون رائیگاں ہے۔

تشریح: اگر مقتول دریائے فرات کے بیچ میں ملے جس کو پانی کی دھار بہا کر لے جا رہی ہے تو اس کی دیت کسی پر بھی واجب نہ ہوگی اس لئے کہ معلوم نہیں کہ لاش کہاں سے آرہی ہے اس لئے اس کا خون معاف ہے۔

(۱۷/۲۳۲۶)　وَاِنْ كَانَ مُحْتَبِساً بِالشَّاطِئِ فَهُوَ عَلٰى اَقْرَبِ الْقُرٰى مِنْ ذَالِكَ الْمَكَانِ.

حل لغات: محتبساً باب افتعال مصدر احتباس رک جانا، شاطی: اس کی جمع شواطی کنارہ۔

ترجمہ: اور اگر رکا ہوا ہو کنارے پر تو قسامت قریب والے گاؤں پر ہوگی اس جگہ سے۔

تشریح: لاش دریائے فرات کے کنارے پر رکی ہوئی ہے تو جو بستی اس جگہ کے قریب ہے انہیں پر دیت واجب ہوگی [illegible] اس لئے قریب کے گاؤں والوں پر دیت ہوگی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۳۲۷/۱۸) وَاِنِ ادَّعَى الْوَلِيُّ عَلٰى وَاحِدٍ مِنْ اَهْلِ الْمَحَلَّةِ بِعَيْنِهٖ لَمْ تَسْقُطِ الْقَسَامَةُ عَنْهُمْ.

ترجمہ: اور اگر دعویٰ کیا ولی نے محلّہ والوں میں سے کسی ایک متعین شخص پر تو قسامت ساقط نہ ہوگی ان سے۔

تشریح: مقتول کے ولی نے دعویٰ کیا کہ محلّہ کے فلاں آدمی نے اس کو قتل کیا ہے لیکن اس دعویٰ پر کوئی گواہ نہیں ہے صرف غالب گمان ہے اب اگر اسی طرح چھوڑ دیا جائے تو اس کا خون رائیگاں جاتا ہے اس وجہ سے محلّہ والوں سے قسمیں لے کر ان پر دیت لازم ہوگی۔

(۲۳۲۸/۱۹) وَاِنِ ادَّعٰى عَلٰى وَاحِدٍ مِنْ غَيْرِهِمْ سَقَطَتْ عَنْهُمْ.

ترجمہ: اور اگر دعویٰ کرے کسی غیر محلّہ والے پر تو ساقط ہو جائے گی اہل محلّہ سے۔

تشریح: جب محلّہ کے علاوہ دوسرے آدمی پر قتل کا دعویٰ ہے تو ظاہر ہے کہ اہل محلّہ کا اس قتل میں ہاتھ نہیں ہے اس لئے ان سے قسامت ساقط ہو جائے گی۔

(۲۳۲۹/۲۰) وَاِذَا قَالَ الْمُسْتَحْلَفُ قَتَلَهٗ فُلَانٌ اُسْتُحْلِفَ بِاللّٰهِ مَاقَتَلْتُ وَلَاعَلِمْتُ لَهٗ قَاتِلًا غَيْرَ فُلَانٍ.

ترجمہ: جب کہا مستحلف (جس سے قسم لی جارہی ہے) نے کہ اس کو فلاں نے قتل کیا ہے تو اس کو یوں قسم دلائی جائے کہ خدا کی قسم میں نے قتل نہیں کیا اور نہ پہچانتا ہوں اس کا کوئی قاتل فلاں کے علاوہ۔

تشریح: جس آدمی سے قسم لی جارہی ہے وہ کہہ رہا ہے کہ اس کو تو فلاں شخص نے قتل کیا ہے تو ابھی یہ قسم پوری نہیں ہوئی کیوں کہ ممکن ہے کہ فلاں نے قتل تو کیا ہو مگر اس کے ساتھ یہ خود بھی شامل ہو تو قسم کی تکمیل کے لئے اس کو اب یوں قسم دی جائے گی کہ نہ تو میں نے قتل کیا ہے اور نہ فلاں کے علاوہ اس کا کوئی قاتل پہچانتا ہوں۔

(۲۳۳۰/۲۱) وَاِذَا شَهِدَ اِثْنَانِ مِنْ اَهْلِ الْمَحَلَّةِ عَلٰى رَجُلٍ مِنْ غَيْرِهِمْ اَنَّهٗ قَتَلَهٗ لَمْ تُقْبَلْ شَهَادَتُهُمَا.

ترجمہ: اور جب گواہی دیں دو آدمی محلّہ والوں میں سے ایسے شخص کے خلاف جو ان میں سے نہیں ہے کہ اس نے اس مقتول کو قتل کیا ہے تو ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

تشریح: محلّہ کے دو آدمیوں نے ایسے آدمی کے بارے میں جو اس محلّہ کا نہیں ہے گواہی دی کہ اس نے اس مقتول کو قتل کیا ہے تو صاحبین کے نزدیک یہ گواہی قبول کی جائے گی اور امام صاحب کے نزدیک قبول نہیں کی جائے گی کیوں کہ اس محلّہ میں قتل ہونے کی وجہ سے یہ اپنی جان چھڑانے کے لئے گواہی دے کر دوسرے محلّہ والوں پر بوجھ ڈالنا چاہتے ہیں گویا کہ یہ متہم ہو گئے اس لئے ان کی گواہی قبول نہ ہوگی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کِتَابُ الْمَعَاقِلِ

(یہ کتاب اہل معاقل کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: اب تک دیت کا بیان تھا اب ان لوگوں کا بیان کیا جائے گا جن پر دیت واجب ہوئی ہے۔

معاقل کی لغوی واصطلاحی تعریف: مَعَاقِل مفاعل کے وزن پر ہے مَعْقُلَةٌ کی جمع ہے بمعنی دیت، یہاں دیات کا بیان مقصود نہیں ہے اس کے لئے تو کتاب الدیات گذر چکی یہاں تو ان لوگوں کا بیان مقصود ہے کہ جن پر دیت واجب ہوتی ہے جن کو عاقلہ کہتے ہیں، اس لئے یہاں اصل عبارت یوں ہے کتاب اهل المعاقل.

(۱/۲۳۳۱) الدِّيَةُ فِيْ شِبْهِ الْعَمَدِ وَالْخَطَأِ وَكُلُّ دِيَةٍ وَجَبَتْ بِنَفْسِ الْقَتْلِ عَلَى الْعَاقِلَةِ.

ترجمہ: دیت شبہ عمد اور قتل خطاء کی اور ہر وہ دیت جو واجب ہو نفس قتل سے وہ عاقلہ پر ہے۔

تشریح: ہر وہ دیت جو نفس قتل کی وجہ سے واجب ہوتی ہے مصالحت کی وجہ سے نہیں اور باپ ہونے کی وجہ سے نہیں یعنی اس قتل کا موجب ہی دیت ہو خواہ قتل شبہ عمد ہو یا قتل خطاء ہو تو ایسی دیت خود قاتل پر واجب نہ ہوگی بلکہ اس کی مددگار برادری پر واجب ہوگی۔

(۲/۲۳۳۲) وَالْعَاقِلَةُ اَهْلُ الدِّيْوَانِ اِنْ كَانَ الْقَاتِلُ مِنْ اَهْلِ الدِّيْوَانِ.

لغت: دیوان: حضرت عمرؓ کے زمانہ میں فوجیوں کا نام رجسٹر اور دفتر میں لکھا گیا تھا اس وقت سے اہل دیوان بنے۔

ترجمہ: اور عاقلہ اہل دفتر ہیں اگر قاتل دفتر والوں میں سے ہو۔

عاقلہ کون ہوں گے؟

تشریح: قتل خطاء اور قتل شبہ عمد کی دیت عاقلہ پر ہوتی ہے اب سوال یہ ہے کہ عاقلہ کون ہوں گے؟ خاص طور پر ہمارے زمانہ میں یہ مسئلہ بہت پیچیدہ ہو گیا ہے جب قبائلی زندگی تھی اس وقت تو عاقلہ کا تعین آسان تھا کہ قبیلے کے لوگ قریب قریب رہتے تھے لیکن موجودہ زمانہ میں اور خاص طور پر شہری زندگی میں عاقلہ کس کو قرار دیا جائے؟ بات یہ ہے کہ عاقلہ ہونے کا دارومدار آپس میں تعاون پر ہے لہٰذا جن لوگوں کے درمیان آپس میں تعاون ہے وہ اس کی عاقلہ ہے جہاں کوئی قبیلہ ہے اور ہر شخص کو معلوم ہے کہ اس کا قبیلہ فلاں ہے تو وہ قبیلہ اس کی عاقلہ ہے، اور اگر قبیلہ نہیں ہے لیکن منظم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برادری ہے تو وہ دیت ادا کرے اور اگر برادری بھی نہیں ہے تو پھر جیسے آج کل ٹریڈ یونین ہوتی ہے اور ان کے درمیان تعاون ہوتا ہے تو وہ اس کی عاقلہ ہوسکتی ہے اور جہاں یہ پتہ نہ چل سکے کہ اس کی عاقلہ کون ہے تو اس صورت میں دیت خود قاتل کے مال میں واجب ہوگی۔

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں اہل دیوان کو عاقلہ مقرر کیا تھا اہل دیوان کا مطلب یہ ہے کہ ایک رجسٹر میں جن لوگوں کے نام درج ہیں مثلاً وہ ایک محکمے کے ملازم ہیں یا ایک فوجی یونٹ کے سپاہی ہیں ان سب کو آپس میں ایک دوسرے کی عاقلہ قرار دے دیا تھا چاہے قبیلے کے لحاظ سے وہ آپس میں متحد ہوں یا نہ ہوں۔

(۳/۲۳۳۳) يُؤْخَذُ مِنْ عَطَايَاهُمْ فِيْ ثَلٰثِ سِنِيْنَ فَاِنْ خَرَجَتِ الْعَطَايَا فِيْ اَكْثَرَ مِنْ ثَلٰثِ سِنِيْنَ اَوْ اَقَلَّ اُخِذَ مِنْهَا.

لغت: عطایا: واحد عطاء وظائف۔

ترجمہ: (یہ دیت) لی جائے گی ان کے وظائف سے تین سال میں پھر اگر نکلے عطایا تین سالوں سے زیادہ میں یا کم میں تو دیت اسی سے لی جائے گی۔

دیت کی ادائیگی کتنے سالوں میں ہوگی؟

تشریح: صاحب قدروی فرماتے ہیں کہ دیت کی ادائیگی تین سالوں میں ہوگی کیوں کہ حضورؐ اور حضرت عمرؓ سے اسی طرح منقول ہے عام طور سے ایسا ہوتا تھا کہ ماہانہ تنخواہ کے علاوہ فوج کو جو سالانہ انعام دیا جاتا تھا وہ ایک سال میں ایک مرتبہ دیا جاتا تھا لہٰذا اس میں سے ہر سال کے عطایا میں سے دیت کا تہائی وصول کرلیا جاتا تاکہ تین سال میں پوری دیت ادا ہوجائے لیکن اگر وہ عطیات تین سالوں کے بجائے چھ سالوں میں وصول ہوں تو پھر چھ سالوں میں دیت وصول کی جائے گی یعنی سالانہ $\frac{1}{6}$ وصول کی جائے گی اور اگر اتفاق سے تین سالوں کے عطایا ایک ہی سال میں دیدیئے جائیں تو پوری دیت انہیں ایک سال کے عطایا سے وصول کرلی جائے گی۔

(۴/۲۳۳۴) وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مِنْ اَهْلِ الدِّيْوَانِ فَعَاقِلَتُهٗ قَبِيْلَتُهٗ.

ترجمہ: اور جو دفتر والوں میں سے نہ ہو تو اس کا عاقلہ اس کا قبیلہ ہے۔

تشریح: اگر کوئی اہل دیوان میں سے نہ ہو تو اس کا عاقلہ اس کا خاندان ہوگا اس لئے کہ اس کا مددگار اس کا خاندان ہوتا ہے۔

(۵/۲۳۳۵) تُقَسَّطُ عَلَيْهِمْ فِيْ ثَلٰثِ سِنِيْنَ لَايُزَادُ الْوَاحِدُ عَلٰى اَرْبَعَةِ دَرَاهِمَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ دِرْهَمٌ وَّدَانِقَانِ وَيُنْقَصُ مِنْهَا.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حل لغات: تقسط: قسط وار دیا جائے گا۔ دانقان: درہم کے چھٹے حصہ کا ایک سکہ جمع دوانق۔

ترجمہ: قسط وار کردی جائے گی ان لوگوں پر تین سالوں میں ایک آدمی پر چار درہم سے زیادہ نہیں کئے جائیں گے ہر سال میں ایک درہم اور دو دانق چار سے کم بھی ہو سکتے ہیں۔

تشریح: جب قبیلہ والوں پر دیت تقسیم کی جائے تو اس میں یہ خیال رہے گا کہ پوری دیت ان سے تین سال میں قسط وار وصول ہوگی اور سالانہ ہر ایک سے ایک درہم لیا جائے تاکہ مجموعہ تین ہو جائے یا ہر ایک سے ایک درہم اور درہم کا تہائی لیا جائے تاکہ مجموعہ چار دراہم ہو جائے کیوں کہ کسی سے چار سے زیادہ لینا جائز نہیں ہے اگر چہ کم کر دینے کی گنجائش ہے صاحب قدوری کی عبارت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تین سال میں ہر ایک سے چار درہموں سے زیادہ لیا جاسکتا ہے مگر اصح وہی ہے جو تشریح کے تحت صورت مسئلہ ذکر کی گئی ہے۔

(۶/۲۳۳۶) فَإِنْ لَّمْ تَتَّسِعِ الْقَبِيلَةُ لِذٰلِكَ ضُمَّ اِلَيْهِمْ اَقْرَبُ الْقَبَائِلِ اِلَيْهِمْ.

ترجمہ: پھر اگر قبیلہ میں اس کی گنجائش نہ ہو تو ان کے ساتھ ملائے جائیں گے قریبی قبیلے والے۔

تشریح: جس قبیلہ کو اس کا عاقلہ شمار کیا گیا تھا وہ ادا دیت کے لئے ناکافی ہے تو رشتہ داری میں اس قبیلے سے جو زیادہ قریب ہو تو اس قبیلہ کو دیت میں شامل کیا جائے گا تاکہ آسانی سے دیت ادا ہو سکے کیوں کہ ہر آدمی سے چار درہم ہی لینے کی اجازت ہے۔

(۷/۲۳۳۷) وَيَدْخُلُ الْقَاتِلُ مَعَ الْعَاقِلَةِ فَيَكُوْنُ فِيْمَا يُؤَدِّيْ كَاَحَدِهِمْ.

ترجمہ: اور داخل ہوگا قاتل عاقلہ کے ساتھ چناں چہ ہوگا وہ دیت ادا کرنے میں ایک عاقلہ کے مانند۔

تشریح: جہاں عاقلہ پر دیت واجب ہوگی وہاں قاتل بھی دیت ادا کرنے میں عاقلہ کے ساتھ شریک ہوگا امام شافعیؒ کے نزدیک قاتل پر کچھ واجب نہیں کیوں کہ وہ غلطی کرنے کی وجہ سے معذور ہے ہماری دلیل یہ ہے کہ قاتل جرم کرے اور پھنسے کوئی اور یہ کہاں کا انصاف ہے اس لئے قاتل بھی عاقلہ کا شریک ہوگا۔

(۸/۲۳۳۸) وَعَاقِلَةُ الْمُعْتَقِ قَبِيْلَةُ مَوْلَاهُ وَمَوْلَى الْمُوَالَاةِ يَعْقِلُ عَنْهُ مَوْلَاهُ وَقَبِيْلَتُهُ.

ترجمہ: اور آزاد شدہ کا عاقلہ اس کے آقا کا قبیلہ ہے اور مولی الموالاۃ کی طرف سے دیت دے گا اس کا آقا اور اس کا قبیلہ۔

آزاد شدہ کا عاقلہ کون ہے؟

تشریح: جو غلام آزاد ہو گیا صرف آزاد کرنے والا آقا اور اس کا خاندان ہے تو اس آزاد شدہ غلام کا عاقلہ آقا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور آقا کا قبیلہ ہوگا یہی لوگ اس کے قتل خطاء کی دیت ادا کریں گے ایسے ہی اگر دو شخصوں میں عقد موالاۃ قائم ہوا اور اس سے کوئی غلطی صادر ہوئی تو اس کا مولی الموالاۃ اور مولیٰ کا خاندان اس کی دیت ادا کرے گا۔

(۹/۲۳۳۹) وَلَاتَتَحَمَّلُ الْعَاقِلَةُ اَقَلَّ مِنْ نِصفِ عُشْرِ الدِّيَةِ وَتَتَحَمَّلُ نِصْفَ الْعُشْرِ فَصَاعِداً وَمَا نَقَصَ مِنْ ذَالِكَ فَهُوَ فِيْ مَالِ الْجَانِيْ.

حل لغات: تتحمل: مضارع مصدر تَحَمُّلاً برداشت کرنا، نصف عشر: پوری دیت کا بیسواں حصہ، جاني: قصور کرنے والا۔

ترجمہ: اور نہیں برداشت کریں گے عاقلہ دیت کے بیسویں حصے سے کم کو اور برداشت کریں گے بیسواں حصہ یا اس سے زیادہ کو اور جو اس سے کم ہو وہ قصوروار کے مال میں ہوتی ہے۔

تشریح: اگر پوری دیت کے بیسویں حصہ سے کم دیت واجب ہو تو اس کو عاقلہ ادا نہیں کریں گے بلکہ اس کو قاتل ادا کریگا ہاں اگر بیسواں حصہ یا اس سے زیادہ مقدار دیت کی واجب ہو تو اس کو کثیر شمار کیا جائے گا اور دیت عاقلہ پر واجب ہوگی مثلاً موضحہ میں پوری دیت کا بیسواں حصہ یعنی پانچ اونٹ لازم ہوں گے معلوم ہوا کہ اس سے کم کے عاقلہ متحمل نہیں ہوں گے بلکہ قاتل کے مال میں ہوگی۔

(۱۰/۲۳۴۰) وَلَا تَعْقِلُ الْعَاقِلَةُ جِنَايَةَ الْعَبْدِ.

ترجمہ: اور عاقلہ غلام کی جنایت کی دیت ادا نہیں کریں گے۔

تشریح: غلام نے کسی کو غلطی سے قتل کر دیا تو اس کی دیت غلام کی قیمت کے حساب سے ہوگی اور خود آقا کو اختیار ہوگا کہ غلام کو ولی جنایت کے حوالہ کرے یا آقا اس کی دیت دے کر غلام رکھ لے آقا یا آقا کے خاندان والے اس کی دیت ادا نہیں کریں گے غلام اگر آزاد ہو جائے تب آقا کے خاندان والے اس کی دیت ادا کریں گے۔

(۱۱/۲۳۴۱) وَلَاتَعْقِلُ الْجِنَايَةَ الَّتِيْ اِعْتَرَفَ بِهَا الْجَانِيْ اِلَّا اَنْ يُصَدِّقُوْهُ .

ترجمہ: اور خاندان نہیں دیت دے گا اس جرم کی جس کا اقرار کرلے قصوروار مگر یہ کہ وہ اسکی تصدیق کر دیں۔

تشریح: قاتل یوں کہتا ہے کہ مقتول کا اتنا مال میرے ذمہ ہے تو یہ مال قاتل کا قبیلہ ادا نہیں کرے گا ہاں اگر عاقلہ اسکی تصدیق کر دیں کہ واقعتاً مقتول کا مال تمہارے ذمہ ہے اور ہم لوگ بخوشی اس کو ادا کریں گے تو ادا کر سکتے ہیں۔

(۱۲/۲۳۴۲) وَلَا يَعْقِلُ مَالَزِمَ بِالصُّلْحِ.

ترجمہ: اور نہیں دیت دیں گے اس کی جو لازم ہو صلح کی وجہ سے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: ایک آدمی نے کسی کو جان بوجھ کر قتل کر دیا اب قصاصاً اسے مارا جانا تھا مگر اس نے مال دے کر صلح کرلی تو یہ صلح کا مال خود قاتل کے مال میں لازم ہوگا عاقلہ پر لازم نہیں ہے۔

(۱۳/۲۳۴۳) وَاِذَا جَنَي الْحُرُّ عَلَى الْعَبْدِ جِنَايَةً خَطَأً كَانَتْ عَلٰى عَاقِلَتِهِ .

ترجمہ: اور جب جنایت کرے آزاد آدمی غلام پر غلطی سے تو دیت آزاد کے عاقلہ پر ہوگی۔

تشریح: اگر کسی آزاد آدمی نے غلام کو قتل کر دیا ہے تو ہمارے نزدیک دیت کے بجائے قاتل کے عاقلہ پر غلام کی قیمت ہوگی کیوں کہ یہ قیمت جان کا بدل ہے جو خطأً قتل کیوجہ سے واجب ہو رہی ہے اور بدل نفس کا وجوب عاقلہ پر ہوتا ہے۔

كِتَابُ الْحُدُوْدِ

(یہ کتاب حدود کے احکام کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: گزشتہ ابواب سے اس کی مناسبت یہ ہے کہ گزشتہ ابواب میں نفس انسانی کی حفاظت کی خاطر احکام مشروع ہوئے اور اس باب میں ایسے احکامات بیان کر رہے ہیں جن کا اجراء عزت وآبرو وغیرہ کی بنیاد پر ہوا، نیز ماقبل میں جنایت علی الغیر کا بیان تھا اور اس کتاب میں جنایت علی نفسہ کا بیان ہے اور جب کہ اول اہم ہے اس لئے اسے مقدم کیا۔

حدود کی لغوی تعریف: حدود یہ حد کی جمع ہے روکنا حد لگنے سے آدمی گناہوں سے رکتا ہے اس لئے اس کو حد کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف: جو سزا شارع کی جانب سے مقرر شدہ ہو اور اس کا اجراء بطور حق اللہ کے ہوتا ہو۔

(۱/۲۳۴۴) اَلزِّنَا يَثْبُتُ بِالْبَيِّنَةِ وَالْاِقْرَارِ .

ترجمہ: زنا ثابت ہوتا ہے گواہی اور اقرار سے۔

تشریح: زنا کی تعریف: شرمگاہ کا غیر محل میں داخل کرنا۔ یہ باب حد زنا ہے اس لئے اس کے ثبوت کے لئے ضروری ہے کہ خود چار مرتبہ زنا کا اقرار کرے یا چار آدمی گواہی دیں گے کہ فلاں نے زنا کیا ہے تب جا کر اس پر حد جاری ہوگی۔

(۲/۲۳۴۵) فَالْبَيِّنَةُ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَةٌ مِنَ الشُّهُوْدِ عَلٰى رَجُلٍ اَوْ اِمْرَأَةٍ بِالزِّنَا .

ترجمہ: اور گواہی کی شکل یہ ہے کہ گواہی دیں چار گواہ مرد پر یا عورت پر زنا کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: زنا کا ثبوت چار مردوں کی گواہی سے ہوگا اللہ کا فرمان ہے فاستشهدوا عليهن اربعة منكم، سوتم لوگ ان عورتوں (کے اس فعل) پر چار آدمی اپنوں میں سے (مسلمان آزاد عاقل بالغ مذکر) گواہ کرلو (تا کہ ان کی گواہی پر احکام سزا آئندہ جاری کریں) پھر گواہی میں صرف وطی کی شہادت کافی نہیں بلکہ صراحۃً لفظ زنا کے ساتھ گواہی دینا ضروری ہے کیوں کہ وطی و جماع میں ملک یا شبہ ملک کا احتمال ہے۔

(۲/۲۳۴۶) فَسَأَلَهُمُ الْإِمَامُ عَنِ الزِّنَا مَاهُوَ وَكَيْفَ هُوَ وَأَيْنَ زَنٰى وَمَتٰى زَنٰى وَبِمَنْ زَنٰى.

ترجمہ: پھر پوچھے ان سے امام زنا کے بارے میں کہ زنا کیا ہے؟ کس طرح ہوتا ہے؟ زنا کہاں کیا ہے؟ کب کیا ہے؟ کس کے ساتھ کیا ہے۔

امام گواہوں سے کس طرح تحقیق کرے؟

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جب گواہ زنا کی گواہی دے دیں تو امام گواہوں سے پوری تحقیق کرے تا کہ حقیقت ظاہر ہو جائے کہ واقعی زنا ہوا ہے یا نہیں اب گواہوں سے زنا کے بارے میں پوچھے کہ زنا کیا ہے یعنی جو کام اپنی بیوی سے حلال طریقہ پر کرتا ہے وہی کام اجنبیہ عورت سے حرام طریقہ پر کرنے کو کہتے ہیں گواہ اس حقیقت کو جانتے ہوں پھر پوچھے کس طرح ہوا؟ بخوشی یا زبردستی کہاں ہوا؟ دارالاسلام میں یا دارالحرب میں کس وقت ہوا؟ قریبی زمانہ میں ہوا یا بہت پہلے کس کے ساتھ ہوا؟ یہ بھی احتمال ہے کہ مرد نے اپنی بیوی سے صحبت کی ہو اور گواہ نہ پہچانتے ہوں اس لئے پوچھے کس کے ساتھ ہوا، ان سوالات کی ضرورت اس لئے ہے کہ ممکن ہے زنا زبردستی ہوا ہو یا وہ عورت مرد کے لئے حلال ہو اور یہ زنا کی گواہی دے رہے ہوں وغیرہ وغیرہ اسی لئے حاکم پوری تحقیق کرے۔

(۳/۲۳۴۷) فَإِذَا بَيَّنُوْا ذَالِكَ وَقَالُوْا رَأَيْنَاهُ وَطَأَهَا فِيْ فَرْجِهَا كَالْمِيْلِ فِي الْمُكْحَلَةِ.

حل لغات: میل سرمہ کی سلائی اَلْمُكْحَلَةُ كحل سے مشتق ہے سرمہ مکحلة سرمہ رکھنے کی چیز سرمہ دانی۔
ترجمہ: جب وہ اس کو بیان کردیں اور کہہ دیں کہ ہم نے اس کو شرمگاہ میں صحبت کرتے دیکھا ہے اس طرح جیسے سلائی ہوتی ہے سرمہ دانی میں۔
تشریح: فرماتے ہیں کہ جب گواہ ساری بات بالتفصیل بیان کردیں اور کہیں کہ جیسے سلائی سرمہ دانی میں ڈالی جاتی ہے اس طرح کرتے دیکھا ہے تو گواہی مقبول ہے اور اگر اشارہ کنایہ سے زنا کی گواہی دی تو مقبول نہیں ہے۔

(۵/۲۳۴۸) وَسَأَلَ الْقَاضِيْ عَنْهُمْ فَعُدِّلُوْا فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ حَكَمَ بِشَهَادَتِهِمْ.

حل لغت: عدلو: ماضی مجہول باب تفعیل مصدر تعدیلاً گواہوں کے بارے میں پوچھنا کہ یہ اچھے لوگ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہیں یا برے۔

ترجمہ: اور (جب) معلوم کیا قاضی نے ان کے بارے میں پھر ان کو عادل بتایا گیا پوشیدہ اور ظاہری طور پر تو فیصلہ کردے ان کی گواہی کے مطابق۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ گواہوں کی گواہی کے بغیر قاضی خفیہ اور علانیہ طور پر گواہوں کی اخلاقی حالت کے بارے میں پوچھ تاچھ کرے جب ہر طریقہ سے ان کے صلاح وتقویٰ کی گواہی ہو جائے تو قاضی ان کی گواہی پر زنا کا فیصلہ کردے۔

(۶/۲۳۴۹) وَالْاِقْرَارُ اَنْ يُقِرَّ الْبَالِغُ الْعَاقِلُ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالزِّنَا اَرْبَعَ مَرَّاتٍ فِيْ اَرْبَعَةِ مَجَالِسَ مِنْ مَجَالِسِ الْمُقِرِّ كُلَّمَا اَقَرَّ رَدَّهُ الْقَاضِيْ.

ترجمہ: اور اقرار یہ ہے کہ اقرار کرے بالغ عاقل آدمی اپنی ذات پر زنا کا چار مرتبہ چار مجلسوں میں اقرار کرنے والے کی مجلسوں سے وہ جب بھی اقرار کرے تو قاضی اس کو رد کردے۔

زانی کا اقرار کب معتبر ہوگا؟

تشریح: اوپر چار گواہوں کے ذریعہ زنا کے ثبوت کا طریقہ تھا اب یہ بیان کررہے ہیں کہ اقرار کرنے والا خود اپنی ذات پر زنا کا اقرار کررہا ہے تو اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ چار مرتبہ اقرار کرے اور ہر بار اقرار کرنے والے کی مجلس بدل جائے یعنی جب وہ اقرار کرے تو حاکم اس کو اپنے سامنے سے ہٹادے اور وہ پھر آکر اقرار کرے اسی طرح چار بار اقرار کرے اب اس پر سزا جاری ہوگی اگر ایک یا دو مرتبہ اقرار کرے تو یہ سزا جاری کرنے کے لئے کافی نہیں ہے یہ تفصیل حنفیہ کے نزدیک ہے حضرات شافعیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ایک مرتبہ بھی اقرار کرلے تو اس پر سزا جاری ہوجائے گی۔

دلیل: حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے ایک مرتبہ زنا کا اقرار کیا تو اس کو رجم کیا گیا، حدیث کا ٹکڑا یہ ہے: **فان اعترفت فارجمها** (بخاری شریف ص:۱۰۰۸ باب الاعتراف بالزنا)، اگر وہ اقرار کرلے تو اس کو رجم کردو اس حدیث میں حضورؐ نے یہ نہیں فرمایا **اعترفت اربع مرات** بلکہ مطلق فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ ایک مرتبہ کا اقرار کرلینا بھی کافی ہے۔

جواب: **فان اعترفت** کا مطلب یہ ہے کہ **فان اعترفت بالطریق المعروف** یعنی معروف ومشہور طریقہ کے مطابق اقرار کرلے تو رجم کردو اور معروف طریقہ یہ ہے کہ چار مرتبہ اقرار کرلے۔

احناف کی دلیل: حدیث پاک میں ہے کہ حضرت ماعز اسلمیؓ نے چار مرتبہ اقرار کیا اور چار مجلسوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں کیا (بخاری ص:۱۰۰۸ باب سوال الامام المقر ھل احصنت)۔

(۷/۲۳۵۰) فَإِذَا تَمَّ إِقْرَارُهُ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ سَأَلَهُ الْقَاضِیُ عَنِ الزِّنَا مَاهُوَ وَكَيْفَ هُوَ وَأَيْنَ زَنٰى وَبِمَنْ زَنٰى فَإِذَا بَيَّنَ ذَالِكَ لَزِمَهُ الْحَدُّ.

ترجمہ: پھر جب اس کا اقرار پورا ہو جائے چار بار تو پوچھے اس سے قاضی کہ زنا کیا ہوتا ہے کیسے ہوتا ہے یہ بھی پوچھے کہ وہ کہاں ہوا کس کے ساتھ کیا جب وہ یہ بیان کر دے تو اس پر حد لازم ہو جائے گی۔

تشریح: جب اقرار کرنے والا چار مرتبہ اقرار کر لے تو قاضی اقرار کرنے والے سے زنا کی حقیقت پوچھے یہ بھی پوچھے کیسے ہوتا ہے یہ بھی پوچھے کہ وہ کہاں ہوا کیوں کہ اس کے اختلاف سے حد ساقط ہو جائے گی کس کے ساتھ کیا کیوں کہ ممکن ہے کہ اقرار کرنے والا یہ سمجھے کہ فلاں کے ساتھ زنا کرنے سے حد لازم ہوگی حالانکہ بیٹے کی باندی سے زنا کرے تو حد لازم نہیں ہوتی بہر حال جب تمام باتوں کا صحیح صحیح جواب دے دے تو قاضی حد لگانے کا فیصلہ کر دے گا۔

(۸/۲۳۵۱) فَإِنْ كَانَ الزَّانِیُ مُحْصَناً رَجَمَهُ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى يَمُوْتَ يُخْرِجُهُ إِلٰى أَرْضٍ فَضَاءٍ تَبْتَدِئُ الشُّهُوْدُ بِرَجْمِهِ ثُمَّ الْإِمَامُ ثُمَّ النَّاسُ فَإِنِ امْتَنَعَ الشُّهُوْدُ مِنَ الْإِبْتِدَاءِ سَقَطَ الْحَدُّ.

حل لغات: محصن: پاکدامن شادی شدہ، رجمہ: ماضی باب (ن) رجماً پتھر مارنا، فضاء: کشادہ میدان۔

ترجمہ: پھر اگر زانی محصن ہے تو اس کو سنگسار کر دے یہاں تک کہ مر جائے نکالے اس کو میدان کی طرف اور پہلے گواہ رجم کرنا شروع کرے پھر امام پھر لوگ پھر اگر رک جائیں گواہ شروع کرنے سے تو حد ساقط ہو جائے گی۔

زانی کو کس طرح سنگسار کرے؟

تشریح: اگر زانی محصن ہو تو اس کو سو کوڑے نہیں لگیں گے بلکہ پتھر سے مار مار کر ہلاک کر دیا جائے گا رجم کے لئے اس کو میدان میں لے جائیں اور پہلے گواہ پتھر ماریں پھر امام پتھر مارے پھر لوگ پتھر مار کر ہلاک کریں اور اگر گواہ پتھر مارنے سے انکار کر دیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ گواہی میں خامی ہے اس لئے رجم ساقط ہو جائے گا۔

(۹/۲۳۵۲) وَإِنْ كَانَ الزَّانِیُ مُقِرًّا اِبْتَدَأَ الْإِمَامُ ثُمَّ النَّاسُ.

ترجمہ: اور اگر زنا کرنے والے نے اقرار کیا ہو تو شروع کرے امام پھر لوگ۔

تشریح: اگر زانی کا زنا اس کے اقرار سے ثابت ہوا ہو تو پہلے امام سنگسار کرے پھر عام لوگ کیوں کہ پہلے حضورؐ نے غامدیہ کو کنکری ماری پھر لوگوں کو مارنے کا حکم دیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۰/۲۳۵۳) وَيُغَسَّلُ وَيُكَفَّنُ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ.

ترجمه: اور غسل دیا جائے گا اور کفن دیا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائے گی۔

تشریح: زنا کے گناہ کی سزا پا چکا ہے تاہم وہ مومن ہو کر مرا ہے اس لئے عام مسلمانوں کی طرح غسل و کفن دیا جائے گا اور اس پر نماز بھی پڑھی جائے گی اور دفن بھی کیا جائے گا۔

(۱۱/۲۳۵۴) وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ مُحْصَناً وَكَانَ حُرًّا فَحَدُّهُ مِائَةُ جَلْدَةٍ.

ترجمه: اور اگر محصن نہ ہو اور آزاد ہو تو اس کی حد سو کوڑے ہیں۔

تشریح: آیت میں ہے الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة اس آیت میں زانی مرد اور زانیہ عورت کو سو کوڑے مارنے کا حکم ہے لیکن حدیث کی بنا پر محصن اس سے الگ ہو گیا، اس لئے غیر محصن کو سو کوڑے لگیں گے۔

(۱۲/۲۳۵۵) يَأْمُرُ الْإِمَامُ بِضَرْبِهِ بِسَوْطٍ لَاثَمْرَةَ لَهُ ضَرْباً مُتَوَسِّطاً.

حل لغات: سوط: کوڑا جمع اسواط، ثمرة: گرہ۔

ترجمه: حکم دے امام اس کے مارنے کا ایسے کوڑے سے جس میں گرہ نہ ہو درمیانی مار۔

تشریح: صاحب قدوریؒ فرماتے ہیں کہ حاکم وقت ایسے کوڑے سے مارنے کا حکم دے جو بہت سخت نہ ہو اور نہ بہت نرم ہو بلکہ درمیانی قسم کا ہو کہ تنبیہ بھی ہو جائے اور آدمی زیادہ زخمی بھی نہ ہو نہ بہت طاقت سے مارے اور نہ بہت آہستہ سے مارے۔

(۱۳/۲۳۵۶) يُنْزَعُ عَنْهُ ثِيَابُهُ

ترجمه: اتار لئے جائیں اس کے کپڑے۔

تشریح: اگر مرد ہے تو ستر پر کپڑا رکھے باقی کپڑوں کو اتروا کر کوڑے مارے ستر نہ کھولے کیوں کہ ستر کا کھولنا حرام ہے کپڑے اس لئے اتارے کہ مناسب مار لگے خاص طور پر موٹے کپڑے اتروا لے۔

(۱۴/۲۳۵۷) وَيُفَرِّقُ الضَّرْبَ عَلٰى اَعْضَائِهِ اِلَّا رَأْسَهُ وَوَجْهَهُ وَفَرْجَهُ.

ترجمه: اور متفرق (مختلف اعضاء پر) کرے مار کو اس کے اعضاء پر سوائے اسکے سر اور چہرہ اور شرمگاہ کے۔

تشریح: ایک ہی جگہ پر تمام کوڑے نہ مارے بلکہ الگ الگ عضو پر مارے البتہ چہرہ شرمگاہ اور سر پر نہ مارے کیوں کہ یہ نازک اعضاء ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۵/۲۳۵۸) وَاِنْ كَانَ عَبْداً جَلَدَهُ خَمْسِيْنَ كَذٰلِكَ.

ترجمہ: اور اگر وہ غلام ہو تو اس کو پچاس کوڑے مارے اسی طرح۔

تشریح: آزاد زنا کرے تو سو کوڑے لگتے ہیں اور غلام یا باندی کرے تو پچاس کوڑے لگیں گے کیوں کہ آیت میں ہے فان اتین بفاحشة فعليهن نصف ما على المحصنات من العذاب پھر اگر وہ بڑی بے حیائی کا کام (زنا) کریں تو ان پر اس سزا سے آدھی سزا جاری ہوگی جو کہ آزاد عورتوں پر ہوتی ہے (اور اسی طرح غلاموں کی بھی) اس آیت سے معلوم ہوا کہ غلام باندی پر آدھی سزا ہے۔

(۱۶/۲۳۵۹) فَاِنْ رَجَعَ الْمُقِرُّ عَنْ اِقْرَارِهٖ قَبْلَ اِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ اَوْفِیْ وَسْطِهٖ قُبِلَ رُجُوْعُهُ وَخُلِّيَ سَبِيْلُهُ.

حل لغات: خلي: ماضی مجہول مصدر تخلیه چھوڑنا، سبيل: راستہ۔

ترجمہ: پھر اگر پھر جائے اقرار کرنے والا اپنے اقرار سے اس (اپنے اوپر) پر حد قائم ہونے سے پہلے یا اس کے درمیان تو قبول کرلیا جائے گا اس کا رجوع کرنا اور چھوڑ دیا جائے گا اس کو۔

اقرار سے رجوع کا بیان

تشریح: اگر مقر اقرار کے بعد حد سے پہلے یا حد کے درمیان اقرار سے رجوع کرے تو چھوڑ دیا جائے گا کیوں کہ اس کا رجوع کرنا خبر ہے جس میں صدق کا بھی احتمال ہے اور کوئی مکذب موجود نہیں تو اقرار میں شبہ آگیا اور حدود ادنیٰ شبہ سے ٹل جاتی ہیں۔

(۱۷/۲۳۶۰) وَيُسْتَحِبُّ لِلْاِمَامِ اَنْ يُلَقِّنَ الْمُقِرَّ الرُّجُوْعَ وَيَقُوْلُ لَهُ لَعَلَّكَ لَمَسْتَ اَوْ قَبَّلْتَ.

حل لغات: يلقن: مضارع مصدر تلقینا سمجھانا، رجوع کرنے کا اشارہ کرنا، قبلت: ماضی بوسہ لیا۔

ترجمہ: اور مستحب ہے امام کے لئے کہ اقرار کرنے والے کو رجوع کرنے کا اشارہ کرے اور اس سے کہے شاید تو نے چھویا ہوگا یا بوسہ لیا ہوگا۔

تشریح: جس وقت حضرت ماعزؓ زنا کا اقرار کرنے تشریف لائے تو حضورؐ نے ان کو رجوع کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا تھا شاید تم نے بوسہ لیا ہوگا یا بھینچا ہوگا یا تم نے دیکھا ہوگا فرمایا نہیں یا رسول اللہ (بخاری شریف: ۱۰۰۸)

(۱۸/۲۳۶۱) وَالرَّجُلُ وَالْمَرْاَةُ فِیْ ذٰلِكَ سَوَاءٌ غَيْرَ اَنَّ الْمَرْاَةَ لَاتُنْزَعُ عَنْهَا ثِيَابُهَا اِلَّا الْفَرْوَ وَالْحَشْوَ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حل لغات: الفرو: پوستین جو بعض حیوانات کی کھال سے تیار کیا جاتا ہے جمع فِراءٌ، الحشو: روئی سے بھرا ہوا کپڑا، کوٹ وغیرہ۔

ترجمہ: مرد اور عورت حد کے بارے میں برابر ہیں علاوہ اس کے کہ اس کے کپڑے نہ اتارے جائیں سوائے پوستین اور موٹے کپڑے کے۔

زانیہ کو سنگسار کرنے کا بیان

تشریح: حد لگانے میں اور رجوع کے قبول کرنے میں مرد اور عورت برابر ہیں ہاں اتنا فرق ہے کہ جب عورت پر حد جاری کی جائے گی تو اس کے کپڑوں میں سے پوستین اور صرف موٹے کپڑے اتارے جائیں گے باقی کپڑے جسم پر ہی رہیں گے تا کہ حد لگاتے وقت ستر نہ کھلے اور چوں کہ موٹے کپڑے پر ضرب نہ لگے گی اس لئے موٹے کپڑے اتار لئے جائیں۔

(۱۹/۲۳۶۲) وَاِنْ حَفَرَ لَهَا فِي الرَّجْمِ جَازَ.

حل لغت: حفر: ماضی معروف حفراً مصدر ہے گڑھا کھودنا۔

ترجمہ: اور اگر گڑھا کھودے عورت کی سنگساری کے لئے تو جائز ہے۔

تشریح: اگر عورت کو سنگسار کرنے کے لئے کوئی گڑھا کھودا جائے تو جائز ہے بلکہ بہتر ہے کیوں کہ اس میں عورت کے لئے پردہ زیادہ ہے یہ گڑھا سینہ تک گہرا کھودا جائے کیوں کہ حضورؐ نے حضرت غامدیہ کو رجم کرتے وقت سینہ تک گڑھا کھدوایا تھا لیکن مرد کیلئے گڑھا کھودنے کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ حضرت ماعز کیلئے گڑھا نہیں کھدوایا تھا۔

(۲۰/۲۳۶۳) وَلَا يُقِيْمُ الْمَوْلٰى الْحَدَّ عَلٰى عَبْدِهٖ وَاَمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِ الْاِمَامِ.

ترجمہ: اور نہیں قائم کر سکتا آقا حد اپنے غلام اور باندی پر مگر امام کی اجازت سے۔

تشریح: آقا حاکم کی اجازت کے بغیر اپنے غلام اور باندی پر حد قائم نہیں کر سکتا ہے البتہ سزا دے سکتا ہے کیوں کہ اگو ہر آدمی حد جاری کرے گا تو زیادتی کر سکتا ہے اس لئے امام سوچ سمجھ کر حد جاری کرے گا امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ آقا اپنے غلام اور باندی پر حد قائم کر سکتا ہے۔

دلیل: حضرت علیؓ نے فرمایا يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَقِيْمُوْا الْحُدُوْدَ عَلٰى اَرِقَّائِكُمْ. (ترمذی باب ماجاء فی اقامۃ الحد) اے لوگو! اپنے غلاموں پر حدیں جاری کرو، لہٰذا آقا کو یہ حق ہے کہ وہ خود اپنے غلام پر حد جاری کر دے۔

جواب: حضرت علیؓ کے اس قول کا مطلب یہ ہے کہ امام کو اس کے زنا کی اطلاع کرو اور شرعی شہادت کے ذریعہ اس جرم کو ثابت کر و اس کے بعد امام ہی اس پر حد جاری کرے گا یعنی یہ نہ کرو کہ چوں کہ وہ تمہارے غلام ہیں اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لئے ان کو چھپالو اور ان پر حد جاری کرانے سے پرہیز کرو۔

(۲۱/۲۳۶۴) وَاِنْ رَجَعَ اَحَدُ الشُّهُوْدِ بَعْدَ الْحُكْمِ قَبْلَ الرَّجْمِ ضُرِبُوْا الْحَدَّ وَسَقَطَ الرَّجْمُ عَنِ الْمَشْهُوْدِ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اور اگر رجوع کرلے کوئی گواہ فیصلہ کے بعد رجم سے پہلے تو حد لگائی جائے گی گواہوں کو اور ساقط ہوجائے گا رجم مشہود علیہ (زانی) سے۔

گواہی سے رجوع کرنے کا بیان

تشریح: چار گواہوں کی گواہی سے مشہود علیہ کو سنگ سار کرنے کا فیصلہ ہوگیا لیکن رجم نہیں کیا گیا تھا کہ ایک دو گواہ انکار کرگئے تو رجم ساقط ہوجائے گا اور تمام گواہوں پر حد قذف لگے گی، کیوں کہ اس کے حق میں گواہی مکمل نہ رہی۔

(۲۲/۲۳۶۵) وَاِنْ رَجَعَ بَعْدَ الرَّجْمِ حُدَّ الرَّاجِعُ وَضَمِنَ رُبْعَ الدِّيَةِ.

ترجمہ: اور اگر پھر گیا رجم کے بعد تو حد لگائی جائے گی صرف رجوع کرنے والے کو اور ضامن ہوگا چوتھائی دیت کا۔

تشریح: چار گواہوں کی گواہی سے رجم کیا رجم کے بعد ایک گواہ پھر گیا تو جو پھرا ہے اس کو حد لگے گی اور اس پر چوتھائی دیت یعنی ڈھائی ہزار درہم لازم ہوں گے حد تو اس لئے لگے گی کہ رجم والے پر تہمت لگائی اور چوں کہ چار آدمیوں نے مل کر اس کی جان لی ہے اس لئے اس ایک آدمی پر چوتھائی دیت لازم ہوگی۔

(۲۳/۲۳۶۶) وَاِنْ نَقَصَ عَدَدُ الشُّهُوْدِ عَنْ اَرْبَعَةٍ حُدُّوْا جَمِيْعاً.

ترجمہ: اور اگر کم ہو گواہوں کی تعداد چار سے تو سب کو حد لگائی جائے گی۔

تشریح: زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہوں کا ہونا ضروری ہے اگر حاکم کے پاس تین یا دو گواہ آئے تو جنہوں نے زنا کے ثبوت کی گواہی دی ہے ان کو حد قذف لگے گی تاکہ تہمت لگانے کا دروازہ بند ہوجائے۔

(۲۴/۲۳۶۷) وَاِحْصَانُ الرَّجْمِ اَنْ يَكُوْنَ حُرًّا بَالِغًا عَاقِلاً مُسْلِماً قَدْ تَزَوَّجَ اِمْرَأَةً نِكَاحًا صَحِيْحاً وَدَخَلَ بِهَا وَهُمَا عَلٰى صِفَةِ الْاِحْصَانِ.

ترجمہ: اور رجم کا محصن ہونا یہ ہے کہ وہ آزاد ہو بالغ ہو عاقل ہو مسلمان ہو کسی عورت سے نکاح صحیح کیا ہو اور اس سے صحبت کی ہو اس حال میں کہ وہ دونوں احصان کی صفت پر ہوں۔

تشریح: سنگسار کرنے کے لئے زانی کا محصن ہونا شرط ہے اگر محصن نہ ہو تو مجرم کو سو کوڑے لگیں گے اور اگر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غلام یا باندی ہے تو پچاس کوڑے لگیں گے اس لئے مصنفؒ یہ فرماتے ہیں کہ جب سات شرطیں پائی جائیں تب آدمی محصن ہوتا ہے:

(۱) آزاد ہو باندی اور غلام محصن نہیں ہیں (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا، بچہ اور مجنون میں سزا کی اہلیت نہ ہونے کی وجہ سے محصن نہیں (۴) محصن ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے لہٰذا اگر غیر مسلم شادی شدہ زنا کرے تو اس کی سزا رجم نہیں بلکہ سو کوڑے ہیں کیوں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا جس نے شرک کیا وہ محصن نہیں ہے (دار قطنی ج:۳ص:۱۰۷) امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک محصن ہونے کے لئے مسلمان ہونا شرط نہیں ہے، لہٰذا اگر غیر مسلم زنا کریں اور شادی شدہ ہو تو ان پر بھی رجم کی سزا عائد ہوگی۔

دلیل: حضورؐ کے پاس یہودی اور یہودیہ لائے گئے دونوں نے زنا کیا تھا حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں دونوں کو مقام بلاط کے پاس رجم کیا۔ (بخاری ص:۱۰۰۷)۔

جواب: رجم کا حکم ان پر حقیقت میں اسلام کے حکم سے ہی ہوا تھا لیکن اس زمانہ تک احصان رجم کے لئے اسلام کو شرط قرار نہیں دیا گیا تھا بعد میں اسلام کو احصان رجم کے لئے شرط قرار دیا گیا اسلئے یہ واقعہ اس سے پہلے کا ہے۔

(۵) کسی عورت سے نکاح صحیح کیا ہو لہٰذا اگر بغیر گواہوں کے نکاح کیا ہو تو وہ محصن نہیں۔ (۶) وطی کا ہونا (۷) بوقت نکاح و وطی دونوں کا احصان کی صفت کے ساتھ متصف ہونا اس کا مطلب یہ ہے کہ یہودیہ نصرانیہ اور باندی سے شادی کرے تو محصن نہیں ہوگا آزاد مسلمان عورت سے شادی کرے تب محصن ہوگا ان سات شرطوں میں سے اگر ایک بھی ختم ہو جائے تو وہ محصن نہیں ہوگا اب اس کو رجم نہیں کیا جائے گا۔

(۲۳۶۸/۲۵) وَلَایُجْمَعُ فِی الْمُحْصَنِ بَیْنَ الْجَلْدِ وَالرَّجْمِ.

ترجمہ: اور جمع نہیں کیا جائے گا محصن میں کوڑے اور سنگساری کو۔

کیا محصن پر رجم سے قبل کوڑے لگائے جائیں گے؟

تشریح: آدمی محصن ہو تو اس پر رجم ہے اب رجم سے پہلے کوڑے لگائے جائیں یا نہیں؟ اس بارے میں دو مذہب ہیں۔

(۱) امام احمدؒ کے نزدیک شادی شدہ مرد و عورت کی حد رجم اور سو کوڑے ہیں۔

دلیل: حدیث میں ہے الثیب بالثیب جلد مائة ثم الرجم (ترمذی ص:۲۶۴) شادی شدہ مرد کو شادی شدہ عورت کے ساتھ سو کوڑے مارنا اور سنگسار کرنا ہے۔

جواب: حضرت عبادہ بن صامتؓ کی مذکورہ حدیث حضرت ماعز اسلمی کے واقعہ سے منسوخ ہے کیوں کہ وہ بعد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کا واقعہ ہے۔

(۲) دوسرا مذہب: ائمہ ثلاثہ کے نزدیک شادی شدہ مرد وعورت کی سزا صرف رجم ہے۔

دلیل: حضرت ماعز اسلمیؓ اور حضرت غامدیہؓ کو صرف رجم کیا گیا اس سے پہلے کوڑے نہیں لگوائے معلوم ہوا کہ شادی شدہ مرد وعورت کی حد صرف رجم ہے۔

(۲۳۶۹/۲۶) وَلَايُجْمَعُ فِي الْبِكْرِ بَيْنَ الْجَلْدِ وَالنَّفْيِ اِلَّااَنْ يَرىٰ الْاِمَامُ ذٰالِكَ مَصْلَحَةً فَيُعَزِّرُ بِهٖ عَلٰى قَدْرِ مَايَرىٰ.

حل لغات: النفی: جلاوطن کرنا، یُعزرُ: مضارع مصدر تعزیر اً سزا دینا۔

ترجمہ: اور جمع نہ کیا جائے گا کنوارے میں کوڑے اور جلاوطن کو مگر یہ کہ دیکھے امام اس میں کوئی مصلحت چناں چہ سزا دے اس کو اپنی رائے کے مطابق۔

تشریح: کنوارا آدمی جس پر کوڑے لگتا ہے اس کو کوڑے لگانے کے ساتھ جلاوطن نہ کرے البتہ امام مصلحت سمجھے تو اپنی صوابدید کے مطابق کچھ دنوں کے لئے جلاوطن کر دے۔

اختلاف الائمة

غیر شادی شدہ مرد وعورت کی حد زنا کے بارے میں اختلاف ہے کہ آیا ان کو جلاوطن بھی کیا جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں تین مذاہب ہیں۔

(۱) امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک مرد وعورت دونوں کی حد سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے۔

دلیل: حضرت عبادہ بن صامتؓ کی حدیث ہے: **البكر بالبكر جلد مائة ونفي سنة** کنوارے مرد کو کنواری عورت کے ساتھ سو کوڑے مارنا اور ایک سال جلاوطن کرنا ہے۔

جواب: جلاوطنی کو حد کا جز کہنا صحیح نہیں ہے بلکہ جلاوطنی امام کی صوابدید پر ہے اس کو حق ہے کہ وہ سیاستاً کر سکتا ہے دوسرے یہ کہ جس حدیث سے جلاوطنی ثابت ہوتی ہے وہ خبر واحد ہے اور خبر واحد سے کتاب اللہ پر زیادتی نہیں ہو سکتی۔

دوسرا مذہب: امام مالکؒ کے نزدیک مرد کی حد سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور عورت کی صرف سو کوڑے ہیں عورت کو جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔

دلیل: امام مالک کی دلیل بھی وہی ہے جو اوپر گذری لیکن وہ عورت کے بارے میں جلاوطنی کے قائل نہیں ہیں کیوں کہ اگر اس کو تنہا جلاوطن کیا جائے گا تو اس میں اور فتنہ کا اندیشہ ہے اور اگر شوہر کے ساتھ جلاوطن کیا جائے گا تو شوہر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مجرم نہیں ہے اس کو بغیر کسی وجہ کے سزا دینا لازم آئے گا۔

تیسرا مذہب: امام اعظمؒ کے نزدیک غیر شادی شدہ مرد و عورت کی حد صرف سو کوڑے ہیں۔

دلیل: آیت کریمہ ہے الزانية والزاني فاجلدوا كل واحد منهما مائة جلدة اس آیت میں صرف سو کوڑوں کا ذکر ہے جلاوطنی کا کوئی ذکر نہیں ہے اس لئے دونوں کی حد صرف سو کوڑے ہوں گی۔

(۲۳۷۰/۲۷) وَاِذَا زَنَى الْمَرِيْضُ وَحَدُّهُ الرَّجْمُ رُجِمَ وَاِنْ كَانَ حَدُّهُ الْجَلْدُ لَمْ يُجْلَدْ حَتّٰى يَبْرَأَ.

ترجمه: بیمار نے زنا کیا اور اس کی حد رجم ہو تو رجم کیا جائے گا اور اگر اس کی حد کوڑے لگانا ہو تو کوڑے نہ مارے جائیں یہاں تک کہ اچھا ہو جائے۔

تشریح: بیمار نے زنا کیا اور اس کی حد رجم ہو تو فوراً ہی رجم کر دیا جائے گا کیوں کہ رجم کر کے مارنا ہی مقصود ہے اس لئے بیمار ہو یا غیر بیمار اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور اگر اس کی حد کوڑے مارنا ہو تو تاکہ اور زیادہ بیمار نہ ہو جائے اس لئے تندرست ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔

(۲۳۷۱/۲۸) فَاِذَا زَنَتِ الْحَامِلُ لَمْ تُحَدُّ حَتّٰى تَضَعَ حَمْلَهَا وَاِنْ كَانَ حَدُّهَا الْجَلْدُ فَحَتّٰى تَتَعَلَّا مِنْ نِفَاسِهَا.

حل لغات: تتعلا: بعض نسخوں میں تتعالی ہے یہ غلط ہے، بلند ہو جائے نفاس سے باہر ہو جائے۔

ترجمه: اگر زنا کرایا حاملہ عورت نے تو حد نہیں لگائی جائے گی یہاں تک کہ وضع حمل ہو جائے اور اگر اس کی حد کوڑے ہوں تو یہاں تک کہ نفاس سے پاک ہو جائے۔

فاصلہ پر کب حد لگے گی؟

تشریح: زنا کرانے سے حاملہ ہوگئی یا حمل کی حالت میں زنا کرایا دونوں صورتوں میں جب بچہ پیدا ہو جائے اور بچہ کی پرورش کا انتظام ہو جائے تب عورت رجم کی جائے گی کیوں کہ حضرت غامدیہ حاملہ تھی تو وضع حمل کے بعد جب بچہ کی پرورش کا انتظام ہو گیا تب اس کو رجم کیا اور اگر حاملہ عورت کو کوڑے لگنا ہو تو چوں کہ اس میں انسان کو مارنا نہیں ہے اس لئے بچہ کی پرورش تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جب بچہ پیدا ہو جائے اور عورت نفاس سے پاک ہو جائے تب کوڑے لگائے جائیں۔

(۲۳۷۲/۲۹) وَاِذَا شَهِدَ الشُّهُوْدُ بِحَدٍّ مُتَقَادِمٍ لَمْ يَمْنَعْهُمْ عَنْ اِقَامَتِهِ بُعْدُهُمْ عَنِ الْاِمَامِ لَمْ تُقْبَلْ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شَهَادَتُهُمْ اِلَّا فِیْ حَدِّ الْقَذْفِ خاصَّۃً.

ترجمہ: اور اگر گواہی دی گواہوں نے پرانی حد کی جس کو قائم کرنے سے مانع نہ تھا ان کا دور ہونا امام سے (بلکہ بلا وجہ تاخیر کی) تو قبول نہیں کی جائے گی ان کی گواہی مگر حد قذف میں خاص طور پر۔

تشریح: اگر گواہوں نے حد زنا حد سرقہ حد شرب کے متعلق ایک مدت گذرنے کے بعد گواہی دی حالانکہ ان کو کوئی عذر نہیں تھا مثلاً امام سے اتنی دور نہیں تھے کہ اتنی تاخیر کرنے کی ضرورت ہو پھر بھی گواہی دینے میں بہت تاخیر کی تو ان کی اس گواہی کو قبول نہیں کیا جائے گا اور حد قائم نہ ہوگی کیوں کہ یہاں تہمت کا امکان ہے اس طرح کہ شروع میں گواہی نہ دینے کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ مجرم کی پردہ پوشی کرنا چاہتا تھا بعد میں کسی حسد اور دشمنی کی بنیاد پر گواہی کے لئے تیار ہوگیا تو اب گواہی حسد کی بنیاد پر ہے حقوق اللہ کی بنیاد پر نہیں ہے اور اگر تاخیر پردہ پوشی کی وجہ سے نہ تھی تو تاخیر کی وجہ سے فاسق ہوگیا اور فاسق کی گواہی مقبول نہیں لیکن حد قذف اس سے مستثنیٰ ہے کہ وہ تاخیر کے ساتھ بھی مقبول ہوگی کیوں کہ یہ حقوق العباد میں سے ہے اور اس میں دعویٰ کرنا شرط ہے چناں چہ یوں سمجھا جائے گا کہ گواہوں نے اس لئے تاخیر کی کہ صاحب حق کی جانب سے دعویٰ نہیں تھا۔ (اللباب ۳/۶۴)

(۲۳۷۳/۳۰) وَمَنْ وَطِیَٔ اِمْرَأَۃً اَجْنَبِیَّۃً فِیْ مَادُوْنَ الْفَرْجِ عُزِّرَ.

ترجمہ: اور جس نے صحبت کی اجنبیہ سے شرمگاہ کے علاوہ میں تو سزا دی جائے گی۔

تشریح: اجنبیہ عورت کی شرمگاہ میں وطی نہیں کی بلکہ اور جگہ وطی کی تو حد تو نہیں لگے گی البتہ تعزیر ہوگی۔

(۲۳۷۴/۳۱) وَلَاحَدَّ عَلٰی مَنْ وَطِیَٔ جَارِیَۃَ وَلَدِہٖ اَوْوَلَدِ وَلَدِہٖ وَاِنْ قَالَ عَلِمْتُ اَنَّهَا عَلَیَّ حَرَامٌ.

ترجمہ: اور نہیں ہے حد اس شخص پر جو وطی کرے اپنے بیٹے کی باندی سے یا اپنے پوتے کی باندی سے اگر چہ وہ کہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے۔

تشریح: اگر اپنے بیٹے یا پوتے کی باندی سے صحبت کرلی اور کہتا ہو کہ مجھے معلوم تھا کہ یہ باندی مجھ پر حرام ہے پھر بھی اس میں حد نہیں ہے کیوں کہ حدیث میں ہے کہ تم اور تمہارا مال تمہارے والد کے لئے ہے پس بیٹے اور پوتے کی باندی کے ساتھ وطی کی حلت کا شبہ پیدا ہوگیا اور شبہ فی المحل سے حد ساقط ہوجاتی ہے۔

(۲۳۷۵/۳۲) وَاِذَا وَطِیَٔ جَارِیَۃَ اَبِیْهِ اَوْ اُمِّهٖ اَوْ زَوْجَتِهٖ اَوْ وَطِیَٔ الْعَبْدُ جَارِیَۃَ مَوْلَاہُ وَقَالَ عَلِمْتُ اَنَّهَا عَلَیَّ حَرَامٌ حُدَّ وَاِنْ قَالَ ظَنَنْتُ اَنَّهَا تَحِلُّ لِیْ لَمْ یُحَدَّ.

ترجمہ: اور اگر کسی نے وطی کی اپنے باپ یا اپنی ماں یا اپنی بیوی کی باندی سے یا وطی کی غلام نے اپنے آقا کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باندی سے اور یہ کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے تو حد لگائی جائے گی اور اگر یہ کہا کہ میرا گمان تھا کہ وہ میرے لئے حلال ہے تو حد نہ لگائی جائے گی۔

تشریح: اگر والدین کی یا اپنی بیوی کی یا اپنے آقا کی باندی سے وطی کر لی اور مسئلہ معلوم تھا کہ ان لوگوں کی باندیاں میرے لئے حلال نہیں پھر بھی وطی کر لی تو حد لگے گی کیوں کہ حقیقت میں بھی حلال نہیں تھیں اور علم بھی تھا کہ حلال نہیں اس لئے حرمت میں کوئی شبہ نہیں رہا اور اگر وطی کرنے والے نے یہ سوچ کر کہ والدین وغیرہ کے ساتھ رات دن کھانا پینا ہوتا ہے تو ان کی باندی بھی میرے لئے حلال ہے اور حلال سمجھ کر وطی کر لی تو حد نہیں لگے گی۔

(۲۳۷۶/۳۳) وَمَنْ وَطِئَ جَارِيَةَ اَخِيْهِ اَوْ عَمِّهٖ وَقَالَ ظَنَنْتُ اَنَّهَا عَلَيَّ حَلَالٌ حُدَّ.

ترجمہ: کسی نے وطی کی اپنے بھائی یا اپنے چچا کی باندی سے اور کہا کہ میں نے گمان کیا کہ وہ میرے لئے حلال ہے تو حد لگائی جائے گی۔

تشریح: بھائی اور چچا کے ساتھ اتنا کھانا پینا نہیں ہوتا اور نہ آدمی ان کا مال اپنا مال سمجھتا ہے اس لئے اگر یہ گمان بھی ہو کہ ان کی باندیاں میرے لئے جائز ہیں تب بھی حد لگے گی۔

(۲۳۷۷/۳۴) وَمَنْ زُفَّتْ اِلَيْهِ غَيْرَ اِمْرَاَتِهٖ وَقَالَتِ النِّسَاءُ اِنَّهَا زَوْجَتُكَ فَوَطِأَهَا فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِ الْمَهْرُ.

ترجمہ: بھیج دی گئی شب زفاف میں شوہر کے پاس کوئی غیر عورت اور کہہ دیا عورتوں نے کہ یہ تیری بیوی ہے اس نے صحبت کر لی تو اس پر حد نہیں ہے اور اس پر مہر ہے۔

تشریح: پہلی رات تھی عورتوں نے اصلی بیوی کے علاوہ کسی غیر عورت کو شوہر کے پاس بھیج دیا اور عورتوں نے یہ بھی کہا کہ یہ تیری بیوی ہے اس نے اس سے وطی کر لی، بعد میں پتہ چلا کہ وہ اس کی بیوی نہیں ہے تو اس مرد پر حد نہیں لگے گی لیکن وطی بالشبہ کی ہے اس لئے عقر یعنی مہر لازم ہوگا۔

(۲۳۷۸/۳۵) وَمَنْ وَجَدَ اِمْرَاَةً عَلٰى فِرَاشِهٖ فَوَطِأَهَا فَعَلَيْهِ الْحَدُّ.

ترجمہ: کسی نے پائی کوئی عورت اپنے بستر پر اس سے وطی کر لی تو اس پر حد ہے۔

تشریح: بار بار ملنے سے تجربہ ہے کہ بیوی کون ہے اس کا اندازہ تو اندھیرے میں بھی ہو جاتا ہے اور اگر اندازہ نہیں ہوا تو معلوم کر لینا چاہئے اس کے باوجود نہ پوچھا نہ اندازے سے کام لیا اور صحبت کر لی تو حد لگے گی۔

(۲۳۷۹/۳۶) وَمَنْ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً لَايَحِلُّ لَهٗ نِكَاحُهَا فَوَطِئَهَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ الْحَدُّ.

ترجمہ: کسی نے ایسی عورت سے شادی کی جس سے شادی کرنا اس کے لئے حلال نہیں ہے پھر اس سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صحبت کر لی تو اس پر حد واجب نہیں۔

تشریح: خالہ سے نکاح کر لیا حالانکہ اس سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے اور وطی بھی کر لی تو امام صاحب کے نزدیک اس پر حد نہیں لگے گی البتہ تعزیر ہوگی، کیوں کہ نکاح کرنے کی وجہ سے بیوی ہونے کا شبہ ہو گیا اس لئے حد نہیں لگے گی البتہ تعزیر کی جائے گی اور تعزیر میں قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔

(۲۳۸۰/۳۷) وَمَنْ اَتٰى اِمْرَاَةً فِي الْمَوْضِعِ الْمَكْرُوْهِ اَوْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ فَلَا حَدَّ عَلَيْهِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَيُعَزَّرُ وَقَالَا رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ كَالزِّنَا فَيُحَدُّ.

حل لغت: الموضع المکروہ: اس سے مراد دبر ہے جو مکروہ جگہ ہے۔

ترجمہ: اگر کسی نے عورت سے مقام مکروہ میں وطی کی یا قوم لوط کا عمل کیا تو اس پر کوئی حد نہیں ہے امام صاحب کے نزدیک بلکہ سزا جاری کی جائے گی اور حضرات صاحبین نے فرمایا کہ یہ عمل زنا کی طرح ہے اس لئے حد لگائی جائے گی۔

لواطت کی حد کتنی ہے؟

تشریح: اپنی بیوی کے ساتھ لواطت کی یا کسی مرد کے ساتھ لواطت کی تو لواطت کرنے والے کی حد کے متعلق اختلاف ہے۔

(۱) امام صاحب کے نزدیک لواطت پر شرعاً کوئی حد مقرر نہیں ہاں امام المسلمین جس قسم اور جس قدر مصلحت سمجھے بطور تعزیر جاری کر سکتا ہے۔

(۲) صاحبین اور امام شافعیؒ کے نزدیک لواطت زنا کی طرح ہے اس لئے لوطی کو حد لگے گی یعنی فاعل اگر محصن ہو تو رجم کیا جاوے اور اگر غیر محصن ہو تو سو کوڑے لگیں گے۔

(۳) امام مالک واحمد کے نزدیک لواطت کرنے والے کو رجم کیا جائے گا لوطی محصن ہو یا غیر محصن، اصل میں بات یہ ہے کہ لواطت کا معاملہ انسانی بلکہ حیوانی طبیعت کے بھی خلاف قانون معاملہ ہے اس پر قانونی حد کیسے جاری ہوگی فلذالک قال ابوحنیفۃ لا حد فیہا (تنظیم الاشتات ۳/۴۷)

(۲۳۸۱/۳۸) وَمَنْ وَطِئَ بَهِيْمَةً فَلَاحَدَّ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اور جس نے وطی کی چوپایہ سے تو اس پر کوئی حد نہیں ہے۔

تشریح: کیوں کہ زنا اس کو کہتے ہیں جو عورت کے ساتھ مخصوص مقام میں کیا جائے اور یہاں ایسا نہیں ہے اس لئے زنا کی حد نہیں لگے گی البتہ تعزیر ہوگی، ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے اسحٰق بن راہویہ فرماتے ہیں کہ اگر لوطی کو پہلے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے معلوم تھا کہ جانور کے ساتھ وطی کرنا ممنوع ہے پھر بھی کر لی تو اس کو قتل کیا جائے گا۔

دلیل: عن ابن عباسؓ من اتی بھیمۃ فاقتلوہ. جواب: حدیث میں جو قتل کا حکم ہے یہ ڈانٹ ڈپٹ اور سختی پر محمول ہے۔

(۲۳۸۲/۳۹) وَمَنْ زَنٰی فِیْ دَارِ الْحَرْبِ اَوْ فِیْ دَارِ الْبَغْیِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَیْنَا لَمْ یُقَمْ عَلَیْهِ الْحَدُّ.

ترجمہ: اور جس نے زنا کیا دار الحرب میں یا باغیوں کی حکومت میں پھر ہمارے یہاں آ گیا تو اس پر حد قائم نہ ہوگی۔

تشریح: دار الحرب میں یا باغیوں کی حکومت میں حد قائم نہیں کر سکتے، کیوں کہ وہاں بادشاہ اور امیر المؤمنین نہیں ہیں، تو گویا گناہ ابتداءً حد کو واجب کرنے والا نہیں ہوا اور وہاں سے دار الاسلام آنے کے بعد بھی حد قائم نہیں کر سکتے کیوں کہ جب شروع میں حد کا مُوجِب نہیں ہوا تو بعد میں حد کیسے قائم کریں گے۔

بَابُ حَدِّ الشُّرْبِ

(یہ باب شراب پینے کے احکام کے بیان میں ہے)

ضروری نوٹ: شراب یا نشہ آور چیزوں کے پینے کو شرب کہتے ہیں اس میں حد ہے اس باب میں اسی کے احکامات بیان کئے جائیں گے، چوں کہ شراب پینے کے مقابلہ میں زنا کرنے میں زیادہ قباحت ہے اور سزا بھی زنا میں زیادہ سخت ہے اس لئے اس کو مقدم کیا اور باب حد الشرب کو موخر کیا، شراب ام الخبائث ہے شراب کی دو قسمیں ہیں (۱) جو کہ قطعی حرام ہے جس کو خمر کہتے ہیں اس کا ایک قطرہ بھی موجب حد ہے یہ وہ ہے جو انگور کے پانی سے بنائی جائے۔ (۲) وہ اشربہ جن پر حد اس وقت ہوگی جب ان کو پی کر نشہ ہو جائے (تفصیل کتاب الاشربۃ میں آئے گی)

(۲۳۸۳/۱) وَمَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاُخِذَ وَرِیْحُهَا مَوْجُوْدَۃٌ فَشَهِدَ الشُّهُوْدُ عَلَیْهِ بِذٰلِكَ اَوْ اَقَرَّ وَرِیْحُهَا مَوْجُوْدَۃٌ فَعَلَیْهِ الْحَدُّ.

ترجمہ: کسی نے شراب پی اور پکڑا گیا اس حال میں کہ اس کی بو موجود ہے اور گواہی دی گواہوں نے یا شرابی نے خود اقرار کر لیا اس حال میں کہ اس کی بو موجود ہو تو اسی پر حد ہے۔

شرابی کو کب حد لگے گی اور کب نہیں؟

تشریح: اگر کسی نے شراب پی اور اس کو اس حالت میں گرفتار کیا گیا کہ اس کے منہ میں شراب کی بو موجود تھی یا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شراب کے علاوہ کسی دوسری نشہ آور چیز کے پینے سے مست ہو اور دو مرد پینے کی گواہی دیں کہ اس نے خوشی کی حالت میں پی ہے تو حد لگے گی دوسری صورت یہ ہے کہ پینے والا خود اقرار کرے کہ میں نے بخوشی شراب پی ہے اور اس وقت بھی منہ میں بد بو تھی تو بھی اس شرابی پر حد لگائی جائے گی اگر شراب بہت پہلے پی تھی یہاں تک کہ اس کے منہ سے بد بو ختم ہو گئی اس حال میں پکڑا گیا تو حد نہیں لگے گی۔

(۲/۲۳۸۴) وَاِنْ اَقَرَّ بَعْدَ ذِهَابِ رَائِحَتِهَا لَمْ يُحَدَّ.

ترجمہ: اور اگر اقرار کرے شراب کی بد بو ختم ہو جانے کے بعد تو حد نہیں لگائی جائے گی۔

تشریح: بد بو دور ہو جانے کے بعد شراب پینے کے اقرار سے امام ابوحنیفہؒ و ابو یوسفؒ کے نزدیک حد نہیں لگائی جائے گی امام شافعیؒ و امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ بو جانے کے بعد اگر زمانہ قریب میں پی ہو اور اقرار کیا ہو تب بھی حد لازم ہو گی اور زمانہ قریب کا مطلب یہ ہے کہ ایک ماہ کے اندر کو قریب کہتے ہیں اس لئے ایک ماہ کے اندر اندر شراب پی ہو اور اقرار کرے یا گواہی دے دے تو حد لگے گی۔

(۳/۲۳۸۵) وَمَنْ سَكِرَ مِنَ النَّبِيْذِ حُدَّ.

ترجمہ: اور جو نشہ میں ہو جائے نبیذ سے تو حد لگائی جائے گی۔

تشریح: نبیذ کی شکل یہ ہے کہ کھجور یا کشمش کے پانی کو تھوڑا سا پکایا جائے تو وہ حلال ہے بشرطیکہ نشہ نہ آیا ہو اور اگر نبیذ میں تیزی آ جائے اور نشہ آ جائے تو اس کا پینا حرام ہے اب پینے پر حد لگائی جائے گی۔

(۴/۲۳۸۶) ولَا حَدَّ عَلٰى مَنْ وُجِدَ مِنْهُ رَائِحَةُ الْخَمْرِ اَوْ مَنْ تَقَيَّأَهَا.

ترجمہ: اور حد نہیں اس پر جس سے شراب کی بد بو آئے یا وہ شراب کی قے کرے۔

تشریح: کسی آدمی کے منہ سے شراب کی بد بو آئے اور نہ اس پر گواہ ہوں اور نہ وہ اقرار کرتا ہو تو صرف بو آنے سے یا شراب کی الٹی کرنے سے حد نہ لگے گی کیوں کہ ممکن ہے کہ کسی نے زبردستی پلا دی ہو اس لئے یہ معذور ہے۔

(۵/۲۳۸۷) ولَا يُحَدُّ السُّكْرَانُ حَتّٰى يُعْلَمَ اَنَّهٗ سَكِرَ مِنَ النَّبِيْذِ وَشَرِبَهٗ طَوْعاً.

ترجمہ: اور حد نہیں لگائی جائیگی نشہ والے کو یہاں تک کہ معلوم ہو جائے کہ نشہ نبیذ سے ہوا ہے اور بخوشی پی ہے۔

تشریح: السکران: سکر کے مراتب مختلف ہیں امام صاحب نے فرمایا کہ جس نشہ کی وجہ سے حد جاری ہوگی وہ یہ ہے کہ اس درجہ مست ہو جائے کہ وہ آسمان و زمین کو بالکل نہ پہچانتا ہو اور مرد و عورت کا امتیاز بھی ختم ہو جائے صاحبین نے فرمایا کہ جب وہ نشہ میں ہو کر بیہودہ کلام کرنے لگے امام شافعیؒ نے فرمایا کہ اس کی چال میں فرق آ جائے اور اس کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اعضاء لڑکھڑانے لگیں تب کہیں گے کہ نشہ ہو چکا صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جب نشہ آور چیز مجبور کر کے پلائی ہو تو اس سے حد لازم نہ ہوگی اگر خوشی سے پی ہو اور نشہ ہو گیا تب حد لازم ہوگی۔

(۲۳۸۸/۶) وَلَا يُحَدُّ حَتّٰى يَزُوْلَ عَنْهُ السُّكْرُ.

ترجمہ: اور حد نہیں لگائی جائے گی یہاں تک کہ نشہ اتر جائے۔

تشریح: حد لگانے کا مقصد اس کو تنبیہ کرنا ہے اور نشہ کی حالت میں مارنے سے اس کو کیا پتہ چلے گا کہ مجھ کو کیوں مارا جا رہا ہے اس وجہ سے نشہ اترنے کے بعد ہی حد لگے گی۔

(۲۳۸۹/۷) وَحَدُّ الْخَمْرِ وَالسُّكْرِ فِي الْحُرِّ ثَمَانُوْنَ سَوْطاً يُفَرَّقُ عَلٰى بَدَنِهٖ كَمَا ذَكَرْنَا فِي الزِّنَا فَإِنْ كَانَ عَبْداً فَحَدُّهٗ أَرْبَعُوْنَ.

ترجمہ: شراب اور نشہ کی حد آزاد کے لئے اسی کوڑے ہیں، لگائیں جائیں گے اس کے بدن پر متفرق جگہ جیسا کہ ہم نے ذکر کیا حد زنا میں اگر غلام ہو تو اس کی حد چالیس کوڑے ہیں۔

شراب پینے کی سزا کیا ہے؟

تشریح: شراب اور دوسری نشہ آور چیزوں کے پینے کی حد کے سلسلے میں اختلاف ہے اور اس بارے میں دو مذہب بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) امام اعظمؒ کے نزدیک شراب کی حد آزاد میں اسی کوڑے ہیں یہی مذہب امام مالکؒ و احمدؒ کا ہے۔

دلیل: اس مسئلہ میں ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے مبارک دور میں صحابہ کرام کا اجماع ہوا اتفق اجماع الصحابة في زمن عمر على الثمانين في حد الخمر ولا مخالف لهم کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسی کوڑے ہونے پر صحابہ کرام کا اجماع ہوا اور کسی نے ان کی مخالفت نہیں کی نیز بخاری میں حضرت عبید اللہ بن عدی سے منقول ہے کہ ان عليا جلده ثمانين معلوم ہوا کہ حد خمر اسی کوڑے ہیں۔

دوسرا مذہب: امام شافعیؒ کے نزدیک حد خمر چالیس کوڑے ہیں یہی ایک روایت امام احمد کی ہے اور مصلحۃً اسی کی اجازت ہے۔

دلیل: حضرت انسؓ کی حدیث ہے کہ حضورؐ شراب کی حد میں جوتی اور کھجور کی بغیر پتوں والی ٹہنی سے چالیس مرتبہ مارتے تھے نیز حضرت علیؓ نے جب ولید پر حد جاری کی تو چالیس کوڑے لگوائے، معلوم ہوا کہ اصل میں حد خمر چالیس ہی کوڑے ہیں۔

جواب: چوں کہ روایتوں میں دونوں طرح کی باتیں وارد ہوئی ہیں اس لئے تطبیق کی شکل یہ ہے کہ ایک دوسری

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حدیث میں 'بجریدتین نحو اربعین' کے الفاظ ہیں کہ دو ٹہنی سے چالیس لگوائے چناں چہ مارنے کے اعتبار سے تو چالیس ہی رہے مگر آلہ کے اعتبار سے اسی ہو گئے۔

حضرت علیؓ کی روایت کے بارے میں امام طحاویؒ نے فرمایا کہ انہوں نے دو کناروں والے کوڑے سے پٹوایا تھا تو یہ بھی آلہ کے اعتبار سے اسی ہو گئے اور اصل جواب یہ ہے کہ حضورؐ اور ابو بکرؓ کے زمانہ میں چالیس ہی پر عمل تھا مگر بعد میں جب عیش و عشرت عام ہوئی اور شراب کی کثرت ہونے لگی تو حضرت عمر کے دور میں صحابہ کے اجماع سے تعزیراً اسی کر دیئے گئے (ماخوذ تنظیم الاشتات ۳/۵۴)

(۲۳۹۰/ ۸) وَمَنْ اَقَرَّ بِشُرْبِ الْخَمْرِ وَالسُّكْرِ ثُمَّ رَجَعَ لَمْ يُحَدَّ.

ترجمہ: کسی نے اقرار کیا شراب اور نشہ پینے کا پھر اس سے پھر گیا تو حد نہ لگے گی۔

تشریح: اگر کسی نے اولاً شراب پینے یا نشہ آور چیزوں کے پینے کا اقرار کیا اس کے بعد اس سے رجوع کر لیا تو اس پر حد نہیں لگائی جائے گی لانہ خالص حق اللہ تعالی فیقبل فیہ الرجوع کما مر فی حد الزنا.

(۲۳۹۱/۹) وَيَثْبُتُ الشُّرْبُ بِشَهَادَةِ شَاهِدَيْنِ اَوْ بِاِقْرَارِهِ مَرَّةً وَاحِدَةً وَلَايُقْبَلُ فِيهِ شَهَادَةُ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ.

ترجمہ: اور ثابت ہو جاتا ہے شراب پینے کا ثبوت دو گواہوں کی گواہی سے یا اس کے اقرار کرنے سے ایک بار اور نہیں قبول کی جائے گی اس میں عورتوں کی گواہی مردوں کے ساتھ۔

تشریح: زنا ثابت کرنے کے لئے چار گواہوں کی ضرورت تھی لیکن حد شرب کی آیت میں چار گواہ کی شرط نہیں ہے اور عام حالات میں دو گواہوں سے کوئی چیز ثابت ہو جاتی ہے اس لئے دو گواہوں سے حد شرب ثابت ہو جائے گی یا شرابی خود ایک مرتبہ اقرار کر لے اور حدود میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں ہے امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ دو مرتبہ اقرار کرے تب حد شرب ثابت ہوگی۔

باب حد القذف

(یہ باب تہمت لگانے کی حد کے بیان میں ہے)

حل لغت وتشریح: قذف باب ضرب سے پتھر پھینکنا تہمت لگانا، کسی پاکدامن مرد یا عورت پر تہمت لگائے کہ تم نے زنا کرایا ہے یا کیا ہے اور اس کو چار گواہوں سے ثابت نہ کر سکے اور جس پر تہمت لگائی ہے وہ حد کا مطالبہ کرے تو اس پر حد لگے گی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اصطلاحی الفاظ: قاذف: تہمت لگانے والا، مقذوف علیه: جس پر تہمت لگائی گئی ہو۔

(۱/۲۳۹۲) إِذَا قَذَفَ الرَّجُلُ رَجُلاً مُحْصَناً أَوْ اِمْرَأَةً مُحْصَنَةً بِصَرِيحِ الزِّنَا وَطَالَبَ الْمَقْذُوفُ بِالْحَدِّ حَدَّهُ الْحَاكِمُ ثَمَانِيْنَ سَوْطاً إِنْ كَانَ حُرّاً يُفَرَّقُ عَلَى أَعْضَائِهِ وَلَايُجَرَّدُ مِنْ ثِيَابِهِ غَيْرَ أَنَّهُ يُنْزَعُ عَنْهُ الْفَرْوُ وَالْحَشْوُ وَإِنْ كَانَ عَبْداً جَلَدَهُ أَرْبَعِيْنَ سَوْطاً.

حل لغات: قذف: ماضی باب (ض) پتھر پھینکنا تہمت لگانا، محصن: شادی شدہ، پاکدامن، مقذوف: اسم مفعول جس کو تہمت لگائی جائے، جلد: ماضی باب تفعیل مصدر تجلیداً کوڑے مارنا۔

ترجمه: اگر تہمت لگائی کسی نے پاکدامن مرد یا پاکدامن عورت کو صریح زنا کی اور مطالبہ کرے مقذوف حد کا تو حد لگائے اس کو حاکم اسی کوڑے اگر وہ آزاد ہو وہ کوڑے اس کے متفرق اعضاء پر لگائے جائیں گے اور ننگا نہ کیا جائے کپڑوں سے علاوہ یہ کہ اس سے پوستین اور روئی بھرا ہوا کپڑا اتارے اور اگر غلام ہو تو کوڑے مارے اس کو چالیس۔

تہمت کی حد کا طریقہ

تشریح: اگر کوئی شخص کسی پاکدامن مرد یا پاکدامن عورت پر صراحتاً زنا کی تہمت لگائے اور جس کو تہمت لگائی اس نے حد کا مطالبہ کیا تو اگر تہمت لگانے والا آزاد ہے تو حاکم اس کو اسی کوڑے لگوائے یہ اسی کوڑے بدن پر ایک جگہ نہ مارے بلکہ ہر عضو پر تھوڑے تھوڑے کر کے مارے سوائے سر چہرہ اور شرمگاہ کے اور کوڑے لگاتے وقت مجرم کے بدن سے کپڑے نہ اتارے البتہ موٹا کپڑا اور پوستین اتروالے تاکہ کوڑا لگ سکے اور اگر تہمت لگانے والا غلام ہے تو چوں کہ غلام کی سزا آزاد کی سزا سے آدھی ہے اس لئے غلام باندی کو چالیس کوڑے لگائے اصل اس مسئلہ میں یہ آیت ہے: والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة، جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں پھر نہ لائیں چار مرد گواہ تو مارو ان کو اسی کوڑے اور آیت چوں کہ ایک عورت کے بارے میں نازل ہوئی اس لئے انہیں کا ذکر فرمادیا ورنہ پاکدامن مردوں پر تہمت لگانے کا بھی یہی حکم ہے۔

(۲/۲۳۹۳) وَالْإِحْصَانُ أَنْ يَكُوْنَ الْمَقْذُوفُ حُرًّا بَالِغاً عَاقِلاً مُسْلِماً عَفِيفاً عَنْ فِعْلِ الزِّنَا.

لغت: عفیف: پاکدامن۔

ترجمه: اور محصن ہونا یہ ہے کہ ہو مقذوف آزاد بالغ عاقل مسلم زنا کے فعل سے پاکدامن۔

تشریح: قدوری کا قول 'عفیفاً عن فعل الزنا' زنا سے پاک دامن کا مطلب یہ ہے کہ اس نے نہ تو کبھی زنا کیا ہو نہ وطی بالشبہ اور نہ نکاح فاسد کیا ہو جو آدمی ان میں سے ایک بھی کر چکا اس کو زنا کی تہمت لگانے سے عار نہیں ہوتی کیوں کہ وہ تو اس کام میں مبتلا ہے باقی عبارت کی تشریح کتاب الحدود مسئلہ (۴۷) کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳/۲۳۹۴) وَمَنْ نَفٰى نَسَبَ غَيْرِهٖ فَقَالَ لَسْتَ لِاَبِيْكَ اَوْ يَا ابْنَ الزَّانِيَةِ وَاُمُّهٗ مُحْصَنَةٌ مَيِّتَةٌ فَطَالَبَ الْاِبْنُ بِحَدِّهَا حُدَّ الْقَاذِفُ.

ترجمہ: جس نے کسی کے نسب کی نفی کی پس کہا تو اپنے باپ کا نہیں ہے یا اے زانیہ کے بیٹے اور اس کی ماں محصنہ مرچکی ہو بیٹے نے اپنی ماں کی حد کا مطالبہ کیا تو تہمت لگانے والے کو حد لگائی جائے گی۔

تشریح: کسی نے کسی کے نسب کی نفی کی جس کی ایک صورت یہ ہے کہ کہے کہ تم اپنے باپ کے نہیں ہو یعنی تمہاری ماں نے زنا کرایا ہے اس سے تم پیدا ہوئے دوسری صورت یہ ہے کہ تم زانیہ کے بیٹے ہو گویا کہ ماں پر زنا کی تہمت لگائی اگر ماں زندہ ہوتی تو وہ حد کا مطالبہ کرتی تب حد لگتی لیکن ماں مر چکی ہے اور وہ بھی محصنہ تھی تو اب بیٹے کو حد کے مطالبہ کا حق ہوگا۔

(۴/۲۳۹۵) وَلَا يُطَالِبُ بِحَدِّ الْقَذْفِ لِلْمَيِّتِ اِلَّا مَنْ يَقَعُ الْقَدْحُ فِيْ نَسَبِهٖ بِقَذْفِهٖ.

حل لغت: القدح: عیب، عار۔

ترجمہ: اور مطالبہ نہیں کر سکتا حد قذف کا میت کیلئے مگر وہی جس کے نسب میں فرق آتا ہو تہمت لگانے سے۔

تشریح: مردہ کی جانب سے حد قذف کی درخواست وہی کر سکتا ہے جس کے نسب میں اس تہمت سے فرق پڑتا ہو اور یہ حق صرف بیٹے اور باپ کو ہے مثلاً کہا کہ تمہاری ماں زانیہ تھی اور ماں مر چکی ہے تو اس سے خود اس آدمی کے نسب میں فرق آتا ہے۔

(۵/۲۳۹۶) وَاِذَا كَانَ الْمَقْذُوْفُ مُحْصَناً جَازَ لِاِبْنِهٖ الْكَافِرِ وَالْعَبْدِ اَنْ يُطَالِبَ بِالْحَدِّ.

ترجمہ: اگر مقذوف محصن ہو تو جائز ہے اس کے کافر بیٹے اور غلام کے لئے حد کا مطالبہ کرنا۔

تشریح: ماں محصنہ تھی اور انتقال کر گئی اس پر کسی نے تہمت لگائی تو اس کا بیٹا خواہ کافر ہو یا غلام پھر بھی ان کو حد قذف کے مطالبہ کا حق ہے بیٹا اگرچہ محصن نہیں ہے کیوں کہ وہ کافر یا غلام ہے لیکن یہاں زنا کی تہمت ماں پر ہے اور وہ محصنہ ہے اور بیٹا صرف حد کا مطالبہ کرنے والا ہے اس لئے اس کے مطالبہ پر حد لگے گی۔

(۶/۲۳۹۷) وَلَيْسَ لِلْعَبْدِ اَنْ يُطَالِبَ مَوْلَاهُ بِقَذْفِ اُمِّهِ الْحُرَّةِ.

ترجمہ: اور جائز نہیں غلام کے لئے کہ مطالبہ کرے اپنے آقا پر اپنی آزاد ماں کی تہمت کی حد کا۔

تشریح: آقا نے اپنے غلام کی آزاد ماں پر زنا کی تہمت لگائی اور ماں محصنہ تھی اور مر چکی تھی تو غلام کے لئے آقا پر حد قذف کے مطالبہ کا حق نہیں ہے کیوں کہ غلام خود اپنے لئے حد قذف کا مطالبہ نہیں کر سکتا کیوں کہ آقا کا احترام مانع ہے فلا یملکہ لامّہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۳۹۸/۷) وَاِنْ اَقَرَّ بِالْقَذْفِ ثُمَّ رَجَعَ لَمْ يُقْبَلْ رُجُوْعُهٗ.

ترجمہ: اور اگر اقرار کرے تہمت کا پھر پھر گیا تو اس کا پھرنا قبول نہیں کیا جائے گا۔

تشریح: ایک آدمی نے کہا کہ میں نے فلاں پر زنا کی تہمت لگائی ہے بعد میں پھر گیا تو اب اس کے انکار کرنے سے حد ساقط نہیں ہوگی کیوں کہ یہ حد خالص اللہ کا حق نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق بندہ سے ہے جب بندہ کو معلوم ہوگا کہ مجھ پر زنا کی تہمت لگی ہے تو اب وہ حد کا مطالبہ کرے گا۔

(۲۳۹۹/۸) وَمَنْ قَالَ لِعَرَبِيٍّ يَا نَبَطِيُّ لَمْ يُحَدَّ.

لغت: نبطی: یہ ایک عجمی قوم تھی جو عراقین کے درمیان آباد تھی پھر عوام الناس پر اس کا اطلاق ہونے لگا۔

ترجمہ: کسی نے عربی کو کہا اے نبطی تو حد نہیں ہے۔

تشریح: عربی آدمی سے کہا اے نبطی اس کا مطلب یہ ہے کہ اشارۃً یوں کہا کہ تیری ماں زانیہ ہے اور نبطی سے زنا کروایا ہے جس سے تم پیدا ہوئے ہو پھر بھی اس جملہ کے کہنے والے کو حد نہیں لگے گی کیوں کہ یہاں بداخلاقی یا فصیح نہ ہونے میں تشبیہ دینا مقصود ہے تہمت مقصود نہیں ہے۔

(۲۴۰۰/۹) وَمَنْ قَالَ لِرَجُلٍ يَاابْنَ مَاءِ السَّمَاءِ فَلَيْسَ بِقَاذِفٍ.

ترجمہ: جس نے کسی سے کہا اے آسمان کے پانی کے بیٹے تو وہ شخص تہمت لگانے والا نہیں ہوگا۔

تشریح: کسی نے دوسرے سے کہا اے آسمان کے پانی کے بیٹے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح آسمان کے پانی میں سخاوت ہے کہ ہر ایک دوست و دشمن کو نوازتا ہے اسی طرح تمہارے اندر بھی سخاوت ہے کہ آسمان کے پانی کی طرح سخاوت کرتے ہو تو اس جملہ میں زنا کی تہمت نہیں ہے بلکہ تعریف ہے اس لئے حد نہ لگے گی۔

(۲۴۰۱/۱۰) وَاِذَا نَسَبَهٗ اِلٰى عَمِّهٖ اَوْ اِلٰى خَالِهٖ اَوْ اِلٰى زَوْجِ اُمِّهٖ فَلَيْسَ بِقَاذِفٍ.

ترجمہ: اور جب منسوب کیا کسی کو اس کے چچا یا ماموں یا اس کی ماں کے شوہر کی طرف تو وہ تہمت لگانے والا نہیں ہوا۔

تشریح: اگر کسی کو اس کے چچا یا ماموں یا اس کی ماں کے شوہر کی طرف منسوب کیا تو یہ تہمت نہ ہوگی کیوں کہ ان میں سے ہر ایک پر باپ کا اطلاق ہوتا ہے قرآن کریم میں حضرت یعقوبؑ کو فرمایا تمہارے باپ ا- اسمٰعیل حالانکہ وہ باپ نہیں چچا تھے (آیت ۱۳۳ سورۃ البقرۃ)

نیز حدیث میں ہے "الخال اب" اور ماں کے شوہر کو تربیت و پرورش کی وجہ سے عرفاً باپ سمجھا جاتا ہے

(الجوہرۃ: ج۲، ۲۵۲، اللباب: ۷۱/۳)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۱/۲۴۰۲) وَمَنْ وَطِيَ وَطْئاً حَرَاماً فِيْ غَيْرِ مِلْكِهٖ لَمْ يُحَدَّ قَاذِفُهٗ.

ترجمہ: کسی نے وطی حرام کی دوسرے کی ملکیت میں تو اس کے تہمت لگانے والے کو حد نہیں لگے گی۔

تشریح: ایک شخص نے دوسرے کی معتدہ سے نکاح کیا اور پھر اس سے وطی کر لی تو یہ آدمی محصن نہیں رہا اس لئے اس کو کوئی آدمی زنا کی تہمت لگائے تو تہمت لگانے والے پر حد قذف نہیں لگے گی۔

(۱۲/۲۴۰۳) وَالْمُلَاعِنَةُ بِوَلَدٍ لَا يُحَدُّ قَاذِفُهَا.

ترجمہ: اور بچہ کی وجہ سے لعان کرنے والی کے تہمت لگانے والے کو حد نہیں لگے گی۔

تشریح: اگر کوئی عورت بچہ کی وجہ سے لعان کر چکی ہو تو جو شخص اس پر تہمت زنا لگائے اس پر حد قذف نہیں لگائی جائے گی کیوں کہ اس عورت کے اندر زنا کی علامت پہلے سے موجود ہے اور وہ بلا باپ کے بچہ کا ہونا ہے۔

(۱۳/۲۴۰۴) وَإِنْ كَانَتِ الْمُلَاعِنَةُ بِغَيْرِ وَلَدٍ حُدَّ قَاذِفُهَا.

ترجمہ: اور اگر لعان کرنے والی بغیر بچہ کے ہو تو اس پر تہمت لگانے والے کو حد لگے گی۔

تشریح: چوں کہ اس کے پاس بچہ نہیں ہے اسلئے زنا کی کوئی علامت نہیں ہے اور لعان کر چکی ہے اس لئے مکمل محصنہ ہے۔

(۱۴/۲۴۰۵) وَمَنْ قَذَفَ أَمَةً أَوْ عَبْداً أَوْ كَافِراً بِالزِّنَا أَوْ قَذَفَ مُسْلِماً بِغَيْرِ الزِّنَا فَقَالَ يَافَاسِقُ أَوْيَاكَافِرُ أَوْ يَاخَبِيْثُ عُزِّرَ.

ترجمہ: کسی نے تہمت لگائی باندی یا غلام یا کافر کو زنا کی یا تہمت لگائی مسلمان کو غیر زنا کی مثلاً کہا اے فاسق یا اے کافر یا اے خبیث تو تعزیر کی جائے گی۔

تعزیر کے احکام

تشریح: چوں کہ باندی غلام اور کافر محصن نہیں ہیں اس لئے ان پر زنا کی تہمت لگائے تو قاذف کو حد نہ لگے گی ایسے ہی اگر مسلمان کو زنا کی تہمت نہ لگائے بلکہ کہے اے فاسق اے کافر اے خبیث اے چور اے فاجر اے سود کھانے والے تو بھی قاذف کو حد نہ لگے گی بلکہ حاکم مناسب سمجھے تو تعزیر کرے۔

(۱۵/۲۴۰۶) وَإِنْ قَالَ يَاحِمَارُ أَوْ يَاخِنْزِيْرُ لَمْ يُعَزَّرْ.

ترجمہ: اور اگر کہا اے گدھے اے خنزیر تو تعزیر نہیں ہوگی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: ہمارے عرف میں یہ الفاظ گالی نہیں سمجھے جاتے اس لئے تعزیر بھی نہ ہوگی لیکن جس جگہ یہ الفاظ گالی ہیں تو وہاں تعزیر ہوگی۔

(۱۶/۲۴۰۷) وَالتَّعْزِيْرُ اَكْثَرُهُ تِسْعَةٌ وَّثَلٰثُوْنَ سَوْطاً وَاَقَلُّهُ ثَلاثُ جَلَدَاتٍ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ يَبْلُغُ بِالتَّعْزِيْرِ خَمْسَةً وَّسَبْعِيْنَ سَوْطاً.

حل لغات: تعزیر: تفعیل کا مصدر ہے مطلق سزا دینا خواہ چہرہ سے ناراضگی کا اظہار کرکے ہو یا سخت گفتگو ہو گوشالی کے ساتھ ہو یا مار پیٹ کے ساتھ دو چار ضربوں کے ساتھ ہو یا دس پانچ ضربوں کے ساتھ۔

ترجمہ: اور تعزیر کے زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے ہیں اور کم سے کم تین کوڑے ہیں اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ تعزیر پچھتر کوڑوں تک ہو سکتی ہے۔

تشریح: تعزیر اس سزا اور تادیبی کارروائی کا نام ہے جو حد شرعی سے کم ہو یہ ماخوذ ہے عزر سے روکنا اور ٹوکنا تعزیر کی حد کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے مذاہب کا خلاصہ یہ ہے کہ امام احمد بن حنبل کے نزدیک دس کوڑے امام شافعیؒ کے نزدیک انیس کوڑے یا انتالیس کوڑے طرفین کے نزدیک انتالیس کوڑے امام مالک سے مروی ہے کہ تعزیر جرم کے اعتبار سے ہوتی ہے پس اگر اس کا جرم تہمت سے بھی بڑا ہو تو سو اور سو سے بھی زیادہ کوڑے لگائے جا سکتے ہیں امام ابو یوسف کے نزدیک ایک کم اسی (۷۹) یا پانچ کم اسی (۷۵)۔

(۱۷/۲۴۰۸) وَاِنْ رَاَى الْاِمَامُ اَنْ يَضُمَّ اِلَى الضَّرْبِ فِي التَّعْزِيْرِ الْحَبْسَ فَعَلَ.

ترجمہ: اور اگر مناسب سمجھے امام تعزیر میں مارنے کے ساتھ قید کرنا تو کر سکتا ہے۔

تشریح: اگر حاکم وقت تعزیر میں مار کے ساتھ جیل خانہ میں رکھنا مناسب سمجھے تو ایسا کر سکتا ہے۔

(۱۸/۲۴۰۹) وَاَشَدُّ الضَّرْبِ التَّعْزِيْرُ ثُمَّ حَدُّ الزِّنَا ثُمَّ حَدُّ الشُّرْبِ ثُمَّ حَدُّ الْقَذْفِ.

ترجمہ: سب سے سخت مار تعزیر کی ہے پھر حد زنا کی پھر حد شرب کی پھر حد قذف کی۔

تشریح: تعزیر میں مار سخت ماری جائے گی اس وجہ سے بدن کے مختلف اعضاء پر مارنے کی ڈھیل نہیں دی گئی ہے، پھر اس سے ہلکی زنا کی مار ہوگی پھر اس سے ہلکی حد شرب کی اور اس سے ہلکی حد قذف کی ہوگی کیوں کہ زنا کی حد کے بارے میں ہے کہ زانی کے تمام کپڑے اتار دیئے جائیں سوائے لنگی کے اور اگر شادی شدہ ہے تو رجم کی سزا ہے اور حد قذف و حد شرب میں ہے کہ صرف موٹا کپڑا اور پوستین اتاری جائے باقی قمیص وغیرہ اس کے بدن پر رہنے دیا جائے جس سے معلوم ہوا کہ زنا کی مار سخت ہے اور اس سے ہلکی حد شرب کی ہے کیوں کہ اس کا سبب یقینی ہے اس کے بعد حد قذف ہے کیوں کہ اس کا سبب محتمل ہے ہو سکتا ہے کہ وہ سچا ہو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۹/۲۴۱۰ وَمَنْ حَدَّهُ الْإِمَامُ اَوْعَزَّرَهُ فَمَاتَ فَدَمُهُ هَدْرٌ.

حل لغت: ھدر: مصدر ہے باب فتح ضرب خون رائیگاں ہونا خون کا معاف ہونا۔

ترجمہ: اور جس کو حد لگائی امام نے یا سزا دی اور وہ مر گیا تو اس کا خون معاف ہے۔

تشریح: حد لگانے یا تعزیر کرنے کے بعد مر جائے تو اس کا خون معاف ہے حاکم و بیت المال پر لازم نہیں ہے کیوں کہ حاکم نے جو کچھ کیا ہے وہ اس کا شرعاً مامور ہے اور مامور کا فعل سلامتی کے ساتھ مقید نہیں ہوتا۔

(۲۰/۲۴۱۱) وَاِذَا حُدَّ الْمُسْلِمُ فِي الْقَذْفِ سَقَطَتْ شَهَادَتُهُ وَاِنْ تَابَ.

ترجمہ: اور جب حد لگائی مسلمان پر تہمت میں تو اس کی گواہی ساقط ہوگئی اگر چہ وہ توبہ کرلے۔

تشریح: مسلمان نے کسی پر زنا کی تہمت لگائی اور چار گواہ نہ لاسکا اس لئے اس پر حد قذف لگ گئی اب اس کی گواہی کبھی بھی قبول نہیں کی جائے گی اگر چہ وہ قذف سے توبہ کر چکا ہو کیوں کہ آیت میں اس کا تذکرہ ہے ولا تقبلوا لهم شهادةً ابداً اور انکی گواہی کبھی قبول نہ کریں۔

(۲۱/۲۴۱۲ وَاِنْ حُدَّ الْكَافِرُ فِي الْقَذْفِ ثُمَّ اَسْلَمَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ.

ترجمہ: اور اگر حد لگائی گئی کافر کو قذف میں پھر اسلام لے آیا تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔

تشریح: حالتِ کفر میں کسی پر زنا کی تہمت لگائی جس کی وجہ سے حد قذف لگی اب مسلمان ہو گیا تو اس کی گواہی قبول کرلی جائے گی کیوں کہ اسلام ماقبل کے گناہوں کو دھو دیتا ہے۔

كِتَابُ السَّرْقَةِ وَقُطَّاعِ الطَّرِيْقِ

(یہ کتاب چوری کرنے اور ڈکیتی ڈالنے کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: کتاب السرقۃ کی کتاب الحدود سے مناسبت یہ ہے کہ حد سرقہ بھی دراصل منجملہ حدود کے ہی ہے البتہ اتنا فرق ہے کہ حدود میں صرف سزا ہے ضمان نہیں حد سرقہ میں حد (قطع) بھی ہے اور ضمان بھی چور کو دینا لازم ہے دیگر سبھی ائمہ کے نزدیک تو ہے ہی اور ہمارے امام صاحب کی بھی حسن بن زیادؒ والی روایت کے بموجب اور باب کے بجائے کتاب کا عنوان اسلئے قائم کیا گیا کہ چوں کہ حد سرقہ ایسے ضمان پر بھی مشتمل ہے جو حدود سے علیحدہ چیز ہے اس لئے کہ سرقہ کلی طور سے من باب الحدود نہیں ہے اس لئے کتاب کے عنوان سے اس کی انفرادی حیثیت ظاہر کردی گئی۔

سرقہ کی لغوی تعریف: سرقہ باب ضرب یضرب سے ہے لغۃً دوسرے کی چیز چھپا کر لینے کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف: عاقل بالغ شخص کا دوسرے کا ایسا مال جو محفوظ ہو چپکے سے لے لینا۔

قطاع الطریق: یعنی ڈاکہ زنی کی وجہ سے لوگوں کا راستہ کاٹ دینا۔

نوٹ: چوری تین شرطوں کے ساتھ کرے گا تو ہاتھ کٹے گا (۱) وہ چیز دس درہم یا اس سے زیادہ کی ہو (۲) محفوظ جگہ سے چوری کرے (۳) اس چیز میں چور کا کسی قسم کا حصہ نہ ہو۔

(۱/۲۲۱۳) إِذَا سَرَقَ الْبَالِغُ الْعَاقِلُ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ أَوْ مَا قِيمَتُهُ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ مَضْرُوْبَةً كَانَتْ أَوْغَيْرَ مَضْرُوْبَةٍ مِنْ حِرْزٍ لَاشُبْهَةَ فِيْهِ وَجَبَ عَلَيْهِ الْقَطْعُ وَالْعَبْدُ وَالْحُرُّ فِيْهِ سَوَاءٌ.

حل لغات: مضروبة: اسم مفعول، کہا جاتا ہے ضربُ الدرهم درہم پر ٹھپہ لگانا۔ حرز: بہت محفوظ مقام ہر وہ چیز جس میں اشیاء کی حفاظت ہو سکے جیسے صندوق وغیرہ ہر وہ چیز جو ضائع ہونے اور تلف ہونے سے بچائے جمع احراز۔

ترجمہ: جب چرائے بالغ عاقل دس درہم یا وہ چیز جس کی قیمت دس درہم ہو سکہ دار ہو یا بے سکہ ایسی محفوظ جگہ سے جس میں کوئی شبہ نہیں تو ہاتھ کاٹنا واجب ہے اور اس میں غلام اور آزاد دونوں برابر ہیں۔

مال کی کتنی مقدار میں قطع ید ہوگا؟

تشریح: چور کے ہاتھ کاٹنے پر تو اتفاق ہے لیکن اس میں اختلاف ہے کہ مال کی ہر مقدار میں ہاتھ کاٹا جائے گا یا کسی معین مقدار میں معدودے چند علماء کے علاوہ تمام امت کا اجماع ہے کہ قطع ید کے لئے مال کی مقدار متعین ہے کہ جس سے کم مقدار چوری کرنے پر ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، چناں چہ اس بارے میں تین مذاہب نقل کئے جاتے ہیں۔

(۱) امام شافعیؒ کے نزدیک چوتھائی دینار میں ہاتھ کاٹا جائے گا (۲) امام مالک واحمدؒ کے نزدیک تین درہم میں ہاتھ کاٹا جائے گا (۳) حنفیہ کے نزدیک دس درہم یا ایک دینار میں۔

امام شافعیؒ کی دلیل: حضورؐ ربع دینار یا اس سے زیادہ میں ہاتھ کاٹا کرتے تھے اس حدیث میں چوتھائی دینار میں ہاتھ کاٹنے کا ثبوت ہے۔

امام مالک واحمد کی دلیل: حضورؐ نے ہاتھ کاٹا ایک ڈھال کی وجہ سے جس کی قیمت تین درہم تھی۔ (بخاری شریف: ج ۲، ص: ۱۰۰۴)

حنفیہ کی دلیل: حضورؐ نے اس ڈھال کی چوری میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت ایک دینار یا دس درہم تھی یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ائمہ ثلاثہ کی دلیلوں کا جواب: اصل بات یہ ہے کہ حضورؐ نے اس مال کی چوری میں ہاتھ کاٹا ہے جو ڈھال کی قیمت کے برابر ہو اب ڈھال کی قیمت کتنی تھی اس میں روایات مختلف ہیں بعض میں ربع دینار بعض میں تین درہم بعض میں دس درہم اس اختلاف کی وجہ سے حنفیہ نے اس روایت کو لے لیا جو حد کو دور کرنے والی اور ساقط کرنے والی تھی کیوں کہ اگر تین درہم کی روایت کو لیا جائے تو اس کی وجہ سے حد زیادہ اور جلدی نافذ ہوگی ایسے ہی چوتھائی دینار میں اور دس درہم والی روایت لینے کی صورت میں حد دیر سے نافذ ہوگی اور حدود کے باب میں احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ احتمال اختیار کیا جائے جس سے حد دور ہوتی ہو۔

صاحب کتاب کا قول: مضروبة كانت او غير مضروبة: یعنی سکہ ہو یا سکہ نہ ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ ڈھال کی وجہ سے ہاتھ کاٹا ہے جو سکہ نہیں ہے ایسے ہی 'من حرز' کی قید لگائی ہے یعنی محفوظ جگہ سے چرانے کی وجہ سے ہاتھ کاٹا جائے گا اگر جگہ محفوظ نہ ہو اور وہاں سے کوئی چرائے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(۲/۲۴۱۴) وَيَجِبُ الْقَطْعُ بِاِقْرَارِهٖ مَرَّةً وَاحِدَةً اَوْ بِشَهَادَةِ شَاهِدَيْنِ.

ترجمہ: اور ضروری ہے کاٹنا ایک مرتبہ اقرار کرنے سے یا دو گواہوں کی گواہی سے۔

تشریح: چور خود ایک مرتبہ چوری کا اقرار کرے یا دو مرد اس کی گواہی دیں تو چور کا ہاتھ کاٹنا واجب ہوگا گواہوں کا مرد ہونا ضروری ہے کیوں کہ چوری کے ثبوت میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں ہے آیت میں ہے واستشهدوا شهيدين من رجالكم.

(۳/۲۴۱۵) وَاِذَا اشْتَرَكَ جَمَاعَةٌ فِيْ سَرِقَةٍ فَاَصَابَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ قُطِعَ وَاِنْ اَصَابَهٗ اَقَلَّ مِنْ ذَالِكَ لَمْ يُقْطَعْ.

ترجمہ: اور اگر شریک ہو ایک جماعت چوری میں اور پہنچے ان میں سے ہر ایک کو دس درہم تو کاٹا جائے گا اور اگر اس سے کم پہنچے تو نہیں کاٹا جائے گا۔

تشریح: اگر چوری میں ایک گروہ شریک ہوا اور ہر ایک کے حصہ میں دس درہم آ گئے تو سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے لیکن اگر اتنا مال چرایا کہ ہر ایک کو آٹھ آٹھ درہم ملے تو ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے۔

(۴/۲۴۱۶) وَلَا يُقْطَعُ فِيْمَا يُوْجَدُ تَافِهاً مُبَاحاً فِيْ دَارِ الْاِسْلَامِ كَالْخَشَبِ وَالْحَشِيْشِ وَالْقَصَبِ وَالسَّمَكِ وَالصَّيْدِ.

حل لغات: تافها: اسم فاعل باب (س) تَفِه يتفهُ تَفَهًا کم ہونا گھٹیا ہونا، الخشب موٹی لکڑی جمع خُشُبٌ، الحشيش: خشک گھاس واحد حشيشة، القصب: ہر وہ چیز جس میں پورو ے اور گرہیں ہوں جیسے بانس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور نرکل۔

ترجمہ: اور نہیں کاٹا جائے گا ان چیزوں میں جو پائی جاتی ہیں معمولی اور مباح دارالاسلام میں جیسے لکڑی گھاس نرکل مچھلی اور شکار۔

کن چیزوں میں ہاتھ کاٹا جائے گا اور کن چیزوں میں نہیں

تشریح: دارالاسلام میں جو چیزیں معمولی ہوں یا مباح ہوں کہ جو بھی اِن کو لے لے اس کی ہو جائے تو ان چیزوں کے چرانے میں ہاتھ نہیں کٹے گا جیسے خشک لکڑی گھاس، بانس مچھلی پرندہ شکار ہڑتال سرخ مٹی وغیرہ یہ سب معمولی چیزیں ہیں۔

(۵/۲۳۱۷) وَلَا فِيمَا يَسْرَعُ اِلَيْهِ الْفَسَادُ كَالْفَوَاكِهِ الرَّطْبَةِ وَاللَّبَنِ واللَّحْمِ وَالْبِطِّيْخِ وَالْفَاكِهَةِ عَلَى الشَّجَرِ وَالزَّرْعِ الَّذِیْ لَمْ يُحْصَدْ.

حل لغات: يسرع: فعل مضارع باب (س) جلدی کرنا، الفواکه الرطبة: تازے میوے، اللبن: دودھ جمع البان، البطيخ: تربوز، الفاكهة على الشجر: درخت پر لگے ہوئے پھل، لم يحصد: نفی جحد بلم کھیتی کاٹی نہ گئی ہو، باب (ن، ض) مصدر حَصداً درانتی سے کاٹنا۔

ترجمہ: اور ان چیزوں کی چوری میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جو جلدی خراب ہو جاتی ہیں جیسے تر میوے دودھ گوشت تربوز درخت پر لگے ہوئے پھل اور وہ کھیتی جو کاٹی نہ گئی ہو۔

تشریح: جو چیزیں جلدی خراب ہونے والی ہیں اور اتنی عمدہ بھی نہیں ہیں کہ جن کے چوری کرنے پر قابل عظمت ہاتھ کاٹا جائے جیسے تر میوے دودھ گوشت تربوز وغیرہ یا درخت پر لگے ہوئے پھل یا جو کھیتی ابھی کھیت میں ہے ان تمام چیزوں کے چرانے پر ہاتھ نہ کاٹا جائے گا۔

اختلاف الائمۃ

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تمام قسم کے پھل جو محفوظ جگہ میں ہیں ان کے چوری کرنے سے ہاتھ کاٹنا واجب ہے کیوں کہ چوری کہتے ہیں مال محفوظ چپکے سے لینے کو تو جس پر چوری کا اطلاق ہوگا وہاں قطع ید بھی ہوگا حنفیہ فرماتے ہیں کہ مال مسروق کا محفوظ جگہ میں ہونا ضروری ہے چوں کہ پھل محفوظ جگہ نہیں ہے کیوں کہ کوئی شخص بھی آ کر ان کو توڑ سکتا ہے لہٰذا ان پر قطع ید نہ ہوگا اب سوال یہ ہے کہ اگر وہ درخت ایسے باغ میں ہیں جس کی چاردیواری ہے اور اس کا دروازہ ہے اس پر تالا پڑا ہوا ہے تو کیا پھر بھی پھل کی چوری پر ہاتھ نہیں کٹے گا؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جواب: حدیث میں درخت پر لٹکے ہوئے پھلوں کو غیر محفوظ قرار دیا گیا ہے اور چار دیواری کے ذریعہ صرف درخت حفاظت میں آگئے ہیں اس لئے اگر ظاہری طور پر حفاظت کا سامان کر بھی لیا گیا تب بھی قطع ید نہ ہوگا۔

(۲۲۱۸/۶) وَلَاقَطْعَ فِيْ الْاَشْرِبَةِ الْمُطْرِبَةِ وَلَا فِيْ الطُّنْبُوْرِ.

حل لغات: الاشربة المطربة: خوشی میں لانے والی چیز یہاں مراد نشہ میں لانے والی چیز، الطنبور: ستار، طنبورے کی قسم کا ایک باجہ شروع میں اس میں صرف تین تار ہوتے تھے اس لئے ستار (سہ تار) کہلایا، یہاں مراد باجے کی چیز جمع طنابیر.

ترجمہ: اور کاٹنا نہیں ہے مستی آور شرابوں میں اور نہ باجوں میں۔

تشریح: پینے کی نشہ آور چیزیں چرالے ایسے ہی باجے کی چیز جیسے ڈھول تاشا تو ان میں قطع ید نہیں ہے کیوں کہ ہوسکتا ہے کہ ان کا چرانا برباد کرنے اور بہانے کے لئے ہو اس لئے قطع ید نہ ہوگا۔

(۲۲۱۹/۷) وَلَا فِيْ سَرِقَةِ الْمُصْحَفِ وَاِنْ كَانَ عَلَيْهِ حِلْيَةٌ.

ترجمہ: اور نہ قرآن کے چرانے میں اگرچہ اس پر سونے کا کام ہو۔

تشریح: قرآن کریم کے چرانے میں ہاتھ نہیں کٹے گا اگرچہ اس پر سونے کا نقش ونگار ہو اور اس کی قیمت دس درہم سے زیادہ ہو تب بھی نہیں کٹے گا کیوں کہ وہ قرآن کے تابع ہے، قرآن کے چرانے میں ہاتھ نہ کٹنے کی وجہ یہ ہے کہ چور پڑھنے کے لئے لینے کی تاویل کرسکتا ہے۔

(۲۲۲۰/۸) وَلَا فِيْ الصَّلِيْبِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَاالشَّطْرَنْجِ وَلَا النَّرْدِ.

حل لغات: الصلیب: وہ لکڑی جس پر عیسائیوں کے گمان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی، اس شکل (+) کی لکڑی، عیسائیوں کا مقدس نشان۔

الشطرنج: ایک مشہور کھیل ہے، سنسکرت لفظ چتر انگ کا معرب اس میں چھ قسم کے مہروں سے کھیلتے ہیں۔

النرد: ایک قسم کا کھیل جس کو اردشیر بن بابک شاہ ایران نے ایجاد کیا تھا، یہ کھیل حرام ہے جس کی وجہ سے آدمی ائمہ اربعہ کے نزدیک مردود الشہادۃ ہوجاتا ہے اور یہی حکم شطرنج کا ہے۔

ترجمہ: اور نہیں کاٹا جائے گا سونے اور چاندی کے صلیب میں اور نہ شطرنج اور نہ نرد میں۔

تشریح: صلیب نصاریٰ کے پوجنے کی چیز ہے، جونا جائز ہے، اور غیر متقوم ہے، شطرنج اور نرد کھیل کود کی چیز ہے اس لئے ان کے چرانے میں بھی قطع ید نہ ہوگا۔

(۲۲۲۱/۹) وَلَاقَطْعَ عَلٰى سَارِقِ الصَّبِيِّ الْحُرِّ وَاِنْ كَانَ عَلَيْهِ حُلِيٌّ وَلَا سَارِقِ الْعَبْدِ الْكَبِيْرِ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور قطع ید نہیں ہے، آزاد بچہ کو چرانے والے پر، اگر چہ اس پر زیور ہو اور نہ بڑے غلام کے چرانے والے پر۔

تشریح: آزاد بچہ کسی حال میں بھی مال نہیں ہے، اور اس پر جو زیور ہے وہ اس کے تابع ہے، اس لئے اس کو چرایا تو گویا کہ مال کو نہیں چرایا اس لئے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، البتہ تعزیر ہوگی اور بڑے غلام کے چرانے پر بھی ہاتھ نہ کٹے گا، کیوں کہ وہ اپنا دفعیہ کرسکتا ہے اور لوگوں سے کہہ سکتا ہے کہ مجھ کو چرایا ہے، مگر پھر بھی نہیں کہہ رہا ہے تو گویا غلام جانے پر راضی ہے۔

(۱۰/۲۴۲۲) وَيُقْطَعُ سَارِقُ الْعَبْدِ الصَّغِيْرِ.

ترجمہ: اور کاٹا جائے گا نابالغ غلام چرانے والے کا ہاتھ۔

تشریح: کیونکہ چھوٹا غلام مال بھی ہے اور وہ اپنا دفعیہ بھی نہیں کرسکتا، اس لئے اس کے چور پر قطع ید ہوگا۔

(۱۱/۲۴۲۳) وَلَا قَطْعَ فِي الدَّفَاتِرِ كُلِّهَا اِلَّا فِيْ دَفَاتِرِ الْحِسَابِ.

حل لغت: دفاتر واحد دفتر رجسٹر۔

ترجمہ: اور ہاتھ کاٹنا نہیں ہے کسی دفتر کے چرانے میں سوائے حساب کے دفتر کے۔

تشریح: حساب کے رجسٹروں کے علاوہ اور کسی رجسٹر کی اہمیت زیادہ نہیں ہوتی کہ اس کو عمدہ مال کہا جائے حساب کا رجسٹر عمدہ سمجھا جاتا ہے، کیوں کہ اس میں حساب ہے، اس لئے ان رجسٹروں کے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۱۲/۲۴۲۴) وَلَا يُقْطَعُ سَارِقُ كَلْبٍ وَلَا فَهْدٍ وَلَا دُفٍّ وَلَا طَبْلٍ وَلَا مِزْمَارٍ.

حل لغات: فهد تیندوا، چیتا جمع فُهُوْدٌ. دف: (دال پر ضمہ اور فتحہ دونوں درست ہیں فاء پر تشدید) ایک قسم کے باجہ کا نام۔

طبل: (طاء پر فتحہ اور باء ساکن) ڈھول مزمار: سارنگی (ایک قسم کا ساز جس میں تار لگے ہوتے ہیں)

ترجمہ: اور نہیں کاٹا جائے گا کتے چیتے، دف ڈھول اور سارنگی چرانے والے کا ہاتھ۔

تشریح: کتا اور چیتا مباح الاصل ہیں اس لئے ان کے چرانے میں قطع ید نہ ہوگا، ایسے ہی دف ڈھول سارنگی کھیل کود کے سامان ہیں اور کھیل کود کی چیزوں کے بارے میں سخت وعید ہے اس لئے ہوسکتا ہے کہ اس کا چرانا ان چیزوں کو برباد کرنے کے لئے ہو۔

(۱۳/۲۴۲۵) وَيُقْطَعُ فِي السَّاجِ وَالْقَنَاءِ وَالْاٰبَنُوْسِ وَالصَّنْدَلِ.

حل لغات: الساج: ساگون (ایک مضبوط لکڑی کا درخت) کی لکڑی۔ القناء: قناة کی جمع ہے نیزہ یا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نیزے کی لکڑی۔
الآبنُوس: ایک مشہور درخت کا نام جس کی لکڑی سخت وزنی اور سیاہ ہوتی ہے۔
الصندل: ایک قسم کی خوشبودار لکڑی، چندن اس کی دو قسمیں ہیں سرخ اور سفید۔
ترجمہ: اور کاٹا جائے گا ساگون نیزے کی لکڑی آبنوس اور صندل کی لکڑی چرانے میں۔
تشریح: یہ تمام لکڑیاں قیمتی ہیں اس لئے ان کے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۱۴/۲۴۲۶) وَاِذَا اتُّخِذَ مِنَ الْخَشَبِ اَوَانِي اَوْ اَبْوَابٌ قُطِعَ فِيْهَا.

حل لغات: اوانی: انیة کی جمع ہے، برتن۔ ابواب: جمع ہے باب کی دروازہ۔
ترجمہ: اور جب بنالئے گئے لکڑی سے برتن یا دروازے تو ان میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔
تشریح: عام لکڑی تھی جس کے چرانے میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا لیکن اس سے صندوق یا پیالے بنالئے یا دروازے بنالئے تو اب چونکہ یہ چیزیں قیمتی ہوگئیں اس لئے ان کے چرانے میں ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۱۵/۲۴۲۷) وَلَا قَطْعَ عَلٰى خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ.

ترجمہ: اور قطع ید نہیں ہے خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت پر۔
تشریح: کسی کے پاس امانت کی رقم تھی اس نے اس میں خیانت کرلی تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا البتہ تعزیر کی جائے گی کیوں کہ خیانت میں چوری کے معنی نہیں پائے جاتے اس لئے قطع ید نہ ہوگا۔

(۱۶/۲۴۲۸) وَلَا نَبَّاشٍ وَلَا مُنْتَهِبٍ وَلَا مُخْتَلِسٍ.

حل لغات: نباش: اسم مبالغہ، کفن چور باب (ن) نبشًا.
منتهب: اسم فاعل باب (افتعال) ماخوذ النهب سے کسی چیز کو قہراً علانیہ طور پر چھین لینا۔
مختلس: اسم فاعل باب (افتعال) مصدر اختلاس ماخوذ خلس سے خاء پر فتحہ لام ساکن، فریب سے جھپٹا مارنا، اچکنا۔
ترجمہ: اور قطع ید نہیں ہے کفن چور پر نہ لٹیرے پر نہ اچکے پر۔
تشریح: جو آدمی کفن چراتا ہو طرفین کے نزدیک اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ قبرستان مقام محفوظ نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ مردہ پر کفن ڈال دینے کے بعد وہ معمولی اور گھٹیا قسم کی چیز سمجھی جاتی ہے، اس لئے کفن چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک اس میں قطع ید ہے۔
آگے فرماتے ہیں کہ منتہب پر قطع ید نہیں ہے اس کے معنی ہیں وہ شخص جو کھلم کھلا ہتھیار کو استعمال کئے بغیر جسمانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قوت استعمال کر کے زبردستی چھین کر لے جائے اگر ہتھیار استعمال کرے تو ڈاکہ زنی میں داخل ہوتا ہے اور مختلس وہ ہے جو قوت کا استعمال کئے بغیر اچک کر لے جائے چالاکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اچک لے، ان دونوں پر قطع ید اس لئے نہیں ہے کہ سرقہ کی تعریف یہ ہے کہ کوئی چیز خفیہ طریقے پر لی جائے اور مسروق منہ کو پتہ نہ چلے جب کہ ان دونوں کے اندر مسروق منہ کو پتہ ہوتا ہے کہ ہمارا مال لے جایا جارہا ہے، لیکن وہ بیچارہ بے بس ہے، اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قطع ید کا حکم نہیں لگایا اس سے فقہاء کرام نے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ جہاں خفیۃً لینا متحقق نہ ہو وہاں قطع ید نہیں ہوگا لیکن قطع ید نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مجرم کو ویسے ہی چھوڑ دیا جائے گا بلکہ ایسے مجرم پر تعزیری سزا جاری کی جائے گی اور حاکم اپنی صوابدید کے مطابق اس پر سزا مقرر کرسکتا ہے۔

(۲۴۲۹/ ۱۷) وَلَا يُقْطَعُ السَّارِقُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَلَا مِنْ مَالٍ لِلسَّارِقِ فِيْهِ شِرْكَةٌ.

ترجمہ: اور نہیں کاٹا جائیگا بیت المال سے چرانے والے کا ہاتھ اور نہ اس مال سے جس میں چور کی شرکت ہے۔

تشریح: کوئی آدمی بیت المال سے چوری کرے یا کسی جگہ مال ہے اس میں چور کا بھی مال تھا اور دوسرے کا بھی اس میں سے چور نے چوری کرلی تو چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، کیوں کہ بیت المال تمام مسلمانوں کا ہے جن میں چور بھی داخل ہے بشرطیکہ وہ مسلمان ہو اور چور کے مال میں ہاتھ نہ کٹنے کی وجہ یہ ہے کہ شرکت کے مال میں اس کا حصہ ہے تو بعض مال میں اس کی ملک ثابت ہونے میں شبہ ہے۔

(۲۴۳۰/ ۱۸) وَمَنْ سَرَقَ مِنْ اَبَوَيْهِ اَوْ وَلَدِهٖ اَوْ ذِيْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ لَمْ يُقْطَعْ وَكَذٰلِكَ اِذَا سَرَقَ اَحَدُ الزَّوْجَيْنِ مِنَ الْاٰخَرِ اَوِ الْعَبْدُ مِنْ سَيِّدِهٖ اَوْ مِنْ اِمْرَأَةِ سَيِّدِهٖ اَوْ مِنْ زَوْجِ سَيِّدَتِهٖ اَوِ الْمَوْلٰى مِنْ مُكَاتَبِهٖ وَكَذٰلِكَ السَّارِقُ مِنَ الْمَغْنَمِ.

ترجمہ: جس نے چرالی اپنے والدین یا اپنے بیٹے یا ذی رحم محرم کی کوئی چیز تو ہاتھ نہ کاٹا جائے گا، اور ایسے ہی اگر چرائے میاں بیوی میں سے کوئی دوسرے کی یا غلام اپنے آقا کی یا اپنے آقا کی بیوی یا اپنی سیدہ کے شوہر کی یا آقا اپنے مکاتب کی اور ایسے ہی غنیمت سے چرانے والا۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے ماں باپ کی کوئی چیز دس درہم سے اوپر کی چرالی یا والدین نے بیٹے کی چرالی یا اپنے ذی رحم محرم کی چرالی یا بیوی نے شوہر کی یا شوہر نے بیوی کی چرالی یا غلام نے اپنے آقا کی وغیرہ وغیرہ تو ان تمام صورتوں میں چور کا ہاتھ نہ کٹے گا کیوں کہ یہ لوگ ایک دوسرے کے اتنے قریب رہتے ہیں کہ مسروق منہ کا گھر سارق کے لئے محفوظ نہ رہا نیز بیٹا سمجھتا ہے کہ باپ کے مال میں میرا حصہ ہے اور باپ بھی سمجھتا ہے کہ بیٹے کا مال میرے لئے مباح ہے یہی حال غلام اور آقا کے درمیان ہے اور یہی حال بیوی اور شوہر کے درمیان ہے ان تمام شکوک وشبہات کی وجہ سے قطع ید نہ ہوگا اسی طرح مال غنیمت میں چور کا بھی کچھ نہ کچھ حصہ ہے اس لئے قطع ید نہ ہوگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۹/۲۴۳۱) وَالْحِرْزُ عَلٰى ضَرْبَيْنِ حِرْزٌ لِمَعْنًى فِيْهِ كَالدُّوْرِ وَالْبُيُوْتِ وَحِرْزٌ بِالْحَافِظِ.

ترجمہ: حرز کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ وہ جگہ ہی حفاظت کی ہو جیسے گھر اور کمرہ اور ایک حرز محافظ کے ذریعہ۔

حرز کا بیان

تشریح: جس حرز سے چرانے سے ہاتھ کٹتا ہے وہ دو طرح سے ہوتی ہے ایک تو یہ کہ وہ مکان ہی حفاظت کے لئے ہو جیسے گھر یا کمرہ ہے کہ اگر اس میں کوئی آدمی نہ بھی ہو تو خود گھر اور کمرہ محافظ کے معنی میں ہے اب اگر ان کے اندر سے کوئی چرائے گا تو قطع ید ہوگا اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ ایسی جگہ ہے کہ جس میں ہر شخص کو آنے کی اجازت ہے جیسے میدان یا مسجد ہے وہاں آدمی حفاظت کے لئے بیٹھا ہوا ہے اس لئے حفاظت کی وجہ سے وہ جگہ حرز بن گئی اب اگر محافظ کے پاس سے کوئی چرائے گا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۲۰/۲۴۳۲) فَمَنْ سَرَقَ عَيْنًا مِنَ الْحِرْزِ اَوْ غَيْرِ حِرْزٍ وَصَاحِبُهٗ عِنْدَهٗ يَحْفَظُهٗ وَجَبَ عَلَيْهِ الْقَطْعُ.

ترجمہ: پھر جس شخص نے چرائی کوئی چیز حرز یا غیر حرز سے جب کہ مالک اس کے پاس حفاظت کر رہا تھا تو اس پر کاٹنا واجب ہوگا۔

تشریح: اس عبارت میں ماقبل کے قاعدہ پر تفریع بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ مقام محفوظ سے دس درہم کی کوئی چیز چرائی تب بھی ہاتھ کاٹا جائیگا اور اگر مقام محفوظ تو نہیں تھا لیکن وہاں مالک حفاظت کر رہا تھا تب بھی قطع ید ہوگا۔

(۲۱/۲۴۳۳) وَلَا قَطْعَ عَلٰى مَنْ سَرَقَ مِنْ حَمَّامٍ اَوْ مِنْ بَيْتٍ اُذِنَ لِلنَّاسِ فِيْ دُخُوْلِهٖ.

ترجمہ: اور نہیں ہے کاٹنا اس پر جس نے چرایا غسل خانہ سے یا ایسے گھر سے جس میں اجازت دے دی گئی ہو لوگوں کو آنے کی۔

تشریح: اگر کسی نے غسل خانہ سے دس درہم کی کوئی چیز چرالی تو قطع ید نہ ہوگا کیونکہ غسل خانہ میں ہر آدمی کو داخل ہونے کی اجازت ہے اسی طرح وہ جگہ جس میں ہر آدمی کو داخل ہونے کی عام اجازت ہو جیسے مسجد مسافر خانہ وغیرہ تو ان جگہوں سے چرانے میں بھی قطع ید نہ ہوگا۔

(۲۲/۲۴۳۴) وَمَنْ سَرَقَ مِنَ الْمَسْجِدِ مَتَاعًا وَصَاحِبُهٗ عِنْدَهٗ قُطِعَ.

ترجمہ: جس نے چرایا مسجد سے سامان حالانکہ اس کا مالک اس کے پاس تھا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

تشریح: حضرت صفوانؓ فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں سویا ہوا تھا چادر سر کے نیچے تھی جس کی قیمت تیس درہم تھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پس ایک آدمی آیا اور اس کو مجھ سے اچک لیا پس آدمی پکڑا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا تو حکم دیا ہاتھ کاٹنے کا۔ (ابوداؤد: ج ۲، ص ۶۰۳)

(۲۳/۲۴۳۵) وَلَا قَطْعَ عَلَى الضَّيْفِ إِذَا سَرَقَ مِمَّنْ أَضَافَهُ.

ترجمہ: اور قطع ید نہیں مہمان پر جب وہ چرائے میزبان کی کوئی چیز۔

تشریح: اگر مہمان میزبان کے گھر سے کوئی چیز چرالے تو قطع ید نہیں کیونکہ میزبان کی طرف سے مہمان کو اجازت ملنے کی وجہ سے مکان اس کے حق میں حرز نہیں رہا۔

(۲۴/۲۴۳۶) وَإِذَا نَقَبَ اللِّصُّ الْبَيْتَ وَدَخَلَ فَأَخَذَ الْمَالَ وَنَاوَلَهُ آخَرَ خَارِجَ الْبَيْتِ فَلَا قَطْعَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَلْقَاهُ فِي الطَّرِيقِ ثُمَّ خَرَجَ فَأَخَذَهُ قُطِعَ.

حل لغات: نقب: ماضی باب (ن) نقبًا دیوار میں سوراخ کر کے سامان نکالنا۔ اللص چور جمع لُصُوصٌ.

ترجمہ: اگر نقب لگایا چور نے گھر میں اور داخل ہو کر مال اٹھایا اور وہ دے دیا دوسرے کو جو گھر سے باہر تھا تو کسی پر ہاتھ کاٹنا نہیں ہے، اور اگر مال ڈال دیا راستہ میں پھر نکل کر اٹھا لے گیا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

تشریح: اگر چور نے گھر میں نقب لگائی اور گھر میں گھس کر مال اٹھایا اور اس کو کسی دوسرے کو دیا جو باہر کھڑا تھا تو نہ گھر میں داخل ہونے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور نہ باہر سے لینے والے کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیوں کہ چوری اس کو کہتے ہیں کہ گھر کے اندر جا کر خود مال ساتھ لے کر باہر آئے تو اندر والے سے اخراج نہیں پایا گیا اور باہر والا گھر کے اندر سے نہیں لایا بلکہ سڑک پر سے اٹھایا جو غیر محفوظ جگہ ہے۔

(۲۵/۲۴۳۷) وَكَذٰلِكَ إِذَا حَمَلَهُ عَلَى حِمَارٍ وَسَاقَهُ فَأَخْرَجَهُ.

ترجمہ: اور ایسے ہی ہاتھ کاٹا جائے گا اگر لادا سامان گدھے پر اور اس کو ہانکا اور باہر لے آیا۔

تشریح: چور گھر کے اندر گیا اور جانور بھی ساتھ لے گیا پھر سامان جانور پر لاد کر گھر سے باہر نکالا تب بھی ہاتھ کٹے گا کیوں کہ یہ بھی مال ساتھ ہی لے کر آنا ہے کیوں کہ بھاری اور وزنی سامان لوگ کندھوں پر اٹھانے کے بجائے سواری پر لاد کر لاتے ہیں۔

(۲۶/۲۴۳۸) وَإِذَا دَخَلَ الْحِرْزَ جَمَاعَةٌ فَتَوَلّٰى بَعْضُهُمُ الْأَخْذَ قُطِعُوْا جَمِيْعًا.

حل لغات: حرز: محفوظ جگہ۔ تولی: ماضی، لے لیا۔

ترجمہ: اور اگر داخل ہوئی مکان محفوظ میں ایک جماعت اور مال لے لیا بعض نے تو سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: دس آدمیوں کی ایک جماعت مکان محفوظ میں داخل ہوئی ان میں سے سات نے مال لیا اور باقی تین آنے والوں کی نگرانی کرتے رہے کہ کوئی آکر پکڑ نہ لے اور اتنا مال چرالائے کہ ہر ایک کو دس دس درہم مل گئے تو سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے کیونکہ چور ایسا ہی کرتے ہیں کہ کچھ تو سامان اٹھاتے ہیں اور باقی گھر والوں پر نظر رکھتے ہیں گویا کہ مکان محفوظ سے مال اٹھا کر ساتھ لانے میں سب شریک ہیں اس لئے سب کے ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

(۲۴۳۹/۲۷) وَمَنْ نَقَبَ الْبَيْتَ وَاَدْخَلَ يَدَهُ فِيهِ وَاَخَذَ شَيْئًا لَمْ يُقْطَعْ.

ترجمہ: کسی نے گھر میں نقب لگایا اور اس میں ہاتھ داخل کیا اور کوئی چیز اٹھالی تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

تشریح: اگر کسی نے کسی کے گھر میں نقب لگایا اور اپنا ہاتھ اس گھر میں ڈال کر کوئی چیز نکال لی تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیوں کہ گھر خود حرز ہے اس میں آدمی داخل ہو اور سامان ساتھ لے کر آئے تب چوری ہوگی اور یہاں ایسا نہیں ہوا اس لئے ہاتھ نہ کٹے گا۔ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ ہاتھ کٹے گا۔

(۲۴۴۰/۲۸) وَاِنْ دَخَلَ يَدَهُ فِي صُنْدُوقِ الصَّيْرَفِيِّ اَوْ فِي كُمِّ غَيْرِهِ وَاَخَذَ الْمَالَ قُطِعَ.

حل لغات: صیرفی روپے پیسے کی تجارت کرنے والا، سنار، جمع صَيَارِفَةٌ۔
کُمٌّ آستین، اہل عرب آستین میں جیب بناتے تھے اس لئے کم کہہ دیا یہاں مراد ہے آستین کے اندر کی جیب جو حرز ہے اور محفوظ ہے اس لئے کہ اگر آستین کے باہر جیب ہو اور اس کو کاٹ کر درہم لے لے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیوں کہ باہر کی جیب حرز نہیں ہے۔

ترجمہ: اور اگر ہاتھ ڈالا سنار کے صندوق میں یا دوسرے کی جیب میں اور مال نکال لیا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

تشریح: صندوق یا جیب میں آدمی داخل نہیں ہوسکتا بلکہ ایک ہی طریقہ ہے کہ ہاتھ ڈال کر نکالے اب اگر اس نے ہاتھ ڈال کر مال نکالا اور وہ دس درہم کے بقدر ہے تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۲۴۴۱/۲۹) وَيُقْطَعُ يَمِيْنُ السَّارِقِ مِنَ الزَّنْدِ وَتُحْسَمُ.

حل لغات: الزند: گٹا، پہنچا۔ تحسم: مضارع مجہول باب (ض) حَسْمًا رگ کاٹ کر خون روکنے کے لئے داغ دینا۔

ترجمہ: اور کاٹا جائے گا چور کا داہنا ہاتھ گٹے سے اور داغ دیا جائے گا۔

ہاتھ کاٹنے کی کیفیت کا بیان

تشریح: چور کا دایاں ہاتھ گٹے سے کاٹا جائے گا ہاتھ کاٹنے کی دلیل تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"فاقطعوا ایدِیَھُمَا" اور داہنے ہاتھ کی تعیین حضرت ابن مسعودؓ کی قرأت فَاقْطَعُوْا اَیْمَانَھُمَا سے ہے جو مشہور ہے اور گٹے سے کاٹنے کی دلیل حضرت ابن عمرؓ کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چور کا ہاتھ گٹے سے کاٹا اور کاٹنے کے بعد زخم کو داغ دیا جائے تا کہ زیادہ خون نہ نکل جائے اور چور مر نہ جائے کیونکہ ہاتھ کاٹنے سے شہ رگ بھی کٹ جاتی ہے البتہ داغنے کے علاوہ خون روکنے کا اگر اس ترقی یافتہ دور میں کوئی نیا طریقہ ہو تو وہ کیا جا سکتا ہے۔

داغنے کا طریقہ یہ ہے کہ گرم تیل میں چور کا ہاتھ ڈالا جائے پھر داغنے کی اجرت اور تیل کی قیمت چور کے ذمہ ہے لان منه سبب ذالك (الجوہرۃ ج۲، ص۲۶۳، اللباب ۳/۷۹)

(۲۴۴۲/۳۰) فَإِنْ سَرَقَ ثَانِيًا قُطِعَتْ رِجْلُهُ الْيُسْرىٰ فَإِنْ سَرَقَ ثَالِثًا لَمْ يُقْطَعْ وَخُلِّدَ فِي السِّجْنِ حَتّٰى يَتُوْبَ.

ترجمہ: پھر اگر وہ دوبارہ چوری کرے تو کاٹا جائے گا اس کا بایاں پاؤں پھر اگر چوری کرے تیسری مرتبہ تو کاٹا نہ جائے گا بلکہ ڈال دیا جائے گا قید خانہ میں یہاں تک کہ توبہ کر لے۔

تشریح: احناف وحنابلہ یہ فرماتے ہیں کہ اگر چور دوسری مرتبہ چوری کرے تو بایاں پاؤں کاٹا جائے گا بایاں پاؤں کٹنے کے بعد اگر چور نے تیسری دفعہ چوری کی تو اس کا بایاں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ اس کو قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا تاوقتیکہ وہ توبہ کرے یا مر جائے۔

دلیل: دوسری بار چوری کرنے کی وجہ سے بائیں پاؤں کا کاٹنا اجماع سے ثابت ہے جیسا کہ علامہ ابن الہمام نے فرمایا ہے۔ رقم الحاشیہ (۱۸)، نورالانوار: ص۳۲۔

اور تیسری مرتبہ چوری کرنے کی وجہ سے قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا کیوں کہ اثر میں اس کا ثبوت ہے، حضرت علیؓ کے پاس تیسری مرتبہ چور لایا گیا تو قید میں ڈالنے کا حکم دیا گیا۔ (دار قطنی ۳/۱۲۷) اسی طرح احناف کا استدلال آثار صحابہ سے ہے۔

حضرت علیؓ کا قول ہے وہ فرماتے ہیں مجھے حیاء آتی ہے اللہ تعالیٰ سے اس بات سے کہ میں چوری کی سزا میں چور کا ہاتھ نہ چھوڑوں جس سے وہ کھائے اور استنجاء کرے اور نہ پاؤں چھوڑوں جن سے وہ چل پھر سکے یہی دلیل انہوں نے صحابہ کے سامنے پیش فرمائی جس کی وجہ سے وہ ان پر غالب آ گئے ہیں، پس گویا اس پر اجماع منعقد ہو گیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ سزا (چاروں ہاتھ پیر کاٹ دینا) تو درحقیقت آدمی کو بالکل ہی ہلاک کر دینا ہے جنس منفعت کے فوت ہو جانے کی وجہ سے حالانکہ حد سے مقصود زجر ہے نہ کہ تلف کرنا۔ (ہدایہ ۲/۵۴۷)

دوسرا مذہب: شافعیہ ومالکیہ کے نزدیک تیسری مرتبہ میں بایاں ہاتھ اور چوتھی مرتبہ میں دایاں پاؤں کاٹا جائے گا اس کے بعد اگر کرے تو تعزیر اور حبس ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳۱/۲۴۴۳) وَإِنْ كَانَ السَّارِقُ اَشَلَّ الْيَدِ الْيُسْرىٰ اَوْ اَقْطَعَ اَوْ مَقْطُوْعَ الرِّجْلِ الْيُمْنىٰ لَمْ يُقْطَعْ.

حل لغت: اشل: بیکار ہاتھ والا ہونا۔

ترجمہ: اور اگر چور کا بایاں ہاتھ شل ہو یا کٹا ہوا ہو یا دایاں پاؤں کٹا ہوا ہو تو ہاتھ نہیں کاٹا جائیگا۔

تشریح: چور کا دایاں ہاتھ کٹنا تھا لیکن پہلے ہی سے بایاں کٹا ہوا ہے یا شل ہے اگر دایاں بھی کاٹ دیں تو دونوں سے محروم ہو جائے گا اور تاکہ دائیں ہاتھ سے وضو استنجاء کر سکے اس لئے دایاں نہ کاٹا جائے گا اور اگر پہلے سے دایاں پاؤں کٹا ہوا ہے اب اگر بایاں پیر بھی کاٹ دیں تو بالکل نہیں چل پائے گا اس لئے اب بایاں پیر نہیں کاٹا جائے گا البتہ توبہ کرنے تک قید میں ڈال دیا جائے گا۔

(۳۲/۲۴۴۴) وَلَايُقْطَعُ السَّارِقُ اِلَّا اَنْ يَحْضُرَ الْمَسْرُوْقُ مِنْهُ فَيُطَالِبَ بِالسَّرِقَةِ.

ترجمہ: اور نہیں کاٹا جائے گا چور کا ہاتھ مگر یہ کہ حاضر ہو وہ جس کا چرایا ہے اور وہ چوری کا دعویٰ کرے۔

چوری کرنے کے باقی احکام

تشریح: چور کا ہاتھ کاٹنے کے لئے شرط یہ ہے کہ جس شخص کا مال چوری ہوا ہے وہ خود آکر دعویٰ کرے کہ اس نے میرا مال چرایا ہے کیونکہ ممکن ہے کہ مسروق منہ معاف کر دے تو قطع ید نہ ہوگا۔

(۳۳/۲۴۴۵) فَاِنْ وَهَبَهَا مِنَ السَّارِقِ اَوْبَاعَهَا مِنْهُ اَوْ نَقَصَتْ قِيْمَتُهَا عَنِ النِّصَابِ لَمْ يُقْطَعْ.

ترجمہ: اگر مسروق منہ نے وہ مال چور کو ہبہ کر دیا یا اس کے ہاتھ بیچ دیا یا کم ہوگئی اس کی قیمت نصاب سے تو نہیں کاٹا جائے گا۔

تشریح: چور کا ہاتھ کٹنے کا فیصلہ ہو جانے کے بعد ہاتھ کاٹنے سے پہلے مسروق منہ مال چور کو ہبہ کر دے یا چور کے ہاتھ بیچ دے یا اس مال کی قیمت دس درہم سے کم ہوگئی تو اب ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیوں کہ اس مال میں ملکیت کا شبہ پیدا ہو گیا امام شافعیؒ کا مذہب اور امام ابو یوسف کی ایک روایت یہ ہے کہ چور کا ہاتھ کٹنے کا فیصلہ ہو جانے کے بعد چور کو بیچ دے یا ہبہ کر دے یا قیمت کم ہو جائے تو پھر بھی ہاتھ کٹے گا کیوں کہ قاضی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

(۳۴/۲۴۴۶) وَمَنْ سَرَقَ عَيْنًا فَقُطِعَ فِيْهَا وَرَدَّهَا ثُمَّ عَادَ فَسَرَقَهَا وَهِيَ بِحَالِهَا لَمْ يُقْطَعْ.

ترجمہ: کسی نے کوئی چیز چرائی پھر اس میں ہاتھ کاٹا گیا اور چیز واپس کر دی پھر اس نے دوبارہ چرائی اور وہ چیز اپنی پہلی حالت پر ہے تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: کسی نے کوئی چیز چرائی چور کا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر وہ چیز مالک کے پاس واپس ہوگئی اور ابھی وہ چیز جوں کی توں تھی کہ اس چور نے پھر چرالی تو اب قطع ید نہ ہوگا کیوں کہ ایک مرتبہ ہاتھ کٹنے سے محل کی حفاظت ساقط ہوگئی۔

(۳۵/۲۴۴۷) وَاِنْ تَغَيَّرَتْ عَنْ حَالِهَا مِثْلُ اِنْ كَانَتْ غَزْلاً فَسَرَقَهُ فَقُطِعَ فِيْهِ وَرَدَّهُ ثُمَّ نُسِجَ فَعَادَ وَسَرَقَهُ قُطِعَ.

حل لغات: غزلا: سوت، دھاگا۔ نسج ماضی مجہول باب (ن، ض) نسجًا بننا۔

ترجمہ: اور اگر وہ چیز اپنی حالت سے بدل گئی مثلاً یہ کہ سوت چرایا تھا اس میں ہاتھ کاٹا گیا اور واپس کر دیا پھر کپڑا بن لیا گیا پھر اس کو چرایا تو ہاتھ کاٹا جائے گا۔

تشریح: اگر شئی مسروق کی ذات متغیر ہوگئی مثلاً پہلے سوت چرایا تھا جس کی وجہ سے ہاتھ کاٹا گیا چور نے سوت واپس کر دیا مالک نے اس سوت سے کپڑا بن لیا اب اس کا نام سوت نہیں رہا بلکہ کپڑا ہوگیا اب اسی چور نے پھر اسی کو چرالیا تو دوبارہ ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ چیز کی اصلیت بھی بدل گئی اور نام بھی بدل گیا تو گویا کہ اب اس چور نے دوسری چیز چرائی۔

(۳۶/۲۴۴۸) وَاِذَا قُطِعَ السَّارِقُ وَالْعَيْنُ قَائِمَةٌ فِيْ يَدِهٖ رَدَّهَا وَاِنْ كَانَتْ هَالِكَةً لَمْ يَضْمَنْ.

ترجمہ: اور اگر کاٹ دیا گیا چور کا ہاتھ اور وہ چیز بعینہٖ اس کے پاس ہے تو اس کو واپس کرے گا اور اگر ہلاک ہوچکی ہے تو ضامن نہ ہوگا۔

تشریح: اگر چور نے کسی شخص کا کوئی مال چوری کیا اور اس چوری کی پاداش میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا پس اگر وہ مال چور کے پاس موجود ہو تو بالاتفاق اس کو مالک کی طرف لوٹا دیا جائے گا اسی طرح اگر چور نے اس کو فروخت کر دیا ہو یا ہبہ کر دیا ہو تو بھی چور مشتری یا موہوب لہ سے واپس لے کر اس کو مالک کی طرف لوٹائے گا اور اگر وہ مال چور کے پاس سے ضائع ہوگیا تو امام شافعیؒ کے نزدیک چور پر مال مسروقہ کا تاوان واجب ہوگا خواہ وہ مال خود بخود ضائع ہوا ہو یا اس کو چور نے ضائع کیا ہو اور ظاہر الروایت کے مطابق حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بالکل تاوان واجب نہ ہوگا خواہ وہ مال خود بخود ضائع ہوا ہو خواہ چور نے اس کو ضائع کیا ہو کیونکہ نسائی کی روایت "عن عبدالرحمن بن عوف لایغرم صاحب سرقة اذا اقیم علیه الحد" اس پر شاہد ہے یعنی جب چور پر حد قائم کردی گئی تو اس پر تاوان واجب نہیں کیا جاتا ہے یہ حدیث اپنے اطلاق کی وجہ سے اس پر دلالت کرتی ہے کہ حد سرقہ قائم ہونے کے بعد چور مال کا ضامن نہ ہوگا۔

(۳۷/۲۴۴۹) وَاِذَا ادَّعَى السَّارِقُ اَنَّ الْعَيْنَ الْمَسْرُوْقَةَ مَلَكَهٗ سَقَطَ الْقَطْعُ عَنْهُ وَاِنْ لَمْ يُقِمْ بَيِّنَةً.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اگر دعویٰ کیا چور نے کہ مسروقہ چیز اس کی ملکیت ہے تو اس سے کاٹنا ساقط ہوجائے گا اگرچہ اس پر گواہ قائم نہ کرے۔

تشریح: ایک شخص نے چوری کی چوری کے بعد کہنے لگا کہ یہ چیز میری ملکیت ہے تو اس دعویٰ کرنے کی وجہ سے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا خواہ اس نے ملکیت پر گواہ بھی پیش نہ کئے ہوں کیونکہ یہاں ملکیت کے دعویٰ کے بعد حصہ کا شبہ ہوگیا اس لئے حد ساقط ہوجائے گی۔

(۳۸/۲۴۵۰) وَاِذَا خَرَجَ جَمَاعَةٌ مُمْتَنِعِيْنَ اَوْ وَاحِدٌ يَقْدِرُ الْاِمْتِنَاعَ فَقَصَدُوْا قَطْعَ الطَّرِيْقِ فَاُخِذُوْا قَبْلَ اَنْ يَاْخُذُوْا مَالاً وَيَقْتُلُوْا نَفْسًا حَبَسَهُمُ الْاِمَامُ حَتّٰى يُحْدِثُوْا تَوْبَةً.

حل لغات: ممتنع: روکنے والا یعنی راستہ روک کر ڈاکہ زنی کرنے والا۔ قطع الطریق: راستہ کاٹنا یعنی لوگوں کو راستہ میں لوٹنا، ڈاکہ زنی کرنا۔ حبسھم: ان کو قید کردے۔

ترجمہ: اور اگر نکلی ایک جماعت راستہ روکنے والی یا ایک آدمی جو قادر ہے راستہ روکنے پر پس انہوں نے ارادہ کیا ڈاکہ زنی کا اور وہ پکڑ لئے گئے مال لینے اور قتل کرنے سے پہلے تو قید کردے ان کو امام یہاں تک کہ وہ توبہ ظاہر کریں۔

ڈاکہ زنی کے احکام

تشریح: ایک طاقتور جماعت یا ایک بہادر شخص جس کو راستہ روکنے پر قدرت حاصل ہے ڈکیتی کے ارادہ سے نکلے ابھی نہ تو کسی سے مال چھین سکے اور نہ کسی کو قتل کرسکے اس سے پہلے ہی پکڑ لئے گئے تو ایسی صورت میں حاکم ان کو اتنی مدت تک قید میں رکھے کہ توبہ کرلیں اور حرکات وسکنات سے محسوس ہو کہ انہوں نے ڈاکہ زنی سے توبہ کرلی ہے، اللہ کا فرمان ہے: "او ینفوا من الارض" یا زمین سے شہر بدر کردیئے جائیں یعنی قید کردیئے جائیں۔

(۳۹/۲۴۵۱) وَاِنْ اَخَذُوْا مَالَ مُسْلِمٍ اَوْ ذِمِّيٍّ وَالْمَاخُوْذُ اِذَا قُسِّمَ عَلٰى جَمَاعَتِهِمْ اَصَابَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَشَرَةَ دَرَاهِمَ فَصَاعِدًا اَوْ مَا تَبْلُغُ قِيْمَتُهٗ ذٰلِكَ قَطَعَ الْاِمَامُ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلَافٍ.

ترجمہ: اور اگر وہ لے چکے کسی مسلمان یا ذمی کا مال اور لیا ہوا مال جب تقسیم کیا جائے ان کی جماعت پر تو پہنچے ان میں سے ہر ایک کو دس درہم یا زیادہ یا ایسی چیز پہنچے کہ اس کی قیمت اتنی ہے تو کاٹے امام ان کے ہاتھ اور پاؤں خلاف جانب سے۔

تشریح: اگر ڈاکو ڈکیتی کے لئے نکلے اور مسلمان یا ذمی کا اتنا مال لے لیا کہ جماعت کے ہر فرد کو دس درہم یا دس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درہم سے زیادہ مل سکتا ہے یا لوٹا ہوا مال ہر ایک آدمی کو اتنا اتنا ملے گا کہ اس کی قیمت دس درہم ہوگی تو امام ہر ایک کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹے گا۔

فوائد قیود: قولہ مسلم اوذمی: مسلمان یا ذمی کا مال لوٹنے سے اس لئے قطع ید ہوگا کہ وہ مال محفوظ ہے اس سے حربی کافر کا مال نکل گیا کہ اس کو لوٹنے سے ہاتھ نہ کٹے گا کیوں کہ اس کا مال غیر محفوظ ہے۔

قولہ قطع الامام الخ: دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں دونوں کاٹے جائیں گے کیونکہ یہ صرف چور نہیں بلکہ ڈکیت ہے اس سزا سے چور خارج ہوگیا۔

دلیل: مال لوٹنے کی سزا اس آیت میں ہے او تقطع ایدیھم وارجلھم من خلاف اس آیت میں ہے کہ ڈاکوؤں کے ہاتھ اور پاؤں جانب مخالف سے کاٹے جائیں گے۔

(۲۴۵۲/۴۰) وَاِنْ قَتَلُوْا نَفْسًا وَلَمْ يَاْخُذُوْا مَالاً قَتَلَهُمُ الْاِمَامُ حَدًّا فَاِنْ عَفَا الْاَوْلِيَاءُ عَنْهُمْ لَمْ يَلْتَفِتْ اِلٰى عَفْوِهِمْ.

ترجمه: اور اگر انہوں نے کسی کو قتل کردیا اور مال نہیں لیا تو قتل کرے ان کو امام حد کے طریقہ پر حتی کہ اگر معاف کردیں اولیاء تو متوجہ نہ ہو امام ان کی معافی کی طرف۔

تشریح: اگر ڈاکوؤں نے مال تو نہیں لیا مگر کسی کو قتل کردیا تو امام ان کو بطور حد قتل کرے گا نہ کہ قصاصاً حتی کہ اگر اولیائے مقتول ڈاکہ زنوں کو معاف کردیں تو بھی معافی نہ ہوگی بلکہ امام ان کو قتل ہی کرے کیونکہ یہ حق اللہ ہے اور حقوق اللہ وحدود کو معاف کرنا جائز نہیں ہے، نیز آیت محاربہ میں اَوْ يُقَتَّلُوْا'' ہے۔

(۲۴۵۳/۴۱) وَاِنْ قَتَلُوْا وَاَخَذُوْا مَالاً فَالْاِمَامُ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ قَطَعَ اَيْدِيَهِمْ وَاَرْجُلَهُمْ مِنْ خِلَافٍ وَقَتَلَهُمْ اَوْ صَلَّبَهُمْ وَاِنْ شَاءَ قَتَلَهُمْ وَاِنْ شَاءَ صَلَّبَهُمْ.

حل لغت: صلب: ماضی (م) تصلیباً سولی دینا۔

ترجمه: اور اگر قتل بھی کیا ہو اور مال بھی لیا ہو تو امام کو اختیار ہے چاہے تو ان کے ہاتھ اور پاؤں خلاف جانب سے کاٹے اور ان کو قتل کردے یا سولی دے دے اور اگر چاہے قتل کردے اور اگر چاہے تو صرف سولی دے دے۔

تشریح: اور اگر انہوں نے کسی کو قتل بھی کیا اور مال بھی لیا تو امام کو اس صورت میں چند اختیارات ہیں۔(۱) دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹے کیونکہ انہوں نے مال لیا ہے اور ان کو قتل کردے کیونکہ انہوں نے قتل بھی کیا ہے، تو دو جرم ہوئے اس لئے دونوں کی سزا دے سکتا ہے۔(۲) ابتداء ہی میں ان کو سولی دے دے (۳) صرف قتل کر ڈالے (۴) صرف سولی دے دے مذکورہ بالا حکم آیت محاربہ میں ہے۔(آیت ۳۳ سورۃ المائدۃ)

(۲۴۵۴/۴۲) وَيُصَلَّبُ حَيًّا وَيُبْعَجُ بَطْنُهٗ بِرُمْحٍ اِلٰى اَنْ يَمُوْتَ وَلَا يُصَلَّبُ اَكْثَرَ مِنْ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حل لغات: حَيٌّ جمع احیاء زندہ۔ یبعج مضارع مجہول باب (ف) مصدر بعجًا پھاڑنا۔ رمح نیزہ۔

ترجمہ: اور سولی دی جائے زندہ کو اور پھاڑا جائے اس کا پیٹ نیزہ سے یہاں تک کہ مر جائے اور سولی پر نہ رکھا جائے تین دن سے زیادہ۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ سولی دینے کا طریقہ یہ ہے کہ زندہ آدمی کو تختہ پر لٹکا دیا جائے پھر نیزہ سے پیٹ پھاڑ دیا جائے یہاں تک کہ مر جائے۔

صاحب اللباب فرماتے ہیں کہ زمین میں ایک لکڑی گاڑ دی جائے اور مجرم کو اس پر کھڑا کیا جائے اور پھر اس پر ایک دوسری لکڑی لگا کر اس کے دونوں ہاتھ اس پر باندھ دیئے جائیں اور اس کی بائیں چھاتی کے نیچے نیزہ سے اس کے پیٹ پر چونکے لگائے جائیں اور اس کے پیٹ کو ہلایا جائے آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ تین دن میں لوگوں کو عبرت ہو جائے گی اور زیادہ رکھنے میں لاش سڑے گی اور بدبو پھیلے گی اس لئے تین دن سے زیادہ نہ رکھا جائے۔

امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ سولی ہی پر چھوڑ دیا جائے یہاں تک کہ اس کا بدن ریزہ ریزہ ہو جائے، تاکہ لوگوں کو زیادہ عبرت ہو۔

(۴۳/۲۴۵۵) فَإِنْ كَانَ فِيهِمْ صَبِيٌّ أَوْ مَجْنُونٌ أَوْ ذُوْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنَ الْمَقْطُوْعِ عَلَيْهِ سَقَطَ الْحَدُّ عَنِ الْبَاقِيْنَ وَصَارَ الْقَتْلُ إِلَى الْأَوْلِيَاءِ إِنْ شَاءُوْا قَتَلُوْا وَإِنْ شَاءُوْا عَفَوْا.

ترجمہ: پھر اگر ڈکیتوں میں کوئی بچہ ہو یا مجنون ہو یا جس پر ڈاکہ ڈالا اس کا ذو رحم محرم ہو تو ساقط ہو جائے گی حد باقی لوگوں سے بھی اور ہو گا قتل کرنا اولیاء کے اختیار میں اگر چاہیں قتل کریں اور اگر چاہیں معاف کریں۔

تشریح: اگر ڈاکوؤں کی جماعت میں کچھ غیر مکلف بھی ہوں مثلاً بچہ یا دیوانہ یا ڈاکہ ڈالنے والا اس آدمی کا قریبی رشتہ دار ہو جس پر ڈاکہ ڈالا گیا تو باقی لوگوں سے بھی حد ساقط ہو جائے گی البتہ اگر قتل کیا ہے تو قصاصاً قتل کیا جائے گا جس کا اختیار مقتول کے ورثاء کو ہو گا چاہیں وہ قتل کریں یا معاف کریں چونکہ جب بعض لوگوں سے حد ساقط ہو گئی تو حد میں شبہ پیدا ہو گیا اس لئے سبھی سے ساقط ہو جائے گی باقی رہا قتل کے بدلہ قصاص لینا یا مال کے بدلہ مال لینا تو یہ مسئلہ دیت میں آتا ہے اور دیت کا دار و مدار اولیاء کے اختیار پر ہے چاہے وہ معاف کریں چاہے وہ صلح کریں۔

(۴۴/۲۴۵۶) وَإِنْ بَاشَرَ الْقَتْلَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ أُجْرِيَ الْقَتْلُ عَلٰى جَمَاعَتِهِمْ.

ترجمہ: اور اگر ان میں سے ایک نے قتل کیا ہو تو قتل کا حکم سب پر ہی جاری ہو گا۔

تشریح: اگر تمام ڈاکوؤں نے قتل نہیں کیا بلکہ صرف ایک نے کیا تب بھی سب پر حد جاری ہو گی کیونکہ ڈاکہ زنی میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ بعض قتل کرتے ہیں اور بعض ان کی مدد کرتے ہیں تو گویا وہ سب شریک ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

(یہ کتاب شرابوں کے احکام کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: جب صاحب قدوریؒ مال کی چوری کرنے والے کے احکام کے بیان سے فارغ ہوگئے تو اب عقل کی چوری کرنے والے احکام بیان کرتے ہیں۔

اشربہ کی لغوی تحقیق: اشربة شراب کی جمع ہے، شراب اصل میں اس چیز کو کہتے ہیں جو پی جائے جیسے پانی شربت شہد وغیرہ۔

اصطلاحی تعریف: شراب وہ ہے جو نشہ لائے، اور ست و بیہوش کردے اور اس کا پینا حرام ہے۔(رقم حاشیۃ القدوری(۱)

(۱/۲۴۵۷) اَلْاَشْرِبَةُ الْمُحَرَّمَةُ اَرْبَعَةٌ اَلْخَمْرُ وَهِيَ عَصِيْرُ الْعِنَبِ اِذَا غَلَا وَاشْتَدَّ وَقَذَفَ بِالزَّبَدِ.

حل لغات: عصیر: رس، شیرہ۔ العنب: انگور جمع اَعْنَاب، ایک دانے کو عِنَبَةٌ کہتے ہیں۔ غَلَا: ماخوذ ہے غلیان سے جوش مارنا باب (ن)۔ اشتد: تیز ہونا، اس سے مراد یہ ہے کہ جس میں نشہ کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ قذف بالزبد: جھاگ پھینکنے لگے۔

ترجمہ: حرام شرابیں چار ہیں (۱) خمر اور وہ انگور کا رس ہے جب جوش مارے، اور تیز ہو کر جھاگ پھینکنے لگے۔

شراب کی اقسام کا بیان

تشریح: صاحب قدوریؒ نے یہاں شرابوں کی چار اقسام کا ذکر فرمایا ہے اور یہ چاروں وہ ہیں جو حرام ہیں اول انگور کی کچی شراب جب کہ وہ جوش مارنے لگے اور تیز ہو کر جھاگ پھینکنے لگے، تو اس کو اصلی خمر کہتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا ایک قطرہ بھی پینا حرام ہے، اور اگر پیا تو حد بھی جاری ہوگی خواہ کم پینے کی وجہ سے نشہ پیدا نہ ہوا ہو، پھر اس بارے میں اختلاف ہے کہ خمر کسے کہتے ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں دو مذہب ہیں:

(۱) شیخین کے نزدیک انگور کا کچا پانی جب کہ وہ نشہ آور ہو جائے اس کو خمر کہتے ہیں اس کے علاوہ دوسری چیزوں سے جو شراب بنائی جائے اس کو خمر نہیں کہا جائے گا۔

(۲) ائمہ ثلاثہ اور امام محمدؒ کے نزدیک شراب چاہے انگور سے بنائی جائے خواہ کھجور سے خواہ شہد سے خواہ غلوں سے نشہ آور ہونے کے بعد سب پر خمر کا ہی اطلاق ہوتا ہے، اور سب کا حکم یکساں ہے، کہ ان قسموں میں سے کسی میں سے ایک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قطرہ بھی پینا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔خواہ نشہ ہو یا نہ ہو یہی مذہب راجح ہے۔

(۲/۲۴۵۸) وَالْعَصِيْرُ اِذَا طُبِخَ حَتّٰى ذَهَبَ اَقَلُّ مِنْ ثُلُثَيْهِ.

ترجمہ: اور شیرہ جب پکالیا جائے یہاں تک کہ دوتہائی سے کم جل جائے۔

تشریح: شراب کی دوسری صورت یہ ہے کہ انگور کا رس کچا نہ رہے بلکہ اتنا پکایا جائے کہ دوتہائی سے کم جل جائے اور تہائی سے کچھ زیادہ باقی رہ جائے اور تیز ہو کر نشہ آجائے اس کو طلاء بھی کہتے ہیں اگر پکانے سے آدھا جل جائے تو اس کو منصف کہتے ہیں اور اگر ادنیٰ درجہ پکایا ہے تو اس کو باذق کہتے ہیں ان تینوں کا حکم یہ ہے کہ ان کا پینا مطلقاً حرام ہے لیکن حد اسی وقت جاری ہوگی جب اتنی مقدار پی ہو جس سے نشہ پیدا ہو جائے۔

(۳/۲۴۵۹) وَنَقِيْعُ التَّمْرِ.

حل لغات: نقیع: خشک انگور کی شراب جو پانی میں بھگو کر بنائی جمع اَنْقِعَةٌ، نقیع التمر. پختہ تر کھجور کا کچا رس جو جوش کھا کر گاڑھا اور نشہ آور ہو جائے۔

ترجمہ: اور کھجور کا نقیع۔

تشریح: کھجور کو پانی میں ڈال کر کچھ دن چھوڑ دیا جائے جس کی وجہ سے پانی گاڑھا ہو جائے اور جوش مار کر جھاگ پھینکنے لگے اس کو نقیع تمر کہتے ہیں، یہ شراب کی تیسری قسم ہے۔

(۴/۲۴۶۰) وَنَقِيْعُ الزَّبِيْبِ اِذَا غَلَا وَاشْتَدَّ.

ترجمہ: اور کشمش کی نقیع جب جوش مارے اور تیز ہو جائے۔

تشریح: کشمش کو پانی میں ڈال کر کچھ دن چھوڑ دے جس سے پانی گاڑھا ہو جائے اور جوش مار کر جھاگ پھینکنے لگے یہ شراب کی چوتھی قسم ہے۔

حکم: عصیر، نقیع تمر، نقیع زبیب ان تینوں کی حرمت خمر کے مقابلہ میں کم ہے ان کے حلال جاننے والے کو کافر نہ کہا جائے گا اور ان کا پینا مطلقاً حرام ہے لیکن حد اسی وقت جاری ہوگی جب اتنی مقدار پی ہو جس سے نشہ پیدا ہو جائے۔

(۵/۲۴۶۱) وَنَبِيْذُ التَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ اِذَا طُبِخَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَدْنٰى طَبْخَةٍ حَلَالٌ وَاِنِ اشْتَدَّ اِذَا شَرِبَ مِنْهُ مَا يَغْلِبُ عَلٰى ظَنِّهٖ اَنَّهٗ لَايُسْكِرُهٗ مِنْ غَيْرِ لَهْوٍ وَلَا طَرَبٍ.

حل لغات: نبیذ: انگور یا کھجور کی نچوڑی ہوئی شراب جمع اَنْبِذَةٌ. طبخ: ماضی مجہول باب (ن،ض) طبخًا پکانا۔ لایسکرہ: نشہ نہیں لائے گی۔ لھو: کھیل کو دوہ چیز جس سے انسان لذت حاصل کرے، عورت جس سے کھیل کود کیا جائے۔ طرب: مستی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: کھجور اور کشمش کی نبیذ جب پکالی جائے دونوں میں سے ہر ایک کو تھوڑا سا پکانا تو حلال ہے اگرچہ تیز ہو جائے جب کہ پئے اتنی کہ غالب گمان ہو کہ وہ نشہ نہیں لائے گی کھیل کو داور مستی کے بغیر۔

مباح مشروبات کا بیان

تشریح: کھجور کی یا کشمش کی نبیذ بنائے اور اس کی صورت یہ ہے کہ کھجور اور کشمش کے پانی کو تھوڑا سا پکائے تو وہ حلال ہے بشرطیکہ نشہ نہ آیا ہو البتہ مزے میں تھوڑی تیزی آ گئی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی اتنی مقدار جو نشہ نہ لائے نیک نیتی یعنی تقویت کی نیت سے پینا جائز ہے اور نشہ کے لئے یا مستی کے لئے پینا حرام ہے لیکن حد اسی وقت جاری ہوگی جب پینے والے پر نشہ چڑھ جائے۔

(۶/۲۴۶۲) وَلَا بَأْسَ بِالْخَلِيْطَيْنِ.

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں ہے خلیطین میں۔

تشریح: کھجور اور کشمش کو ملا کر نبیذ بنانے کو خلیط کہتے ہیں، اگر چھوارے اور منقی کو الگ الگ تر کر کے دونوں کا پانی قدرے پکالیا جائے اور اس میں نشہ نہ آئے تو جائز ہے ورنہ حرام، یہ حنفیہ کے نزدیک ہے۔ جمہور کے نزدیک خلیطین کا پینا ناجائز ہے خواہ نشہ آئے یا نہ آئے۔

(۷/۲۴۶۳) وَنَبِيْذُ الْعَسَلِ وَالتِّيْنِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالذُّرَةِ حَلَالٌ وَإِنْ لَّمْ يُطْبَخْ.

ترجمہ: شہد، انجیر گیہوں جو جوار کی نبیذ حلال ہے، اگرچہ پکائی نہ گئی ہو۔

تشریح: یہ سب مذکورہ نبیذیں شیخین کے نزدیک حلال ہیں خواہ ان کو پکایا گیا ہو یا نہ پکایا گیا ہو لیکن شرط یہ ہے کہ بغیر کھیل کود و مستی کے قوت بدن کے لئے استعمال کرے ورنہ حرام ہے۔

(۸/۲۴۶۴) وَعَصِيْرُ الْعِنَبِ إِذَا طُبِخَ حَتّٰى ذَهَبَ مِنْهُ ثُلُثَاهُ حَلَالٌ وَإِنِ اشْتَدَّ.

ترجمہ: اور انگور کا شیرہ جب اتنا پکایا جائے کہ دو تہائی جل جائے تو جائز ہے اگرچہ تیز ہو جائے۔

تشریح: انگور کا نچوڑا ہوا رس جب اس کو اتنا پکا دیا جائے کہ دو تہائی جل کر ختم ہو گیا اور صرف ایک تہائی باقی رہ گیا اور اس میں جوش و تیزی پیدا ہو گئی تو یہ حلال ہے اس کو مثلث عنی بھی کہتے ہیں۔

(۹/۲۴۶۵) وَلَا بَأْسَ بِالْاِنْتِبَاذِ فِي الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ وَالنَّقِيْرِ.

حل لغات: انتباذ: باب افتعال کا مصدر ہے، نبیذ بنانا۔ الدباء: (دال کا ضمہ باء کی تشدید اور مد کے ساتھ) واحد دُبَّاءة خشک کدو جس کے اندر سے گودا نکال لیتے ہیں اور پیالہ کی شکل میں ہو جاتا ہے اور اس کو کدو کی تونبی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہتے ہیں۔ **الحنتم**: ہرے رنگ کی ٹھلیا کہ جس میں نبیذ بنایا کرتے تھے۔ **المزفت**: زفت سے ماخوذ ہے تارکول جیسی ایک چیز جس کو کشتی وغیرہ پر ملا کرتے تھے، چیڑ کا گوند، مزفت وہ برتن یا مٹکا جس پر تارکول ملا ہوا ہو اس میں شراب بناتے تھے **اَلنَّقِیْرُ**: نَقْرٌ سے ماخوذ ہے لکڑی کی جڑ جس کو کھود کر اس میں نبیذ بناتے ہیں اور اس کی نبیذ تیز وتند ہوتی ہے جمع اَنْقِرَةٌ جیسے ہمارے یہاں لکڑی کا اوکھل ہوتا ہے دھان کو کوٹنے کے لئے۔

ترجمہ: اور کوئی حرج کی بات نہیں نبیذ بنانے میں کدو کی تونبی میں اور سبز ٹھلیا میں اور چیڑ کے گوند پھیرے ہوئے برتن میں اور کھدی ہوئی لکڑی میں۔

تشریح: زمانہ جاہلیت میں لوگ ان برتنوں میں شراب بناتے تھے ان برتنوں کی خصوصیت یہ ہے کہ شراب میں جلدی نشہ آتا ہے جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برتنوں کے استعمال کی مخالفت فرمادی تاکہ شراب کی نفرت دلوں میں جم جائے پھر کچھ عرصہ کے بعد جب مقصد حاصل ہو گیا تو ان برتنوں کے استعمال کی اجازت مل گئی اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔

(۱۰/۲۴۶۶) وَاِذَا تَخَلَّلَتِ الْخَمْرُ حَلَّتْ سَوَاءٌ صَارَتْ بِنَفْسِهَا خَلًّا اَوْ بِشَیْءٍ طُرِحَ فِیْهَا وَلَایُکْرَهُ تَخْلِیْلُهَا.

حل لغات: تخللت ماضی باب تفعل سے ہے سرکہ بننا۔ خلٌّ سرکہ۔

ترجمہ: اور اگر شراب سرکہ بن جائے تو حلال ہے خود بخود سرکہ بن جائے یا اس میں کوئی چیز ڈالنے سے بنے اور شراب کو سرکہ بنانا مکروہ نہیں ہے۔

تشریح: شراب کو سرکہ بنانے کا مسئلہ مختلف فیہ ہے امام احمد کے نزدیک جائز نہیں حنفیہ کے نزدیک شراب کا سرکہ جائز ہے خواہ وہ بذات خود سرکہ بن گئی ہو یا اس میں کوئی چیز ڈالنے سے سرکہ بنی ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر شراب رکھی ہوئی خود بخود سرکہ بن جائے تب تو حلال ہے، ورنہ نہیں اور امام مالکؒ کے نزدیک شراب کو سرکہ بنانے کا فعل تو ناجائز ہے لیکن بنانے کے بعد اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ (عون المعبود عن نیل الاوطار)

كِتَابُ الصَّيْدِ وَالذَّبَائِحِ

(یہ کتاب شکار اور ذبائح کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: جس طرح شراب سے سرور حاصل ہوتا ہے اسی طرح شکار سے سرور وفرحت حاصل ہوتی ہے نیز شکار مطعومات میں سے ہے، جیسا کہ شراب مشروبات میں سے ہے، پھر اشربہ کو مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں حرمت کا غلبہ ہے اور صید میں حلت کا اور صید کے ذکر کے بعد ذبائح کی مناسبت ظاہر ہے۔ (رقم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الحاشیہ ا)

کتاب الصید الخ: صید لغت میں مصدر ہے، اصطیاد شکار کرنا اور مجازاً مفعول پر بھی بولا جاتا ہے، صید ہر وہ متوحش جانور ہے جس کو حیلہ کے بغیر پکڑنا ممکن نہ ہو خواہ ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم ہو۔

الذبائح: یہ ذبیحۃ کی جمع ہے ذبیح اور ذبح اصل میں مذبوح جانور کو کہتے ہیں لیکن مجازاً اس جانور کو کہتے ہیں جو عنقریب ذبح کیا جائے گا۔

(۱/۲۴۶۷) یَجُوْزُ الْاِصْطِیَادُ بِالْکَلْبِ الْمُعَلَّمِ وَالْفَهْدِ وَالْبَازِیْ وَسَائِرِ الْجَوَارِحِ الْمُعَلَّمَةِ.

حل لغات: الکلب المعلم: سکھایا ہوا کتا۔ الفهد: چیتا۔ البازی: باز، ایک قسم کا شکار کرنے والا پرندہ۔ الجوارح: جارحة سے مشتق ہے زخمی کرنے والا۔

ترجمہ: جائز ہے شکار کرنا سکھائے ہوئے کتے چیتے باز اور تمام سکھائے ہوئے زخمی کرنے والے جانوروں سے۔

تشریح: جس کو آپ نے دی خواہ وہ شکار کرنے والا درندہ ہو یا پرندہ ہو تو اس کا کیا ہوا شکار حلال ہے۔

(۲/۲۴۶۸) وَتَعْلِیْمُ الْکَلْبِ اَنْ یَتْرُکَ الْاَکْلَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَتَعْلِیْمُ الْبَازِیْ اَنْ یَرْجِعَ اِذَا دَعَوْتَهٗ.

ترجمہ: اور کتے کا تربیت یافتہ ہونا یہ ہے کہ کھانا چھوڑ دے تین بار اور باز کا تربیت یافتہ ہونا یہ ہے کہ واپس آجائے جب تو بلائے۔

کتے اور باز کا تربیت یافتہ ہونا کب سمجھا جائے گا

تشریح: شکار حلال ہونے کے لئے شکاری جانور کا تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے، اب کتے کا تربیت یافتہ ہونا یہ ہے کہ وہ شکار کرے اور اس کو نہ کھائے، بلکہ مالک کے لئے روک لے، اور یہ فعل اس سے تین مرتبہ صادر ہو چکا ہو، تمام پھاڑ کھانے والے جانوروں کے سکھانے کا طریقہ یہی ہے، اگر شکار کرکے خود ہی کھالیا تو ان کو معلم نہیں سمجھا جائے گا اور ان کا کیا ہوا شکار حلال نہیں ہوگا اور باز کی تربیت یہ ہے کہ اس کو چھوڑ دے تو شکار کے لئے جائے اور روکے تو رک جائے تین بار ایسا کرنے سے شریعت کی نگاہ میں یہ پرندہ سکھایا ہوا ہے اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ کتے کو سدھانا آسان ہے اور سدھانے کیلئے اس کو مارا بھی جاسکتا ہے بخلاف باز کے کہ اس کو سدھانا مشکل بھی ہے اور اسکو مارا بھی نہیں جاسکتا ہے۔

(۳/۲۴۶۹) فَاِنْ اَرْسَلَ کَلْبَهُ الْمُعَلَّمَ اَوْ بَازِیَهٗ اَوْ صَقْرَهٗ عَلٰی صَیْدٍ وَذَکَرَ اسْمَ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ عِنْدَ اِرْسَالِهٖ فَاَخَذَ الصَّیْدَ وَجَرَحَهٗ فَمَاتَ حَلَّ اَکْلُهٗ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لغت: صقر: شکرہ، ایک شکاری پرندہ۔
ترجمہ: اگر چھوڑا اپنا تربیت یافتہ کتا یا باز یا شکرہ کسی شکار پر اور اللہ کا نام لیا اس پر اس کے چھوڑتے وقت پس اس نے شکار پکڑ کر زخمی کر دیا پھر وہ مر گیا تو اس کا کھانا حلال ہے۔
تشریح: جب شکاری نے اپنا معلم کتا یا باز یا شکرہ وغیرہ کو بسم اللہ پڑھ کر شکار کے لئے چھوڑ دیا اور ان جانوروں نے شکار پکڑ لیا اور اس کو زخمی کر دیا اور شکار مر گیا تو اس کا کھانا حلال ہے۔

(۲۲۷۰/۴) فَإِنْ اَكَلَ مِنْهُ الْكَلْبُ اَوِ الْفَهْدُ لَمْ يُؤْكَلْ وَإِنْ اَكَلَ مِنْهُ الْبَازِیْ اُكِلَ.

ترجمہ: پھر اگر کھا لے اس سے کتا یا چیتا تو نہ کھایا جائے اور اگر کھا لے اس سے باز تو کھا لیا جائے۔
تشریح: اگر کتے یا چیتے نے شکار میں سے کھا لیا تو اس شکار کو کھانا جائز نہیں ہے اور اگر باز نے کھا لیا تو اس کا کھانا جائز ہے، یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ کتے سے مراد تمام شکاری جانور ہیں اور باز سے مراد تمام شکاری پرندے ہیں۔

(۲۲۷۱/۵) وَإِنْ اَدْرَكَ الْمُرْسِلُ الصَّيْدَ حَيًّا وَجَبَ عَلَيْهِ اَنْ يُذَكِّيَهُ فَإِنْ تَرَكَ تَذْكِيَتَهُ حَتّٰى مَاتَ لَمْ يُؤْكَلْ.

حل لغات: المرسل: اسم فاعل مصدر ارسال چھوڑنا، تذکیۃ: ذبح کرنا۔
ترجمہ: اور اگر پائے چھوڑنے والا شکار کو زندہ تو ضروری ہے اس پر ذبح کرنا اگر چھوڑ دے ذبح کرنے کو یہاں تک کہ وہ مر جائے تو نہ کھایا جائے۔
تشریح: شکاری نے شکار پر اپنا تربیت یافتہ کتا یا تربیت یافتہ باز چھوڑا یا تیر مارا جس سے شکار پکڑا گیا تو اب دیکھا جائے کہ وہ زندہ ہے یا مر گیا اگر مر گیا ہو تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر زندہ ہو تو وہ جب حلال ہوگا جب کہ اس کو ذبح کر دیا جائے ورنہ اگر ذبح نہ کیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا تو حلال نہ ہوگا۔

(۲۲۷۲/۶) وَإِنْ خَنَقَهُ الْكَلْبُ وَلَمْ يَجْرَحْهُ لَمْ يُؤْكَلْ.

لغت: خنق: ماضی باب (ن) خنقاً گلا گھونٹنا۔
ترجمہ: اور اگر گلا گھونٹا شکار کا کتے نے اور اس کو زخمی نہیں کیا تو کھایا نہیں جائے گا۔
تشریح: اگر کتے نے شکار کا گلا دبا کر مار دیا اور زخم نہیں لگایا تو وہ حلال نہ ہوگا کیونکہ ظاہر الروایت کے مطابق زخم لگانا شرط ہے۔

(۲۲۷۳/۷) وَإِنْ شَارَكَهُ كَلْبٌ غَيْرُ مُعَلَّمٍ اَوْ كَلْبُ مَجُوْسِيٍّ اَوْ كَلْبٌ لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ لَمْ يُؤْكَلْ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور اگر شریک ہو جائے اس کے کتے کے ساتھ غیر تربیت یافتہ کتا یا مجوسی کا کتا یا ایسا کتا جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا ہے تو نہ کھایا جائے۔

تشریح: اگر مسلمان کے اس کتے کے ساتھ جس کو بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا گیا کوئی اور کتا شریک ہو گیا جو یا تو غیر تربیت یافتہ ہے یا مجوسی کا ہے یا اس پر جان بوجھ کر بسم اللہ نہیں پڑھی گئی ہے تو ان کا مارا ہوا شکار نہیں کھایا جائے گا کیونکہ کیا معلوم کہ کس کتے نے قتل کیا ہے اور جب حلال وحرام کا اجتماع ہوتا ہے تو غلبہ حرام کو حاصل ہوتا ہے۔

(۸/۲۲۷۴) وَاِذَا رَمَى الرَّجُلُ سَهْمًا اِلَى الصَّيْدِ فَسَمَّى اللّٰهَ تَعَالٰى عِنْدَ الرَّمْيِ اُكِلَ مَا اَصَابَهٗ اِذَا جَرَحَهُ السَّهْمُ فَمَاتَ وَاِنْ اَدْرَكَهٗ حَيًّا ذَكَّاهُ وَاِنْ تَرَكَ تَذْكِيَتَهٗ لَمْ يُؤْكَلْ.

ترجمہ: اور اگر تیر چلایا کسی نے شکار کی طرف اور اللہ کا نام لیا تیر چلاتے وقت تو کھایا جائے گا وہ جس کو تیر لگے جب کہ زخمی کر دے اس کو تیر اور وہ مر جائے اور اگر پائے اس کو زندہ تو اس کو ذبح کرے اگر ذبح کرنا چھوڑ دیا تو نہیں کھایا جائے گا۔

بندوق کا کیا ہوا شکار کب حلال ہے؟

تشریح: تیر یا بندوق سے شکار کرنے کی تین شرطیں ہیں (۱) بسم اللہ پڑھ کر تیر پھینکا ہو اگر بغیر بسم اللہ کے تیر چلایا تو شکار حلال نہیں ہے۔ (۲) شکار زخمی ہوا ہو تا کہ ذبح اضطراری ہو جائے (۳) ہاتھ میں آنے سے پہلے مر چکا ہو اگر ہاتھ میں آتے وقت زندہ تھا تو ذبح کرنا ہوگا اگر ذبح نہیں کیا اور مر گیا تو اب حلال نہیں ہے۔

(۹/۲۲۷۵) وَاِذَا وَقَعَ السَّهْمُ بِالصَّيْدِ فَتَحَامَلَ حَتّٰى غَابَ عَنْهُ وَلَمْ يَزَلْ فِيْ طَلَبِهٖ حَتّٰى اَصَابَهٗ مَيِّتًا اُكِلَ فَاِنْ قَعَدَ عَنْ طَلَبِهٖ ثُمَّ اَصَابَهٗ مَيِّتًا لَمْ يُؤْكَلْ.

حل لغات: سهم: تیر۔ تحامل: ماضی باب تفاعل مادہ حمل مشقت برداشت کرنا۔

ترجمہ: اور جب تیر لگا شکار کو (جس سے وہ گرا) اور وہ مشقت برداشت کر کے شکاری سے غائب ہو گیا اور وہ برابر اس کی تلاش میں رہا یہاں تک کہ اس نے اس کو مردہ پایا تو وہ کھایا جائے گا اور اگر وہ اس کی تلاش سے بیٹھا رہا پھر اس کو مرا ہوا پایا تو نہیں کھایا جائے گا۔

تشریح: اگر کوئی شخص شکار پر تیر چلائے اور وہ اس کے لگ بھی جائے لیکن وہ اس وقت مشقت برداشت کر کے نظروں سے غائب ہو جائے پھر اگلے روز وہ کسی جگہ پڑا ہوا ملے تو اب کیا حکم ہے؟ فرماتے ہیں کہ اگر تیر مارنے والا برابر اس کی تلاش میں ہے اور وہ اسے مل گیا مگر اس وقت وہ مر چکا تھا تو اس کو کھا سکتا ہے اور اگر وہ تلاش کرنے سے بیٹھ رہا تو حلال نہ ہوگا کیونکہ ممکن ہے کہ شکار کی موت تیر سے نہ ہوئی ہو بلکہ کسی اور وجہ سے شکار مرا ہو اسلئے جائز نہیں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۰/۲۲۷۶) وَاِنْ رَمٰى صَيْدًا فَوَقَعَ فِي الْمَاءِ لَمْ يُؤْكَلْ.

ترجمہ: اور اگر شکار کو تیر مارے اور وہ پانی میں گر جائے تو نہ کھایا جائے۔
تشریح: کسی نے شکار کے تیر مارا وہ پانی میں گر کر مر گیا تو اب کیا حکم ہے اس میں ائمہ کا اختلاف ہے چنانچہ حنفیہ کا مذہب اور امام احمدؒ کی مشہور روایت یہ ہے کہ جانور کا پانی میں گرنا بہر صورت نقصان دہ ہے خواہ وہ زخم جو شکار کو پہنچا ہے موجب ہلاکت ہو یا نہ ہو بشرطیکہ وہ پانی اتنی مقدار میں ہو جو شکار کیلئے قاتل ہو، خلاصہ یہ کہ اس شکار کا کھانا حرام ہوگا۔
امام مالکؒ و شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اگر زخم موجب ہلاکت ہو تو پانی میں گرنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا شکار بدستور حلال رہے گا یہی ایک روایت امام احمدؒ کی ہے۔

(۱۱/۲۲۷۷) وَكَذٰلِكَ اِنْ وَقَعَ عَلٰى سَطْحٍ اَوْ جَبَلٍ ثُمَّ تَرَدّٰى مِنْهُ اِلَى الْاَرْضِ لَمْ يُؤْكَلْ.

حل لغات: سطح چھت۔ جبل پہاڑ جمع جبَال۔ تردی: ماضی باب تفعل سے ہے اوپر سے نیچے گرنا۔
ترجمہ: اور ایسے ہی اگر گرا چھت پر یا پہاڑ پر پھر لڑھکا وہاں سے زمین پر تو نہیں کھایا جائے گا۔
تشریح: اگر شکار کو تیر مارا اور وہ کسی چھت یا پہاڑ پر گرا پھر وہاں سے لڑھکتا ہوا زمین پر آیا اور وہ مرا ہوا ہے تو اس کا کھانا حلال نہیں ہے کیونکہ احتمال ہے کہ تیر سے مرا ہو اور احتمال ہے کہ اوپر سے لڑھکنے کی وجہ سے مرا ہو تو جب دو سبب جمع ہو گئے تو قاعدہ کے مطابق حرمت کے سبب کو ترجیح ہوگی۔

(۱۲/۲۲۷۸) وَاِنْ وَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِبْتِدَاءً اُكِلَ.

ترجمہ: اور اگر شکار شروع ہی میں زمین پر گرا تو کھایا جائے گا۔
تشریح: اگر شکار کو تیر لگ کر براہ راست وہ زمین پر گرا اور مر گیا تو وہ حلال ہے کیونکہ شکار زمین کے اوپر تو ضرور ہی گرے گا اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے، بالفاظ دیگر زمین پر گرنے سے احتراز ممکن نہیں، تو اس کا اعتبار نہیں کیا گیا اور شکار کو حلال کہا گیا۔

(۱۳/۲۲۷۹) وَمَا اَصَابَ الْمِعْرَاضُ بِعَرْضِهٖ لَمْ يُؤْكَلْ وَاِنْ جَرَحَهٗ اُكِلَ.

حل لغات: معراض: بغیر پر کا تیر جس کا درمیانی حصہ موٹا ہو جمع مَعَارِيْض، عرض، چوڑائی، وسعت۔
ترجمہ: اور جس کو لگے بے پھل کا تیر چوڑائی کی جانب سے تو نہ کھایا جائے اور اگر اس کو زخمی کر دے تو کھایا جائے۔
تشریح: مِعراض بے پھل کا تیر یعنی جس کے دونوں کنارے باریک اور درمیانی حصہ موٹا ہو، عرض ڈنڈی جو دھار کے علاوہ ہے صورت مسئلہ یہ ہے کہ شکار کو تیر لگا، اور مر گیا لیکن اس کو تیر کا درمیانی حصہ لگا جس کو ڈنڈی سے تعبیر کیا گیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے، تو یہ پھوڑنا اور توڑنا ہوگا کاٹنا نہ ہوگا اس لئے یہ شکار حلال نہ ہوگا البتہ اگر تیر نے اس کو زخمی کر دیا تو کھایا جائے گا۔

(۱۴/۲۴۸۰) وَلَا يُؤْكَلُ مَا اَصَابَهُ الْبُنْدُقَةُ اِذَا مَاتَ مِنْهَا.

لغت: البندقة: اس کی جمع بُنْدُق ہے بندوق کی گولی۔

ترجمہ: اور نہ کھایا جائے وہ جس کو لگے غلہ جب کہ وہ اس سے مر جائے۔

غلیل سے کیا ہوا شکار کب حلال ہے؟

تشریح: غلیل سے کیا ہوا شکار حلال نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو ذبح نہ کرلیا جائے کیونکہ غلیل کا غلہ زخمی نہیں کرتا اگر وہ غلہ کسی جانور کو لگ جائے اور اس کی وجہ سے وہ ہلاک ہو جائے تو وہ ہلاکت چوٹ کی وجہ سے واقع ہوگی اور وہ جانور موقوذۃ (جو کسی ضرب سے مر جائے) کے حکم میں ہوگا اس لئے وہ جانور حلال نہیں ہوگا عربی زبان میں غلیل کو ''بندقہ'' کہا جاتا ہے، اب سوال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بسم اللہ پڑھ کر بندوق یا رائفل وغیرہ کی گولی چلائے اور وہ شکار ہلاک ہو جائے، تو وہ حلال ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں ہمارے علماء دیوبند کے بیشتر حضرات کا یہ فتویٰ ہے کہ گولی سے شکار کیا ہوا جانور حلال نہیں ہوتا جب تک کہ اس کو باقاعدہ ذبح نہ کرلیا جائے۔

نوٹ: نوکدار گولی کا حکم: اگر بندوق کی گولی ایسی بنائی گئی ہے جو نوکدار ہے تو اس صورت میں وہ جانور بالاتفاق حلال ہو جائے گا۔

(۱۵/۲۴۸۱) وَاِذَا رَمٰى صَيْدًا فَقَطَعَ عَضْوًا مِنْهُ اُكِلَ الصَّيْدُ وَلَمْ يُؤْكَلِ الْعَضْوُ.

ترجمہ: اور اگر شکار کو تیر مارا پس اس نے اس کا کوئی عضو کاٹ دیا تو شکار کھایا جائے اور عضو نہ کھایا جائے۔

تشریح: اگر شکار کو تیر مارا جس سے شکار کے بدن کا کوئی ٹکڑا کٹ کر گر گیا تو اب کیا حکم ہے؟ تو فرمایا کہ شکار تو بالاتفاق حلال ہے اب رہا مسئلہ اس ٹکڑے کا جو کٹ کر گرا ہے تو اس میں حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اس کو کھانا حرام ہے ہاں اگر عضو کٹنے کے بعد جانور کا زندہ رہنا ممکن نہ ہو تو عضو بھی کھایا جائے گا اور سر کے علاوہ باقی اعضاء میں زندہ رہنا ممکن ہے۔

(۱۶/۲۴۸۲) وَاِنْ قَطَعَهُ اَثْلَاثًا وَالْاَكْثَرُ مِمَّا يَلِى الْعَجُزَ اُكِلَ الْجَمِيْعُ وَاِنْ كَانَ الْاَكْثَرُ مِمَّا يَلِى الرَّأْسَ اُكِلَ الْاَكْثَرُ.

لغت: العجز: پچھلا حصہ، سرین۔ یلی: ملا ہوا ہو، ساتھ ہو۔

ترجمہ: اور اگر اس کو تین ٹکڑے کر دیا اور اکثر وہ ہے جو سرین سے متصل ہے تو سب کو کھایا جائے گا اور اگر اکثر سر سے متصل ہے تو اکثر کھایا جائے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اور اگر شکار کو تین تہائی کر دیا اس طرح کہ ایک حصہ کم ہے اور دوسرا حصہ زیادہ ہے مثلاً ایک طرف ایک تہائی ہے اور دوسری طرف دو تہائی ہے، یعنی شکار کا ہاتھ پاؤں نہیں کٹا بلکہ جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے اب اگر سرین کی طرف دو تہائی جسم ہو اور سر کی طرف ایک تہائی جسم ہو تو سرین والا حصہ بھی حلال ہے اور سر والا حصہ بھی حلال ہے گویا کہ اس طرح ذبح کیا کہ سر کے ساتھ جسم کا بھی کچھ حصہ کٹ گیا اور جب جسم سے سر جدا ہوتا ہے تو جسم اور سر دونوں حلال ہوتے ہیں اور اگر سر کی طرف آدھے سے زیادہ کٹ کر چلا جائے اور سرین کی طرف آدھے سے کم رہ جائے تو یوں سمجھا جائے گا کہ یہ زندہ جانور سے ایک عضو کٹ کر الگ ہو گیا اور ماقبل کے مسئلہ میں گذر چکا ہے کہ اگر زندہ جانور سے کوئی عضو کاٹا جائے تو حلال نہیں اسی طرح سرین کا یہ حصہ بھی حلال نہیں ہے۔

(۲۲۸۳/۱۷) وَلَا يُؤْكَلُ صَيْدُ الْمَجُوْسِيِّ وَالْمُرْتَدِّ وَالْوَثَنِيِّ.

ترجمہ: اور نہ کھایا جائے مجوسی کا شکار اور نہ مرتد کا اور نہ بت پرست کا۔

تشریح: آتش پرست اور بت پرست ذبح کرنے کے اہل نہیں ہیں یعنی ان کا ذبیحہ حرام ہوتا ہے اسی طرح ان کا مارا ہوا شکار بھی حرام ہوگا۔

(۲۲۸۴/۱۸) وَمَنْ رَمٰى صَيْدًا فَاَصَابَهٗ وَلَمْ يُثْخِنْهُ وَلَمْ يُخْرِجْهُ عَنْ حَيِّزِ الْاِمْتِنَاعِ فَرَمَاهُ آخَرُ فَقَتَلَهٗ فَهُوَ لِلثَّانِيْ وَيُؤْكَلُ وَاِنْ كَانَ الْاَوَّلُ اَثْخَنَهٗ فَرَمَاهُ الثَّانِيْ فَقَتَلَهٗ فَهُوَ لِلْاَوَّلِ وَلَمْ يُؤْكَلْ وَالثَّانِيْ ضَامِنٌ بِقِيْمَتِهٖ لِلْاَوَّلِ غَيْرَ مَا نَقَصَتْهُ جِرَاحَتُهٗ.

حل لغات: لم یثخنه: نفی جحد بلم باب افعال مصدر اثخان سست کرنا اور کمزور کرنا یعنی زخم کی وجہ سے حیوان کا سست ہو جانا۔

حیز الامتناع: یعنی ابھی اس میں بھاگنے اور دوڑنے کی طاقت ہے کہ وہ پکڑنے والے کے قابو میں نہیں آ سکتا اس زخم نے اس کو رکاوٹ اور بچاؤ سے باہر نہیں نکالا۔

ترجمہ: کسی نے شکار کے تیر مارا اور وہ اس کے لگ گیا لیکن اس کو نڈھال نہیں کیا اور نہ نکالا اس کو اپنے بچاؤ سے پھر مارا اس کو دوسرے نے اور اس کو قتل کر دیا تو شکار دوسرے کا ہوگا اور کھایا جائے گا اور اگر پہلے نے اس کو نڈھال کر دیا پھر دوسرے آدمی نے مارا اور قتل کر دیا تو شکار پہلے کا ہوگا اور کھایا نہ جائے گا اور دوسرا ضامن ہوگا پہلے کے لئے قیمت کا اس کے علاوہ جو نقصان کیا اس کے زخمی کرنے نے۔

تشریح: ایک شخص نے شکار کو تیر مارا وہ لگا تو ضرور لیکن وحشی جانور میں اپنے آپ کو بچانے کی جو قوت ہوتی ہے وہ اس میں موجود ہے کہ وہ اپنے آپ کو بچا سکتا ہے اب دوسرے آدمی نے تیر مار کر ہلاک کر دیا اب یہاں دو باتیں سامنے آئیں۔ (۱) یہ حلال ہے یا نہیں؟ (۲) اس کا مالک کون ہوگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو فرمایا کہ شکار حلال ہے اور اس کا مالک دوسرا شخص ہے کیونکہ پکڑنے والا اور اس پر قبضہ کرنے والا دوسرا ہی شخص ہے آگے فرماتے ہیں کہ اگر پہلے آدمی کے تیر نے اس کو اتنا نڈھال کر دیا کہ وہ بھاگنے کے قابل نہ رہا بعد میں دوسرے شخص نے تیر مار کر اس کو ہلاک کر دیا تو اب حکم یہ ہے کہ شکار پہلے شخص کی ملکیت قرار پائے گا اور کھانا ناجائز ہوگا اور دوسرا شخص جس نے شکار کو تیر مار کر حرام کر دیا وہ پہلے شخص کو اس شکار کی قیمت کا ضمان دے گا کیونکہ شکار اول کی ملکیت میں آچکا تھا لیکن دوسرے شخص پر شکار کی پوری قیمت واجب نہ ہوگی بلکہ پہلا زخم لگنے کی وجہ سے جو اس کی قیمت گھٹتی ہے اس نقصان کو نکال کر باقی قیمت واجب ہوگی مثلاً اگر وہ جانور صحیح سالم ہوتا تو اس کی قیمت دو ہزار روپے تھی اور زخمی ہونے کے بعد ایک ہزار روپے رہ گئی تو دوسرے آدمی پر ایک ہزار روپے لازم ہوں گے۔

(۱۹/۲۴۸۵) وَيَجُوزُ اصْطِيَادُ مَايُؤْكَلُ لَحْمُهُ مِنَ الْحَيَوَانِ وَمَا لَايُؤْكَلُ.

حل لغات: اصطیاد: باب افتعال سے مادہ صیدٌ شکار کرنا۔

ترجمہ: اور جائز ہے شکار کرنا ان جانوروں کا جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اور جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔

تشریح: صرف گوشت کھانے کے لئے ہی شکار نہیں کرتے بلکہ کھال، بال اور ہڈی کے لئے بھی شکار کرتے ہیں اس لئے غیر ماکول اللحم کا شکار بھی جائز ہے۔

(۲۰/۲۴۸۶) وَذَبِيحَةُ الْمُسْلِمِ وَالْكِتَابِيِّ حَلَالٌ

ترجمہ: مسلمان اور کتابی کا ذبیحہ حلال ہے۔

کس کا ذبیحہ حلال ہے اور کس کا حرام؟

تشریح: مسلمان بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے تو جانور حلال ہے اسی طرح اہل کتاب یعنی یہودی اور نصرانی بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرے تو ذبیحہ حلال ہے کیونکہ اللہ کا فرمان ہے: وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ. اور اہل کتاب کا ذبیحہ بھی تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے اور تمہارا ذبیحہ ان کے لئے حلال ہے۔

نوٹ: یورپ کے عیسائی عام طور پر دھریے ہوتے ہیں جو صرف نام کے عیسائی ہیں اس لئے ان کے ذبیحے سے احتیاط ضروری ہے۔

(۲۱/۲۴۸۷) وَلَا تُؤْكَلُ ذَبِيحَةُ الْمُرْتَدِّ وَالْمَجُوْسِيِّ وَالْوَثَنِيِّ وَالْمُحْرِمِ.

ترجمہ: اور نہیں کھایا جائے گا مرتد، مجوسی، بت پرست اور محرم کا ذبیحہ۔

تشریح: مرتد مجوسی اور بت پرست مسلمان نہیں ہیں اور نہ اہل کتاب ہیں بلکہ کافر ہیں اس لئے ان کا ذبیحہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حلال نہیں ہے اور محرم کے لئے شکار کا پکڑنا جائز نہیں ہے اس لئے اس کا ذبح کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

(۲۲/۲۴۸۸) وَاِنْ تَرَكَ الذَّابِحُ التَّسْمِيَةَ عَمَدًا فَالذَّبِيْحَةُ مَيْتَةٌ لَاتُوْكَلُ وَاِنْ تَرَكَهَا نَاسِيًا اُكِلَ.

ترجمہ: اور اگر چھوڑ دے ذبح کرنے والا بسم اللہ جان بوجھ کر تو ذبیحہ مردہ ہے نہیں کھایا جائے گا اور اگر چھوڑ دے بھول کر تو کھایا جائے گا۔

تشریح: اگر کسی نے ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دیا تو وہ ذبیحہ مردار کہلائے گا اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بھول سے چھوٹ گیا ہو تو اس کا کھانا جائز ہے یہ مذہب حنفیہ کا ہے۔

شوافع کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ کو جان بوجھ کر چھوڑا ہو یا بھول سے چھوٹ گئی بہر صورت اس ذبیحہ کا کھانا حلال ہے۔

امام مالکؒ کے نزدیک خواہ ذبح کرنے والا بسم اللہ جان بوجھ کر چھوڑ دے یا بھول سے چھوٹ جائے دونوں صورتوں میں ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

حنفیہ کی دلیل: وَلَا تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ. (آیت ۱۲۱ سورۃ الانعام)

جب تک جانور پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو مت کھاؤ۔

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ یہ آیت متروک التسمیہ سہواً کو شامل نہیں ہے اور اس کے شامل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ناسی حکماً ذاکر ہوتا ہے کیونکہ نسیان ایک شرعی عذر ہے جس کو معاف کر دیا گیا ہے اور جب ناسی حکماً ذاکر ہے تو ناسی آیت کے افراد میں شامل نہ ہوگا۔

امام شافعیؒ کی دلیل: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اگر مسلمان نے ذبح کیا اور بسم اللہ نہیں پڑھی تو کھائے اس لئے کہ مسلمان کے دل میں اللہ کا نام ہے۔

امام مالکؒ کی دلیل: ان کا استدلال آیت کے عموم سے ہے یعنی آیت کے الفاظ اس بات کے مقتضی ہیں کہ ترک تسمیہ قصداً ہو یا سہواً بہر دو صورت اس جانور کا کھانا جائز نہیں ہے۔

(۲۳/۲۴۸۹) وَالذَّبْحُ بَيْنَ الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ.

لغت: اللبة: سینہ کے اوپر کی ہڈی۔

ترجمہ: اور ذبح کرنا حلق اور سینہ کی ہڈی کے درمیان ہوتا ہے۔

ذبح اور اس کا طریقہ

تشریح: ذبح کا طریقہ یہ ہے کہ حلق اور سینہ کی ہڈی جو ہوتی ہے اسکے درمیان میں چھری سے ذبح کرتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۴/۲۴۹۰) وَالْعُرُوْقُ الَّتِیْ تُقْطَعُ فِی الذَّکَاۃِ اَرْبَعَۃٌ اَلْحَلْقُوْمُ وَالْمَرِیُٔ وَالْوَدَجَانِ فَاِنْ قَطَعَھَا حَلَّ الْاَکْلُ.

حل لغات: العروق: بدن کی رگ واحد عِرق. الحلقوم: (حاء کے فتحہ کے ساتھ اس کی اصل حَلْقٌ ہے) سانس کی نلی۔
المریٔ: مہموز ہے اس کی جمع مُرُوْ کھانے پینے کی نالی۔ الودجان: وَدْجٌ کا تثنیہ ہے، شہ رگ، جس سے دل کا خون دماغ تک جاتا ہے ان کو کاٹنے سے پورا خون نکلتا ہے۔
ترجمہ: اور وہ رگیں جو کاٹی جاتی ہیں وہ چار ہیں حلقوم مری اور دو شہ رگیں اگر ان کو کاٹ دے تو کھانا حلال ہوگا۔
تشریح: اصل تو یہ ہے کہ جسم سے پورا خون نکل جائے شہ رگوں کے کٹ جانے سے خون نکل جاتا ہے، حلقوم اور مری کٹ جانے ...... جان جلدی نکل جاتی ہے۔

(۲۵/۲۴۹۱) وَاِنْ قَطَعَ اَکْثَرَھَا فَکَذَالِكَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ وَقَالَا لَابُدَّ مِنْ قَطْعِ الْحَلْقُوْمِ وَالْمَرِیْٔ وَاَحَدِ الْوَدَجَیْنِ.

ترجمہ: اور اگر اکثر کاٹ دیں تو اسی طرح ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور حضرات صاحبین نے فرمایا کہ ضروری ہے حلقوم مری اور شہ رگ میں سے ایک کو کاٹنا۔
تشریح: امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چار میں سے تین رگیں کاٹ دے تو ذبیحہ حلال ہے بقول صاحب قدوری حضرات صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ حلقوم مریٔ اور ایک شہ رگ کا کاٹنا ضروری ہے، جوہرۃ النیرہ میں لکھا ہے کہ یہ تنہا امام ابویوسف کا قول ہے امام محمد کا مذہب یہ ہے کہ چار رگوں میں سے ہر ایک کا اکثر حصہ کٹنا ضروری ہے۔

(۲۶/۲۴۹۲) وَیَجُوْزُ الذَّبْحُ بِاللِّیْطَۃِ وَالْمَرْوَۃِ وَبِکُلِّ شَیْءٍ اَنْھَرَ الدَّمَ اِلَّا السِّنَّ الْقَائِمَ وَالظُّفُرَ الْقَائِمَ.

حل لغات: اللیطۃ: لام کے کسرہ اور یا کے سکون کے ساتھ بانس کا دھاردار چھلکا جمع الیاط. المروۃ: میم کے فتحہ کے ساتھ ایک سخت قسم کا دھاردار پتھر یعنی سفید پتھر جو کہ باریک ہوتا ہے مثل چھری کے کہ اس سے بھی ذبح کیا جاتا ہے۔ انھر: خون بہادے۔ السن القائم: لگا ہوا دانت۔ الظفر: ناخن۔
ترجمہ: اور جائز ہے ذبح کرنا بانس کی کھپچی سے اور تیز سفید پتھر سے اور ہر ایسی چیز سے جو خون بہادے سوائے دانت اور ناخن کے جو لگے ہوئے ہوں۔
تشریح: اگر جانور کو کھپچی یا تیز پتھر یا ہر وہ چیز جو دھاردار ہو جس سے رگیں کٹ کر خون بہنے لگے ذبح کیا جائے تو جائز ہے، لیکن اگر منہ میں لگے ہوئے دانت اور انگلی میں لگے ہوئے ناخن سے ذبح کیا تو ناجائز ہے کیونکہ لگے ہوئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی وجہ سے گلا دبا کر مارنے کی شکل ہو جائے گی کیونکہ لگے ہوئے ہونے کی وجہ سے دانت اور ناخن سے دبائے گا، اور اس جانور کی موت دم گھٹنے کی وجہ سے ہوگی اس لئے وہ جانور حرام ہوگا۔ لیکن اگر اکھڑے ہوئے دانت اور ناخن سے ذبح کیا اور وہ بہت تیز ہیں تو ان سے حلال ہو جائے گا مگر مکروہ ہے کیونکہ اس میں جانور کو تکلیف دینا ہے۔

(۲۷/۲۴۹۳) وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يَحُدَّ الذَّابِحُ شَفْرَتَهٗ.

حل لغات: يَحُدُّ: مضارع باب (ن) حداً تیز کرنا، شَفْرَةٌ: شین کے فتحہ کے ساتھ لمبی چوڑی چھری تلوار کی دھار جمع شفارٌ۔

ترجمہ: اور مستحب ہے یہ کہ تیز کر لے ذبح کرنے والا اپنی چھری۔

تشریح: جانور کو زمین پر لٹانے سے پہلے چھری کا تیز کر لینا ذبح کرنے والے کے لئے مستحب ہے تا کہ جانور کو بلا وجہ تکلیف نہ ہو۔

(۲۸/۲۴۹۴) وَمَنْ بَلَغَ بِالسِّكِّيْنِ النُّخَاعَ اَوْ قَطَعَ الرَّأْسَ كُرِهَ لَهٗ ذٰلِكَ وَتُؤْكَلُ ذَبِيْحَتُهٗ.

لغت: السكين: چھری۔ النُّخَاعُ: نون پر فتحہ ضمہ کسرہ تینوں حرکات آسکتی ہیں حرام مغز یعنی وہ گودا جو ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے۔

ترجمہ: اور جو پہنچا دے چھری حرام مغز تک یا الگ کر دے سر کو تو یہ مکروہ ہے، اور کھایا جائے گا اس کا ذبیحہ۔

تشریح: جانور کو اس طرح ذبح کیا جائے کہ چھری حرام مغز تک پہنچ جائے یا جانور کا پورا سر ہی بدن سے جدا کر دے تو ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ خواہ مخواہ جانور کو تکلیف میں مبتلا کرنا ہے البتہ ایسا کرنے سے چاروں رگیں کٹ جاتی ہیں اس لئے ذبیحہ حلال ہو گیا۔

(۲۹/۲۴۹۵) وَاِنْ ذَبَحَ الشَّاةَ مِنْ قَفَاهُ فَاِنْ بَقِيَتْ حَيَّةً حَتّٰى قَطَعَ الْعُرُوْقَ جَازَ وَيُكْرَهُ وَاِنْ مَاتَتْ قَبْلَ قَطْعِ الْعُرُوْقِ لَمْ تُؤْكَلْ.

ترجمہ: اور اگر ذبح کر دے بکری کو گدی کی طرف سے پھر اگر وہ زندہ رہی اتنی دیر کہ اس نے رگیں کاٹ دیں تو جائز ہے اور مکروہ ہے اور اگر مر گئی رگوں کو کاٹنے سے پہلے ہی تو نہ کھائی جائے۔

تشریح: اگر بکری کو گدی کی جانب سے ذبح کیا اور گلے کی ہڈی اور حرام مغز کٹ گیا اب اگر بکری کے مرنے سے پہلے باقی چار رگیں حلقوم مری اور دو جان بھی کٹ گئیں تو بکری حلال ہے البتہ مکروہ ہے، اور اگر رگوں کے کٹنے سے پہلے ہی مر گئی تو اس کا کھانا جائز نہیں ہے کیونکہ ذبح اختیاری نہیں پایا گیا۔

(۳۰/۲۴۹۶) وَمَا اسْتَأْنَسَ مِنَ الصَّيْدِ فَذَكَاتُهُ الذَّبْحُ وَمَا تَوَحَّشَ مِنَ النَّعَمِ فَذَكَاتُهُ الْعَقْرُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَالْجَرْحُ.

حل لغات: استانس: ماضی مصدر استیناس وحشت کا دور ہونا۔ توحش وحشی کے مانند ہونا لوگوں سے بدکنا۔ النعم: چوپائے۔ العقر: نیزہ مارنا۔ الجرح: زخمی کرنا۔

ترجمہ: اور جو شکار مانوس ہو تو اس کی ذکاۃ ذبح ہے، اور جو چوپائے وحشی ہوں تو ان کی ذکاۃ نیزہ مارنا اور زخمی کرنا ہے۔

تشریح: جاننا چاہئے کہ ذکاۃ شرعی کی دو قسمیں ہیں اختیاری و اضطراری اختیاری، حیوان مقبوض و مانوس میں ہوتی ہے: اور اضطراری غیر مقبوض اور غیر مانوس جانور میں ہوتی ہے جیسے شکار، ذکاۃ اضطراری جن آلات سے ہوتی ہے وہ تین ہیں۔ (۱) زخمی کرنے والا حیوان جیسے تربیت یافتہ کتا (۲) ہر دھار دار چیز جیسے تیر، نیزہ۔ (۳) بھاری چیز جیسے پتھر لکڑی ان میں سے پہلی دو چیزوں سے شکار کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز ہے اور تیسری چیز کے ذریعہ شکار کرنا ائمہ اربعہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

اس تمہید کے بعد صورت مسئلہ یہ ہے کہ جو جانور شکار تھا مثلاً ہرن وغیرہ تو اس میں ذبح اضطراری (نیزہ مارنا زخمی کرنا خون بہانا) ہے لیکن اگر وہ گھر میں پالتو جانور کی طرح رہنے لگا ہے تو اب اس میں ذبح اختیاری (حلقوم پر چھری پھیر کر چاروں رگوں کو کاٹنا) ہے اور اگر پالتو جانور مثلاً گائے بکری وغیرہ اگر بدک جائے اور قابو میں نہ آئے اور پکڑ کر ذبح اختیاری کی کوئی صورت نہیں ہے تو اس میں ذبح اضطراری کافی ہے اس سے وہ حلال ہو جائے گا۔ (رقم الحاشیۃ (۳)

(۳۱/۲۲۹۷)　وَالْمُسْتَحَبُّ فِي الْإِبِلِ النَّحْرُ وَإِنْ ذَبَحَهَا جَازَ وَيُكْرَهُ.

لغت: النحر: سینہ کی ہڈی کے اوپر چھری مار کر رگوں کو کاٹنا۔

ترجمہ: اور مستحب ہے اونٹ میں نحر کرنا، اگر ذبح کرے تو یہ بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

تشریح: نحر کہتے ہیں سینہ کے قریب کی رگوں کو نیزہ وغیرہ سے اس طریقہ سے کاٹنا کہ ایک ہی بار میں کام تمام ہو جائے اور ذبح کہتے ہیں ٹھوڑی کے نیچے سے چھری یا چاقو سے رگوں کو کاٹنا جس میں عام طور پر دو تین مرتبہ ہاتھ چلانا پڑتا ہے نحر کرنے کی دو صورتیں ہیں: (۱) اونٹ یا اونٹنی کو کھڑے کھڑے نحر کرنا۔ (۲) اس کو بٹھا کر نحر کرنا افضل یہ ہے کہ اس کو کھڑا کر کے نحر کرے اونٹ میں مسنون نحر ہے لہٰذا نحر کی جگہ ذبح مکروہ ہے۔

(۳۲/۲۲۹۸)　وَالْمُسْتَحَبُّ فِي الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ الذَّبْحُ فَإِنْ نَحَرَهُمَا جَازَ وَيُكْرَهُ.

ترجمہ: اور مستحب گائے اور بکری میں ذبح کرنا ہے اگر ان کو نحر کیا تو یہ بھی جائز ہے، اور مکروہ ہے۔

تشریح: بکری اور گائے وغیرہ میں ذبح کرنا مسنون ہے لہٰذا ذبح کی جگہ نحر کرنا مکروہ ہے، اور ذبح میں اصل طریقہ لٹا کر کرنا ہے، کھڑے کھڑے ذبح کرنا خلاف اولیٰ ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۴۹۹/۳۳) وَمَنْ نَحَرَ نَاقَةً اَوْ ذَبَحَ بَقَرَةً اَوْ شَاةً فَوَجَدَ فِیْ بَطْنِهَا جَنِیْنًا مَیِّتًا لَمْ یُؤْکَلْ اَشْعَرَ اَوْ لَمْ یُشْعِرْ.

لغت: جنیناً: ماں کے پیٹ کا بچہ۔ اشعر: بال کا نکل آنا۔

ترجمہ: کسی نے اونٹنی نحر کی یا ذبح کی گائے یا بکری اور ان کے پیٹ میں مردہ بچہ پایا تو نہیں کھایا جائے گا بال آگئے ہوں یا نہ آئے ہوں۔

مذبوحہ جانور کے پیٹ میں سے بچہ نکلا تو اس کا کیا حکم ہے؟

تشریح: اگر کسی جانور کو ذبح کیا گیا اور اس کے پیٹ سے ایسا بچہ نکلا جس میں تھوڑی سی جان باقی تھی لیکن اتنا وقت نہیں تھا کہ اس بچہ کو مستقل ذبح کیا جاتا اور پھر وہ بچہ مر گیا تو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک وہ بچہ حلال ہوگا اور ماں کو ذبح کرنا اس بچہ کے ذبح کرنے کے قائم مقام ہو جائے گا۔

حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ بچہ مرا ہوا نکلا یا زندہ نکلا تھا لیکن اتنا وقت نہیں تھا کہ اس کو مستقل ذبح کیا جاتا تو ان دونوں صورتوں میں وہ بچہ حرام ہوگا اس کو کھانا جائز نہیں کیونکہ یہ بچہ میتۃ کے عموم میں داخل ہے اسی طرح قرآن میں منخنقہ کو حرام قرار دیا گیا ہے اور منخنقہ اس جانور کو کہا جاتا ہے جو دم گھٹنے سے ہلاک ہو جائے اور جو بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے ماں کو ذبح کرنے سے اس کا دم گھٹ جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو جاتی ہے اس لئے یہ بچہ میتۃ میں بھی داخل ہے اور منخنقہ میں بھی داخل ہے لہٰذا اس بچہ کا کھانا جائز نہیں مندرجہ بالا اختلاف اس صورت میں ہے کہ جس میں بچہ کو ذبح کرنے کا وقت نہ ملا ہو لیکن جس صورت میں بچہ کو ذبح کرنے کا وقت ملا ہو اور اس کے باوجود اس کو ذبح نہ کیا گیا ہو تو وہ صورت مختلف فیہ نہیں بلکہ اس پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ وقت ملنے کے باجود اگر ذبح نہیں کیا گیا تو سب کے نزدیک وہ بچہ حرام ہوگا اور اگر اس وقت ذبح کر لیا تو سب کے نزدیک وہ بچہ حلال ہو جائیگا۔ (درس ترمذی ۵/۱۳۹تا۱۴۱)

(۲۵۰۰/۳۴) وَلَا یَجُوْزُ اَکْلُ کُلِّ ذِیْ نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ وَلَا کُلِّ ذِیْ مِخْلَبٍ مِنَ الطُّیُوْرِ.

حل لغات: ناب: کچلی کے دانت (نوک دار دانت) السباع: پھاڑ کھانے والے جانور، مخلب: پنجہ، پنجے سے پکڑ کر کھانے والے جانور۔

ترجمہ: اور جائز نہیں کچلیوں والے درندوں کو کھانا اور نہ پنجوں والے پرندوں کا کھانا۔

کن جانوروں کا کھانا حرام ہے؟

تشریح: پھاڑ کھانے والے جانوروں کے منہ میں دو دھار والے لمبے دانت ہوتے ہیں جن سے وہ دوسرے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جانوروں کو پھاڑتے ہیں ان پھاڑنے والوں کو ذی ناب جانور کہتے ہیں ان کا کھانا جائز نہیں ہے جیسے شیر چیتا بھیڑیا کتا وغیرہ جو لوگوں پر حملہ کرتے ہیں اپنے انیاب کے ذریعہ اور من السباع کی قید اس لئے لگائی کہ اونٹ نکل جائے کیونکہ اس کے اگر چہ ناب ہوتا ہے لیکن وہ سباع میں سے نہیں ہے، اور جو پرندے تیز ناخن اور تیز چونچ سے پکڑتے ہیں اور پرندوں کو پھاڑتے ہیں ان کو ذی مخلب پرندے کہتے ہیں ان کا کھانا بھی درست نہیں ہے جیسے باز شکرا چیل وغیرہ کیونکہ حدیث میں ان کی ممانعت ہے۔

(۲۵۰۱/۳۵) وَلَا بَأْسَ بِأَكْلِ غُرَابِ الزَّرْعِ وَلَا يُؤْكَلُ الْأَبْقَعُ الَّذِيْ يَأْكُلُ الْجِيَفَ.

حل لغات: غراب: کوا۔ الابقع: چتکبرا۔ الجیف: مردار بدبودار واحد جیفۃ.

ترجمہ: اور کوئی حرج کی بات نہیں ہے کھیتی کے کوے کے کھانے میں اور نہیں کھایا جائے گا ابقع کو جو مردار کھاتا ہے۔

کونسا کوا حلال ہے اور کونسا حرام ہے؟

تشریح: کوے تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) ایک وہ کوا جو کھائی رنگ کا ہوتا ہے اور کھیتوں میں دانہ چگتا رہتا ہے اور کیڑے مکوڑے کھاتا ہے یہ نہ مردار کھاتا ہے اور نہ گندگی کھاتا ہے یہی غراب الزرع یعنی کھیتی کا کوا ہے اس کو ہمارے دیار میں جولاہہ کہتے ہیں اس کا کھانا جائز ہے۔

(۲) وہ کوا جس کی چونچ تیز ہوتی ہے اور مڑی ہوئی ہے اس میں تھوڑی سفیدی بھی ہوتی ہے یہ بہت ہوشیار ہوتا ہے اور شکار کر کے مرغی کے بچوں کو بھی گھروں سے اٹھا کر لے جاتا ہے اور روٹی وغیرہ اٹھا کر لے بھاگتا ہے عام طور سے یہی کوا زیادہ دیکھنے کو ملتا ہے اس کا کھانا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ پھاڑ کھانے والا پرندہ ہے ابقع سے مصنفؒ کی یہی مراد ہے۔

(۳) یہ کوا بالکل سیاہ ہوتا ہے یہ زیادہ ہوشیار نہیں ہوتا، یہ ہر وقت گوبر یا لید بکھیر بکھیر کر اس سے دانہ نکال کر کھاتا رہتا ہے یہ مردار کا گوشت بھی کھالیتا ہے، ہمارے یہاں اس کو پہاڑی کوا کہتے ہیں اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

(۲۵۰۲/۳۶) وَيُكْرَهُ أَكْلُ الضَّبُعِ وَالضَّبِّ وَالْحَشَرَاتِ كُلِّهَا.

حل لغات: الضبع: بجو لفظ مونث ہے نر و مادہ دونوں پر اطلاق ہوتا ہے جمع ضباعٌ، بجو ایک قسم کا گوشت خور جانور ہے جو دن بھر بلوں میں رہتا ہے، اور رات کو باہر نکلتا ہے اس کی آنکھیں بہت چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ عرف الشذی میں لکھا ہے کہ ضبع کو ہندی میں ہنڈار کہتے ہیں نور اللغات میں لکھا ہے کہ اسی کو لکڑ بھگا کہتے ہیں اور بجو کے بارے میں فرہنگ اصفیہ میں لکھا ہے کہ ایک جانور کا نام ہے جو اکثر قبرستان میں رہتا ہے اور مردوں کو نکال کر کھاتا ہے ایسا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سخت اور مضبوط ہوتا ہے کہ ہاتھی کے پاؤں کے نیچے بھی نہیں مرتا اور ھنڈار کے بارے میں یہ مشہور نہیں ہے کہ وہ قبرستان میں رہتا ہے لہٰذا ہنڈار اور بجو الگ جانور ہوئے۔

الضب: گوہ مشہور صحرائی جانور ہے گرگٹ کی طرح لیکن اس سے چوڑا اور موٹا ہوتا ہے زمین میں بل بنا کر رہتا ہے راجستھان سندھ اور نجد کے جنگلات میں بہت ہوتا ہے اس کا تیل بھی بنایا جاتا ہے جو علاج میں کام آتا ہے یہ جانور بہت قوی اور گرم ہوتا ہے، بہت سے لوگ اس کو کھاتے بھی ہیں، اہل نجد کے یہاں خوب کھایا جاتا ہے۔

الحشرات: واحد حشرۃ کیڑے، مکوڑے یا چھوٹے چھوٹے جانور جیسے چوہا سانپ بچھو وغیرہ۔

ترجمہ: اور مکروہ ہے ہنڈار گوہ اور تمام حشرات الارض کا کھانا۔

ہنڈار اور گوہ کا کیا حکم ہے؟

تشریح: ضبع کے بارے میں اختلاف ہے، امام شافعی واحمد کے نزدیک ضبع کا گوشت کھانا جائز ہے

دلیل: حضرت ابن ابی عمارؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابرؓ سے دریافت کیا کہ کیا بجو شکار ہے انہوں نے جواب دیا ہاں میں نے کہا کہ کیا میں اس کو کھا سکتا ہوں، انہوں نے کہا کہ ہاں، میں نے کہا کہ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہے، انہوں نے کہا ہاں۔ (ترمذی)

جواب: اباحت اور حرمت کی احادیث میں تعارض ہے اس لئے حرمت والی احادیث کو ترجیح دی جائے گی۔

امام ابوحنیفہؒ امام مالک اور جمہور کہتے ہیں کہ ضبع کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے۔ کذا فی البذل۔

دلیل: حضرت علیؓ سے منقول ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن اکل الضب والضبع (حاشیہ ترمذی) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ اور بجو کے کھانے سے منع فرمایا ہے۔

دوسرا مسئلہ گوہ سے متعلق ہے اس بارے میں ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ گوہ کا گوشت کھانا جائز ہے۔

دلیل: حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر گوہ کھائی گئی اگر حرام ہوتی تو نہ کھائی جاتی۔ (بخاری، ومسلم)

جواب: گوہ کے بارے میں بھی احادیث متعارض ہیں اس لئے حرمت والی احادیث کو ترجیح حاصل ہوگی لان الترجیح عند اجتماع المحرم والمبیح للمحرم. (عون الترمذی ۱/ ۳۸)

امام ابوحنیفہؒ وصاحبین کے نزدیک مکروہ ہے۔ کتاب الآثار میں امام محمد کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ تحریمی ہے، یہی متون کی روایت ہے۔ (ماخوذ عون الترمذی جلد اول)

دلیل: آیت کریمہ ہے ویحرم علیہم الخبائث اور گوہ بھی خبائث میں سے ہے اس لئے حلال نہ ہوگی نیز ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گوہ لائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی انگلیاں شمار کیں اور فرمایا کہ بنی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسرائیل کی ایک قوم کو مسخ کیا گیا تھا شاید کہ وہ یہی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کھانے سے انکار فرمادیا۔

(۲۵۰۳/۳۷) وَلَا يَجُوْزُ اَكْلُ لَحْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَالْبِغَالِ.

لغت: البغال: گدھا اور گھوڑی دونوں کے طاپ سے جو بچہ ہوتا ہے اس کو خچر کہتے ہیں۔

ترجمہ: اور جائز نہیں ہے گھریلو گدھوں کا کھانا اور خچروں کا کھانا۔

تشریح: پالتو گدھا اور خچر، جمہور علماء اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک حرام ہے احادیث صحیحہ صریحہ کی وجہ سے اور امام مالک سے تین روایتیں ہیں مشہور قول یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے دوسرا یہ کہ مباح ہے اور تیسرا مثل جمہور کے حرام ہے، لیکن حمر وحشی (جنگلی گدھا) جس کو گورخر کہتے ہیں بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک حلال ہے۔

(۲۵۰۴/۳۸) وَيُكْرَهُ اَكْلُ لَحْمِ الْفَرَسِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ترجمہ: اور مکروہ ہے گھوڑے کا گوشت کھانا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک۔

گھوڑے کے گوشت کا مسئلہ اختلافی ہے

تشریح: گھوڑے کے گوشت کا مسئلہ اختلافی ہے اور اس بارے میں دو مذہب ہیں۔ (۱) امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک گھوڑے کا گوشت مباح ہے یہی مذہب صاحبین اور جمہور علماء کا ہے۔

دلیل: حضرت جابرؓ کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔ (بخاری شریف ۸۲۹)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ گھوڑوں کا گوشت کھانا حلال ہے۔

جواب: یہ ہے کہ یہ حدیث آیت والخیل والبغال والحمیر الخ کے معارض ہے کیونکہ اگر گھوڑے کا گوشت حلال ہوتا تو احسان جتانے کے موقع پر اس کو ترک نہ کرتے اس لئے آیت کے مقابلہ میں یہ حدیث حجت نہیں بن سکتی۔

نوٹ: حقیقت یہ ہے کہ جواب کمزور ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے عون الترمذی، ج ا (۴۲)

امام اعظمؒ وما لکؒ: کے نزدیک گھوڑے کا گوشت مکروہ تحریمی ہے۔

دلیل: حضرت خالد بن ولیدؓ کی حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ: فقہ حنفی کی مشہور اور معتبر کتاب درمختار میں لکھا ہے کہ بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ امام صاحب نے اپنے انتقال کے تین دن پہلے حرمت کے قول سے رجوع کرلیا تھا، چنانچہ اسی پر فتویٰ ہے، حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلویؒ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھی اس روایت کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے کہ حنفی مذہب میں گھوڑے کا گوشت حلال ہے۔ (عون الترمذی ۱/۴۳)

(۲۵۰۵/۳۹) وَلَا بَأْسَ بِأَكْلِ الْأَرْنَبِ.

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں ہے خرگوش کھانے میں۔

تشریح: ارنب یعنی خرگوش یہ ائمہ اربعہ کے نزدیک حلال ہے بعض سلف کا اس میں اختلاف منقول ہے۔

(۲۵۰۶/۴۰) وَإِذَا ذُبِحَ مَالَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ طَهُرَ جِلْدُهُ وَلَحْمُهُ إِلَّا الْآدَمِيَّ وَالْخِنْزِيْرَ فَإِنَّ الذَّكَاةَ لَاتَعْمَلُ فِيْهِمَا.

ترجمہ: اور جب ذبح کر لیا جائے وہ جانور جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا تو پاک ہو جائے گی اس کی کھال اور اس کا گوشت سوائے آدمی اور خنزیر کے کہ ذکاۃ ان میں کوئی کام نہیں کرتی۔

تشریح: ایسا جانور جو کھایا نہیں جاتا ہے جیسے بلی گیدڑ وغیرہ اگر ان کو ذبح کر دیا جائے تو ان کی کھال اور گوشت پاک ہو جائے گا کھال پر اسی حال میں نماز پڑھ سکتے ہیں اور گوشت کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن گوشت حلال نہیں ہوگا اور نہ کھانے کے قابل ہوگا البتہ اگر خنزیر کو ذبح کرے یا اس کی کھال کو دباغت دے تو وہ کسی حال میں پاک نہ ہوگی، کیونکہ وہ نجس العین ہے اور انسان مکرم ومحترم ہے، اس لئے ذبح کرنے سے بھی وہ پاک نہ ہوگا، تا کہ لوگ اس کو استعمال نہ کرنے لگیں اور انسان کی توہین ہونے لگے۔

(۲۵۰۷/۴۱) وَلَا يُؤْكَلُ مِنْ حَيَوَانِ الْمَاءِ إِلَّا السَّمَكُ.

ترجمہ: اور نہ کھایا جائے پانی کے جانوروں میں سے مگر مچھلی۔

کیا تمام سمندری جانور حلال ہیں؟

تشریح: امام صاحبؒ کے نزدیک سمندر کے جانوروں میں سے صرف مچھلی کا کھانا حلال ہے باقی سب حرام ہیں، اور مچھلی بھی غیر طافی ہونی چاہئے اگر طافی ہو (اپنی طبعی موت سے مر کر اوپر آ گئی ہو) تو وہ بھی حرام ہے۔

دوسرا مذہب: امام مالک فرماتے ہیں کہ خنزیر کے علاوہ سمندر کے سب جانور حلال ہیں۔

دلیل: خنزیر کے حرام ہونے پر آیت کریمہ حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر کو پیش کرتے ہیں اور باقی جانوروں کی حلت پر دلیل پیش کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں ہے احل لکم صید البحر. اور صید یہاں مطلق ہے، جس میں سے کسی کا استثناء نہیں کیا گیا ہے اس لئے خنزیر کے علاوہ سارے سمندری جانور حلال ہوں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جواب: یہ ہے کہ یہاں صید کے معنی جانور کے نہیں ہیں بلکہ صید مصدری معنی میں ہے یعنی شکار کرنا اور مطلب یہ ہے کہ تمہارے لئے سمندر میں شکار کرنا جائز ہے رہا مسئلہ جانوروں کا کہ کن کا شکار کرنا جائز ہے اور کن کا نہیں تو آیت میں اس کا ذکر نہیں ہے صرف اتنا بتلایا گیا ہے کہ شکار کرنا جائز ہے، اس لئے اس آیت کریمہ سے سمندری جانوروں کی حلت ثابت کرنا درست نہیں ہے۔

تیسرا مذہب: امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ مینڈک کے علاوہ تمام سمندری جانور حلال ہیں۔

دلیل: مینڈک کی حرمت اس حدیث سے مستنبط کی ہے جس میں مینڈک کے مارنے پر نہی وارد ہوئی ہے اور بقیہ جانوروں کی حلت پر ایک دلیل تو وہی دیتے ہیں جو مع جواب کے اوپر گذری۔ دوسری دلیل حدیث شریف الحل میتة پیش کرتے ہیں کہ دیکھو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سمندر کے مردار جانوروں کو حلال فرمایا ہے۔

جواب: الحل سے مراد حلال نہیں ہے بلکہ یہاں الحل، الطاھر کے معنی میں ہے، اور مطلب یہ ہے کہ سمندر کا میتہ پاک ہوتا ہے یعنی نجس نہیں ہوتا، جس کی وجہ سے پانی کے پاک یا ناپاک ہونے میں شبہ کیا جائے۔

چوتھا مذهب: امام احمدؒ فرماتے ہیں مگرمچھ مینڈک اور کوسج (ایک قسم کی بڑی سمندری مچھلی یہ پھاڑ کھانے والی ہوتی ہے اور گرم علاقوں میں زیادہ ہوتی ہے) کے علاوہ تمام سمندری جانور حلال ہیں۔

حنفیہ کی دلیل: آیت کریمہ، ویحرم علیهم الخبائث، ہے یعنی ان پر خبیث چیزیں حرام کردی گئیں ہیں اور مچھلی کے علاوہ سمندر کے سارے جانور خبیث ہیں اس لئے کہ خبیث کہتے ہیں جس سے طبیعت انسانی گھن محسوس کرتی ہو اور مچھلی کے علاوہ سمندر کے باقی جانوروں سے طبیعت گھن محسوس کرتی ہے، اس لئے سب خبائث میں داخل ہیں۔

نیز حدیث میں ہے: احلت لنا میتتان الْحُوتُ وَالْجَرَادُ. (ابن ماجہ ۳۲۶۷) میرے لئے حلال کئے گئے ہیں دو مردے مچھلی اور ٹڈی۔ (درس ترمذی ۱/۲۷۹ تا ۲۸۰)

(۲۵۰۸/۴۲) وَيُكْرَهُ أَكْلُ الطَّافِيْ مِنْهُ.

ترجمه: اور مکروہ ہے اس مچھلی کا کھانا جو اوپر تیر جائے۔

تشریح: طافی اس مچھلی کو کہتے ہیں جو پانی میں بغیر کسی خارجی سبب کے طبعی موت مر کر الٹی ہوگئی ہو ائمہ ثلاثہ ایسی مچھلی کو حلال کہتے ہیں جب کہ حنفیہ کے یہاں مکروہ ہے کیونکہ عموماً وہ مچھلی تیرنے لگتی ہے جو پھول جاتی ہے اور سڑنے لگتی ہے اس لئے ایسی مچھلی کا کھانا مکروہ قرار دیا۔

(۲۵۰۹/۴۳) وَلَا بَأْسَ بِأَكْلِ الْجِرِّيْثِ وَالْمَارْ مَاهِيْ.

حل لغت: الجریث: جیم کے کسرہ اور راء کی تشدید کے ساتھ بجکی مچھلی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مار ماهی: فارسی لفظ ہے، سانپ کی طرح کی مچھلی جس کو ہمارے یہاں بام مچھلی کہتے ہیں۔

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں ہے جَھگی اور بام مچھلی کے کھانے میں۔

تشریح: جَھگی ایک قسم کی مچھلی ہے جو عام مچھلیوں سے الگ ہوتی ہے اسی طرح بام مچھلی ہے جو سانپ کی طرح لمبی ہوتی ہے جَھگی اور بام مچھلی کا کھانا درست ہے۔

(۲۵۱۰/۴۴) وَيَجُوْزُ اَكْلُ الْجَرَادَةِ وَلَا ذَكَاةَ لَهٗ.

حل لغات: **الجرادة:** ٹڈی (جیم کے فتحہ کے ساتھ اور راء کی تخفیف کے ساتھ) جمع جراد مذکر ومؤنث برابر ہیں بعض نے کہا کہ جرد سے مشتق ہے کیوں کہ جس چیز پر بھی بیٹھتی ہیں اس کو بالکل ننگا کر دیتی ہے۔ **لاذکاة:** اس کو ذبح کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

ترجمہ: اور جائز ہے ٹڈی کو کھانا اور اس میں ذبح کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

تشریح: اس عبارت میں ٹڈی کا حکم بیان کرتے ہیں اس بارے میں دو مذہب ہیں:

(۱) جمہور علماء کا مذہب یہ ہے کہ ٹڈی مطلقاً حلال ہے، خواہ اس کی موت ذبح کرنے سے ہوئی ہو یا شکار کرنے سے یا وہ طبعی موت مرے امام صاحب کا مذہب بھی یہی ہے۔

(۲) امام مالک کا مشہور قول اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ اگر کسی عارض اور سبب کی وجہ سے مری ہے تب تو حلال ہے مثلاً اس کا کوئی عضو کاٹ دیا جائے یا اس کو زندہ پکڑ کر قتل کیا جائے تو حلال ہے اور اگر طبعی موت مری ہو تو حلال نہیں ہے۔ (بذل عن النووی)

كِتَابُ الْاُضْحِيَّةِ

(یہ کتاب قربانی کے احکام کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: کتاب الذبائح کے بعد کتاب الاضحیۃ کو بیان کرنیکی وجہ یہ ہے کہ ذبائح عام اور اضحیہ خاص ہے اور عام کو خاص پر مقدم کیا جاتا ہے۔

اضحیة کی لغوی تحقیق: اس کی اصل اُضْحُوِیَةٌ ہے واؤ اور یاء جمع ہوئے اور واؤ ساکن ہے اس لئے واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کر دیا اور یاء کی مناسبت سے حاء کو کسرہ دے دیا اس کی جمع اَضَاحِیّ ہے بتشدید الیاء۔

اصطلاحی تعریف: جس جانور کو قربت کی نیت سے دس، گیارہ، بارہ ذی الحجہ کو ذبح کرے۔ (اللباب فی شرح الکتاب ۳/۹۸)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مشروعیت: قربانی کی مشروعیت کتاب وسنت اوراجماع تینوں سے ہے آیت میں ہے **فصل لربك والنحر.** اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اورنحر کیجئے۔

قال بعض اهل التفسير المراد به الاضحية حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چتکبرے مینڈھوں کی قربانی کی، تمام مسلمانوں کا قربانی کی مشروعیت پر اتفاق ہے۔

(۱/۲۵۱۱) **اَلْاُضْحِيَّةُ وَاجِبَةٌ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ مُسْلِمٍ مُقِيْمٍ مُوْسِرٍ فِيْ يَوْمِ الْاَضْحٰى.**

ترجمہ: قربانی واجب ہے ہر آزاد مسلمان، مقیم، مالدار پر بقرعید کے دن۔

قربانی کس پر واجب ہے؟

تشریح: قربانی ہر اس مسلمان پر واجب ہوتی ہے، جو عاقل بالغ مقیم ہو، اور ایام قربانی میں ساڑھے باون تولہ چاندی یعنی ۶۱۲ گرام ۳۶۰ ملی گرام چاندی یا اس کی قیمت کا پیسہ یا دیگر اثاثہ اس کی حاجات اصلیہ سے زائد اس کی ملک میں موجود ہو اور یہ اثاثہ خواہ سونا چاندی کے زیورات ہوں یا مال تجارت ہو یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان ہو یا رہائشی مکان کے علاوہ زائد مکان ہو اس پر قربانی واجب ہوتی ہے۔

قربانی کے حکم میں وجوب اور سنیت کے اعتبار سے اختلاف ہے، چنانچہ اس بارے میں دو مذہب ہیں: (۱) اکثر علماء جن میں ائمہ ثلاثہ بھی ہیں فرماتے ہیں کہ قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ (۲) حنفیہ کے نزدیک قربانی واجب ہے۔

ائمہ ثلاثہ کی دلیل: میں نے حضرت ابن عمرؓ کو پوچھا گیا قربانی واجب ہے؟ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اس کے بعد مسلمانوں نے قربانی کی فرمایا: **جرت به السنة** اور یہ سنت جاری ہے۔ (ابن ماجہ ص: ۴۵۵) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قربانی سنت ہے۔

جواب: بعض اوقات سنت کا لفظ واجب کے لئے بول دیا جاتا ہے جیسے ختنہ کو سنت کہا گیا ہے حالانکہ ختنہ کرنا واجب ہے اس لئے قربانی کو واجب کہا جائے گا۔

حنفیہ کی دلیل: حضور صلی اللہ علیہ وسلم دس سال مدینہ منورہ میں رہے اور ہر سال آپ نے قربانی فرمائی کوئی سال ایسا نہیں گذرا جس میں آپ نے قربانی نہ کی ہو اس سے معلوم ہوا کہ قربانی واجب ہے۔

(۲/۲۵۱۲) **يَذْبَحُ عَنْ نَفْسِهٖ وَعَنْ وُلْدِهِ الصَّغِيْرِ.**

لغت: وُلد: واؤ کے ضمہ کے ساتھ وَلَدٌ کی جمع ہے۔

ترجمہ: ذبح کرے اپنی طرف سے اور اپنی چھوٹی اولاد کی جانب سے۔

تشریح: امام صاحب سے حسن بن زیاد کی روایت یہ ہے کہ چھوٹی اولاد کی جانب سے اس کا باپ قربانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرے گا مگر ظاہر الروایت یہ ہے کہ بچہ مرفوع القلم ہے، اس لئے چاہے مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے قربانی واجب نہیں۔

(۳/۲۵۱۴) وَيَذْبَحُ عَنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ شَاةً أَوْ يَذْبَحُ بَدَنَةً أَوْ بَقَرَةً عَنْ سَبْعَةٍ.

ترجمہ: ذبح کرے ان میں سے ہر ایک آدمی کی طرف سے ایک بکری یا ذبح کرے اونٹ یا گائے سات آدمیوں کی طرف سے۔

قربانی کے جانور میں شرکت ہوسکتی ہے یا نہیں؟

تشریح: اس عبارت میں صاحب کتاب یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ قربانی کے جانور میں شرکت ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں امام مالک واحمد کا مذہب یہ ہے کہ ایک بکری پورے ایک گھر والوں کی طرف سے کرنا جائز ہے، حتی کہ امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر ایک گھر میں کئی افراد صاحب نصاب ہوں تو ان میں سے ہر ایک کی طرف سے قربانی کی ضرورت نہیں بلکہ اگر ایک بکری کی قربانی کردی جائے تو سب کی طرف سے کافی ہوجائے گی بشرطیکہ وہ سب آپس میں رشتہ دار ہوں اور ایک ہی گھر میں رہتے ہوں، حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر صاحب نصاب کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے ایک بکری سارے گھر والوں کی طرف سے کافی نہیں ہوسکتی۔

امام مالک واحمد کی دلیل: حضرت ابوایوب نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرتا۔

جواب: اس حدیث کو ثواب میں شرکت پر محمول کیا جائے گا یعنی ایک شخص اپنی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرے اور اس کے ثواب میں اپنے سارے اہل بیت کو شریک کرلے تو یہ جائز ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مینڈھا اپنی طرف سے قربان کیا اور دوسرا قربان کرکے فرمایا یہ میری امت میں سے جو لوگ قربانی نہ کرسکیں ان کی طرف سے قربانی کر رہا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں کہ اب امت کی طرف سے قربانی ساقط ہوگئی اسی طرح حضرت ابوایوبؓ کی حدیث میں ہے۔

حنفیہ کی دلیل: اگر ایک قربانی گھر کے سارے افراد کی طرف سے کافی ہوجائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ بالفرض اگر ایک گھر میں پچاس آدمی رہتے ہیں تو ایک بکری پچاس افراد کی طرف سے کافی ہوجائے گی حالانکہ نصوص کی روشنی میں یہ بات متفق علیہ ہے کہ ایک بکری گائے کے ساتویں حصہ کے برابر ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر گائے کا ساتواں حصہ سارے گھر والوں کی طرف سے کافی ہوجائے تو پھر ایک گائے کے اندر صرف سات افراد نہیں بلکہ تین سو پچاس افراد کی قربانی ہوسکے گی جو واضح طور پر نصوص کے خلاف ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ گائے اور اونٹ میں سات افراد شریک ہوسکتے ہیں ائمہ اربعہ کا موقف یہ ہے کہ اونٹ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گائے میں کوئی فرق نہیں لہٰذا جس طرح گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، اسی طرح اونٹ میں بھی سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، سات سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔

(۴/۲۵۱۴) وَلَيْسَ عَلَى الْفَقِيْرِ وَالْمُسَافِرِ اُضْحِيَّةٌ.

ترجمہ: اور نہیں ہے فقیر پر اور مسافر پر قربانی۔

تشریح: حنفیہ کے نزدیک قربانی کے وجوب کے لئے غنی ہونا شرط ہے، یعنی جو شخص صاحب نصاب ہو اس پر قربانی ہے، فقیر پر قربانی واجب نہیں ہے، لیکن اگر کرے تو قربانی ادا ہو جائے گی، اسی طرح حنفیہ کے نزدیک مسافر کے حق میں قربانی واجب نہیں ہے صرف مقیم کے حق میں واجب ہے امام شافعی و مالک کا مذہب یہ ہے کہ قربانی سب لوگوں کے حق میں سنت مؤکدہ ہے مقیم ہو یا مسافر۔

(۵/۲۵۱۵) وَوَقْتُ الْاُضْحِيَّةِ يَدْخُلُ بِطُلُوْعِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ النَّحْرِ اِلَّا اَنَّهُ لَايَجُوْزُ لِاَهْلِ الْاَمْصَارِ الذَّبْحُ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْاِمَامُ صَلٰوةَ الْعِيْدِ فَاَمَّا اَهْلُ السَّوَادِ فَيَذْبَحُوْنَ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَهِيَ جَائِزَةٌ فِيْ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ يَوْمِ النَّحْرِ وَيَوْمَانِ بَعْدَهٗ.

حل لغات: امصار: مصر کی جمع ہے، شہر۔ اهل السواد: سواد کے معنی کالا، چونکہ کھیتی باڑی کی وجہ سے گاؤں کا آدمی کالا نظر آتا ہے اس لئے ان کو اهل السواد کہتے ہیں۔

ترجمہ: اور قربانی کرنے کا وقت داخل ہو جاتا ہے دسویں تاریخ کی فجر طلوع ہونے سے مگر جائز نہیں شہر والوں کے لئے ذبح کرنا یہاں تک کہ پڑھا دے امام عید کی نماز رہے گاؤں والے تو وہ ذبح کر سکتے ہیں فجر کے طلوع ہوتے ہی اور قربانی جائز ہے تین دن ایک دس ذی الحجہ اور دو دن اس کے بعد۔

قربانی کا وقت کیا ہے؟

تشریح: اس عبارت میں صاحب قدوریؒ قربانی کا وقت بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ قربانی کا وقت شہر میں نماز عید کے بعد اور گاؤں میں جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی دس ذی الحجہ کی صبح صادق سے بارہویں کے غروب تک ہے۔

فوائد: اگر شہر یا قصبہ یا ایسے بڑے گاؤں میں جہاں نماز عید اور نماز جمعہ جائز ہو جاتی ہے اگر اس میں کسی جگہ نماز عید ادا ہو جائے تو پورے شہر یا پورے قصبہ یا پورے گاؤں والوں کے لئے قربانی کرنا جائز ہے اگر کوئی دیہاتی نماز عید کے لئے شہر آتا ہے تو اس کی قربانی دیہات میں صبح صادق کے بعد شہر کی نماز سے قبل جائز ہے۔

(۶/۲۵۱۶) وَلَا يُضَحّٰى بِالْعَمْيَاءِ وَالْعَوْرَاءِ وَالْعَرْجَاءِ الَّتِيْ لَا تَمْشِيْ اِلَى الْمَنْسَكِ وَلَا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْعَجْفَاءِ.

حل لغات: لایضحی: فعل مضارع منفی مصدر تَضْحِيَةٌ ذبح کرنا۔ العمیاء: بینائی کا چلا جانا۔ العوراء: جمع عَوَرٌ بالفتح ایک آنکھ والا ہونا۔ العرجاء: لنگڑا۔ المنسك: قربانی کی جگہ جمع مناسك. العجفاء: لاغر، دبلا پتلا ہونا۔

ترجمہ: اور قربانی نہ کی جائے اندھے کی، کانے کی، اور ایسے لنگڑے کی جو مذبح تک نہ جا سکے اور نہ دبلے کی۔

عیب دار جانور کی قربانی درست نہیں

تشریح: اگر قربانی کا جانور اندھا ہو، کانا ہو یا ایسا لنگڑا ہو کہ مذبح تک خود نہیں جا سکتا ہے یا بہت دبلا لاغر بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں اور اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلا ہونے سے کچھ حرج نہیں یعنی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ قدرتی ساخت ایسی ہی ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

(۲۵۱۷/ ۷) وَلَا تُجْزِئُ مَقْطُوعَةُ الْأُذُنِ وَالذَّنَبِ وَلَا الَّتِيْ ذَهَبَ أَكْثَرُ أُذُنِهَا أَوْ ذَنَبِهَا وَإِنْ بَقِيَ الْأَكْثَرُ مِنَ الْأُذُنِ وَالذَّنَبِ جَازَ.

ترجمہ: اور جائز نہیں کان کٹا ہوا اور دم کٹا ہوا اور نہ وہ جس کا اکثر کان یا دم کٹی ہوئی ہو اور اگر اکثر کان اور دم باقی ہو تو جائز ہے۔

تشریح: اگر جانور کا پورا کان یا پوری دم کٹی ہوئی ہو تو قربانی کرنا جائز نہیں، ایسے ہی اگر جانور کا کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو تو ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہیں اسی طرح ایسے جانور کی قربانی درست نہیں جس کی دم تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو اور اگر آدھے سے کم کان کٹا ہوا ہو یا آدھی سے کم دم کٹی ہوئی ہو تو جائز ہے۔

(۲۵۱۸/ ۸) وَيَجُوْزُ أَنْ يُضَحِّيَ بِالْجَمَّاءِ وَالْخَصِيِّ وَالْجَرْبَاءِ وَالثَّوْلَاءِ.

حل لغات: الجماء: جس کے پیدائشی سینگ نہ ہو۔ الخصی: وہ جانور جس کے فوطے نکال لئے گئے ہوں۔ الجرباء: جس کو کھجلی ہو۔ الثولاء: دیوانہ۔

ترجمہ: اور جائز ہے یہ کہ قربانی کی جائے بے سینگ والے کی اور خصی کی اور کھجلی والے کی اور دیوانہ کی۔

تشریح: جس جانور کے پیدائش سے سینگ نہیں یا سینگ تو تھے مگر ٹوٹ گئے یا اوپر کا خول اتر گیا ہو اس کی قربانی درست ہے البتہ سینگ جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں یا اکھڑ گئے ہوں اور چوٹ کا اثر دماغ تک پہنچ گیا ہو تو ایسے جانور کی قربانی درست نہیں، آگے فرماتے ہیں خصی کی قربانی جائز ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بقرعید کے دن دو سینگ والے چتکبرے خصی کی قربانی کی اسی طرح اگر کوئی جانور کھجلی والا ہے لیکن موٹا تازہ ہے تو قربانی جائز ہے، کیونکہ کھجلی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بہت کھلی ہونا عیب نہیں اسی طرح جانور دیوانہ ہو لیکن گوشت کے اعتبار سے ٹھیک ٹھاک ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

(۹/۲۵۱۹) وَالْاُضْحِيَّةُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ.

ترجمہ: اور قربانی اونٹ گائے اور بکری کی ہوتی ہے۔

کن جانوروں کی قربانی درست ہے اور کن کی نہیں؟

تشریح: اس عبارت میں یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ شرعاً کن جانوروں کی قربانی جائز ہے، چنانچہ قربانی کے جانور اونٹ گائے، دنبہ، بھیڑ، بکرا (مذکر و مؤنث دونوں جائز ہیں) بھینس، گائے کے حکم میں ہے، گھوڑے اور مرغ کی قربانی نہیں ہوسکتی، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قولاً یا فعلاً گھوڑے کی قربانی کا ثبوت نہیں ہے، ہرن اور نیل گائے بارہ سینگا وغیرہ کی قربانی بھی درست نہیں چاہے ان کو کسی نے اپنے گھر لاکر پالا ہو قربانی کے جانوروں کی تعیین شرعی سماعی ہے، قیاس کو اس میں دخل نہیں ہے، اور شریعت مقدسہ سے صرف تین قسم کے جانور ثابت ہوئے ہیں، قسم اول اونٹ نر و مادہ قسم دوم بکرا بکری، مینڈھا، بھیڑ، دنبہ نر و مادہ قسم سوم گائے، بھینس نر و مادہ، پس ان کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی جائز نہیں اور ان کے لئے شرط یہ ہے کہ یہ وحشی نہ ہوں بلکہ پالتو اور آدمیوں سے مانوس ہوں۔

(۱۰/۲۵۲۰) وَيُجْزِئُ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ الثَّنِيُّ فَصَاعِدًا اِلَّا الضَّأْنَ فَاِنَّ الْجَذَعَ مِنْهُ يُجْزِئُ.

حل لغات: الثنی: وہ جانور جس کے سامنے کے پیدائشی دانت گر گئے ہوں اور نئے دانت اگ گئے ہوں بکری دوسرے سال میں قدم رکھے تو ثنی ہوتی ہے گائے، بھینس دو سال کے بعد تیسرے سال میں قدم رکھے تو ثنی ہوتی ہے، اونٹ پانچویں سال میں قدم رکھے تو نیا دانت آتا ہے اور ثنی ہوتا ہے۔

فصاعداً: یا اس سے اوپر کا۔ الضأن: بھیڑ، دنبہ۔ الجذع: چھ ماہ کا دنبہ۔

ترجمہ: اور کافی ہے ان سب جانوروں میں ثنی یا اس سے بڑا سوائے بھیڑ کے کہ اس سے جذع بھی کافی ہے۔

قربانی کے جانوروں کی عمریں کتنی ہونی چاہئیں؟

تشریح: قربانی کے جانوروں کی عمریں متعین ہیں بکرا بکری دنبہ بھیڑ ایک سال کے ہوں گائے بیل بھینس بھینسا کٹڑا پورے دو سال کے ہوں اور اونٹ پانچ سال کا، ثنی سے مراد یہی ہے، آگے فرماتے ہیں کہ اگر بھیڑ اور دنبہ چھ ماہ سے زیادہ اور ایک سال سے کم ہو مگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دیا جائے تو سال بھر سے کم کا نہ معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی بھی جائز ہے۔

(۱۱/۲۵۲۱) وَيَأْكُلُ مِنْ لَحْمِ الْاُضْحِيَّةِ وَيُطْعِمُ الْاَغْنِيَاءَ وَالْفُقَرَاءَ وَيَدَّخِرُ وَيَسْتَحِبُّ لَهُ اَنْ لَا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَنْقُصَ الصَّدَقَةَ مِنَ الثُّلُثِ.

ترجمہ: اور کھائے قربانی کا گوشت اور کھلائے مالداروں اور فقیروں کو اور ذخیرہ بنا کر رکھ لے اور مستحب یہ ہے کہ تہائی سے کم صدقہ نہ کرے۔

قربانی کا گوشت فقیر وغریب کو دینا

تشریح: قربانی کا گوشت خود کھائے خواہ مالدار ہو اور مالداروں کو بھی کھلا سکتا ہے، اور فقیروں کو بھی کھلا سکتا ہے اور اپنے رشتہ ناطہ کے لوگوں کو دے دے اور فقیروں محتاجوں پر خیرات کرے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی حصہ خیرات کرے خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے لیکن اگر کسی نے تھوڑا ہی گوشت خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور اگر سب اپنے لئے روک لیتا ہے تب بھی جائز ہے۔

(۱۲/۲۵۲۲) وَيَتَصَدَّقُ بِجِلْدِهَا اَوْ يَعْمَلُ مِنْهُ آلَةً تُسْتَعْمَلُ فِي الْبَيْتِ.

ترجمہ: اور خیرات کردے اس کی کھال یا بنائے اس سے کوئی چیز جو استعمال کی جائے گھر میں۔

قربانی کی کھال

تشریح: قربانی کی کھال کی نسبت یہ حکم ہے کہ یا تو اس کو بجنسہٖ اپنے کسی کام میں لے آئے، مثلاً رنگوا کر گھر کا ڈول وجوتہ یا جائے نماز ودسترخوان وغیرہ بنالے یا کسی غریب محتاج کو یا قرابت دار واحباب کو دے دے کسی خدمت کے معاوضہ میں نہ دے، مثلاً امام ومؤذن مسجد محلّہ کو ان کی خدمت کرنے کے معاوضہ میں نہ دے۔

ہڈی، گوشت فروخت کرنا

مزید وضاحت: قربانی کے جانور کے بال ہڈی گوشت کھال میں سے ہر چیز کا ثواب اللہ تعالیٰ کے یہاں مقرر ہوتا ہے اس لئے ان میں سے کسی بھی چیز کو فروخت کر کے قیمت سے فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے، اور کھال فروخت کرنا اصل حکم کے اعتبار سے ممنوع ہے بلکہ اس کو اپنے استعمال میں لانا چاہئے یا بعینہٖ صدقہ کردینا چاہئے۔

(۱۳/۲۵۲۳) وَالْاَفْضَلُ اَنْ يَذْبَحَ اُضْحِيَّتَهُ بِيَدِهِ اِنْ كَانَ يُحْسِنُ الذَّبْحَ.

ترجمہ: اور افضل یہ ہے کہ ذبح کرے اپنی قربانی اپنے ہاتھ سے اگر اچھی طرح ذبح کرسکتا ہو۔

ذبح کرنے کا طریقہ

تشریح: ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا سر دکھن کی جانب اور ٹانگیں شمال کی جانب میں رکھی جائیں اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بائیں کروٹ پر لٹایا جائے تا کہ جانور کا استقبال قبلہ ہو جائے اس کے بعد آپ سمجھئے کہ مستحب اور افضل یہ ہے کہ قربانی کرنے والا خود اپنے ہاتھ سے ذبح کرے لیکن جو شخص کسی وجہ سے خود ذبح نہ کر سکے تو کم از کم ذبح ہوتے وقت وہاں موجود رہے، تا کہ اپنے جانور کو ذبح ہوتے اور اس کا خون بہتے اپنی آنکھ سے دیکھے خود ذبح کرنے میں یا دوسرے درجہ میں اپنی موجودگی میں کسی سے ذبح کرانے میں جو شوق وخلوص جو امنگ اور خدا کے ساتھ جو دلی تعلق ہوتا ہے اور مقاصد قربانی کی تکمیل جو اس صورت میں ہوتی ہے کہیں دور بیٹھے بیٹھے کسی سے ذبح کرانے میں وہ بات نہیں۔

(۱۴/۲۵۲۴) وَيُكْرَهُ اَنْ يَذْبَحَهَا الْكِتَابِيُّ.

ترجمہ: اور مکروہ ہے یہ کہ ذبح کرے قربانی کو کوئی کتابی۔

تشریح: یہود ونصاریٰ کے لئے قربانی کا جانور ذبح کرنا مکروہ ہے کیونکہ قربانی تو عبادت ہے اور وہ اس کے اہل نہیں ہیں تاہم ذبح کر دیا تو حلال ہو جائے گا۔

(۱۵/۲۵۲۵) وَاِذَا غَلَطَ رَجُلَانِ فَذَبَحَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اُضْحِيَّةَ الْآخَرِ اَجْزَأَ عَنْهُمَا وَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِمَا.

ترجمہ: اگر غلطی کی دو آدمیوں نے اور ذبح کر دیا ہر ایک نے دوسرے کی قربانی کو تو کافی ہوگی دونوں کی طرف سے اور ضمان نہیں ہے ان پر۔

تشریح: دو آدمیوں کے پاس قربانی کے جانور تھے دونوں نے غلطی سے اپنے جانور کے بجائے دوسرے کا جانور ذبح کر دیا تو دونوں کی قربانی ادا ہو جائے گی اور کسی پر بھی تاوان نہ ہوگا چونکہ دونوں نے جانور قربانی ہی کے لئے خریدا ہے اور دونوں کی دلی خواہش یہ ہے کہ کوئی وقت کے اندر میری قربانی کر دے اس لئے اشارۃً دونوں کی جانب سے قربانی کرنے کی اجازت ہے اس لئے دونوں کی قربانی ہو جائے گی اور جانور کو مصرف میں خرچ کر دیا ہے اس لئے کسی پر تاوان نہ ہوگا۔

كِتَابُ الْاَيْمَانِ

(یہ کتاب قسم کھانے کے احکام کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: چونکہ قربانی کے جانور کے ذریعہ پل صراط سے پار ہونے پر تقویت ملے گی جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا اپنی قربانیوں کی تعظیم وتوقیر کرو کیونکہ یہ پل صراط پر تمہاری سواریاں ہوں گی اسی طرح قسم کے ذریعہ اپنی بات کو تقویت پہنچانا مقصود ہوتا ہے گویا کہ تقویت کے اعتبار سے دونوں میں مناسبت ہے۔ (رقم الحاشیہ ۶)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لغوی تحقیق: ایمان جمع ہے یمین کی اور یمین کے لغوی معنی داہنا ہاتھ پھر اس کا اطلاق ہونے لگا قسم پر کیونکہ لوگوں کی عادت ہے کہ جب وہ آپس میں قسمیں کھاتے ہیں تو اس وقت ایک دوسرے کے ہاتھ سے ہاتھ ملاتا ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ دائیں ہاتھ کا کام کسی چیز کو محفوظ رکھنا ہے پھر اس کا اطلاق قسم پر اسی لئے کیا گیا ہے کہ محلوف علیہ (جس پر قسم کھائی) کی آدمی رعایت اور حفاظت کرتا ہے۔

اصطلاحی تعریف: کسی چیز کو مضبوط اور مؤکد کرنا اللہ کا نام یا اس کی صفت ذکر کر کے۔

(۱/۲۵۲۶) اَلْاَیْمَانُ عَلٰی ثَلٰثَةِ اَضْرُبٍ یَمِیْنُ غَمُوْسٍ وَیَمِیْنُ مُنْعَقِدَةٍ وَیَمِیْنُ لَغْوٍ.

ترجمہ: قسمیں تین طرح پر ہیں یمین غموس، یمین منعقدہ، یمین لغو۔

یمین کی اقسام ثلٰثہ کا بیان

تشریح: اس عبارت میں مصنف نے اجمالاً یمین کی تین قسمیں بیان کی ہیں، تفصیل آگے آرہی ہے، غموس کے معنی ہیں ڈوب جانا، چونکہ جھوٹی قسم کھانے والا گناہوں میں ڈوب جاتا ہے، اس لئے اس کو یمین غموس کہتے ہیں۔

(۲/۲۵۲۷) فَیَمِیْنُ الْغَمُوْسِ هِیَ الْحَلْفُ عَلٰی اَمْرٍ مَاضٍ یَتَعَمَّدُ الْکِذْبَ فِیْهِ فَهٰذِهِ الْیَمِیْنُ یَاْثِمُ بِهَا صَاحِبُهَا وَلَا کَفَّارَةَ فِیْهَا اِلَّا التَّوْبَةُ وَالْاِسْتِغْفَارُ.

ترجمہ: پس یمین غموس وہ قسم کھانا ہے گذشتہ بات پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہوئے، اس قسم میں گناہ گار ہوتا ہے قسم کھانے والا اور اس میں کفارہ نہیں ہے، سوائے توبہ اور استغفار کے۔

تشریح: اس عبارت میں صاحب قدوریؒ نے یمین غموس کی تعریف اور اس کا حکم بیان کیا ہے، چنانچہ فرمایا کہ یمین غموس یہ ہے کہ فعل ماضی پر ارادةً جھوٹی قسم کھائے مثلاً ایک شخص کو معلوم ہے کہ خالد نہیں آیا، مگر اس کے باوجود کہتا ہے کہ اللہ کی قسم خالد آگیا ہے، اس قسم میں ہمارے اور امام مالک کے نزدیک گناہ تو ہے مگر کفارہ واجب نہیں ہے کیونکہ جھوٹی قسم کھانا اتنا بڑا گناہ ہے کہ اس کی تلافی کفارہ سے ہو ہی نہیں سکتی، امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یمین غموس میں کفارہ واجب ہوتا ہے۔

دلیل: یہ ہے کہ چونکہ اس قسم میں جھوٹ بولا جاتا ہے، اور دل بھی اس کو جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے، تو گویا دل ہی اس کا کسب کرتا ہے اور جس گناہ کا دل کسب کرتا ہے اور اس میں دل کے ارادے کو دخل ہوتا ہے اس پر مؤاخذہ کیا جاتا ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے: ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم" کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں میں سے مواخذہ کرے گا جن کا تمہارے دلوں نے کسب کیا ہے معلوم ہوا کہ یمین غموس میں بھی مواخذہ ہوگا اور مواخذہ سے یہاں کفارہ مراد ہے پس ثابت ہوگیا کہ اس قسم میں کفارہ واجب ہوگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جواب: یہ ہے کہ یہ کہنا یہاں مواخذہ سے کفارہ مراد ہے صحیح نہیں ہے بلکہ مواخذہ سے یہاں اخروی مواخذہ مراد ہے اور اس سے نجات کے لئے توبہ واستغفار کی ضرورت ہے، اس لئے اس قسم میں بھی توبہ واستغفار کیا جائے گا۔

دلیل: حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی چیز پر قسم کھائے حال یہ کہ وہ اس میں جھوٹا ہو اور کھائے اس لئے تاکہ اس قسم کے ذریعہ سے کسی مسلمان کے مال کو خود قبضا لے تو اس شخص کا انجام یہ ہوگا کہ وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ وہ اس پر غضب ناک ہوں گے۔ (ابوداؤد باب فی مَنْ حلف لِيَقْتَطِعَ بها مالا) اس حدیث میں یمین غموس کھانے والے پر کفارہ کا ذکر نہیں فرمایا حالانکہ اگر کفارہ واجب ہوتا تو ضرور اس کو ذکر کرتے۔

(۳/۲۵۲۸) وَالْيَمِيْنُ الْمُنْعَقِدَةُ هِيَ اَنْ يَّحْلِفَ عَلَى الْاَمْرِ الْمُسْتَقْبَلِ اَنْ يَّفْعَلَهُ اَوْ لَا يَفْعَلَهُ فَاِذَا حَنِثَ فِيْ ذٰلِكَ لَزِمَتْهُ الْكَفَّارَةُ.

ترجمہ: اور یمین منعقدہ وہ قسم کھانا ہے آئندہ کے معاملہ پر اس کے کرنے یا نہ کرنے کی پھر جب اس میں حانث ہو جائے تو لازم ہوگا اس پر کفارہ۔

تشریح: یمین منعقدہ یہ ہے کہ کسی آئندہ کے فعل پر کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے مثلاً یہ کہے کہ اللہ کی قسم میں سبق میں شریک ہوں گا یا اللہ کی قسم میں غیر حاضری نہیں کروں گا، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے اپنی قسم کو پورا کیا تو صحیح ہے اور اگر حانث ہو گیا تو بالاتفاق یہ شخص گناہ گار بھی ہوگا اور اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا۔

(۴/۲۵۲۹) وَيَمِيْنُ اللَّغْوِ هُوَ اَنْ يَّحْلِفَ عَلٰى اَمْرٍ مَاضٍ وَهُوَ اَنَّهُ يَظُنُّ كَمَا قَالَ وَالْاَمْرُ بِخِلَافِهٖ فَهٰذِهِ الْيَمِيْنُ نَرْجُوْا اَنْ لَّا يُؤَاخِذَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا صَاحِبَهَا.

ترجمہ: اور یمین لغو یہ ہے کہ قسم کھائے گذری ہوئی بات پر، یہ گمان کرتے ہوئے کہ جیسے میں نے کہا ویسے ہی ہے حالانکہ معاملہ اس کے خلاف ہو اس قسم میں ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں فرمائیں گے صاحب قسم سے۔

تشریح: یمین لغو کی تفسیر میں ائمہ کا اختلاف ہے:

امام شافعی: کے نزدیک یمین لغو وہ یمین کہلاتی ہے جو بلا ارادہ لوگوں کی زبان پر کلام کے دوران ماضی حال یا مستقبل سے متعلق آجاتی ہے امام احمد کی بھی ایک روایت اسی کے مطابق ہے۔

دلیل: حضرت عائشہؓ سے ایک مرتبہ یمین لغو کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: کہ یمین لغو یہ ہے کہ آدمی اپنے کلام میں یہ کہے نہیں خدا کی قسم ہاں خدا کی قسم وغیرہ وغیرہ۔

امام اعظمؒ واحمد: کے نزدیک یمین لغو یہ ہے کہ کسی فعل ماضی یا حال کو اپنے گمان میں سچا سمجھتے ہوئے جھوٹی قسم کھائے، مثلاً متکلم یہ سمجھ کر کہ شاہد آگیا ہے یہ قسم کھائے کہ بخدا شاہد آگیا ہے حالانکہ واقعہ میں شاہد نہیں آیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دلیل: حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں هو الحلف علي يمين كاذبة وهو يرىٰ انه صادق یعنی کسی جھوٹی بات پر قسم کھائی اور اپنے گمان میں یہ سمجھتا ہے کہ میں نے سچی بات پر قسم کھائی ہے یمین لغو کہلاتی ہے۔

حکم: یمین لغو کا حکم یہ ہے کہ اس پر کوئی مواخذہ نہیں کیا جائے گا وہ معاف ہے قرآن کریم میں ہے: لايؤاخذكم الله باللغو في ايمانكم. کہ اللہ تعالیٰ یمین لغو کے بارے میں تم سے مواخذہ نہیں کریگا۔

(۵/۲۵۳۰) وَالْقَاصِدُ فِي الْيَمِيْنِ وَالْمُكْرَهِ وَالنَّاسِيْ سَوَاءٌ.

ترجمہ: اور قسم میں جان بوجھ کر اور زبردستی کیا ہوا اور بھول کر کھانے والا سب برابر ہیں۔

تشریح: اپنے اختیار سے جان بوجھ کر قسم کھائی تو اس کے توڑنے پر بھی کفارہ لازم ہوگا اور کسی نے زبردستی قسم کھلوائی تو اس کے توڑنے پر بھی کفارہ لازم ہے، اور بھول کر قسم کھائی تو بھی اس کے توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا، امام شافعیؒ کے نزدیک زبردستی قسم کھلوائے تو واقع نہیں ہوگی، ہماری دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ثلاث جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ اَلطَّلَاقُ وَالنِّكَاحُ وَالْيَمِيْنُ. (اللباب ۳/۱۰۵) یعنی تین باتیں حقیقت بھی حقیقت ہیں اور ان کا مذاق بھی حقیقت ہیں یعنی واقع ہو جائیں گی، طلاق، نکاح، قسم۔

(۶/۲۵۳۱) وَمَنْ فَعَلَ الْمَحْلُوْفَ عَلَيْهِ مُكْرَهًا اَوْ نَاسِيًا فَهُوَ سَوَاءٌ.

حل لغات: محلوف عليه: جس بات پر قسم کھائی ہو اس کو محلوف علیہ کہتے ہیں۔

ترجمہ: اور جس نے کر لیا محلوف علیہ زبردستی یا بھول کر تو وہ بھی برابر ہے۔

تشریح: جس کام کے نہ کرنے کی قسم کھائی تھی اس کے کرنے پر کسی نے زبردستی کی جس سے مجبور ہو کر وہ کام کر لیا تو بھی قسم کا کفارہ لازم ہوگا، اسی طرح بھول کر وہ کام کر لیا جسکے نہ کرنے کی قسم کھائی ہے تو بھی کفارہ لازم ہوگا۔

(۷/۲۵۳۲) وَالْيَمِيْنُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى اَوْ بِاسْمٍ مِّنْ اَسْمَائِهٖ كَالرَّحْمٰنِ وَالرَّحِيْمِ اَوْ بِصِفَةٍ مِّنْ صِفَاتِ ذَاتِهٖ كَعِزَّةِ اللّٰهِ وَجَلَالِهٖ وَكِبْرِيَائِهٖ اِلَّا قَوْلَهٗ وَعِلْمِ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَايَكُوْنُ يَمِيْنًا.

ترجمہ: اور قسم اللہ کی یا اس کے کسی نام کی ہوتی ہے، جیسے رحمٰن، رحیم یا اس کی کسی ذاتی صفت کے ساتھ ہوتی ہے، جیسے اللہ کی عزت، اس کے جلال اور، اس کی کبریائی کی قسم مگر اس کا قول، وعلم اللہ کہ یہ قسم نہیں ہوتی۔

قسم کھانے کا طریقہ

تشریح: اس عبارت میں قسم کھانے کے طریقوں کو بیان کر رہے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ اگر قسم کھائی ہو تو لفظ اللہ سے کھائے یا اس کے ننانوے نام ہیں ان میں سے کسی ایک کے ذریعہ کھائے، یا اس کی ذاتی صفت کے ذریعہ کھائے مثلاً

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ کی عزت کی قسم اس کے جلال کی قسم یا اس کی بڑائی کی قسم، تو اس طرح قسم منعقد ہو جائے گی لیکن اگر اللہ کے علم سے قسم کھائے تو اس سے قسم منعقد نہ ہوگی کیونکہ یہاں علم بول کر معلوم مراد لیتے ہیں اور معلوم شئی اللہ کی صفت ذاتی نہیں ہے اس لئے قسم منعقد نہ ہوگی۔

(۸/۲۵۳۳) وَاِنْ حَلَفَ بِصِفَةٍ مِنْ صِفَاتِ الْفِعْلِ كَغَضَبِ اللّٰهِ وَسَخَطِ اللّٰهِ لَمْ يَكُنْ حَالِفًا.

ترجمہ: اور اگر قسم کھائی کسی فعلی صفت کے ساتھ جیسے اللہ کے غضب اور اللہ کی ناراضگی کی قسم، تو قسم کھانے والا نہیں ہوگا۔

تشریح: وہ تمام صفات جو اللہ کی ذاتی نہیں ہیں بلکہ فعلی اور وقتی ہیں ان کے ذریعہ سے قسم کھائے تو قسم منعقد نہ ہوگی جیسے یوں کہے اللہ کے غضب کی قسم یا اللہ کی ناراضگی کی قسم میں ایسا کروں گا تو اس سے قسم منعقد نہ ہوگی۔

(۹/۲۵۳۴) وَمَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يَكُنْ حَالِفًا كَالنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْقُرْاٰنِ وَالْكَعْبَةِ.

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی اللہ بزرگ و برتر کے علاوہ کی تو قسم کھانے والا نہیں ہوگا جیسے نبی علیہ السلام قرآن اور کعبہ کی قسم۔

کیا غیر اللہ کی قسم کھانا درست ہے؟

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص غیر اللہ کی قسم کھائے مثلاً نبی کی قسم، قرآن کی قسم یا کعبہ کی قسم تو اس سے قسم منعقد نہ ہوگی، فتاویٰ محمودیہ میں لکھا ہے کہ قرآن شریف کی قسم کھانا منع ہے، تاہم اگر کسی نے کھائی تو وہ منعقد ہو جائے گی۔ وقال العینی عندی ان المصحف یمین لاسیما فی زماننا. درمختار ۳/۲۹۱) (فتاویٰ محمودیہ ۸/۲۱۰)

(۱۰/۲۵۳۵) وَالْحَلْفُ بِحُرُوْفِ الْقَسَمِ وَحُرُوْفُ الْقَسَمِ ثَلٰثَةٌ اَلْوَاوُ كَقَوْلِهٖ وَاللّٰهِ وَالْبَاءُ كَقَوْلِهٖ بِاللّٰهِ وَالتَّاءُ كَقَوْلِهٖ تَاللّٰهِ.

ترجمہ: اور قسم حروف قسم سے ہوتی ہے اور حروف قسم تین ہیں، واؤ ہے جیسے واللہ، اور باء ہے جیسے باللہ اور تاء ہے جیسے تاللہ۔

تشریح: واؤ، باء، تاء، ان حرفوں کے ساتھ قسم کھانے کا ثبوت ہے جیسے **تاللہ لاکیدن اصنامکم**۔ (خدا کی قسم میں تمہارے ان بتوں کی گت بناؤں گا)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس میں تاء کے ساتھ قسم کھانے کا ثبوت ہوا اور واؤ کے ساتھ ثبوت حضرت عائشہؓ سے منقول اس روایت میں ہے یا امة محمد واللہ لو تعلمون. (بخاری)

اے امت محمد قسم خدا کی کاش کہ تم جان لیتے۔

(۱۱/۲۵۳۶) وَقَدْ تُضْمَرُ الْحُرُوْفُ فَيَكُوْنُ حَالِفًا كَقَوْلِهِ اللّٰهِ لَا اَفْعَلُ كَذَا.

ترجمہ: اور کبھی حروف قسم پوشیدہ ہوتے ہیں اس میں بھی قسم کھانے والا ہوگا جیسے خدا کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا۔

تشریح: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حروف قسم کلام میں ظاہر نہیں کرتے بلکہ پوشیدہ ہوتے ہیں اس صورت میں بھی قسم منعقد ہوجاتی ہے جیسے اللہ لا افعل كذا میں اللہ سے پہلے واؤ محذوف ہے اصل میں واللہ تھا اور حرف جر کا حذف کرنا عرب کی عادت ہے۔

(۱۲/۲۵۳۷) وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ اِذَا قَالَ وَحَقِّ اللّٰهِ فَلَيْسَ بِحَالِفٍ.

ترجمہ: اور امام صاحبؒ نے فرمایا کہ جب وحق اللہ کہے تو قسم کھانے والا نہیں ہوگا۔

تشریح: طرفین فرماتے ہیں کہ اللہ کے حق سے مراد اطاعت خداوندی ہے تو قسم لغیر اللہ ہوئی، اس لئے وحق اللہ کہنے سے قسم منعقد نہ ہوگی، صاحب ہدایہ نے عادت کے موافق اسی قول کی دلیل آخر میں بیان کی ہے اور عالمگیری نے اسی قول کو راجح کہا ہے۔

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ "حق" اللہ کی صفت ہے اور اللہ کی ذاتی صفت کے ذریعہ قسم کھا سکتے ہیں اس لئے قسم منعقد ہوجائے گی، امام ابو یوسف کی ایک روایت امام صاحب کے مسلک کے مطابق ہے۔

(۱۳/۲۵۳۸) وَاِذَا قَالَ اُقْسِمُ اَوْ اُقْسِمُ بِاللّٰهِ اَوْ اَحْلِفُ اَوْ اَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَوْ اَشْهَدُ اَوْ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ فَهُوَ حَالِفٌ.

ترجمہ: اور اگر کہا میں قسم کھاتا ہوں یا اللہ کی قسم کھاتا ہوں یا حلف اٹھاتا ہوں یا اللہ کا حلف اٹھاتا ہوں یا گواہ کرتا ہوں یا اللہ کو گواہ کرتا ہوں تو وہ قسم کھانے والا ہے۔

تشریح: اس عبارت میں قسم کے تین الفاظ بیان کئے ہیں اقسم، احلف، اشہد، ان سے قسم ہوجائے گی اور ان الفاظ کے ساتھ اللہ لگادیں تو بدرجہ اولیٰ منعقد ہوجائے گی کیونکہ صراحت کے قسم ہوگی۔

(۱۴/۲۵۳۹) وَكَذَالِكَ قَوْلُهُ وَعَهْدِ اللّٰهِ وَمِيْثَاقِهِ وَعَلَيَّ نَذْرٌ اَوْ نَذْرُ اللّٰهِ فَهُوَ يَمِيْنٌ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور اسی طرح یہ کہنا وعهد الله، وميثاقه مجھ پر نذر ہے یا اللہ کی نذر یہ بھی قسم ہے۔

تشریح: یوں کہا اللہ کا عہد کر کے کہتا ہوں کہ فلاں کام کروں گا تو اس سے قسم منعقد ہو جائے گی یا اللہ کا میثاق (عہد) کر کے کہتا ہوں کہ فلاں کام کروں گا تو اس سے بھی قسم منعقد ہو جائے گی، اسی طرح اگر یوں کہا کہ اس کام کے کرنے کی مجھ پر نذر ہے یا اس کام کے کرنے کی اللہ کی نذر ہے تو یہ بھی قسم ہو جائے گی۔

(۱۵/۲۵۴۰) وَاِنْ قَالَ اِنْ فَعَلْتُ كَذَا فَاَنَا يَهُوْدِيٌّ اَوْ نَصْرَانِيٌّ اَوْ مَجُوْسِيٌّ اَوْ مُشْرِكٌ اَوْ كَافِرٌ كَانَ يَمِيْنًا.

ترجمہ: کسی نے کہا اگر میں ایسا کروں تو میں یہودی ہوں یا نصرانی یا مجوسی یا مشرک یا کافر ہوں تو یہ قسم ہوگی۔

تشریح: اگر یوں کہا کہ اگر میں نے فلاں کام نہ کیا تو میں یہودی ہوں یا نصرانی ہوں یا مجوسی ہوں یا مشرک ہوں یا کافر ہوں تو قسم منعقد ہو جائے گی اور وہ کام نہ کرنے پر قسم کا کفارہ لازم ہوگا لیکن وہ واقعی یہودی یا نصرانی یا مشرک یا کافر نہیں ہوگا کیونکہ یہ تو اسلام سے انکار کے بعد ہوتا ہے۔

(۱۶/۲۵۴۱) وَاِنْ قَالَ فَعَلَيَّ غَضَبُ اللّٰهِ اَوْ سَخَطُهٗ فَلَيْسَ بِحَالِفٍ.

ترجمہ: اور اگر کہا مجھ پر اللہ کا غضب یا اس کا غصہ ہے تو قسم کھانے والا نہیں ہوگا۔

تشریح: کسی آدمی نے یوں کہا کہ اگر میں نے فلاں کام نہیں کیا تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو یا اللہ کا غصہ ہو تو اس سے قسم منعقد نہیں ہوگی کیوں کہ ان جملوں سے اپنے اوپر ایک قسم کی بددعاء ہے اللہ کی ذات یا صفت ذاتی کے ساتھ قسم کھانا نہیں ہے اس لئے اس سے قسم منعقد نہیں ہوگی۔

(۱۷/۲۵۴۲) وَكَذَالِكَ اِنْ قَالَ اِنْ فَعَلْتُ كَذَا فَاَنَا زَانٍ اَوْ شَارِبُ خَمْرٍ اَوْ اٰكِلُ رِبٰوا فَلَيْسَ بِحَالِفٍ.

ترجمہ: اور اسی طرح اگر کہا اگر کروں ایسا تو میں زنا کار ہوں یا شراب پینے والا ہوں، یا سود کھانے والا ہوں تو قسم کھانے والا نہیں ہوگا۔

تشریح: عبارت میں مذکورہ تمام جملے قسم میں غیر متعارف ہیں اس لئے ان سے بھی قسم منعقد نہ ہوگی۔

(۱۸/۲۵۴۳) وَكَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ عِتْقُ رَقَبَةٍ يُجْزِئُ فِيْهَا مَا يُجْزِئُ فِي الظِّهَارِ.

ترجمہ: اور قسم کا کفارہ ایک غلام کا آزاد کرنا ہے اس میں وہی غلام کافی ہے جو ظہار میں کافی ہوتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کفارۂ یمین اور اس کے مسائل

تشریح: کفارۂ ظہار میں مسلمان غلام کافر مذکر و مؤنث چھوٹا بڑا ان سب غلاموں سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے اسی طرح کفارہ قسم میں بھی اس طرح کا غلام کافی ہے۔

(۱۹/۲۵۴۴) وَاِنْ شَاءَ كَسَا عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ كُلَّ وَاحِدٍ ثَوْبًا فَمَا زَادَ وَاَدْنَاهُ مَا يَجُوْزُ فِيْهِ الصَّلٰوةُ.

ترجمہ: اور اگر چاہے دس مسکینوں کو کپڑا پہنا دے ہر ایک کو ایک کپڑا یا اس سے زیادہ اور ادنیٰ کپڑا یہ ہے کہ جس میں نماز ہو جائے۔

تشریح: ماقبل میں بتلایا گیا کہ قسم کے کفارہ میں غلام آزاد کرنا ہے اب اگر غلام آزاد نہیں کرنا چاہتا تو دس مسکینوں کو کپڑا پہنا دے ہر ایک کو ایک ایک کپڑا دے اور اگر اس سے زیادہ دے تو کوئی حرج نہیں ہے، وہ ایک کپڑا کم سے کم اتنا بڑا ہو کہ مرد کی نماز اس کپڑے میں ادا ہو جائے یعنی ناف سے گھٹنے تک ہو کیونکہ نماز میں مرد کو ناف سے گھٹنے تک چھپانا ضروری ہے لہٰذا اتنا ہی کپڑا دینا کافی ہوگا۔

(۲۰/۲۵۴۵) وَاِنْ شَاءَ اَطْعَمَ عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ كَالْاِطْعَامِ فِيْ كَفَّارَةِ الظِّهَارِ.

ترجمہ: اور اگر چاہے تو دس مسکینوں کو کھانا کھلا دے جیسے کھانا کھلانا ہوتا ہے کفارۂ ظہار میں۔

تشریح: جس طرح کفارۂ ظہار میں کھانا کھلانا کافی ہوتا ہے اسی طرح کفارہ قسم میں صبح و شام دس مسکینوں کو کھانا کھلانا کافی ہوگا، نیز امام صاحب کے نزدیک یہ صورت بھی جائز ہے کہ ہر ایک مسکین کو آدھا صاع گیہوں دے یا ایک صاع کھجور دے یا ایک صاع جو دے۔

(۲۱/۲۵۴۶) فَاِنْ لَّمْ يَقْدِرْ عَلٰى اَحَدِ هٰذِهِ الْاَشْيَاءِ الثَّلٰثَةِ صَامَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ.

ترجمہ: اگر قادر نہ ہو ان تین چیزوں میں سے کسی ایک پر تو تین دن پے در پے روزے رکھے۔

تشریح: کسی کو غلام آزاد کرنے یا کھانا کھلانے یا کپڑا پہنانے پر قدرت نہ ہو تب تین دن مسلسل روزے رکھے اس کی دلیل خود آیت میں ہے **فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام** اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں **فصیام ثلثة ایام متتابعات** ہے یعنی پے در پے تین دن کے روزے رکھے۔

(۲۲/۲۵۴۷) فَاِنْ قَدَّمَ الْكَفَّارَةَ عَلَى الْحِنْثِ لَمْ يُجْزِهٖ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اگر مقدم کردے کفارہ حانث ہونے پر تو جائز نہیں ہے۔

تشریح: پہلے قسم کے خلاف کر کے حانث ہو پھر کفارہ ادا کرے تو کفارہ ادا ہوگا اور اگر پہلے کفارہ ادا کیا پھر وہ کام کیا اور حانث ہوا تو وہ کفارہ کافی نہیں ہے کفارہ دوبارہ ادا کرنا ہوگا اور پہلے دیا ہوا صدقہ نافلہ کے درجہ میں ہو جائے گا، یہ مذہب حنفیہ کا ہے، ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ قسم کھانے کے بعد حانث ہونے سے پہلے ہی کفارہ دینا جائز ہے مگر امام شافعیؒ کے نزدیک کفارۂ مالیہ کی تقدیم تو جائز ہے اور غیر مالیہ یعنی کفارہ بالصوم کی تقدیم جائز نہیں۔

دلیل: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم انی واللہ ان شاء اللہ لا احلف علی یمین فاری غیرھا خیرا منھا الا کفرت یمین واتیت الذی ھو خیر. (ابوداؤد باب الحنث اذا کان خیرا)

آپ فرمارہے ہیں واللہ میرا طریقہ یہ ہے کہ اگر میں کسی چیز پر قسم کھا بیٹھوں اور پھر اس کے غیر کو اس سے بہتر سمجھوں تو میں اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیتا ہوں، اور وہ کام جس کو خیر سمجھتا ہوں اس کو کرتا ہوں، ملاحظہ فرمایئے کہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ دینے کا ذکر پہلے فرمایا اور بعد میں اس کام کو ذکر کیا جس سے حانث ہوں گے معلوم ہوا کہ حانث ہونے سے پہلے کفارہ دینا جائز ہے۔

حنفیہ کی دلیل مع جواب: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرةؓ کی حدیث ہے: "ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یا عبدالرحمن اذا حلفت علی یمین فرأیت غیرھا خیرا منھا فات الذی ھو خیر وکفر یمینک.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمٰن! جب تو کسی چیز کے بارے میں قسم کھائے پھر اس سے بہتر کوئی دوسری چیز دیکھے تو بہتر کو اختیار کرلے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کردے۔

ملاحظہ فرمایئے! کہ اس حدیث میں حانث ہو جانے کے بعد پھر کفارہ کا ذکر ہے جو کہ ائمہ ثلاثہ کی پیش کردہ حدیث کے بالکل برعکس ہے اور تعارض کے وقت اس حدیث پر عمل کیا جاتا ہے جو قیاس کے موافق ہو اور قیاس کا تقاضہ یہی ہے کہ کفارہ قبل الحنث جائز نہیں ہے اس لئے کہ حانث ہونا ایک جنایت ہے جس کا کفارہ دیا جاتا ہے لیکن جب آدمی نے ابھی تک جنایت ہی نہیں کی اور حانث ہی نہیں ہوا تو کفارہ دینے کا کیا مطلب؟ پتہ چلا کہ کفارہ حنث کے بعد ادا کیا جائے گا حنث سے پہلے ادا نہیں کیا جائے گا۔

(۲۳/۲۵۴۸) وَمَنْ حَلَفَ عَلٰی مَعْصِیَةٍ مِثْلُ اَنْ لَّا یُصَلِّیَ اَوْ لَایُکَلِّمَ اَبَاہُ اَوْ لَیَقْتُلَنَّ فُلَانًا فَیَنْبَغِیْ اَنْ یَحْنَثَ نَفْسَہُ وَیُکَفِّرَ عَنْ یَمِیْنِہٖ.

ترجمہ: اور جس نے قسم کھائی گناہ پر مثلاً یہ کہ نماز نہیں پڑھے گا یا اپنے باپ سے بات نہیں کریگا یا فلاں کو ضرور قتل کریگا تو مناسب ہے کہ خود ہی حانث ہو جائے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گناہ پر قسم کھانے کا بیان

تشریح: معصیت کی دو قسمیں ہیں (۱) معصیت لعینہا یعنی جو اپنی ذات میں گناہ ہے جیسے شراب پینا، چوری کرنا قتل کرنا جھوٹ بولنا (۲) معصیت لغیر ہا یعنی جو اپنی ذات میں تو گناہ نہیں ہے لیکن کسی عارض کی وجہ سے وہ معصیت بن گئی جیسے بقر عید کے دن روزہ رکھنا حنفیہ کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جو افعال اپنی ذات کے اعتبار سے گناہ ہیں اگر کوئی شخص ان کی نذر کرے تو وہ نذر منعقد ہی نہیں ہوگی اور جب منعقد ہی نہ ہوگی تو اس شخص کے لئے وہ کام کرنا جائز بھی نہیں اور نہ کرنے کے نتیجہ میں اس پر کفارہ بھی نہیں آئے گا اور اگر معصیت لغیر ہا کی نذر کی ہے تو اس صورت میں نذر منعقد ہو جاتی ہے مثلاً کسی شخص نے ۹رذی الحجہ کو یوں کہا کہ میں کل روزہ رکھوں گا تو یہ نذر صحیح ہے لیکن ۱۰رذی الحجہ میں روزہ رکھنا جائز نہیں بلکہ بعد میں اس کی قضا کرے، اور اگر کوئی شخص معصیت لعینہا کی قسم کھالے کہ میں فلاں کو قتل کروں گا تو اس صورت میں اس کو وہ گناہ کرنا تو جائز نہیں ہوگا لیکن قسم پوری نہ کرنے کی وجہ سے اس کے ذمہ کفارہ یمین لازم ہو جاتا ہے، بطور افادہ کے یہ باتیں ذکر کی گئیں ہیں اب صورت مسئلہ سنئے اگر کسی نے یوں کہا خدا کی قسم اپنے والدین سے نہ بولوں گا، یا نماز نہ پڑھوں گا، یا فلاں کو ضرور قتل کروں گا، تو اس کو چاہئے کہ والدین سے بات کرے اور نماز پڑھے، اور فلاں کو قتل نہ کرے اور کفارہ ادا کرے کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی بات پر قسم کھا بیٹھے اور اس کے خلاف میں بہتر ائی ہو تو قسم توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

(۲۴/۲۵۴۹) وَاِذَا حَلَفَ الْكَافِرُ ثُمَّ حَنِثَ فِي حَالِ الْكُفْرِ اَوْ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ فَلَا حِنْثَ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اگر قسم کھائی کافر نے پھر حانث ہو گیا کفر ہی کی حالت میں یا اسلام لانے کے بعد تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

تشریح: قسم منعقد ہوتی ہے اللہ کے نام سے یا اس کی صفات ذاتی سے اور کافر نہ اللہ کو مانتا ہے اور نہ اس کی صفات ذاتی کو مانتا ہے اس لئے اللہ کا نام بھی لے کر قسم کھائے تب بھی منعقد نہ ہوگی اور جب قسم ہی نہ ہوئی تو چاہے کفر کی حالت میں حانث ہو یا اسلام کی حالت میں حانث ہو کفارہ نہیں ہوگا۔

(۲۵/۲۵۵۰) وَمَنْ حَرَّمَ عَلٰى نَفْسِهٖ شَيْئًا مِمَّا يَمْلِكُهٗ لَمْ يَصِرْ مُحَرَّمًا وَعَلَيْهِ اِنِ اسْتَبَاحَهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ.

ترجمہ: اور جس نے حرام کر لی اپنے اوپر ایسی چیزیں جس کا خود وہ مالک ہے تو وہ اس پر حرام نہ ہوگی پھر اگر اس کو مباح سمجھے تو اس پر قسم کا کفارہ ہوگا۔

تشریح: جو چیزیں انسان کیلئے حلال ہیں اور خود اسکی ملکیت میں ہیں ان چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لے تو وہ چیزیں حقیقت میں تو حرام نہیں ہوں گی البتہ اگر ان کو استعمال کر لیا تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ: لم یصر محرما، کا مطلب یہ ہے کہ وہ حرام لعینہ نہ ہوگی اور ان استباحۃ سے مراد یہ ہے کہ وہ مباح چیز کی طرح سے اپنے کام میں لائے یہ مطلب نہیں کہ اس کو حلال کرلے بعد اس کے کہ وہ حرام تھی۔

(۲۵۵۱/۲۶) فَاِنْ قَالَ كُلُّ حَلَالٍ عَلَيَّ حَرَامٌ فَهُوَ عَلَى الطَّعَامِ وَ الشَّرَابِ اِلَّا اَنْ يَنْوِيَ غَيْرَ ذَالِكَ

ترجمہ: اگر کہا ہر حلال چیز مجھ پر حرام ہے تو یہ کھانے پینے کی چیزوں پر محمول ہوگا مگر یہ کہ اسکے علاوہ نیت کرے۔

تشریح: اگر کوئی شخص یہ کہے کل حلال علی حرام تو یہ تحریم کھانے پینے پر محمول ہوگی بیوی حرام نہ ہوگی، بلکہ کھانے پینے کی چیز استعمال کرنے سے کفارہ لازم ہوگا حرام تو وہ بھی نہ ہوگی ظاہر الروایت تو یہی ہے لیکن متاخرین مشائخ کا فتویٰ اس پر ہے کہ قائل کی بیوی پر ایک طلاق بائنہ واقع ہوجائے گی اور اگر چند بیویاں ہوں تو سب ایک ایک طلاق سے بائنہ ہوجائے گی کیونکہ تحریم حلال کا زیادہ تر استعمال طلاق ہی میں ہے۔

(۲۵۵۲/۲۷) وَمَنْ نَذَرَ نَذْرًا مُطْلَقًا فَعَلَيْهِ الْوَفَاءُ وَاِنْ عَلَّقَ نَذْرًا بِشَرْطٍ فَوُجِدَ الشَّرْطُ فَعَلَيْهِ الْوَفَاءُ بِنَفْسِ النَّذْرِ وَرُوِيَ اَنَّ اَبَا حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَجَعَ عَنْ ذَالِكَ وَقَالَ اِذَا قَالَ اِنْ فَعَلْتُ كَذَا فَعَلَيَّ حَجَّةٌ اَوْ صَوْمُ سَنَةٍ اَوْ صَدَقَةُ مَا اَمْلِكُهُ اَجْزَاهُ مِنْ ذَالِكَ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ وَهُوَ قَوْلُ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

ترجمہ: کسی نے مطلق نذر مانی تو اس پر اس کا پورا کرنا ضروری ہے اور اگر معلق کردیا نذر کو کسی شرط پر پس شرط پائی گئی تو اس پر پورا کرنا ہے نفس نذر کی وجہ سے اور منقول ہے کہ امام صاحب نے اس سے رجوع کرلیا اور فرمایا اگر کہا کہ اگر میں نے ایسا کیا تو مجھ پر حج ہے یا ایک سال کے روزے یا جس چیز کا میں مالک ہوں اس کا صدقہ کرنا ہے تو ان ساری باتوں کے بدلہ اس کو کفارہ یمین کافی ہے اور یہی امام محمد کا قول ہے۔

تشریح: اگر کسی نے مطلق نذر مانی تو اس پر نذر کا پورا کرنا ضروری ہے، مثلاً کسی نے منت مانی کہ راہ خدا میں ایک سو روپے خیرات کروں گا تو اس پر اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہے کیونکہ قرآن میں ہے ولیوفوا نذورھم۔

نذر کی دوسری صورت نذر معلق ہے مثلاً کسی نے کہا کہ اگر میں امتحان میں اول نمبر سے پاس ہوگیا تو ایک سال کے روزے رکھوں گا تو شرط پائے جانے پر ایک سال کے روزے رکھنا ضروری ہے، یہ مذہب امام ابوحنیفہؒ کا پہلے تھا بعد میں آپ نے اس سے رجوع کرلیا اور مرجوع الیہ قول یہ ہے کہ اگر کسی نے یوں کہا کہ اگر میں امتحان میں اول نمبر آیا تو ایک سال کے روزے رکھوں گا یا میرے پاس جتنا مال ہے سب کو صدقہ کروں گا اور شرط پائی گئی تو اب اسے اختیار ہے چاہے ایک سال کے روزے رکھے یا پوری ملکیت صدقہ کردے یا پھر کفارہ یمین ادا کرے، امام محمدؒ کا مذہب بھی یہی ہے۔

(۲۵۵۳/۲۸) وَمَنْ حَلَفَ لَايَدْخُلُ بَيْتًا فَدَخَلَ الْكَعْبَةَ اَوِ الْمَسْجِدَ اَوِ الْبِيْعَةَ اَوِ الْكَنِيْسَةَ لَمْ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَحْنَثْ.

حل لغات: بیت: اس جگہ کا نام جہاں رات گذاری جائے جمع بُیُوْت. البيعة: عیسائیوں کا عبادت خانہ۔ الكنيسة: یہودیوں کا عبادت خانہ۔

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ گھر میں داخل نہیں ہوگا پھر داخل ہوا کعبہ میں یا مسجد میں یا کلیسا میں یا گرجا میں تو حانث نہیں ہوگا۔

داخل ہونے پہننے بات کرنے پر قسم کھانے کا بیان

تشریح: بیت اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں رات گزاری جائے چوں کہ مسجد کعبہ کلیسا یا گرجا رات گزارنے کے لئے نہیں ہیں بلکہ عبادت کرنے کے لئے ہیں اس لئے ان جگہوں میں داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا۔

(۲۹/۲۵۵۴) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ فَقَرَأَ الْقُرْاٰنَ فِي الصَّلٰوةِ لَمْ يَحْنَثْ.

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ وہ بات نہیں کریگا پھر اس نے قرآن پڑھا نماز میں تو حانث نہیں ہوگا۔

تشریح: نماز میں قرآن پڑھنا کلام نہیں ہے بلکہ قرأت ہے اس لئے نماز میں قرآن پڑھنے سے حانث نہ ہوگا امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ تسبیح ذکر اور قرأت قرآن سے بھی حانث ہو جائے گا، حنفیہ کی دوسری روایت یہ ہے کہ نماز کے باہر ذکر تسبیح وغیرہ کریگا تو حانث ہو جائے گا۔

(۳۰/۲۵۵۵) وَمَنْ حَلَفَ لَا يَلْبَسُ هٰذَا الثَّوْبَ وَهُوَ لَابِسُهٗ فَنَزَعَهٗ فِي الْحَالِ لَمْ يَحْنَثْ وَكَذَالِكَ اِذَا حَلَفَ لَايَرْكَبُ هٰذِهِ الدَّابَّةَ وَهُوَ رَاكِبُهَا فَنَزَلَ فِي الْحَالِ لَمْ يَحْنَثْ وَاِنْ لَبِثَ سَاعَةً حَنِثَ.

لغت: لابس: اسم فاعل باب (س) لُبسًا کپڑا پہننا۔

ترجمہ: اگر کسی نے قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنوں گا حالانکہ وہ اسی کو پہنے ہوئے تھا پھر اس کو اسی وقت اتار دیا تو حانث نہ ہوگا اور اسی طرح جب قسم کھائی کہ اس جانور پر سوار نہ ہوں گا حالانکہ وہ اسی پر سوار تھا پھر وہ اتر گیا فوراً تو حانث نہ ہوگا اور اگر کچھ دیر ٹھہر گیا تو حانث ہو جائے گا۔

تشریح: ایک آدمی نے قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنوں گا حالانکہ وہ پہنے ہوئے ہے تو اگر اسی وقت اتار دیا تو حانث نہیں ہوگا اور اگر تھوڑی دیر تک اپنے جسم پر رکھا پھر اتارا تو حانث ہو جائے گا اسی طرح جب قسم کھائی کہ اس سواری پر سوار نہ ہوں گا حالانکہ اسی پر سوار ہے تو اگر اسی وقت اتر گیا تو حانث نہ ہوگا اور اگر کچھ دیر سوار رہا تو حانث ہو جائے گا۔

دلیل: قسم کھانے کا دارومدار عرف وعادت پر ہے اور عرف میں قسم برقرار رکھنے کے لئے اتنی دیر تک کی مہلت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دی جاتی ہے جس میں وہ قسم کے مطابق کام کر سکے اور حانث ہونے سے بچ جائے لہٰذا قسم کھانے والے کو بری ہونے کا موقع دیا جائے گا۔

(۲۵۵۶/۳۱) وَمَنْ حَلَفَ لَايَدْخُلُ هٰذِهِ الدَّارَ وَهُوَ فِيهَا لَمْ يَحْنَثْ بِالْقُعُوْدِ حَتّٰى يَخْرُجَ ثُمَّ يَدْخُلَ.

ترجمه: کسی نے قسم کھائی کہ داخل نہیں ہوگا اس گھر میں اور وہ اسی میں تھا تو حانث نہیں ہوگا بیٹھنے سے یہاں تک کہ نکل کر پھر داخل ہو۔

تشریح: اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں اس گھر میں داخل نہ ہوں گا تو بیٹھنے اور تھوڑی دیر ٹھہرنے سے حانث نہ ہوگا کیونکہ داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ باہر آ کے پھر اندر جائے اور یہاں باہر سے اندر داخل نہیں ہوا بلکہ اندر ہی بیٹھا رہا اس لئے حانث نہیں ہوگا۔

(۲۵۵۷/۳۲) وَمَنْ حَلَفَ لَايَدْخُلُ دَارًا فَدَخَلَ دَارًا خَرَابًا لَمْ يَحْنَثْ.

لغت: خراباً: (م) باب سمع اجاڑ ہونا، الخرابُ: ویران جگہ جمع اَخربة و خراب۔

ترجمه: کسی نے قسم کھائی کہ داخل نہ ہوگا گھر میں پھر داخل ہو گیا ویرانے میں تو حانث نہ ہوگا۔

تشریح: کسی شخص نے یوں کہا کہ دار میں داخل نہ ہوں گا تو اس کے ویران ہونے کے بعد داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا کیونکہ دار میدان کا نام ہے اور اس میں عمارت کا ہونا وصف ہے اور وصف کا اعتبار غیر معین میں ہوتا ہے نہ کہ معین میں اور یہاں اس نے لفظ 'دار' نکرہ غیر معین استعمال کیا ہے اس لئے عمارت معتبر ہوگی اور ویران جگہ میں داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا۔

(۲۵۵۸/۳۳) وَمَنْ حَلَفَ لَايَدْخُلُ هٰذِهِ الدَّارَ فَدَخَلَهَا بَعْدَ مَا انْهَدَمَتْ وَصَارَتْ صَحْرَاءَ حَنِثَ.

لغت: انهدمت: فعل ماضی (م) انہدام عمارت کا ویران و شکستہ ہونا، صحراء، جنگل و بیابان جمع صحاریٰ.

ترجمه: کسی نے قسم کھائی کہ داخل نہ ہوگا اس گھر میں پھر داخل ہوا اس کے ٹوٹ پھوٹ جانے اور جنگل ہو جانے کے بعد تو حانث ہو جائے گا۔

تشریح: کسی شخص نے اشارہ کر کے کہا کہ اس گھر میں داخل نہ ہوں گا، تو اشارہ کی وجہ سے دار معین ہے اور معین میں وصف غیر معتبر ہوتا ہے، لہٰذا گھر گرنے اور چہار دیواری ختم ہونے کے بعد داخل ہونے سے بھی حانث ہو جائے گا کیونکہ زمین تو وہی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۵۵۹/۳۴) وَمَنْ حَلَفَ لَايَدْخُلُ هٰذَا الْبَيْتَ فَدَخَلَ بَعْدَ مَا انْهَدَمَ لَمْ يَحْنَثْ.

ترجمہ: اگر قسم کھائی کہ داخل نہ ہوگا اس مکان میں پھر داخل ہوا اس کے گر جانے کے بعد تو حانث نہ ہوگا۔

تشریح: کسی نے یوں کہا: واللہ لا ادخل ھذا البیتِ، پھر اس کے گر جانے کے بعد داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا کیونکہ "بیت" اس کمرے کو کہتے ہیں جس میں رات گذاری جاسکے اور گر جانے کے بعد اس میں شب باشی نہیں ہوسکتی، اس لئے اس میں داخل ہونے سے حانث نہ ہوگا۔

(۲۵۶۰/۳۵) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّايُكَلِّمَ زَوْجَةَ فُلَانٍ فَطَلَّقَهَا فُلَانٌ ثُمَّ كَلَّمَهَا حَنِثَ.

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ بات نہ کروں گا فلاں کی بیوی سے پھر فلاں نے اس کو طلاق دے دی پھر اس سے بات کی تو حانث ہو جائے گا۔

تشریح: کسی نے کہا فلاں کی بیوی سے بات نہ کروں گا فلاں نے اسے طلاق بائن دے دی پھر قسم کھانے والے نے اس سے بات کی تو حانث ہو جائے گا کیونکہ اصل میں اس عورت سے ناراضگی کا اظہار مقصود ہے اور طلاق بائن دینے کے بعد اگرچہ فلاں کی زوجہ نہیں رہی مگر ذات تو وہی ہے۔

(۲۵۶۱/۳۶) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّايُكَلِّمَ عَبْدَ فُلَانٍ اَوْ لَايَدْخُلَ دَارَ فُلَانٍ فَبَاعَ فُلَانٌ عَبْدَهٗ اَوْ دَارَهٗ ثُمَّ كَلَّمَ الْعَبْدَ اَوْ دَخَلَ الدَّارَ لَمْ يَحْنَثْ

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کے غلام سے بات نہیں کریگا یا فلاں کے گھر میں داخل نہیں ہوگا پھر فلاں نے اپنا غلام یا اپنا گھر بیچ دیا پھر اس نے غلام سے بات کی یا گھر میں داخل ہوا تو حانث نہ ہوگا۔

تشریح: ایک شخص نے یوں کہا کہ فلاں کے غلام سے بات نہ کروں گا یا فلاں کے گھر میں داخل نہ ہوں گا فلاں نے اپنا غلام یا گھر بیچ دیا پھر غلام سے بات چیت کرلی یا گھر میں داخل ہوگیا تو حانث نہ ہوگا کیونکہ غلام سے گفتگو نہ کرنے کی قسم کھانا اس کے آقا کی وجہ سے ہے اس لئے کہ اگر محض غلام سے ترک گفتگو کا ارادہ ہوتا تو آقا کی جانب نسبت کیوں کرتا جب اس نے آقا کی جانب نسبت کی تو پتہ چلا کہ اصل مقصود آقا ہی ہے چنانچہ جب آقا کی ملکیت زائل ہوگئی تو قسم کا انعقاد بھی نہ ہوگا، اسی طرح مکان سے نہ دوستی ہوتی ہے نہ دشمنی بلکہ مکان والے سے ہوتی ہے جب مکان والے کی ملکیت ہی ختم ہوگئی تو قسم بھی ختم ہو جائے گی، اس لئے اس گھر میں داخل ہونے سے حانث نہیں ہوگا۔ (الجوہرۃ النیرہ ۲/۲۹۸)

(۲۵۶۲/۳۷) وَاِنْ حَلَفَ اَنْ لَّايُكَلِّمَ صَاحِبَ هٰذَا الطَّيْلَسَانِ فَبَاعَهٗ ثُمَّ كَلَّمَهٗ حَنِثَ وَكَذٰلِكَ اِذَا حَلَفَ اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ هٰذَا الشَّابَ فَكَلَّمَهٗ بَعْدَ مَا صَارَ شَيْخًا حَنِثَ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حل لغات: الطیلسان: جمع طَیَالِس، سبز رنگ کی چادر جس کو مشائخ وعلماء استعمال کرتے تھے اور یہ عجمیوں کا لباس ہے، شاب: جوان، جمع شَبَاب. شیخ: بوڑھا، جمع شیوخ.

ترجمہ: اگر قسم کھائے کہ بات نہ کروں گا اس چادر والے سے اس نے چادر بیچ دی پھر اس نے اس سے بات کی تو حانث ہوجائے گا، اسی طرح جب قسم کھالے کہ بات نہ کروں گا اس جوان سے پھر بات کی اس سے اس کے بوڑھا ہوجانے کے بعد تو حانث ہوجائے گا۔

تشریح: چادر والے سے مراد اس کی ذات ہے اس لئے چادر بیچنے کے بعد اس سے بات کی تو حانث ہوجائے گا اسی طرح جوان سے مراد اس کی ذات ہے اس لئے بوڑھا ہونے کے بعد بات کی تو بھی حانث ہوجائے گا کیوں کہ ذات تو وہی ہے۔

(۲۵۶۳/۳۸) وَاِنْ حَلَفَ اَنْ لَّا یَاْکُلَ لَحْمَ هٰذَا الْحَمْلِ فَصَارَ کَبْشًا فَاَکَلَهٗ حَنِثَ.

حل لغات: الحمل: پیٹ کا بچہ جمع احمال۔ الکبش: مینڈھا جب کہ دو سال کا ہو اور بقول بعض چار سال کا جمع کِبَاش۔

ترجمہ: اور اگر قسم کھائے کہ نہیں کھائے گا اس حمل کا گوشت پھر وہ مینڈھا ہوگیا اور اس کا گوشت کھایا تو حانث ہوجائے گا۔

اشیاءِ خورد ونوش پر قسم کھانے کا بیان

تشریح: کسی نے قسم کھائی کہ اس حمل کا گوشت نہ کھاؤں گا وہ حمل پیدا ہوکر پورا مینڈھا ہوگیا اور اس نے اس کا گوشت کھایا تو حانث ہوجائے گا کیونکہ اس کی قسم اسی کے ساتھ وابستہ تھی جس کی طرف اس نے اشارہ کیا تھا۔

(۲۵۶۴/۳۹) وَاِنْ حَلَفَ اَنْ لَّایَاْکُلَ مِنْ هٰذِهِ النَّخْلَةِ فَهُوَ عَلٰی ثَمَرِهَا.

حل لغات: النخلة: کھجور کا درخت جمع نَخِیل. ثمر: پھل جمع اثمار۔

ترجمہ: اور اگر قسم کھالے کہ نہیں کھائے گا اس کھجور کے درخت سے تو قسم اس کے پھل پر ہوگی۔

تشریح: عام طور سے درخت بول کر اس کا پھل مراد لیتے ہیں اس لئے پھل کھانے سے حانث ہوگا درخت کھانے سے حانث نہ ہوگا اور اگر درخت پھل دار نہ ہو تو پھر اس درخت کو بیچ کر اس کی قیمت کھانے سے حانث ہوجائیگا۔

(۲۵۶۵/۴۰) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّایَاْکُلَ مِنْ هٰذَا الْبُسْرِ فَصَارَ رُطَبًا فَاَکَلَهٗ لَمْ یَحْنَثْ.

حل لغات: البسر: گدری کھجور واحد بُسْرَة جمع بِسَار. رطب: پختہ تازہ کھجور واحد رُطَبَة جمع رِطَاب.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمه: کسی نے قسم کھائی کہ نہیں کھائے گا یہ گدری کھجور وہ پک گئی پھر اس کو کھایا تو حانث نہیں ہوگا۔

تشریح: قسم جب کسی چیز کے ساتھ متعلق ہوتی ہے تو اس چیز کے نام کے باقی رہنے کے ساتھ باقی رہتی ہے اور نام کے ختم ہونے سے قسم ختم ہوجاتی ہے مذکورہ مسئلہ میں اس نے یوں کہا ہے کہ گدری کھجور نہیں کھائے گا اور اب جب کہ وہ گدری سے پختہ ہوگئی ہے اب اس نے کھایا تو جس پر قسم کھائی تھی وہ نہیں پائی گئی اس لئے حانث نہ ہوگا۔

(۲۵۶۶/۴۱) وَاِنْ حَلَفَ لَا يَأْكُلُ بُسْرًا فَاَكَلَ رُطَبًا لَمْ يَحْنَثْ.

ترجمه: اور اگر قسم کھالے کہ نہ کھائے گا گدری کھجور پھر کھائی پختہ کھجور تو حانث نہیں ہوگا۔

تشریح: حالف نے گدری کھجور نہ کھانے کی قسم کھائی اب صفت بدل کر پکی ہوگئی اس کے کھانے سے حانث نہ ہوگا کیونکہ وہ گدری نہ رہی۔

(۲۵۶۷/۴۲) وَاِنْ حَلَفَ اَنْ لَايَأْكُلَ رُطَبًا فَاَكَلَ بُسْرًا مُذَنِّبًا حَنِثَ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

لغت: مذنبا: ذنب سے مشتق ہے گدری کھجور جو ایک طرف سے پکنی شروع ہوگئی ہو۔

ترجمه: اگر قسم کھالے کہ نہ کھائے گا پختہ کھجور پھر کھائی وہ جو پک گئی دم کی جانب سے تو حانث ہوجائے گا امام صاحب کے نزدیک۔

تشریح: اولاً آپ یہ بات ذہن نشین رکھئے کہ پوری پکی ہوئی کھجور کو رطب کہتے ہیں اور وہ کھجور جو دم کی جانب سے پکنی شروع ہوئی ہو اس کو مذنب کہتے ہیں اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ قسم کھائی پختہ کھجور نہ کھائے گا پھر مذنب کھائی تو چونکہ اس میں دم کی جانب سے پکنے کا اثر ہے اس لئے طرفین کے نزدیک حانث ہوجائے گا اور امام ابو یوسف کے نزدیک حانث نہ ہوگا کیونکہ رطب اور مذنب دونوں کی صفت میں فرق ہے اس لئے رطب کی قسم کھانے سے مذنب کھانے سے حانث نہ ہوگا۔

(۲۵۶۸/۴۳) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَايَأْكُلَ لَحْمًا فَاَكَلَ لَحْمَ السَّمَكِ لَمْ يَحْنَثْ.

ترجمه: کسی نے قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائے گا پھر کھائی مچھلی تو حانث نہ ہوگا۔

تشریح: اگر کسی شخص نے قسم کھائی، واللہ لا آکل لحمًا، میں گوشت نہیں کھاؤں گا تو یہ قسم مچھلی کے گوشت کو شامل نہ ہوگی بشرطیکہ حالف نے کوئی نیت نہ کی ہو چنانچہ اگر اس نے مچھلی کے گوشت کی بھی نیت کی ہو تو یہ قسم مچھلی کے گوشت کو بھی شامل ہوگی۔

دلیل: مچھلی کا گوشت بیچنے والے کو عرف میں بائع اللحم نہیں کہا جاتا ہے، اور قسموں کا دار و مدار عرف پر ہے لہٰذا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرف کا اعتبار کرتے ہوئے حالف مچھلی کا گوشت کھانے سے حانث نہ ہوگا۔

(۴۴/۲۵۶۹) وَلَوْ حَلَفَ اَنْ لَّا يَشْرَبَ مِنْ دِجْلَةَ فَشَرِبَ مِنْهَا بِاِنَاءٍ لَمْ يَحْنَثْ حَتّٰى يَكْرَعَ مِنْهَا كَرْعًا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

حل لغات: دجلة: عراق کا مشہور دریا لفظ کے لحاظ سے مؤنث ہے اور نہر کی تاویل سے مذکر اور کبھی اس پر الف لام بھی داخل ہوتا ہے۔ یکرع: فعل مضارع باب (س) کرعا منہ لگا کر پانی پینا۔

ترجمہ: اور اگر قسم کھائی کہ نہ پئے گا دجلہ نہر سے پھر پیا اس سے برتن میں لے کر تو حانث نہ ہوگا یہاں تک پئے منہ ڈال کر امام صاحب کے نزدیک۔

تشریح: اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ دریائے دجلہ سے نہ پیوں گا تو دریائے دجلہ سے منہ لگا کر پانی پینا اس کلام کی حقیقت ہے اور دریا سے منہ لگا کر پینا مستعمل اور مروج بھی ہے جیسا کہ صحراء نشیں اور چرواہوں کی عادت ہے کہ وہ دریا سے منہ لگا کر پانی پی لیتے ہیں اور برتن یا چلو میں پانی لینے کی زحمت گوارا نہیں کرتے اور اس کلام کے مجازی معنی یہ ہیں کہ حالف چلو یا برتن میں لے کر دریائے دجلہ کا پانی نہیں پئے گا امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مجاز پر عمل کرنے کی بہ نسبت حقیقت پر عمل کرنا چونکہ زیادہ مناسب ہے اس لئے اس صورت میں ان کے نزدیک اگر حالف دریائے دجلہ سے منہ لگا کر پانی پئے گا تو حانث ہوگا اور اگر چلو یا برتن میں لے کر پئے گا تو حانث نہ ہوگا اور صاحبین کی ایک روایت کے مطابق چلو یا برتن میں لے کر پینے سے حانث ہو جائے گا اور دریا سے منہ لگا کر پینے کی صورت میں حانث نہ ہوگا اور دوسری روایت کے مطابق اگر چلو یا برتن میں لے کر پئے گا تو بھی حانث ہو جائے گا اور منہ لگا کر پئے گا تو بھی حانث ہو جائے گا۔ (مستفاد نور الانوار)

(۴۵/۲۵۷۰) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّا يَشْرَبَ مِنْ مَاءِ دِجْلَةَ فَشَرِبَ مِنْهَا بِاِنَاءٍ حَنِثَ.

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ نہ پئے گا دجلہ نہر کا پانی پھر اس سے پیا برتن میں لے کر تو حانث ہو جائے گا۔

تشریح: جب کہا کہ دجلہ کا پانی نہیں پئے گا تو منہ لگا کر پانی پیئے یا برتن میں لے کر پیئے دونوں صورتوں میں بالاتفاق حانث ہو جائیگا کیونکہ حالف کی مراد یہ ہے کہ وہ پانی جو دجلہ کی طرف منسوب ہے نہیں پیوں گا۔

(۴۶/۲۵۷۱) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّا يَاْكُلَ مِنْ هٰذِهِ الْحِنْطَةِ فَاَكَلَ مِنْ خُبْزِهَا لَمْ يَحْنَثْ.

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ نہ کھاؤں گا یہ گیہوں پھر کھائی اس کی روٹی تو حانث نہ ہوگا۔

تشریح: کسی نے قسم کھائی کہ میں یہ گیہوں نہ کھاؤں گا، تو اس کلام کی حقیقت یہ ہے کہ حالف عین گندم کھائے اور عین گندم کھایا بھی جاتا ہے یعنی اس حقیقت پر لوگوں کا عمل بھی موجود ہے چنانچہ لوگ عین گندم کو ابال کر، بھون

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر چبا کر کھاتے ہیں اور اس کلام کا مجاز گندم کی روٹی ہے اور اس مجاز پر لوگوں کا عمل بھی ہے یعنی عام طور پر لوگ گندم کی روٹی کھاتے ہیں اور عین گندم کو چبا کر کھانا روٹی کھانے کے مقابلہ میں کم ہے چونکہ امام صاحب کے نزدیک حقیقت مستعملہ اولیٰ ہے مجاز کے مقابلہ میں اس لئے اگر حالف نے عین گندم کھالیا تو امام صاحب کے نزدیک حالف حانث ہوجائے گا اور صاحبین کے نزدیک ایک روایت کے مطابق گندم کی روٹی کھانے سے حانث ہوجائے گا اور دوسری روایت کے مطابق عین گندم کھانے سے بھی حانث ہوجائے گا مزید تفصیل کے لئے دیکھئے نور الانوار۔

(۲۵۷۲/۴۷) وَلَوْ حَلَفَ اَنْ لَّا يَأْكُلَ مِنْ هٰذَا الدَّقِيْقِ فَاَكَلَ مِنْ خُبْزِهٖ حَنِثَ وَلَوِ اسْتَفَّهٗ كَمَا هُوَ لَمْ يَحْنَثْ.

حل لغات: الدقیق: آٹا جمع اَدِقَّة مؤنث دَقِيْقَة. استفّ: ماضی سفًا پھانکنا۔

ترجمہ: اگر قسم کھائی کہ نہ کھاؤں گا یہ آٹا پھر کھائی اس کی روٹی تو حانث ہوجائے گا اور اگر اس کو یوں ہی پھانک لیا تو حانث نہ ہوگا۔

تشریح: اگر کسی نے یہ قسم کھائی کہ یہ آٹا نہ کھاؤں گا پھر اس نے اس آٹے کی بنی ہوئی روٹی کھائی تو حانث ہوجائے گا اور اگر آٹا ویسے ہی پھانک لیا تو حانث نہ ہوگا یہی صحیح ہے، کیونکہ عام طور پر لوگ آٹا نہیں پھانکتے بلکہ آٹے کی روٹی بنا کر کھاتے ہیں اور جس چیز کی حقیقت مستعمل نہ ہو مجاز مستعمل ہو تو قسم بالاتفاق اس مجاز کو شامل ہوتی ہے اور آٹا اسی قبیل سے ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ ۲/۳۰۱)

(۲۵۷۳/۴۸) وَاِنْ حَلَفَ اَنْ لَّا يُكَلِّمَ فُلَانًا فَكَلَّمَهٗ وَهُوَ بِحَيْثُ يَسْمَعُ اِلَّا اَنَّهٗ نَائِمٌ حَنِثَ.

ترجمہ: اور اگر قسم کھالے کہ بات نہ کرے گا فلاں سے پھر بات کی اس سے اتنی آواز سے کہ وہ سن لیتا مگر وہ سویا ہوا تھا تو حانث ہوجائے گا۔

تشریح: کسی نے قسم کھائی کہ فلاں شخص سے بات نہ کروں گا پھر اس نے اتنی زور سے بات کی کہ اگر وہ جاگا ہوا ہوتا تو سن لیتا مگر وہ سویا ہوا تھا تو وہ حانث ہوجائے گا کیونکہ اس کی جانب سے گفتگو کرنا اور الفاظ کا کانوں تک پہنچانا پایا گیا یہ الگ بات ہے کہ نیند کی وجہ سے وہ اس کو سمجھ نہ سکا، یہ صاحب کتاب کا پسندیدہ مذہب ہے مگر صحیح روایت مبسوط کی ہے کہ حانث اس وقت ہوگا جب اس کو بیدار کرے مشائخ اسی پر ہیں تحفہ میں اسی کی تصحیح ہے اور اس کی طرف علامہ عینی کا میلان ہے۔ (رقم الحاشیہ ۷)

(۲۵۷۴/۴۹) وَاِنْ حَلَفَ اَنْ لَّا يُكَلِّمَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاَذِنَ لَهٗ وَلَمْ يَعْلَمْ بِالْاِذْنِ حَتّٰى كَلَّمَهٗ حَنِثَ.

ترجمہ: اور اگر قسم کھالے کہ اس سے بات نہ کرے گا اس کی بلا اجازت اس نے اجازت دے دی مگر اس کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اجازت کی خبر نہ ہوئی اور اس نے بات کر لی تو حانث ہو جائے گا۔

تشریح: قسم کھائی کہ فلاں سے بغیر اس کی اجازت کے بات نہیں کروں گا فلاں آدمی نے بات کرنے کی اجازت دے دی مگر قسم کھانے والے کو اس اجازت کی اطلاع نہیں تھی اسی دوران اس سے بات کر لی تو حانث ہو جائے گا، کیونکہ قسم کھانے والے کو اجازت کا پختہ علم نہیں ہوا اس لئے بات کرنے پر حانث ہو جائے گا۔

(۵۰/۲۵۷۵) وَاِذَا اسْتَحْلَفَ الْوَالِیُ رَجُلًا لِیُعْلِمَهٗ بِکُلِّ دَاعِرٍ دَخَلَ الْبَلَدَ فَهُوَ عَلٰی حَالِ وَلَایَتِهٖ خَاصَّةً.

حل لغت: دَاعِرٌ: اسم فاعل باب (ف) شریر، خبیث، جمع دُعَّار مؤنث دَاعِرَةٌ.

ترجمہ: اور جب قسم لی حاکم نے کسی سے کہ مجھے خبر دینا ہر اس شریر کی جو شہر میں داخل ہو تو یہ قسم خاص اس حاکم کی ولایت تک ہوگی۔

تشریح: کسی شہر کے حاکم نے کسی سے قسم لی کہ جو بھی شریر شہر میں داخل ہو اس کی مجھے اطلاع کر دینا تو یہ قسم اگرچہ مطلق ہے لیکن اس حاکم کی حکومت باقی رہنے تک محدود ہوگی جب حاکم اپنے عہدہ سے برخاست ہو جائے اب اس کو شریر کی اطلاع دینا ضروری نہیں ہے اور اس کو اطلاع نہ دینے سے قسم کھانے والا حانث نہیں ہوگا کیونکہ یہاں قسم لینے سے حاکم کا مقصد مفسدین کے فساد کو دور کرنا ہے اور زوال حکومت کے بعد دفع فساد ممکن نہیں، لہٰذا قسم حاکمیت کی صفت کے ساتھ خاص ہوگی۔

(۵۱/۲۵۷۶) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّایَرْکَبَ دَابَّةَ فُلَانٍ فَرَکِبَ دَابَّةَ عَبْدِهِ الْمَاذُوْنِ لَمْ یَحْنَثْ.

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ سوار نہ ہوگا فلاں کی سواری پر پھر سوار ہوا اس کے اجازت دیئے ہوئے غلام کی سواری پر تو حانث نہیں ہوگا۔

تشریح: کسی نے قسم کھائی کہ فلاں شخص کی سواری پر سوار نہ ہوں گا پھر اس کے ماذون غلام کی سواری پر سوار ہوا تو شیخین کے نزدیک حانث نہ ہوگا، امام محمد فرماتے ہیں کہ حانث ہو جائے گا اس اختلاف کا دارومدار اس پر ہے کہ جس غلام کو تجارت کی اجازت دے رکھی ہے اس کی سواری آقا کی سواری ہے یا نہیں! شیخین فرماتے ہیں کہ اس کو محاورے میں آقا کی سواری نہیں کہتے بلکہ عبد ماذون کی سواری کہتے ہیں، امام محمد فرماتے ہیں کہ عبد ماذون کی سواری درحقیقت اس کے آقا کی ہی ہے اگرچہ غلام کی جانب منسوب کر دی گئی اس لئے غلام اور جو کچھ غلام کے قبضہ میں ہو وہ سب آقا کا ہے۔

(۵۲/۲۵۷۷) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّایَدْخُلَ هٰذِهِ الدَّارَ فَوَقَفَ عَلٰی سَطْحِهَا اَوْ دَخَلَ دِهْلِیْزَهَا حَنِثَ وَاِنْ وَقَفَ فِیْ طَاقِ الْبَابِ بِحَیْثُ اِذَا اُغْلِقَ الْبَابُ کَانَ خَارِجًا لَمْ یَحْنَثْ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حل لغات: سطح: چھت جمع سُطُوْح: دھلیز: جمع دھالیز مکان میں داخل ہونے کا کمرہ، صدر دروازہ کے سامنے کا کمرہ۔ طاق: محراب دار ڈاٹ جو دیوار میں بنا دیتے ہیں۔

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ داخل نہ ہوگا اس گھر میں پھر کھڑا ہوا اس کی چھت پر یا داخل ہوا دہلیز میں تو حانث ہو جائے گا اور اگر کھڑا ہوا دروازہ کی محراب میں اس طرح کہ اگر بند کیا جائے دروازہ تو وہ باہر رہے تو حانث نہ ہوگا۔

تشریح: کسی نے قسم کھائی کہ اس گھر میں داخل نہ ہوگا پھر اس گھر کی چھت پر کھڑا ہو گیا تو متقدمین فقہاء کے نزدیک حانث ہو جائے گا کیونکہ چھت بھی گھر کے حکم میں ہے، لیکن متاخرین کے یہاں حانث نہ ہوگا، اسی طرح مکان کی جو دہلیز ہے اس میں داخل ہو گیا تو چونکہ یہ بھی گھر میں داخل سمجھی جاتی ہے اس لئے حانث ہو جائے گا اور اگر دروازہ کی محراب میں اس طرح سے کھڑا ہوا کہ اگر دروازہ بند کر دیا جائے تو وہ باہر رہ جائے تو اس صورت میں حانث نہ ہوگا کیونکہ وہ گھر میں داخل نہیں ہوا بلکہ گھر سے باہر رہا۔

(۲۵۷۸/۵۳) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّایَاکُلَ الشِّوَاءَ فَهُوَ عَلَی اللَّحْمِ دُوْنَ الْبَاذِنْجَان وَالْجَزَرِ.

حل لغات: الشِّوَاءُ: بھنا ہوا گوشت وغیرہ، اَلْبَاذِنْجَانُ: بینگن، الْجزَرُ: گاجر۔

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ نہ کھائے گا بھنا ہوا تو یہ گوشت پر محمول ہوگی نہ کہ بینگن اور گاجر پر۔

تشریح: بھنا ہوا جب بولتے ہیں تو بھنا ہوا گوشت مراد لیتے ہیں بھنے ہوئے بینگن یا گاجر مراد نہیں لیتے اس لئے بھنا ہوا گوشت کھانے سے حانث ہوگا بھنے ہوئے بینگن یا گاجر کے کھانے سے حانث نہیں ہوگا۔

(۲۵۷۹/۵۴) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّایَاکُلَ الطَّبِیْخَ فَهُوَ عَلٰی مَا یُطْبَخُ مِنَ اللَّحْمِ.

حل لغات: الطَّبِیْخُ: طبخ سے مشتق ہے پکا ہوا گوشت۔

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ نہ کھائے گا پکا ہوا تو یہ قسم اس پر ہوگی جو پکایا جائے گوشت سے۔

تشریح: کسی نے قسم کھائی کہ پکا ہوا نہیں کھائے گا تو پکے ہوئے گوشت کے کھانے سے حانث ہوگا کسی دوسری چیز کے پکے ہوئے سالن سے حانث نہیں ہوگا۔

(۲۵۸۰/۵۵) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّایَاکُلَ الرُّؤُسَ فَیَمِیْنُهٗ عَلٰی مَا یُکْبَسُ فِی التَّنَانِیْرِ وَیُبَاعُ فِی الْمِصْرِ.

حل لغات: رؤس. راس کی جمع سری۔ یکبس: باب (ض) مصدر کَبْسًا داخل کرنا۔

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ نہ کھائے گا سریاں تو یہ قسم ان پر ہوگی جو تنور میں پکتی ہوں اور بکتی ہوں شہر میں۔

تشریح: کسی نے قسم کھائی کہ میں سری نہ کھاؤں گا تو امام صاحب کے نزدیک یہ قسم ان سریوں پر محمول ہوگی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جو تنور میں پکتی اور شہر میں بکتی ہوں مثلاً گائے اور بکری کے سر مرغی اور بطخ کے سر مراد نہ ہوں گے۔

(۲۵۸۱/۵۶) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّایَاکُلَ الْخُبْزَ فَیَمِیْنُہٗ عَلٰی مَا یَعْتَادُ اَھْلُ الْبَلَدِ اَکْلَہٗ خُبْزاً فَاِنْ اَکَلَ خُبْزَ الْقَطَائِفِ اَوْ خُبْزَ الْاَرُزِّ بِالْعِرَاقِ لَمْ یَحْنَثْ.

حل لغات: یعتاد: فعل مضارع مصدر اِعتیاداً عادی ہونا۔ القطائف: بادام کا حلوا۔

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ نہ کھائے گا روٹی تو قسم اس پر ہوگی جس کی روٹی کھانے کے عادی ہوں شہر والے پھر اگر کھالے بادام کی روٹی یا چاول کی روٹی عراق میں تو حانث نہ ہوگا۔

تشریح: کسی نے قسم کھائی کہ روٹی نہیں کھائے گا تو یہ دیکھا جائے گا کہ اس علاقہ کے لوگ کس چیز کے آٹے کی روٹی کھاتے ہیں، گیہوں کی یا چاول کی جوار کی باجرہ کی یا مکی کی، جس کی بھی کھاتے ہیں اسی کی روٹی کھانے سے حانث ہوگا چنانچہ اگر اس نے بادام کی روٹی کھائی تو چونکہ بادام کی روٹی کھانے کا رواج نہیں ہے، اس لئے اس کے کھانے سے حانث نہ ہوگا، اسی طرح عراق میں لوگ چاول کی روٹی نہیں کھاتے اس لئے وہ بھی مراد نہ ہوگی بلکہ گیہوں کی روٹی مراد ہوگی اور اسی کے کھانے سے حانث ہوگا۔

(۲۵۸۲/۵۷) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّایَبِیْعَ اَوْ لَایَشْتَرِیْ اَوْلَا یُوَاجِرَ فَوَکَّلَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِکَ لَمْ یَحْنَثْ.

لغت: یُوَاجِرُ: فعل مضارع معروف آجرَ مُواجَرَۃً۔ الرجل: مزدور بنانا۔

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ نہ بیچے گا یا نہ خریدے گا یا نہ کرایہ پر دے گا پھر کسی کو وکیل بنایا جس نے یہ سب کیا تو حانث نہ ہوگا۔

تشریح: اس عبارت کو سمجھنے کے لئے آپ اولاً یہ قاعدہ سمجھیں کہ ہر وہ عقد جس کو وکیل اپنی طرف منسوب کرے اور اس کا منسوب کرنا صحیح ہو مثلاً وکیل کہتا ہے کہ میں بیع کرتا ہوں یا میں خریدتا ہوں یا میں اجارہ کرتا ہوں تو ان میں عقود کے تمام حقوق خود وکیل سے متعلق ہوتے ہیں مؤکل سے متعلق نہیں ہوتے اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے قسم کھائی کہ میں بیع نہ کروں گا اب اس کے وکیل نے بیع کی تو حانث نہ ہوگا کیونکہ فعل کا وجود وکیل سے ہوا ہے حقیقۃً بھی اور حکماً بھی۔

(۲۵۸۳/۵۸) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّایَجْلِسَ عَلَی الْاَرْضِ فَجَلَسَ عَلٰی بِسَاطٍ اَوْ عَلٰی حَصِیْرٍ لَمْ یَحْنَثْ.

حل لغات: بساط: بچھونا، جمع بُسُط۔ حصیر: بوریا، چٹائی، جمع حُصُرٌ۔

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ نہ بیٹھے گا زمین پر پھر بیٹھا بستر یا چٹائی پر تو حانث نہیں ہوگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: قسم کھانے والے کا مطلب یہ ہے کہ خالی زمین پر نہیں بیٹھوں گا اب جب کہ وہ زمین پر بستر بچھا کر یا چٹائی بچھا کر بیٹھا تو خالی زمین پر بیٹھنے والا نہیں سمجھا جائے گا اس لئے حانث نہیں ہوگا۔

(٢٥٨٤/٥٩) وَمَنْ حَلَفَ اَنْ لَّا يَجْلِسَ عَلٰى سَرِيْرٍ فَجَلَسَ عَلٰى سَرِيْرٍ فَوْقَهٗ بِسَاطٌ حَنِثَ.

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ نہ بیٹھے گا چارپائی پر پھر بیٹھا اس چارپائی پر جس پر بچھونا تھا تو حانث ہو جائیگا۔

تشریح: اگر قسم کھائی کہ چارپائی پر نہیں بیٹھے گا پھر چارپائی پر بستر بچھا کر اس پر بیٹھ گیا تو حانث ہو جائے گا کیونکہ بستر چارپائی کے تابع ہوتا ہے اس لئے بستر پر بیٹھنا چارپائی پر بیٹھنا سمجھا جائے گا۔

(٢٥٨٥/٦٠) وَاِنْ جَعَلَ فَوْقَهٗ سَرِيْرًا آخَرَ فَجَلَسَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْنَثْ.

ترجمہ: اور اگر چارپائی پر دوسری چارپائی رکھی اور اس پر بیٹھا تو حانث نہیں ہوگا۔

تشریح: کسی نے قسم کھائی تھی کہ اس چارپائی پر نہ بیٹھوں گا پھر اس پر دوسری چارپائی رکھی اور دوسری پر بیٹھ گیا تو حانث نہ ہوگا کیونکہ جس پر نہ بیٹھنے کی قسم کھائی تھی اس پر نہیں بیٹھا بلکہ دوسری پر بیٹھا۔

(٢٥٨٦/٦١) وَاِنْ حَلَفَ اَنْ لَّا يَنَامَ عَلٰى فِرَاشٍ فَنَامَ عَلَيْهِ وَفَوْقَهٗ قِرَامٌ حَنِثَ وَاِنْ جَعَلَ فَوْقَهٗ فِرَاشًا آخَرَ فَنَامَ عَلَيْهِ لَمْ يَحْنَثْ.

لغت: قرام: سرخ پردہ یا باریک کپڑا۔

ترجمہ: اگر قسم کھائی کہ نہ سوئے گا بچھونے پر پھر سویا اس پر درانحالیکہ اس پر چادر تھی تو حانث ہو جائے گا اور اگر ڈالا اس پر دوسرا بچھونا پھر اس پر سویا تو حانث نہیں ہوگا۔

تشریح: کسی نے قسم کھائی کہ بچھونے پر نہیں سوئے گا اور اس پر کوئی پتلی چادر ڈال کر اس پر سو گیا تو حانث ہو جائے گا کیونکہ عرف عام میں بچھونے پر سونے والا ہی سمجھا جائے گا اور اگر اس بچھونے پر دوسرا بچھونا ڈال دیا اور پھر اس پر سویا تو حانث نہ ہوگا کیونکہ دوسرا پہلے کے تابع نہ ہوگا۔

(٢٥٨٧/٦٢) وَمَنْ حَلَفَ بِيَمِيْنٍ وَقَالَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مُتَّصِلًا بِيَمِيْنِهٖ فَلَا حِنْثَ عَلَيْهِ.

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی اور ان شاء اللہ کہہ دیا متصلاً اپنی قسم کے ساتھ تو حانث نہیں ہوگا۔

تشریح: اگر قسم کے بعد متصلاً ان شاء اللہ کہہ دیا تو قسم باطل ہو جاتی ہے، اب اس کے کرنے سے حانث نہیں ہوگا اور اگر کچھ دیر کے بعد ان شاء اللہ کہا تو قسم منعقد ہو جائے گی۔

(٢٥٨٨/٦٣) وَاِنْ حَلَفَ لَيَأْتِيَنَّهٗ اِنِ اسْتَطَاعَ فَهٰذَا عَلٰى اِسْتِطَاعَةِ الصِّحَّةِ دُوْنَ الْقُدْرَةِ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور اگر قسم کھائی کہ میں ضرور آؤں گا اس کے پاس اگر ہو سکا تو یہ قسم تندرست رہنے پر ہوگی نہ کہ قدرت پر۔

وقت اور زمانہ پر قسم کھانے کا بیان

تشریح: قدرت دو طرح کی ہوتی ہے (۱) قدرت حقیقیہ (۲) اسباب وآلات کا سالم ہونا اور اعضاء کا صحیح ہونا قدرت حقیقیہ سے مراد اللہ کی توفیق ہے، دوسری بات یہ ہے کہ انسان کو مکلف کرنے کا دار و مدار قدرت حقیقیہ پر نہیں ہوتا بلکہ قدرت بمعنی سلامت اسباب پر ہوتا ہے۔ (۳) متن کی عبارت میں استطاعت صحت سے مراد قدرت کی دوسری قسم ہے اور 'قدرت' سے مراد قدرت حقیقیہ ہے، جب یہ تمہید ذہن نشین ہوگئی تو اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے یوں قسم کھائی کہ اگر مجھ سے ہو سکا تو میں ضرور آؤں گا تو اس سے قدرت کی دوسری قسم یعنی صحت وتندرستی مراد ہوگی قدرت حقیقیہ مراد نہیں ہوگی چنانچہ تندرستی کے باوجود اگر نہ گیا تو حانث ہو جائے گا۔

(۲۵۸۹/۶۴) وَاِنْ حَلَفَ اَنْ لَّايُكَلِّمَهُ حِيْنًا اَوْ زَمَانًا اَوِ الْحِيْنَ اَوِ الزَّمَانَ فَهُوَ عَلٰى سِتَّةِ اَشْهُرٍ.

ترجمہ: اگر قسم کھائی کہ اس سے بات نہ کرے گا ایک زمانہ تک تو یہ چھ ماہ پر محمول ہوگی۔

تشریح: ''حین' اور 'زمان' نکرہ کے ساتھ یا 'الحین' اور 'الزمان' معرفہ کے ساتھ چاروں کا اطلاق چھ ماہ پر ہوگا چنانچہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ فلاں سے ایک حین تک بات نہ کرے گا تو چھ ماہ کے اندر اندر بات کرے گا تو حانث ہو جائے گا اور اس کے بعد بات کرے گا تو حانث نہ ہوگا۔

(۲۵۹۰/۶۵) وَكَذٰلِكَ الدَّهْرُ عِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى.

ترجمہ: اور ایسے ہی لفظ الدہر ہے صاحبینؒ کے نزدیک۔

تشریح: صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر قسم کھائی کہ ایک دہر تک فلاں سے بات نہیں کروں گا تو اس کا اطلاق چھ ماہ پر ہوگا یہ مسئلہ اس وقت ہے جب کہ دہر نکرہ استعمال کیا اور اگر معرفہ استعمال کیا تو پھر پوری عمر پر قسم محمول ہوگی۔

(۲۵۹۱/۶۶) وَلَوْ حَلَفَ اَنْ لَّايُكَلِّمَ اَيَّامًا فَهُوَ عَلٰى ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ.

ترجمہ: اور اگر قسم کھائی کہ اس سے بات نہ کرے گا کچھ دنوں تک تو یہ تین دن پر ہوگی۔

تشریح: ایام، یوم کی جمع ہے اور عربی میں جمع کا اطلاق کم سے کم تین پر ہوتا ہے لہٰذا اگر ایام نکرہ استعمال کیا تو مطلب یہ ہے کہ تین دن تک بات نہیں کرے گا اگر تین دن کے اندر اندر بات کی تو حانث ہوگا ورنہ نہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۵۹۲/۶۷) وَلَوْ حَلَفَ اَنْ لَّایُکَلِّمَهُ الْاَیَّامَ فَهُوَ عَلٰی عَشَرَةِ اَیَّامٍ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَالَ اَبُوْیُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ عَلٰی اَیَّامِ الْاُسْبُوْعِ.

ترجمہ: اور اگر قسم میں الایام، کہا تو یہ دس دن پر محمول ہوگی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا کہ ہفتہ کے دنوں پر۔

تشریح: اگر قسم کھانے والے نے ایام معرفہ استعمال کیا تو امام صاحب کے نزدیک دس دن پر محمول ہوگا کیونکہ گنتی میں 'ایام' دس تک استعمال کرتے ہیں کہا جاتا ہے ثلثةُ ایام، عشرة ایام اور دس کے بعد ایام کے بجائے یوم آتا ہے کہتے ہیں احد عشر یوما اس لئے بغیر عدد، الایام، بولا تو دس تک مراد ہوگا، اور صاحبین فرماتے ہیں کہ ہفتہ کے سات دن مراد ہوں گے کیونکہ سات دن تک گنتی چلتی ہے اور آٹھویں دن دوبارہ جمعہ آجاتا ہے اور لوگوں کا ذہن اسی طرف جاتا ہے اس لئے ہفتہ کے سات دن مراد ہوں گے۔

(۲۵۹۳/۶۸) وَلَوْحَلَفَ اَنْ لَّایُکَلِّمَهُ الشُّهُوْرَ فَهُوَ عَلٰی عَشَرَةِ اَشْهُرٍ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَالَ اَبُوْیُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی هُوَ عَلٰی اثْنَیْ عَشَرَ شَهْرًا.

ترجمہ: اور اگر قسم کھائی کہ اس سے بات نہیں کرے گا مہینوں تو یہ دس ماہ پر محمول ہوگی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور فرمایا صاحبین نے کہ بارہ مہینوں پر محمول ہوگی۔

تشریح: کسی نے قسم کھائی کہ زید سے مہینوں بات نہیں کرے گا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ دس مہینے تک بات نہیں کرے گا اگر اس سے پہلے بات کر لی تو حانث ہو جائے گا، اور دس ماہ کے بعد بات کی تو حانث نہیں ہوگا، اور صاحبین کے نزدیک سال کے بارہ مہینے مراد ہوں گے۔

(۲۵۹۴/۶۹) وَلَوْ حَلَفَ لَایَفْعَلُ کَذَا تَرَکَهُ اَبَدًا.

ترجمہ: اور اگر قسم کھائی کہ ایسا نہیں کرے گا تو چھوڑ دے اسے ہمیشہ کے لئے۔

تشریح: جب قسم کھائی کہ فلاں کام نہیں کرے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ زندگی میں کبھی بھی نہ کرے گا اس لئے ہمیشہ کے لئے چھوڑنا ہوگا اگر ایک بار بھی کر لیا تو حانث ہو جائے گا۔

(۲۵۹۵/۷۰) وَاِنْ حَلَفَ لَیَفْعَلَنَّ کَذَا فَفَعَلَهُ مَرَّةً وَاحِدَةً بَرَّ فِیْ یَمِیْنِهٖ.

ترجمہ: اور اگر قسم کھائی کہ ضرور بالضرور کرے گا ایسا پھر اس کو ایک بار کر لیا تو اس کی قسم پوری ہو جائے گی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: قسم کھائی کہ اس کام کو ضرور کرے گا تو زندگی میں ایک مرتبہ کرلیا تو قسم پوری ہوگئی کیونکہ اس کلام سے مقصود یہ ہے کہ وہ فلاں کام ضرور کریگا اور اس نے کرلیا تو کلام کا مقصود پایا گیا لہٰذا ایک بار کر لینے سے قسم پوری ہوجائیگی۔

(۲۵۹۶/۷۱) وَمَنْ حَلَفَ لَاتَخْرُجُ اِمْرَأَتُهُ اِلَّا بِاِذْنِهٖ فَاَذِنَ لَهَا مَرَّةً وَاحِدَةً فَخَرَجَتْ وَرَجَعَتْ ثُمَّ خَرَجَتْ مَرَّةً اُخْرٰی بِغَیْرِ اِذْنِهٖ حَنِثَ وَلَا بُدَّ مِنَ الْاِذْنِ فِیْ کُلِّ خُرُوْجٍ.

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ نہیں نکلے گی اس کی بیوی مگر اس کی اجازت سے پھر اجازت دی اس کو ایک مرتبہ پھر وہ نکلی اور واپس آگئی پھر نکلی دوسری مرتبہ بغیر اس کی اجازت کے تو حانث ہوجائے گا اور ضروری ہے اجازت ہر مرتبہ نکلنے میں۔

تشریح: کسی نے بیوی سے کہا کہ تو نہیں نکلے گی مگر میری اجازت سے تو ہر بار نکلنے کے لئے اجازت ضروری ہوگی کیونکہ ''باذنہ'' میں حرف ''با'' الصاق کے لئے ہے، لہٰذا اس کلام کا مطلب یہ ہوگا کہ ہر مرتبہ کا نکلنا میری اجازت کے ساتھ ملصق ہو اور اس کے علاوہ ہر خروج حرام ہوگا، چنانچہ وہ عورت جب بھی شوہر کی اجازت کے بغیر نکلے گی تو شوہر کی قسم ٹوٹ جائے گی اور کفارہ لازم ہوگا۔

(۲۵۹۷/۷۲) وَاِنْ قَالَ اِلَّا اَنْ آذَنَ لَكِ فَاَذِنَ لَهَا مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ خَرَجَتْ بَعْدَهَا بِغَیْرِ اِذْنِهٖ لَمْ یَحْنَثْ.

ترجمہ: اور اگر کہا مگر یہ کہ میں تجھے اجازت دوں پھر اجازت دی اس کو ایک بار اور وہ نکل گئی اس کے بعد بغیر اس کی اجازت کے تو حانث نہ ہوگا۔

تشریح: اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو نہیں نکل سکتی مگر یہ کہ میں تجھ کو اجازت دوں تو اس صورت میں ہر خروج کے لئے تکرار اذن شرط نہیں ہے بلکہ حانث نہ ہونے کے لئے ایک مرتبہ اجازت کا پایا جانا کافی ہے، یعنی اگر عورت ایک بار اجازت لے کر نکلی اور پھر اس کے بعد بغیر اجازت کے نکلی تو شوہر حانث نہ ہوگا کیونکہ اس صورت میں ''با'' جس کی وجہ سے ہر خروج کا اذن کے ساتھ ملصق اور متصل ہونا لازم آتا تھا، موجود نہیں ہے۔

(۲۵۹۸/۷۳) وَاِذَا حَلَفَ اَنْ لَّایَتَغَدّٰی فَالْغَدَاءُ هُوَ الْاَكْلُ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ اِلَی الظُّهْرِ وَالْعَشَاءُ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ وَالسَّحُوْرُ مِنْ نِصْفِ اللَّیْلِ اِلٰی طُلُوْعِ الْفَجْرِ.

حل لغات: یتغدی: صبح کا کھانا، کھایا۔ الغداء: صبح کے وقت کا کھانا۔ العشاء: شام کا کھانا، جمع اغشِیَة. السَّحُور: سحری، وہ کھانا جو صبح صادق سے کچھ پہلے کھایا جائے۔

ترجمہ: اور جب قسم کھائی کہ ناشتہ نہیں کرے گا تو ناشتہ وہ کھانا ہے طلوع فجر سے ظہر تک اور عشاء نماز ظہر سے

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

آدھی رات تک اور سحری آدھی رات سے طلوع فجر تک۔

تشریح: کوئی آدمی قسم کھائے کہ ناشتہ نہیں کروں گا تو کس وقت سے کس وقت تک کھانے میں حانث ہوگا اس کی تفصیل صاحب کتاب کے بقول اس طرح ہے کہ 'غدا' یعنی ناشتہ طلوع فجر سے ظہر کے وقت تک کے کھانے کو کہتے ہیں، اور عشاء یعنی رات کا کھانا ظہر سے لے کر آدھی رات تک کے کھانے کو کہتے ہیں اور سحری آدھی رات سے لے کر طلوع فجر تک کے کھانے کو کہتے ہیں اس درمیان کھائے گا تو حانث ہوگا۔

(۲۵۹۹/۷۴) وَاِنْ حَلَفَ لَيَقْضِيَنَّ دَيْنَهُ اِلٰى قَرِيْبٍ فَهُوَ عَلٰى مَا دُوْنَ الشَّهْرِ وَاِنْ قَالَ اِلٰى بَعِيْدٍ فَهُوَ اَكْثَرُ مِنَ الشَّهْرِ.

ترجمه: اور اگر قسم کھائی کہ ضرور بالضرور ادا کردے گا اس کا قرض عنقریب تو یہ ایک ماہ سے کم پر ہوگی اور اگر کہا کچھ دیر میں تو یہ ایک ماہ سے زائد پر ہوگی۔

تشریح: کسی نے قسم کھائی کہ قرض قریبی زمانہ میں ادا کروں گا تو ایک ماہ کے اندر اندر ادا کرنا ہوگا اور اگر کہا کہ دیر میں ادا کروں گا تو ایک ماہ یا ایک ماہ کے بعد ادا کرے تب بھی حانث نہیں ہوگا۔

(۲۶۰۰/۷۵) وَمَنْ حَلَفَ لَايَسْكُنُ هٰذِهِ الدَّارَ فَخَرَجَ مِنْهَا بِنَفْسِهٖ وَتَرَكَ فِيْهَا اَهْلَهٗ وَمَتَاعَهٗ حَنِثَ.

ترجمه: کسی نے قسم کھائی کہ نہیں رہیگا اس گھر میں پھر نکل گیا وہاں سے خود اور چھوڑ دیا اس میں اپنے بال بچوں اور سامان کو تو حانث ہو جائیگا۔

تشریح: ایک شخص نے قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ رہوں گا چنانچہ وہ وہاں سے نکل گیا لیکن بال بچے اور گھریلو سامان سب وہیں چھوڑ دیا تو حانث ہو جائے گا، کیونکہ عرف میں رہائش اسی جگہ کی سمجھی جاتی ہے جہاں بال بچے ہوں، اگر حالف حانث ہونا نہیں چاہتا تو پھر امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پورا سامان منتقل کرنا ضروری ہے، اگر ایک کیل بھی وہاں رہ گئی تو حانث ہو جائے گا، امام ابو یوسف کے نزدیک اکثر سامان منتقل کر لینا کافی ہے، امام محمد فرماتے ہیں کہ گھریلو ضروری سامان منتقل کر لینا کافی ہے، اسی قول میں لوگوں کے لئے آسانی ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ ۲/۳۰۸)

(۲۶۰۱/۷۶) وَمَنْ حَلَفَ لَيَصْعَدَنَّ السَّمَاءَ اَوْ لَيَقْلِبَنَّ هٰذَا الْحَجَرَ ذَهَبًا اِنْعَقَدَتْ يَمِيْنُهٗ وَحَنِثَ عَقِيْبَهَا.

لغات: لیصعدن: لام تاکید با نون تاکید ثقیلہ معروف، صَعِدَ صُعُوْدًا چڑھنا۔ لیقلبن: قَلَبَ قلباً الشیء پلٹ دینا اوپر کا نیچے کر دینا۔ عقیب: پیچھے آنے والا کہا جاتا ہے، هُوَ عقيبُه وہ اس کے پیچھے پیچھے آتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ ضرور بالضرور چڑھے گا آسمان پر یا ضرور بالضرور بنادے گا اس پتھر کو سونا تو اس کی قسم منعقد ہو جائے گی اور وہ حانث ہو جائے گا قسم کے بعد۔

تشریح: آسمان پر چڑھنا ممکن تو ہے کیونکہ فرشتے روزآنہ آسمان پر چڑھتے ہیں اور شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی سیر کر کے واپس تشریف لائے اسی طرح پتھر کو سونا بنانا کیمکل کے ذریعہ ممکن ہے لہٰذا قسم منعقد ہو گئی لیکن فی الحال اسباب ووسائل نہ ہونے کی وجہ سے ہمت وقدرت نہ ہونے کی وجہ سے عاجز ہونا ظاہر ہو گیا اس لئے قسم کے بعد فوراً حانث ہو جائے گا اور کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

(۲۶۰۲/۷۷) وَمَنْ حَلَفَ لَيَقْضِيَنَّ فُلَانًا دَيْنَهُ الْيَوْمَ فَقَضَاهُ ثُمَّ وَجَدَ فُلَانٌ بَعْضَهَا زُيُوفًا اَوْ نَبَهْرَجَةً اَوْ مُسْتَحَقَّةً لَمْ يَحْنَثِ الْحَالِفُ وَاِنْ وَجَدَ هَا رَصَاصًا اَوْ سَتُّوْقَةً حَنِثَ.

حل لغات: زیوفاً: کھوٹا سکہ جس کو بیت المال نہ لے۔ بنھرجةً: کھوٹا سکہ جس کو عام تجار نہ لیں بیت المال لے لے۔ رصاص: ایک قسم کی دھات جس سے بندوق کی گولیاں اور چھرے وغیرہ بنائے جاتے ہیں، واحد رَصَاصَةٌ. ستوقة: یہ معرب ہے ستہ کا، وہ درہم جو اندر سے تانبے کا ہو اور دونوں طرف سے چاندی کا رنگ چڑھا دیا گیا ہو۔

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ ضرور ادا کر دے گا فلاں کا قرض آج پس ادا کر دیا اس کو پھر پایا فلاں نے بعض قرض کسی قدر کھوٹا، یا کسی اور کا حق والا تو حانث نہیں ہوگا قسم کھانے والا اور اگر پایا بالکل رانگ یا بالکل کھوٹا تو حانث ہو جائے گا۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے قسم کھائی کہ آج فلاں کا قرض ضرور ادا کر دوں گا، چنانچہ قسم کے مطابق آج ہی قرض ادا کر دیا لیکن ان دراہم میں کھوٹ پن تھا جن کو بیت المال یا تاجر نہیں لیتے تھے یا جو دراہم قرض میں دیئے گئے تھے ان میں کسی اور کا حق نکل گیا تو قسم کھانے والا حانث نہیں ہوگا، کیونکہ مذکورہ صورت میں ادائیگی پائی گئی اگر چہ عیب دار ہی سہی، اور عیب دار ہونا ادائیگی کے منافی نہیں ہے۔ ہاں اگر قرض میں رانگ کا بنا ہوا درہم دے دیا یا ایسا درہم دے دیا جو اندر سے تانبے کا تھا مگر دونوں جانب چاندی چڑھی ہوئی تھی تو حانث ہو جائے گا، کیونکہ مذکورہ دونوں چیزوں سے بنے ہوئے کو درہم نہیں کہتے، اور قسم کھائی تھی کہ درہم دوں گا۔

(۲۶۰۳/۷۸) وَمَنْ حَلَفَ لَايَقْبِضُ دَيْنَهُ دِرْهَمًا دُوْنَ دِرْهَمٍ فَقَبَضَ بَعْضَهُ لَمْ يَحْنَثْ حَتّٰى يَقْبِضَ جَمِيْعَهُ مُتَفَرِّقًا وَاِنْ قَبَضَ دَيْنَهُ فِيْ وَزْنَتَيْنِ لَمْ يَتَشَاغَلْ بَيْنَهُمَا اِلَّا بِعَمَلِ الْوَزْنِ لَمْ يَحْنَثْ وَلَيْسَ ذٰلِكَ بِتَفْرِيْقٍ.

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ نہ لے گا اپنا قرض ایک ایک درہم کر کے پھر کچھ قرض لے لیا تو حانث نہ ہوگا یہاں تک کہ لے لے پورا قرض تھوڑا تھوڑا کر کے اور اگر وصول کیا اپنا قرض دو دفعہ وزن کر کے جن میں نہیں کیا کوئی کام

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وزن کرنے کے علاوہ تو حانث نہ ہوگا اور یہ متفرق طور پر لینا نہیں ہے۔

تشریح: کسی نے قسم کھائی کہ میں اپنا قرض تھوڑا تھوڑا کر کے وصول نہیں کروں گا پھر اس نے دس پانچ، درہم وصول کئے تو ابھی حانث ہونے کا حکم نہیں لگائیں گے جب تک کہ پورا قرض تھوڑا تھوڑا کر کے وصول نہ کرے ہاں اگر قرض کوئی وزنی چیز تھی اور وہ سب ایک بار وزن نہیں ہوسکتی تھی اسلئے چند بار وزن کر کے وصول کیا تو حانث نہ ہوگا مثلاً پانچ کوئنل چاول تھے ان کو ایک دفعہ وزن نہیں کر سکتا اسلئے کئی بار وزن کر کے چاول لیا اور وزن کرنے کے دوران کسی اور کام میں مشغول نہیں ہوا تو حانث نہ ہوگا کیونکہ یہ تو مجبوری ہے اور محاورے میں اس کو متفرق طور پر وصول کرنا نہیں کہتے ہیں۔

(۲۶۰۴/۷۹) وَمَنْ حَلَفَ لَيَأْتِيَنَّ الْبَصْرَةَ فَلَمْ يَأْتِ حَتّٰى مَاتَ حَنِثَ فِيْ آخِرِ جُزْءٍ مِّنْ اَجْزَاءِ حَيٰوتِهٖ.

ترجمہ: کسی نے قسم کھائی کہ ضرور جائے گا بصرہ پھر وہ نہ گیا یہاں تک کہ مر گیا تو حانث ہو جائے گا اپنی زندگی کے آخری لمحات میں۔

تشریح: زندگی بھر امید کی جائے گی کہ وہ کبھی نہ کبھی بصرہ جائے گا مگر بعد الموت یہ ثابت ہوا کہ حالف نے اپنی قسم کو پورا نہیں کیا لیکن بعد الموت وہ مکلف نہیں ہوتا اس لئے مرنے سے تھوڑی دیر پہلے اس پر یہ حکم جاری ہوگا کیونکہ اس وقت وہ مخاطب تھا۔

کتاب الدعویٰ

یہ کتاب دعویٰ کے بیان میں ہے

ماقبل سے مناسبت: یمین کے ذریعہ خبریں مؤکد کی جاتی ہیں اور دعویٰ کے ذریعہ الزامات مؤکد کئے جاتے ہیں پس ہر دو سے تقویت مقصود ہوتی ہے نیز یمین کے ذریعہ ایجاب علیٰ نفسہٖ مؤکد ہوتا ہے اور دعویٰ کے ذریعہ ایجاب علیٰ غیرہ مؤکد ہوتا ہے اس لئے ایجاب علیٰ نفسہٖ فطرۃً مقدم ہے پس ذکراً بھی اس کو مقدم کر دیا اور کتاب الدعویٰ کو مؤخر کر دیا۔ (رقم الحاشیۃ (۷)

دعویٰ کی لغوی تعریف: دعویٰ لغت میں اس قول کا نام ہے جس سے انسان دوسرے آدمی پر حق واجب کرنے کا ارادہ کرے۔

اصطلاحی تعریف: جھگڑے کے وقت کسی چیز کو اپنی طرف منسوب کرنا ہے۔

اصطلاحی الفاظ: دعویٰ کرنے والے کو مُدعی جس پر دعویٰ کیا جائے اس کو مدعیٰ علیہ اور جس چیز کا دعویٰ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے اس کو مدعیٰ کہتے ہیں۔

(۱/۲۶۰۵) اَلْمُدَّعِیْ مَنْ لَّایُجْبَرُ عَلَی الْخُصُوْمَةِ اِذَا تَرَکَهَا وَالْمُدَّعٰی عَلَیْهِ مَنْ یُجْبَرُ عَلَی الْخُصُوْمَةِ.

لغت: الخصومة: مقدمہ میں جو دونوں طرف سے جھگڑا کرتے ہیں اس کو خصومت کہتے ہیں۔

ترجمہ: مدعی وہ شخص ہے جو مجبور نہ کیا جائے جھگڑے پر جب کہ وہ اس کو چھوڑ دے اور مدعیٰ علیہ وہ ہے جو مجبور کیا جائے جھگڑے پر۔

مدعی اور مدعیٰ علیہ کی تعریف

تشریح: جن امور پر مسائل دعویٰ کا دارومدار ہے ان میں سب سے زیادہ اہم بات مدعی اور مدعیٰ علیہ کے درمیان فرق کی شناخت ہے اسی وجہ سے صاحب قدوری نے اوّلاً دونوں کی تعریف ذکر کی ہے، چنانچہ فرمایا کہ مدعی وہ شخص ہے جس کو خصومت پر مجبور نہ کیا جائے یعنی دعویٰ کرنے کے بعد اگر وہ دعویٰ کو ترک کرنا چاہے تو اس کو ترک کردے اس پر کسی طرح کا جبر نہیں ہے، اس وجہ سے کہ اس کا اپنا حق ہے صاحب حق نے جب اپنا حق چھوڑ دیا تو اس کو کون مجبور کرسکتا ہے گویا کہ اس نے معاف کردیا، اور مدعیٰ علیہ وہ شخص ہے جس کو خصومت پر مجبور کیا جائے یعنی مدعی کے دعویٰ کرنے کے بعد اس پر جواب دینا لازم ہے خصومت سے پہلوتہی کرنے کی اجازت نہیں ہے، اس وجہ سے کہ دوسرے کا حق ضائع ہونا لازم آتا ہے اس وجہ سے اس پر جبر ہوگا۔

(۲/۲۶۰۶) وَلَا یُقْبَلُ الدَّعْوٰی حَتّٰی یَذْکُرَ شَیْئًا مَعْلُوْمًا فِیْ جِنْسِهٖ وَقَدْرِهٖ.

ترجمہ: اور قبول نہیں کیا جائیگا دعویٰ یہاں تک کہ بیان کردے ایسی شی جس کی جنس اور مقدار معلوم ہو۔

تشریح: صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ مدعی کا دعویٰ اس وقت قبول ہوگا جب وہ اس شی کی جنس اور مقدار ذکر کردے جس کا دعویٰ کیا گیا ہے مثلاً یوں کہے کہ میرے فلاں آدمی پر بیس کوئنٹل گیہوں ہیں، کیونکہ دعویٰ کا فائدہ یہ ہے کہ حجت قائم کرکے مدعیٰ علیہ پر مدعی کا حق لازم کیا جائے اور مجہول چیز کا لازم کرنا چونکہ ممکن نہیں ہے اس لئے شی مدعیٰ کی جنس اور مقدار کا بیان کرنا ضروری ہے۔

(۳/۲۶۰۷) فَاِنْ کَانَ عَیْنًا فِیْ یَدِ الْمُدَّعٰی عَلَیْهِ کُلِّفَ اِحْضَارُهَا لِیُشِیْرَ اِلَیْهَا بِالدَّعْوٰی وَاِنْ لَّمْ تَکُنْ حَاضِرَةً ذَکَرَ قِیْمَتَهَا.

ترجمہ: اگر ہو وہ چیز بعینہ مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں تو اس کو مجبور کیا جائے گا اس کے حاضر کرنے پر تاکہ اشارہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرے اس کی طرف دعویٰ میں اور اگر حاضر نہ ہو تو اس کی قیمت بیان کرے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مدعیٰ بہ (جس کا دعویٰ کیا گیا ہے) بعینہ مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ہو تو مدعیٰ علیہ کو مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس مال کو عدالت قاضی میں حاضر کرے تا کہ مدعی دعویٰ کرتے وقت اس مال کی جانب اشارہ کر سکے اور اگر مدعیٰ بہ مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں موجود نہ ہو بلکہ ضائع ہو گیا یا غائب ہو گیا جس کا ٹھکانہ معلوم نہیں ہے تو اس صورت میں مدعی اس مال کی قیمت ذکر کر دے تا کہ مدعیٰ بہ معلوم ہو کر دعویٰ درست ہو جائے۔

(۴/۲۶۰۸)　وَاِنِ ادَّعٰی عَقَارًا حَدَّدَهٗ وَذَكَرَهٗ اَنَّهٗ فِيْ يَدِ الْمُدَّعٰی عَلَيْهِ وَاَنَّهٗ يُطَالِبُهٗ.

ترجمہ: اور اگر زمین کا دعویٰ کیا تو اس کی حدود بیان کرے اور یہ بھی ذکر کرے کہ وہ مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ہے اور یہ کہ اس نے اس سے اس کا مطالبہ کیا ہے۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ اگر مدعی نے کسی غیر منقول چیز مثلاً زمین یا مکان کا دعویٰ کیا تو اس دعویٰ کے صحیح ہونے کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں:

(۱) مدعی، اس شی مدعیٰ بہ کے حدود بیان کرے یعنی یہ بیان کرے کہ اس زمین کے مشرق، مغرب، شمال، جنوب میں کون کون لوگ ہیں؟ اور حدود دار بعہ ذکر کرتے وقت مالکان حدود کے نام اور نسب کا بیان کرنا بھی ضروری ہے اس زمانہ میں یہ بھی بیان کرے کہ زمین کا کھاتہ نمبر کیا ہے اور خسرہ نمبر کیا ہے تا کہ زمین متعین ہو جائے۔

(۲) مدعی یہ بھی بیان کرے کہ شی مدعیٰ بہ، مدعیٰ علیہ کے قبضہ میں ہے کیونکہ مدعیٰ علیہ اسی وقت خصم قرار پائے گا جب کہ شی مدعیٰ بہ اس کے قبضہ میں ہو۔

(۳) مدعی یہ بھی بیان کرے کہ میں نے مدعیٰ علیہ سے اس شی مدعیٰ بہ کا مطالبہ کیا ہے کیونکہ مطالبہ مدعی کا حق ہے جو اس کی طلب پر موقوف ہے۔

(۵/۲۶۰۹)　وَاِنْ كَانَ حَقًّا فِي الذِّمَّةِ ذَكَرَ اَنَّهٗ يُطَالِبُهٗ بِهٖ.

ترجمہ: اور اگر کوئی حق ہو ذمہ میں تو ذکر کرے کہ وہ اس حق کا مطالبہ کرتا ہے۔

تشریح: اگر وہ چیز جس کا دعویٰ کیا گیا ہے ذمہ میں کوئی حق یعنی دین ہو تو مدعی کے لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ مدعیٰ علیہ سے اس حق کا مطالبہ کرتا ہے مثلاً دعویٰ یہ تھا کہ خالد کے عمر کے ذمہ پچاس ہزار روپے قرض ہے تو قرض ہونا ذمہ میں یہ ایک حق ہوا تو اس صورت میں دعویٰ کے ساتھ یہ بھی ذکر کرے کہ میں اس قرض کا طلب گار ہوں کیونکہ صاحب حق حاضر ہو چکا ہے اب صرف مطالبہ باقی ہے۔

(۶/۲۶۱۰) فَاِذَا صَحَّتِ الدَّعْوٰی سَأَلَ الْقَاضِيُ الْمُدَّعٰی عَلَيْهِ عَنْهَا فَاِنِ اعْتَرَفَ قَضٰی عَلَيْهِ بِهَا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَإِنْ أَنْكَرَ سَأَلَ الْمُدَّعِيْ الْبَيِّنَةَ فَإِنْ أَحْضَرَهَا قَضٰى بِهَا وَإِنْ عَجَزَ عَنْ ذَالِكَ وَطَلَبَ يَمِيْنَ خَصْمِهٖ اِسْتَحْلَفَهٗ عَلَيْهَا.

حلّ لغت: خصم: مدمقابل، مقدمہ میں دوسرا فریق۔

ترجمہ: اور جب صحیح ہو جائے دعویٰ تو دریافت کرے قاضی مدعیٰ علیہ سے اس دعویٰ کے بارے میں اگر وہ اقرار کرلے تو اس پر اس کا فیصلہ کردے اور اگر انکار کرے تو طلب کرے مدعی سے گواہ اگر وہ پیش کردے تو فیصلہ کردے گواہ کے مطابق اور اگر وہ اس سے عاجز آجائے اور طلب کرے اپنے مدمقابل کی قسم تو قسم لے اس سے دعویٰ پر۔

دعویٰ کے تفصیلی احکام

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب دعویٰ اپنی شرطوں کے ساتھ درست ہوگیا تو قاضی مدعیٰ علیہ سے اس دعویٰ کے بارے میں دریافت کرے گا کہ کیا واقعی مدعی کا دعویٰ صحیح ہے؟ اگر مدعیٰ علیہ نے دعویٰ کا اقرار کیا کہ واقعی مدعی کا میرے ذمہ حق ہے تو قاضی اس کا فیصلہ کردے گا اب گواہ یا قسم کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اور اگر مدعیٰ علیہ نے اس دعویٰ کا انکار کیا تو اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے قاضی مدعی سے گواہ طلب کرے گا اگر مدعی نے اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کردیئے تو قاضی ان گواہوں کے مطابق فیصلہ کرے گا آگے فرماتے ہیں کہ مدعی کو گواہ پیش کرنے کو کہا اس پر وہ گواہ پیش کرنے سے عاجز آگیا اور اس نے مدعیٰ علیہ سے قسم کا مطالبہ کیا تو قاضی اس دعویٰ پر مدعیٰ علیہ سے قسم لے گا۔

(۲۶۱۱/۷) وَإِنْ قَالَ لِيْ بَيِّنَةٌ حَاضِرَةٌ وَطَلَبَ الْيَمِيْنَ لَمْ يُسْتَحْلَفْ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ترجمہ: اور اگر کہے کہ میرے پاس گواہ موجود ہے اور طلب کرے قسم تو قسم نہیں کھلائی جائے گی امام صاحب کے نزدیک۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مدعی نے کہا کہ میرے گواہ شہر میں ہیں میں ان کو پیش کرسکتا ہوں، لیکن پھر بھی گواہ پیش نہ کرکے مدعیٰ علیہ سے قسم لے کر فیصلہ کروانا چاہتا ہے تو اس سلسلہ میں امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ مدعیٰ علیہ سے قسم نہیں لی جائے گی، کیونکہ قسم میں مدعی کے حق کا ثابت ہونا گواہ قائم کرنے سے عاجز ہونے پر مرتب ہے، لہٰذا جب تک مدعی گواہ قائم کرنے سے عاجز نہ ہوگا اس وقت تک قسم مدعی کا حق نہ ہوگا۔

(۲۶۱۲/۸) وَلَا تُرَدُّ الْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعِيْ.

ترجمہ: اور نہیں لوٹائی جائے گی قسم مدعی پر۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اگر مدعیٰ علیہ قسم کھانے سے انکار کردے تو مدعی سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ قاضی مدعیٰ علیہ پر مدعی کا دعویٰ لازم کردے گا ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ اگر مدعیٰ علیہ قسم سے انکار کردے تو قسم مدعی کی طرف عود کرے گی پس اگر مدعی نے قسم کھائی تو قاضی اس کی قسم پر اس کے حق میں فیصلہ صادر کردے گا اور اگر وہ بھی انکار کردے تو جھگڑا ہی ختم ہوجائے گا ہماری دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: کہ اگر لوگوں کو ان کے دعوؤں کی وجہ سے دے دیا جائے تو لوگ قوم کی جانوں اور مالوں پر دعویٰ کر بیٹھیں گے لیکن گواہ مدعی پر ہے اور قسم اس پر جو انکار کرے، ملاحظہ فرمائیں کہ اس حدیث میں تقسیم ہے اب اگر مدعی سے قسم لی جائے تو مدعی اور مدعی علیہ دونوں قسم میں شریک ہوں گے اور تقسیم شرکت کے منافی ہے۔

(۲۶۱۳/۹) **وَلَا تُقْبَلُ بَيِّنَةُ صَاحِبِ الْيَدِ فِي الْمِلْكِ الْمُطْلَقِ.**

ترجمہ: اور نہیں قبول کیا جائے گا قبضہ والے کا بینہ ملک مطلق میں۔

تشریح: مسئلہ کو سمجھنے سے قبل یہ اصطلاحات ذہن نشیں فرمالیں، (۱) صاحب الید جس کے قبضہ میں دعویٰ کی چیز ہو (۲) ملک مطلق کوئی شخص کسی چیز کے مالک ہونے کا دعویٰ کرے لیکن مالک ہونے کے سبب کو بیان نہ کرے، مثلاً یہ کہے کہ یہ میرا گھر ہے مگر یہ بیان نہ کرے کہ آیا اس نے خریدا ہے، یا اس کو ترکہ میں ملا ہے، اب مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص مال معین پر قابض ہے، اور اس پر ایک غیر قابض نے دعویٰ کیا مثلاً یہ کہا کہ یہ چیز میری ملک ہے اور اس قابض کے قبضہ میں ناحق طور پر ہے اب اگر قابض نے اپنے مالک ہونے پر گواہ پیش کئے اور غیر قابض نے اپنے مالک ہونے پر تو ہمارے نزدیک غیر قابض کے گواہ مقبول ہوں گے اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا۔

(۲۶۱۴/۱۰) **وَاِذَا نَكَلَ الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ عَنِ الْيَمِيْنِ قَضٰى عَلَيْهِ بِالنُّكُوْلِ وَاَلْزَمَهُ مَا ادَّعٰى عَلَيْهِ.**

حل لغت: النکول: قسم کھانے سے انکار کرنا۔

ترجمہ: اور جب انکار کرے مدعیٰ علیہ قسم سے تو فیصلہ کردے اس پر انکار کی وجہ سے اور لازم کردے اس پر وہ جس کا اس پر دعویٰ کیا ہے۔

تشریح: مدعی کے پاس گواہ نہ تھے اس لئے اس نے مدعی علیہ کو قسم کھانے کے لئے کہا لیکن مدعی علیہ نے قسم کھانے سے انکار کردیا تو اس کے انکار کرنے کے بعد قاضی فیصلہ کردے گا کہ یہ چیز مدعی کی ہے مدعیٰ علیہ کا انکار حقیقۃً ہو مثلاً وہ صاف طور سے کہہ دے کہ میں قسم نہیں کھاتا یا حکماً ہو مثلاً وہ قسم کھانے سے خاموشی اختیار کرلے۔

(۲۶۱۵/۱۱) **وَيَنْبَغِيْ لِلْقَاضِيْ اَنْ يَقُوْلَ لَهُ اِنِّيْ اَعْرِضُ عَلَيْكَ الْيَمِيْنَ ثَلٰثًا فَاِنْ حَلَفْتَ وَاِلَّا قَضَيْتُ عَلَيْكَ بِمَا ادَّعَاهُ.**

ترجمہ: اور مناسب ہے قاضی کے لئے کہ اس سے کہے میں پیش کرتا ہوں تجھ پر قسم تین بار اگر تو قسم کھالے تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بہتر ہے ورنہ فیصلہ کردوں گا تجھ پر اس چیز کا جس کا مدعی نے دعویٰ کیا ہے۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہو اور مدعی علیہ قسم کھانے سے انکار کرے تو قاضی مدعی علیہ سے یہ کہے کہ میں تجھ پر تین بار قسم پیش کروں گا اگر تو نے قسم کھالی تو تو مدعی کے دعویٰ سے چھٹکارا پالے گا اور اگر تو نے قسم نہ کھائی تو میں تیرے خلاف فیصلہ کروں گا۔

(۱۲/۲۶۱۶) وَاِذَا كَرَّرَ الْعَرْضَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَضٰى عَلَيْهِ بِالنُّكُوْلِ.

ترجمہ: جب وہ تین بار مکرر پیش کر چکے تو فیصلہ کردے اس پر انکار کی وجہ سے۔

تشریح: جب قاضی مدعی علیہ پر تین بار قسم پیش کر چکا اور مدعی علیہ ہر بار انکار کر چکا تو اب قاضی اس کے خلاف فیصلہ کردے گا۔

(۱۳/۲۶۱۷) وَاِنْ كَانَتِ الدَّعْوٰى نِكَاحًا لَمْ يُسْتَحْلَفِ الْمُنْكِرُ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ترجمہ: اور اگر ہو دعویٰ نکاح کا تو قسم نہ لی جائے گی منکر سے امام صاحب کے نزدیک۔

ان معاملات کا بیان جن میں مدعی علیہ سے قسم نہیں لی جاتی

تشریح: مرد نے کسی عورت پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس عورت کے ساتھ نکاح کیا ہے اور عورت اس کا انکار کرتی ہے یا عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد اس کا منکر ہے تو امام صاحب کے نزدیک منکر کو قسم نہیں کھلائیں گے۔

(۱۴/۲۶۱۸) وَلَا يُسْتَحْلَفُ فِي النِّكَاحِ وَالرَّجْعَةِ وَالْفَيْءِ فِي الْاِيْلَاءِ وَالرِّقِّ وَالْاِسْتِيْلَادِ وَالنَّسَبِ وَالْوَلَاءِ وَالْحُدُوْدِ وَاللِّعَانِ وَقَالَا يُسْتَحْلَفُ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ اِلَّا فِي الْحُدُوْدِ وَاللِّعَانِ.

ترجمہ: اور قسم نہیں لی جاتی نکاح میں رجعت میں ایلاء سے رجوع کرنے میں غلامی میں ام ولد کرنے میں نسب میں ولاء میں حدود میں لعان میں، اور صاحبین نے فرمایا کہ قسم لی جائے گی ان تمام میں سوائے حدود اور لعان کے۔

تشریح: مصنفؒ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نو چیزیں ایسی ہیں جن میں منکر یعنی مدعی علیہ سے قسم نہیں لی جاتی ہے، اور وہ نو چیزیں یہ ہیں:

(۱) نکاح اس کی صورت ماقبل کے مسئلہ میں آچکی ہے۔

(۲) رجعت کی صورت یہ ہوگی کہ شوہر نے بیوی کو طلاق رجعی دی عدت گذر جانے کے بعد شوہر دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے عدت کے اندر رجعت کرلی تھی اور عورت انکار کرتی ہے کہ رجعت نہیں کی تھی شوہر کے پاس گواہ نہیں ہے اب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

امام صاحب کے نزدیک عورت کو قسم نہیں کھلائیں گے بلکہ بغیر قسم کے ہی فیصلہ کر دیں گے کہ رجعت نہیں ہوئی تھی یا برعکس ہو۔

(۳) فئی: مدت ایلاء گذر جانے کے بعد شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے مدت ایلاء میں ایلاء سے رجوع کر لیا تھا بیوی انکار کرتی ہے شوہر کے پاس گواہ نہیں ہے تو بیوی کو اس بارے میں قسم نہیں کھلائیں گے یا برعکس ہو۔

(۴) رق: زید نے ایک مجہول النسب پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور وہ مجہول النسب اس کا انکار کرتا ہے دعویٰ کرنے والے کے پاس گواہ نہیں ہے تو امام صاحب کے نزدیک غلام کو قسم نہیں کھلائیں گے یا برعکس ہو۔

(۵) استیلاد: ایک باندی نے اپنے آقا پر دعویٰ کیا کہ میں نے ان کے نطفہ سے ایک بچہ جنا ہے اور آقا نے اس کا انکار کیا اور عورت کے پاس گواہ نہیں ہے تو آقا کو قسم نہیں کھلائیں گے اس صورت میں برعکس جاری نہیں ہوگا، صاحب شرح کشمیری نے عکس کی مثال لکھی ہے جو درست نہیں ہے، دیکھئے الجوہرۃ النیرۃ ج ۲ ص ۳۱۲۔

(۶) نسب: ایک شخص نے ایک مجہول النسب پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے یا یہ میرا باپ ہے اور مجہول النسب نے اس کا انکار کیا یا مجہول النسب نے اس بات کا دعویٰ کیا اور اس شخص نے اس کا انکار کیا، تو منکر کو قسم نہیں دی جائے گی یا برعکس ہو۔

(۷) ولاء: ایک شخص نے ایک مجہول النسب آدمی کے بارے میں دعویٰ کیا کہ میں نے اس کو آزاد کیا ہے اور میں اس کا آقا ہوں اس کا ولاء مجھ کو ملے گا اور وہ شخص انکار کرے کہ میں اس کا آزاد کردہ غلام نہیں ہوں اور نہ میری ولاء اس کو ملے گی دعویٰ کرنے والے کے پاس گواہ نہیں ہے تو اب منکر کو قسم نہ کھلائیں گے یا برعکس ہو۔

(۸) حدود: ایک شخص نے دوسرے پر ایسی چیز کا دعویٰ کیا جو حد واجب کرتی ہو مثلاً زنا یا چوری کا دعویٰ کیا اور وہ شخص اس کا منکر ہے تو منکر کو قسم نہیں کھلائیں گے۔

(۹) لعان: عورت نے اپنے شوہر پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ پر زنا کی تہمت لگائی ہے لہٰذا اس پر لعان ہے اور شوہر اس کا انکار کرتا ہے عورت کے پاس گواہ نہیں ہے تو شوہر سے قسم نہیں لی جائے گی، صاحبین کے نزدیک حد اور لعان کے علاوہ تمام چیزوں میں قسم لی جائے گی۔

(۱۵/۳۶۱۹) وَاِذَا ادَّعٰى اثْنَانِ عَيْنًا فِيْ يَدِ اٰخَرَ وَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا يَزْعُمُ اَنَّهَا لَهٗ وَاَقَامَا الْبَيِّنَةَ قُضِيَ بِهَا بَيْنَهُمَا.

ترجمہ: اگر دعویٰ کیا دو آدمیوں نے ایک خاص چیز کا جو تیسرے کے قبضہ میں ہے اور ان میں سے ہر ایک کا گمان ہے کہ چیز میری ہے اور دونوں نے گواہ قائم کر دیئے تو فیصلہ کیا جائے گا چیز کا دونوں کے درمیان۔

ایک چیز پر دو شخصوں کے دعویٰ کرنے کا بیان

تشریح: دو آدمیوں نے ایک چیز کا دعویٰ کیا ہے جو کسی تیسرے کے پاس ہے اور دونوں نے گواہ قائم کر دیئے تو ہمارے نزدیک وہ چیز دونوں کے لئے آدھی آدھی کر دی جائے گی، امام شافعی کے نزدیک دونوں کے گواہ ساقط الاعتبار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے امام احمد کے نزدیک قرعہ اندازی ہوگی، ہماری دلیل یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک اونٹ کے بارے میں جھگڑا کیا اور دونوں نے گواہ قائم کئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں میں آدھا آدھا تقسیم کر دیا۔ (ابوداؤد ص ۱۵۳ باب الرجلین یدعیان)

(۲۶۲۰/۱۶) وَاِنِ ادَّعٰی كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا نِكَاحَ امْرَأَةٍ وَاَقَامَ الْبَيِّنَةَ لَمْ يُقْضَ بِوَاحِدَةٍ مِّنَ الْبَيِّنَتَيْنِ وَيُرْجَعُ اِلٰى تَصْدِيقِ الْمَرْأَةِ لِاَحَدِهِمَا.

ترجمہ: اور اگر دعویٰ کرے ان میں سے ہر ایک عورت سے نکاح کا اور دونوں گواہ قائم کر دے تو فیصلہ نہیں کیا جائے گا کسی کے بینہ سے اور رجوع کیا جائے گا عورت کی تصدیق کی جانب ان میں سے کسی ایک کی۔

تشریح: اگر دو آدمیوں نے ایک عورت کے ساتھ نکاح پر گواہ قائم کئے تو دونوں کے گواہ غیر معتبر ہوں گے کیونکہ یہاں شرکت ممکن ہی نہیں ہے کہ ایک عورت دو مردوں کی بیوی ہو جائے اب چونکہ ترجیح کی کوئی علامت نہیں ہے اس لئے اب عورت کو پوچھا جائے گا کہ تم کس کی بیوی ہو؟ جس کی وہ تصدیق کرے اس کی بیوی قرار دی جائے گی۔

(۲۶۲۱/۱۷) وَاِنِ ادَّعٰی اثْنَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَنَّهُ اشْتَرٰى مِنْهُ هٰذَا الْعَبْدَ وَاَقَامَا الْبَيِّنَةَ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ اَخَذَ نِصْفَ الْعَبْدِ بِنِصْفِ الثَّمَنِ وَاِنْ شَاءَ تَرَكَ.

ترجمہ: اور اگر دعویٰ کرے دونوں میں سے ہر ایک کہ میں نے خریدا ہے اس سے یہ غلام اور دونوں نے گواہ قائم کر دیئے تو ان میں سے ہر ایک کو اختیار ہوگا اگر چاہے آدھا غلام لے لے آدھی قیمت میں اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔

تشریح: دو آدمیوں نے ایک غلام کا دعویٰ کیا اور ہر ایک نے ثابت کیا کہ یہ میں نے فلاں سے خریدا ہے تو ہر ایک کو اختیار ہوگا چاہے نصف ثمن کے عوض آدھا غلام لے چاہے چھوڑ دے، مثلاً حامد اور ساجد دونوں کہتے ہیں کہ راشد غلام شاہد بائع سے خریدا ہے اور خریداری پر گواہ بھی پیش کر دیئے تو چونکہ کسی ایک کے بینہ کو ترجیح نہیں ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ آدھا آدھا غلام دونوں نے خریدا ہے اور دونوں پر آدھی آدھی قیمت لازم ہوگی اب چاہے تو آدھی قیمت دے کر آدھا غلام لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔

(۲۶۲۲/۱۸) فَاِنْ قَضَى الْقَاضِيْ بِهٖ بَيْنَهُمَا فَقَالَ اَحَدُهُمَا لَا اَخْتَارُ لَمْ يَكُنْ لِلْاٰخَرِ اَنْ يَّاْخُذَ جَمِيْعَهٗ.

ترجمہ: اگر فیصلہ کر دے قاضی غلام کا دونوں کے درمیان پھر ایک کہے کہ میں نہیں لیتا تو دوسرے کے لئے جائز نہیں سارا غلام لینا۔

تشریح: قاضی نے دونوں کے لئے آدھے آدھے غلام کا فیصلہ کر دیا اب ان میں سے ایک کہتا ہے کہ میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آدھا غلام نہیں لوں گا تو دوسرا شخص پورا غلام نہیں لے سکتا کیونکہ قاضی کے فیصلہ کے بعد بیع فسخ ہوگئی، ہاں نئے سرے سے باقی آدھے غلام کو بائع سے خرید سکتا ہے۔

(۱۹/۲۶۲۳) وَاِنْ ذَکَرَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا تَارِیْخًا فَھُوَ لِلْاَوَّلِ مِنْھُمَا.

ترجمہ: اور اگر ان میں سے ہر ایک تاریخ ذکر کردے تو غلام پہلی تاریخ والے کا ہوگا۔

تشریح: دونوں فریقوں نے غلام پر دعویٰ کیا کہ میں نے فلاں سے پورا پورا غلام خریدا ہے اور دونوں نے گواہ پیش کردیئے اور تاریخ بھی بتائی تو جس کی تاریخ مقدم ہوگی غلام اسی کا ہوگا۔

(۲۰/۲۶۲۴) وَاِنْ لَّمْ یَذْکُرَا تَارِیْخًا وَمَعَ اَحَدِھِمَا قَبْضٌ فَھُوَ اَوْلٰی بِہٖ.

ترجمہ: اگر کسی نے بھی تاریخ ذکر نہیں کی اور ان میں سے ایک کا قبضہ ہے تو وہی اولیٰ ہوگا۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ دو شخصوں نے غلام پر دعویٰ کیا کہ میں نے فلاں سے خریدا ہے لیکن تاریخ کسی نے ذکر نہیں کی البتہ ایک شخص کا غلام پر قبضہ بھی ہے تو قبضہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے پہلے خریدا ہے اس لئے غلام اسی کے لئے ہوگا۔

(۲۱/۲۶۲۵) وَاِنِ ادَّعٰی اَحَدُھُمَا شِرَاءً وَّالْاٰخَرُ ھِبَةً وَّقَبْضًا وَاَقَامَ الْبَیِّنَةَ وَلَا تَارِیْخَ مَعَھُمَا فَالشِّرَاءُ اَوْلٰی مِنَ الْاٰخَرِ.

ترجمہ: اور اگر دعویٰ کرے ان میں سے ایک خریدنے کا اور دوسرا ہبہ اور قبضہ کا اور دونوں گواہ قائم کردیں اور تاریخ کسی کے پاس نہیں تو خرید اولیٰ ہوگی دوسرے سے۔

تشریح: دو آدمیوں میں سے ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ چیز زید سے خریدی ہے اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ مجھے زید نے ہبہ کی ہے اور قبضہ بھی دے دیا ہے، اور دونوں نے اپنے اپنے دعویٰ پر گواہ بھی پیش کردیئے لیکن کسی کے پاس خریدنے اور ہبہ کرنے کی تاریخ نہیں ہے کہ کس نے پہلے خریدا ہے اور کس کو بعد میں ہبہ کیا گیا ہے تو ایسی صورت میں خریدنے کو ترجیح ہوگی اور وہ چیز خریدنے والے کی ہوگی کیونکہ خریدنا ہبہ سے مضبوط ہے خریدنے میں دونوں طرف سے مال ہوتا ہے اور ہبہ میں ایک طرف سے مال ہے اور احسان ہے دوسری جانب سے مال نہیں ہے اس لئے چیز خریدنے والے کی ہوگی۔

(۲۲/۲۶۲۶) وَاِنِ ادَّعٰی اَحَدُھُمَا الشِّرَاءَ وَادَّعَتِ الْمَرْاَةُ اَنَّہٗ تَزَوَّجَھَا عَلَیْہِ فَھُمَا سَوَاءٌ.

ترجمہ: اور اگر دعویٰ کرے ان میں سے کوئی ایک خریدنے کا اور دعویٰ کرے عورت کہ اس نے مجھ سے اس پر شادی کی ہے تو دونوں برابر ہوں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میں نے یہ غلام زید سے خریدا ہے اور زینب نے دعویٰ کیا کہ زید نے اس غلام کو میرا مہر مقرر کر کے مجھ سے نکاح کیا ہے تو دونوں کے دعوے اور گواہ برابر ہوں گے اور غلام آدھا آدھا ہو جائے گا کیونکہ خریدنا اور نکاح قوت کے اعتبار سے دونوں برابر درجہ کے ہیں اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک عقد معاوضہ اور بنفسہ مثبت ملک ہیں۔

(۲۳/۲۶۲۷) وَاِنِ ادَّعٰی اَحَدُهُمَا رَهْنًا وَقَبْضًا وَالْاٰخَرُ هبَةً وَقَبْضًا فَالرَّهْنُ اَوْلٰی.

ترجمہ: اور اگر ان میں سے ایک دعویٰ کرے رہن اور قبضہ کا اور دوسرا ہبہ اور قبضہ کا تو رہن اولیٰ ہے۔

تشریح: ایک آدمی نے دعویٰ کیا کہ فلاں نے میرے پاس یہ غلام بطور گروی رکھا ہے اور قبضہ بھی دے دیا اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ کو ہدیہ میں دیا اور قبضہ دے دیا تو دعویٰ رہن اولیٰ ہوگا، کیونکہ شئ مرہون کا ضمان مرتہن پر لازم ہے لیکن اتنا ہی ضمان لازم ہوگا جتنا اس کا دین ہے اور اگر شئ موہوب ہلاک ہو جائے بعد میں اس چیز کا کوئی حقدار نکل آئے اور وہ حقدار موہوب لہ سے تاوان وصول کرے تو بعد میں موہوب لہ واہب سے ضمان وصول نہیں کر سکتا کیونکہ واہب ہبہ احسان اور سلوک کے طور پر عطا کرتا ہے اور عقد ضمان عقد تبرع سے قوی تر ہوتا ہے لہٰذا دعویٰ رہن اولیٰ ہوگا مگر یہ اس وقت ہے جب ہبہ بلاعوض کا دعویٰ ہو اور اگر ہبہ بشرط عوض کا دعویٰ ہو تو پھر دعویٰ ہبہ اولیٰ ہوگا۔

(۲۴/۲۶۲۸) وَاِنْ اَقَامَ الْخَارِجَانِ الْبَيِّنَةَ عَلَى الْمِلْكِ وَالتَّارِيْخِ فَصَاحِبُ التَّارِيْخِ الْاَقْدَمِ اَوْلٰی.

حل لغت: الخارجان: واحد خارج جس کے قبضہ میں دعویٰ کی چیز نہ ہو اس کو خارج کہتے ہیں۔

ترجمہ: اور اگر قائم کر دیں دو غیر قابض گواہ ملک اور تاریخ پر تو پہلی تاریخ والا اولیٰ ہوگا۔

تشریح: ایک غلام ہے جو ساجد کے قبضہ میں ہے اب زید اور عمر میں سے ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ یہ غلام میرا ہے اور دونوں نے تاریخ بھی بیان کر دی تو زید اور عمر میں سے جس کی تاریخ مقدم ہے اسی کے لئے غلام کا فیصلہ ہوگا کیونکہ اس نے یہ ثابت کر دیا کہ اس کا پہلا مالک میں ہوں۔

(۲۵/۲۶۲۹) وَاِنِ ادَّعَيَا الشِّرَاءَ مِنْ وَاحِدٍ وَاَقَامَا الْبَيِّنَةَ عَلٰی تَارِيْخَيْنِ فَالْاَوَّلُ اَوْلٰی.

ترجمہ: اور اگر دعویٰ کرے دو آدمی خریدنے کا کسی سے اور دونوں نے قائم کر دیئے گواہ دو تاریخوں پر تو پہلی تاریخ والا اولیٰ ہوگا۔

تشریح: دو آدمیوں نے دوسرے سے خریدنے پر گواہ قائم کر دیئے اور دونوں نے دو تاریخیں بتلائیں تو جس کی تاریخ مقدم ہوگی چیز اسی کی ہوگی عبارت میں "من واحد" سے مراد غیر قابض ہے تاکہ ماقبل کے مسئلہ کے ساتھ تکرار نہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے یعنی ماقبل کے مسئلہ میں مطلق ملکیت کا دعویٰ کیا تھا اور اس مسئلہ میں خریدنے کی وجہ سے ملکیت کا دعویٰ کیا۔

(۲۶/۲۶۳۰) وَاِنْ اَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا الْبَيِّنَةَ عَلَى الشِّرَاءِ مِنَ الْآخَرِ وَذَكَرَا تَارِيْخًا فَهُمَا سَوَاءٌ.

ترجمہ: اور اگر قائم کردے ان میں سے ہر ایک گواہ خریدنے پر دوسرے سے اور ذکر کر دیں دونوں تاریخ تو دونوں برابر ہوں گے۔

تشریح: دو آدمیوں نے خریدنے پر گواہ قائم کر دیئے مثلاً ایک نے زید سے خریدنے کا دعویٰ کیا اور دوسرے نے عمرو سے اور ہر ایک نے تاریخ بھی ثابت کر دی تو دونوں برابر ہوں گے اور خریدی ہوئی چیز دونوں کے درمیان آدھی آدھی ہوگی، آدھی آدھی قیمت کے بدلے میں اور اختیار ہوگا چاہے تو آدھی چیز آدھی قیمت میں لے لے اور چاہے چھوڑ دے۔

(۲۷/۲۶۳۱) وَاِنْ اَقَامَ الْخَارِجُ الْبَيِّنَةَ عَلٰى مِلْكٍ مُؤَرَّخٍ وَاَقَامَ صَاحِبُ الْيَدِ الْبَيِّنَةَ عَلٰى مِلْكٍ اَقْدَمَ تَارِيْخًا كَانَ اَوْلٰى.

ترجمہ: اور اگر قائم کر دے خارج (غیر قابض) گواہ ملک مؤرخ پر اور قائم کر دے قابض گواہ ایسی ملک پر جو اس کی تاریخ سے پہلے ہے تو قابض اولیٰ ہوگا۔

تشریح: جس آدمی کے قبضہ میں چیز نہیں تھی جس کو خارج کہتے ہیں اس نے اپنی ملکیت ہونے پر گواہ پیش کر دیئے اور ایسی تاریخ بیان کی جس سے بعد میں ملکیت کا ثبوت ہوتا ہے اور جس کے قبضہ میں چیز تھی جس کو "صاحب الید" کہتے ہیں اس نے اپنی ملکیت ہونے پر گواہ پیش کئے اور ایسی تاریخ بیان کی جو خارج کی تاریخ سے پہلے تھی تو ایسی صورت میں قبضہ والے کے گواہ معتبر ہوں گے۔

(۲۸/۲۶۳۲) وَاِنْ اَقَامَ الْخَارِجُ وَصَاحِبُ الْيَدِ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بَيِّنَةً بِالنِّتَاجِ فَصَاحِبُ الْيَدِ اَوْلٰى.

ترجمہ: اور اگر قائم کر دے غیر قابض و قابض میں سے ہر ایک گواہ پیدائش پر تو قبضہ والا اولیٰ ہوگا۔

تشریح: قابض و غیر قابض دونوں نے ملک کے ایسے سبب پر گواہ قائم کئے جو مکرر واقع نہیں ہوتا ایک ہی بار ہوتا ہے جیسے کسی جانور کے بچہ پیدا ہونا اب قابض و غیر قابض دونوں نے گواہوں سے یہ ثابت کیا کہ یہ بچہ میرے یہاں پیدا ہوا ہے تو قابض کے گواہ معتبر ہوں گے کیونکہ حضرت جابرؓ سے منقول ہے کہ دو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اونٹنی کے بارے میں جھگڑا لے گئے پس ان میں سے ہر ایک نے کہا یہ اونٹنی میرے پاس پیدا ہوئی ہے اور بینہ قائم کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے فیصلہ فرمایا جس کے قبضہ میں تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۶۳۳/۲۹) وَكَذٰلِكَ النَّسجُ فِي الثِّيَابِ الَّتِي لَاتُنسَجُ اِلَّا مَرَّةً وَاحِدَةً وَكَذٰلِكَ كُلُّ سَبَبٍ فِي الْمِلْكِ لَايَتَكَرَّرُ.

حل لغت: النسج: کپڑا بننا۔

ترجمہ: اسی طرح ان کپڑوں کی بناوٹ ہے جونہیں بنے جاتے مگرایک مرتبہ اور ایسے ہی ہر وہ سبب ملک جو مکرر نہیں ہوتا۔

تشریح: جیسے ماقبل کے مسئلہ میں آ چکا ہے کہ کوئی جانور ایک ہی مرتبہ پیدا ہوتا ہے اب قابض و غیر قابض اس کا دعویٰ کرے تو قابض کے گواہ معتبر ہوتے ہیں اسی طرح ایسے سبب کا دعویٰ کرے کہ وہ ایک ہی مرتبہ ہوسکتا ہے جیسے روئی کے کپڑے کی بناوٹ روئی کا تنا دودھ دوہنا پنیر بنانا اب قبضہ والا دعویٰ کرے کہ مثلاً یہ کپڑا میرا ہے تو اسی کے گواہ مقبول ہوں گے۔

(۲۶۳۴/۳۰) وَاِنْ اَقَامَ الْخَارِجُ بَيِّنَةً عَلَى الْمِلْكِ الْمُطْلَقِ وَصَاحِبُ الْيَدِ بَيِّنَةً عَلَى الشِّرَاءِ مِنْهُ كَانَ صَاحِبُ الْيَدِ اَوْلٰى.

ترجمہ: اور اگر قائم کردے غیر قابض گواہ ملک مطلق پر اور قابض اس سے خریدنے پر تو قبضہ والا اولیٰ ہوگا۔

تشریح: غیر قابض نے گواہ قائم کئے کہ یہ گھوڑا میرا ہے لیکن اپنی ملکیت ہونے کی کوئی وجہ بیان نہیں کی کہ میں نے خریدا ہے یا مجھ کو کسی نے ہبہ کیا ہے، یعنی مطلقاً ملکیت کا دعویٰ کیا، اور قابض نے ملک ہونے کی وجہ بھی بیان کی کہ میں نے شخص خارج سے خریدا ہے تو قابض کے گواہ معتبر ہوں گے، کیونکہ غیر قابض اولیت ملک کو ثابت کررہا ہے یعنی پہلے ملک مطلق والے کی ملکیت تھی اور قابض اس سے ملک حاصل کرنے کو ثابت کررہا ہے یعنی قبضہ والے نے اس سے خریدا ہے اسی لئے اس کا قبضہ ہے تو گھوڑا کا فیصلہ اسی کے لئے ہوگا۔

(۲۶۳۵/۳۱) وَاِنْ اَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا الْبَيِّنَةَ عَلَى الشِّرَاءِ مِنَ الْآخَرِ وَلَا تَارِيْخَ مَعَهُمَا تَهَاتَرَ الْبَيِّنَتَان.

ترجمہ: اور اگر قائم کردے دونوں میں سے ہر ایک گواہ دوسرے سے خریدنے پر اور تاریخ دونوں کے پاس نہیں تو ساقط ہوں گے دونوں بینے۔

تشریح: غیر قابض نے گواہوں سے ثابت کیا کہ میں نے یہ مکان قابض سے خریدا ہے اور قابض نے ثابت کیا کہ میں نے غیر قابض سے خریدا ہے تو شیخین کے نزدیک دونوں بینے ساقط الاعتبار ہوں گے اور مکان قابض کو دیا جائے گا، کیونکہ خریدنے پہ اقدام کرنا دوسرے کی ملک کا اقرار کرنا ہے اور تاریخ کا علم نہیں ہے تو دونوں کے گواہ ساقط

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے اور مکان جس کے قبضہ میں ہے اسی کا رہے گا۔

(۳۲/۲۶۳۶) وَاِنْ اَقَامَ اَحَدُ الْمُدَّعِيَيْنِ شَاهِدَيْنِ وَالْآخَرُ اَرْبَعَةً فَهُمَا سَوَاءٌ.

ترجمہ: اور اگر قائم کردے دو مدعیوں میں سے ایک دو گواہ اور دوسرا چار تو دونوں کے درجے برابر ہیں۔

تشریح: اگر ایک کے دو گواہ ہوں اور دوسرے کے چار گواہ ہوں تو گواہوں کی کثرت کی وجہ سے ترجیح نہیں دی جاسکتی جب دو گواہ مکمل ہوگئے تو اس کے بعد جو گواہ زیادہ ہوں گے وہ صرف تائید کے لئے ہیں اصل ہونے کے اعتبار سے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے دونوں گواہوں کے درجے برابر ہیں۔

(۳۳/۲۶۳۷) وَمَنِ ادَّعٰى قِصَاصًا عَلٰى غَيْرِهٖ فَجَحَدَ اُسْتُحْلِفَ فَاِنْ نَكَلَ عَنِ الْيَمِيْنِ فِيْمَا دُوْنَ النَّفْسِ لَزِمَهُ الْقِصَاصُ وَاِنْ نَكَلَ فِي النَّفْسِ حُبِسَ حَتّٰى يُقِرَّ اَوْ يَحْلِفَ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى يَلْزَمُهُ الْاَرْشُ فِيْهِمَا.

ترجمہ: کسی نے دعویٰ کیا قصاص کا دوسرے پر اس نے انکار کردیا تو قسم کھلائی جائے گی اگر وہ انکار کرے قسم کھانے سے جان کے علاوہ میں تو لازم ہوگا اس پر قصاص اور اگر انکار کرے قتل نفس میں تو قید خانہ میں ڈالا جائے گا یہاں تک کہ اقرار کرے یا قسم کھائے اور فرمایا صاحبینؒ نے لازم ہوگی اس پر دیت دونوں صورتوں میں۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر قصاص کا دعویٰ کیا مدعی علیہ نے اس کا انکار کردیا اور مدعی کے پاس گواہ نہیں ہے تو مدعی علیہ سے بالاتفاق قسم لی جائے گی اگر وہ قسم کھانے سے انکار کردے تو دیکھا جائے گا کہ دعویٰ جان کے قصاص کے بارے میں ہے یا اعضاء واطراف کے قصاص کے بارے میں، اگر اعضاء واطراف کے قصاص کے بارے میں دعویٰ ہے تو اس پر قصاص لازم ہوگا بشرطیکہ اس نے عمداً جرم کیا ہو کیونکہ اطراف واعضاء میں اموال جیسا برتاؤ کیا جاتا ہے کہ جس طرح مال آدمی کی حفاظت کے لئے ہے اسی طرح ہاتھ اور پاؤں بھی حفاظت نفس کے لئے ہیں، اور مال میں بذل (قسم کھانے سے انکار کرے تو یوں سمجھا جائے گا کہ یہ مال تمہارا نہیں ہے لیکن چلو دے دیتا ہوں) جاری ہے ایسے ہی اعضاء میں بھی جاری ہوگا کہ مجھ پر قصاص تو نہیں ہے لیکن چلو میرا عضو کاٹ لو، اور اگر قصاص کا دعویٰ جان کے بارے میں ہے اور مدعی علیہ نے قسم کھانے سے انکار کردیا تو اس کو قید خانہ میں ڈال دیا جائے گا یہاں تک کہ قصاص نفس کا اقرار کرے اگر اقرار کیا تو قصاص لازم ہوگا یا قسم کھا کر کہے کہ مجھ پر قصاص نہیں ہے اگر قسم کھا کر انکار کردیا تو قصاص ساقط ہوجائے گا، مذکورہ حکم حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہے، صاحبینؒ نے فرمایا کہ دونوں صورتوں میں دیت واجب ہوگی یعنی عمداً قتل کا دعویٰ ہو تو بھی انکار قسم سے مدعی علیہ پر دیت لازم ہوگی اور کسی عضو کے بارے میں دعویٰ ہو تو بھی مدعی علیہ پر دیت لازم ہوگی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳۴/۲۶۳۸) وَاِذَا قَالَ الْمُدَّعِیْ لِیْ بَیِّنَةٌ حَاضِرَةٌ قِیْلَ لِخَصْمِهٖ اَعْطِهٖ کَفِیْلًا بِنَفْسِكَ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ فَاِنْ فَعَلَ وَاِلَّا اُمِرَ بِمُلَازَمَتِهٖ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ غَرِیْبًا عَلَی الطَّرِیْقِ فَیُلَازِمُهٗ مِقْدَارَ مَجْلِسِ الْقَاضِیْ.

حل لغات: غریبا علی الطریق: اجنبی جوراستہ کا مسافر ہو۔ یلازمه: فعل مضارع ملازمة سے مشتق ہے پیچھے لگے رہنا۔

ترجمه: اگر مدعی نے کہا کہ میرے گواہ شہر میں موجود ہیں تو اس کے مدعی علیہ سے کہا جائے گا کہ دے تو اس کو کفیل اپنی ذات کا تین دن کے واسطے اگر دے دے تو بہتر ہے ورنہ حکم دیا جائے گا اس کی نگرانی کرنے کا مگر یہ کہ مدعی علیہ راہ گیر مسافر ہو تو مدعی اس کے ساتھ لگا رہے گا مجلس قاضی کی مقدار۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ مدعی نے کسی چیز کا دعویٰ کیا اور مجلس قاضی میں کہا کہ میرے گواہ شہر میں موجود ہیں، اور اس نے مدعی علیہ سے قسم طلب کی تو امام صاحب کے نزدیک مدعی علیہ سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ مدعی علیہ کو حکم دیا جائے گا کہ تین دن کے واسطے اپنی ذات کا کفیل دے دے تاکہ گواہ لاتے لاتے مدعی علیہ کہیں بھاگ نہ جائے اگر ایسا ہو جائے تو کفیل اس کو تلاش کر کے مجلس قضا میں حاضر کرے، اگر مدعی علیہ نے اپنی جانب سے کفیل دے دیا تو بہتر ہے ورنہ مدعی کو حکم دیا جائے گا کہ ہر وقت مدعی علیہ کے ساتھ لگا رہے تاکہ اس کا حق ضائع نہ ہو ہاں اگر مدعی علیہ مسافر ہو تو اس صورت میں مجلس قضاء کے ختم ہونے تک مدعی کو مدعی علیہ کے ساتھ ساتھ رہنے کی اجازت دی جائے گی پس جب قاضی کے عدالت سے اٹھنے کا وقت آ جائے اور مدعی گواہ پیش نہ کر سکے تو قاضی مدعی علیہ سے قسم لے کر فیصلہ صادر کرے گا اور گواہوں کے آنے کا انتظار نہ کرے گا صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح پردیسی مدعی علیہ سے اگر کفیل لیا گیا تو صرف قاضی کی مجلس کے اختتام تک لیا جائے گا پس استثناء، الا ان یکون الخ کفیل لینے اور مدعی علیہ کے ساتھ ساتھ رہنے دونوں کی طرف راجع ہے۔

(۳۵/۲۶۳۹) وَاِنْ قَالَ الْمُدَّعٰی عَلَیْهِ هٰذَا الشَّیْءُ اَوْدَعَنِیْهِ فُلَانٌ الْغَائِبُ اَوْ رَهَنَهٗ عِنْدِیْ اَوْ غَصَبْتُهٗ مِنْهُ وَاَقَامَ بَیِّنَةً عَلٰی ذٰلِكَ فَلَا خُصُوْمَةَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْمُدَّعِیْ.

ترجمه: اور اگر کہے مدعی علیہ کہ یہ چیز امانت رکھی ہے میرے پاس فلاں غائب نے یا اس نے اس کو رہن رکھی ہے میرے پاس یا میں نے اس کو اس سے غصب کی ہے اور قائم کر دے گواہ اس پر تو جھگڑا نہیں رہے گا اس کے اور مدعی کے درمیان۔

دفع دعاوی کا بیان

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص مثلاً محمد حارث نے دعویٰ کیا کہ فلاں غلام جو عبدالصمد کے قبضہ میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے میری ملک ہے یعنی میں اس کا مالک ہوں پس مدعی علیہ قابض (عبدالصمد) نے کہا کہ یہ غلام فلاں شخص (عبدالسلام خالد) جو غائب ہے اس نے ودیعت رکھا ہے یعنی میں امین ہوں اور جو اصل مالک ہے وہ فی الحال سفر میں گیا ہے یا کہا کہ فلاں شخص غائب (عبدالسلام) نے اس کو میرے پاس رہن رکھا ہے یا یہ کہا کہ یہ غلام میں نے اس سے غصب کیا ہے یا یہ کہا کہ فلاں غائب نے یہ غلام مجھ کو اجارہ پر دیا ہے یا مجھ کو عاریۃً دیا ہے یا اس کی حفاظت کا مجھ کو وکیل بنایا ہے اور مدعی علیہ قابض (عبدالصمد) نے اپنے مذکورہ اقوال پر گواہ پیش کر دیئے تو اس قابض مدعی علیہ (عبدالصمد) اور مدعی (محمد حارث) کے درمیان خصومت نہ ہوگی یعنی قاضی مدعی کے اس دعویٰ کی سماعت نہ کرے گا اور اس سے بینہ وغیرہ کا مطالبہ نہ کرے گا، کیونکہ مدعی علیہ نے گواہوں کے ذریعہ یہ بات ثابت کر دی ہے کہ میرا قبضہ خصومت کا قبضہ نہیں ہے اور جو شخص ایسا ہو یعنی یہ ثابت کر دیتا ہو کہ میرا قبضہ خصومت کا قبضہ نہیں ہے تو وہ خصم نہیں ہوتا ہے لہٰذا یہ قابض بھی خصم نہ ہوگا۔

(۲۶۴۰/۳۶) وَاِنْ قَالَ اِبْتَعْتُهٗ مِنْ فُلَانٍ الْغَائِبِ فَهُوَ خَصْمٌ.

ترجمہ: اور اگر کہے کہ میں نے خریدا ہے اس کو فلاں غائب سے تو وہ مدمقابل رہے گا۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس کے قبضہ میں جو غلام ہے وہ میری ملک ہے مدعی علیہ نے یہ سن کر کہا کہ میں نے اس غلام کو فلاں آدمی سے خریدا ہے جو اس وقت سفر میں ہے تو اس صورت میں یہ قابض اس مدعی کا خصم اور مدعی علیہ ہوگا یعنی قاضی اس دعویٰ کی سماعت کا مجاز ہوگا، کیونکہ قابض نے جب یہ کہا کہ میں نے اس کو فلاں سے خریدا ہے تو گویا کہ یہ کہہ رہا ہے کہ میرا قبضہ مالکانہ قبضہ ہے تو اس نے اپنے خصم اور مدعی علیہ ہونے کا اقرار کر لیا ہے۔

(۲۶۴۱/۳۷) وَاِنْ قَالَ الْمُدَّعِیْ سُرِقَ مِنِّیْ وَاَقَامَ الْبَيِّنَةَ وَقَالَ صَاحِبُ الْيَدِ اَوْدَعَنِيْهِ فُلَانٌ وَاَقَامَ الْبَيِّنَةَ لَمْ تَنْدَفِعِ الْخُصُوْمَةُ.

ترجمہ: اور اگر کہے مدعی کہ میری چیز چرائی گئی ہے اور قائم کر دے گواہ اور کہے قابض کہ فلاں نے میرے پاس اس کو ودیعت رکھا ہے، اور قائم کر دے گواہ تو خصومت ختم نہیں ہوگی۔

تشریح: مدعی نے دعویٰ کیا کہ میری یہ چیز چرائی گئی ہے اور مدعی علیہ نے کہا کہ میرے پاس یہ چیز فلاں غائب نے بطور امانت رکھی ہے اور اس پر اس نے بینہ قائم کر دیا تو شیخین کے نزدیک مدعی علیہ سے خصومت دفع نہ ہوگی کیونکہ چوری کا فعل تقاضہ کرتا ہے کہ کوئی چوری کرنے والا ہو اور ظاہر یہی ہے کہ چور وہی ہے جس کے قبضہ میں یہ چیز موجود ہے لیکن مدعی نے اس کو معین نہیں کیا اس لئے کہ اس نے پردہ پوشی کا ثواب ملحوظ رکھا۔

(۲۶۴۲/۳۸) وَاِنْ قَالَ الْمُدَّعِیْ اِبْتَعْتُهٗ مِنْ فُلَانٍ وَقَالَ صَاحِبُ الْيَدِ اَوْدَعَنِيْهِ فُلَانٌ ذٰلِكَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سَقَطَتِ الْخُصُوْمَةُ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ.

ترجمه: اگر کہے مدعی کہ یہ چیز میں نے فلاں سے خریدی ہے اور قابض کہے کہ اس کو میرے پاس امانت رکھی ہے فلاں نے تو خصومت ختم ہو جائے گی بغیر گواہوں کے۔

تشریح: اگر مدعی نے کہا کہ میں نے یہ چیز جو مدعی علیہ کے قبضہ میں ہے زید سے خریدی ہے اور مدعی علیہ کہے کہ یہ چیز زید نے میرے پاس بطور امانت رکھوائی ہے اس لئے وہ کہے گا تو میں دوں گا تو بغیر بینہ کے خصومت ختم ہو جائے گی یعنی مدعی علیہ کو ودیعت پر بینہ قائم کرنے کی ضرورت نہ ہوگی کیونکہ جب مدعی اور مدعی علیہ نے اتفاق کیا کہ اس چیز میں اصل ملک مدعی علیہ کے علاوہ دوسرے شخص کی ہے تو مدعی علیہ کے قبضہ میں پہنچنا اسی کی جانب سے ہوگا تو مدعی علیہ کا قبضہ قبضہ خصومت نہ ہوا۔

(۲۶۶۳/۳۹) وَالْيَمِيْنُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى دُوْنَ غَيْرِهٖ وَيُؤَكَّدُ بِذِكْرِ اَوْصَافِهٖ.

ترجمه: اور قسم اللہ کی ہوتی ہے نہ کہ غیر کی اور تاکید کی جائے گی اللہ کے اوصاف ذکر کر کے۔

قسم اور اس کا طریقہ:

تشریح: افضل و بہتر یہ ہے کہ قسم بالکل نہ کھائی جائے لیکن اگر ضرورت پیش آجائے تو اللہ کی یا اس کے کسی اسم وصفت کی اسماء وصفات میں سے قسم کھانا جائز ہے غیر اللہ کی قسم کھانا حرام ہے جیسے بیٹے یا باپ وغیرہ کی قسم کھانا البتہ قرآن شریف کا قسم کھانا متعارف ہوگیا ہے لہٰذا وہ معتبر ہے اور قسم ہو جاتی ہے۔

آگے صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ قسم کو اللہ کے اوصاف ذکر کر کے مؤکد بھی کیا جاسکتا ہے اور ذکر اوصاف کے ساتھ قسم کو زیادہ سخت کرنا ہوتا ہے، جیسے قاضی یہ الفاظ کہلائے۔ وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الَّذِیْ يَعْلَمُ مِنَ السِّرِّ مَا يَعْلَمُ مِنَ الْعَلَانِيَةِ. اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ غائب وحاضر کا جاننے والا ہے جو پوشیدہ اور باطن کو علانیہ اور ظاہر کی طرح جانتا ہے۔

(۲۶۶۴/۴۰) وَلَا يُسْتَحْلَفُ بِالطَّلَاقِ وَلَا بِالْعِتَاقِ.

ترجمه: اور قسم نہ لی جائے گی طلاق کی اور آزاد کرنے کی۔

تشریح: مدعی علیہ سے طلاق یا عتاق کی قسم نہیں لی جائے گی یعنی مدعی علیہ یہ نہ کہے گا کہ اگر مدعی کا دعویٰ صحیح ہو تو میری بیوی پر طلاق یا میرا غلام آزاد کیونکہ طلاق وعتاق کی قسم دینا حرام ہے۔

(۲۶۶۵/۴۱) وَيُسْتَحْلَفُ الْيَهُوْدِیُّ بِاللّٰهِ الَّذِیْ اَنْزَلَ التَّوْرٰةَ عَلٰى مُوْسٰى وَالنَّصْرَانِیُّ بِاللّٰهِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الَّذِیْ اَنْزَلَ الْاِنْجِیْلَ عَلٰی عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ وَالْمَجُوْسِیُّ بِاللّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ النَّارَ.

ترجمہ: اور قسم لی جائے گی یہودی سے اللہ کی جس نے اتاری تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور نصرانی سے اللہ کی جس نے نازل کی انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اور مجوسی سے اللہ کی جس نے پیدا کیا آگ کو۔

تشریح: قاضی شریعت مجوسی وغیرہ سے قسم کھلواتے وقت کیا الفاظ کہلائے گا؟ اس سلسلہ میں صاحب ہدایہ نے تین قول ذکر کئے ہیں (۱) مجوسی یہ کہے گا کہ اس اللہ کی قسم جس نے آگ کو پیدا کیا یہ قول امام محمدؒ نے مبسوط میں ذکر کیا ہے۔ (۲) مجوسی ہو یا یہودی یا نصرانی سب سے صرف اللہ کے نام کی قسم کھلوائی جائے گی اس کے آگے اور کچھ نہ جوڑا جائے گا یہ امام ابوحنیفہؒ کی ایک روایت ہے۔ (۳) یہودی و نصرانی سے تو توریت اور انجیل کے ذکر کے ساتھ قسم لی جائے گی لیکن مجوسی سے صرف اللہ کے نام کی قسم لی جائے گی یہ قول امام خصاف نے ذکر کیا ہے ان تینوں اقوال میں سے صاحب ہدایہ نے صرف آخری قول کی دلیل بیان کی ہے یعنی اللہ کے نام کے ساتھ آگ کا نام لینا مناسب نہیں، اس کے برخلاف یہودی و عیسائی سے قسم لیتے وقت دونوں کتابوں کے ذکر میں کوئی اعتراض نہیں اس لئے کہ اللہ کی بھی کتابیں قابل تعظیم ہیں لہٰذا یہی قول معلل راجح ہوگا۔

(۴۲/۲۶۴۶) وَلَا یُسْتَحْلَفُوْنَ فِیْ بُیُوْتِ عِبَادَتِهِمْ.

ترجمہ: اور قسم نہ دی جائے گی ان کو ان کے عبادت خانوں میں۔

تشریح: یہود و نصاریٰ اور مجوسی کے عبادت خانوں میں جا کر قاضی ان کو قسم نہ کھلائے کیونکہ قاضی کے لئے ان کے عبادت خانوں میں جانا منع ہے نیز اس سے ان کے عبادت خانوں کی تعظیم و توقیر ہوگی۔

(۴۳/۲۶۴۷) وَلَا یَجِبُ تَغْلِیْظُ الْیَمِیْنِ عَلَی الْمُسْلِمِ بِزَمَانٍ وَلَا بِمَکَانٍ.

ترجمہ: اور ضروری نہیں ہے قسم کو پختہ کرنا مسلمان پر زمان اور مکان کے ساتھ۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مسلمان کی قسم کو زیادہ سخت کرنے کے لئے کسی زمان اور مکان کے ساتھ مقید کرنا ضروری نہیں ہے، تغلیظ زمان مثلاً رمضان یا شب قدر یا جمعہ کے دن یا عصر کے بعد قسم لینا تغلیظ مکان مثلاً حجر اسود، خانہ کعبہ یا مسجد میں قسم لینا کیوں کہ قسم سے اس معبود کی تعظیم مقصود ہے، جس کے نام کی قسم کھائی ہے، اور یہ تعظیم اس زمان اور مکان کو ذکر کئے بغیر بھی حاصل ہے۔

(۴۳/۲۶۴۸) وَمَنِ ادَّعٰی اَنَّهُ ابْتَاعَ مِنْ هٰذَا عَبْدَهُ بِاَلْفٍ فَجَحَدَهُ اُسْتُحْلِفَ بِاللّٰهِ مَا بَیْنَکُمَا بَیْعٌ قَائِمٌ فِیْهِ وَلَا یُسْتَحْلَفُ بِاللّٰهِ مَا بِعْتُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: کسی نے دعویٰ کیا کہ میں نے خریدا ہے اس سے اس کا غلام ایک ہزار میں اور وہ اس کا انکار کرے تو قسم لی جائیگی کہ خدا کی قسم ہمارے درمیان اب تک بیع قائم نہیں ہوئی یوں نہیں لی جائے گی کہ اللہ کی قسم میں نے نہیں بیچا۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ میں نے اس سے اس کا غلام ایک ہزار کے عوض خریدا ہے اور مدعی علیہ نے اس کا انکار کر دیا تو اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہو تو مدعی علیہ سے اس طرح قسم لی جائے گی بخدا میرے اور اس کے درمیان اس غلام میں بیع موجود نہیں ہے اور قسم یوں نہیں لی جائے گی کہ بخدا میں نے یہ غلام نہیں بیچا ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ پہلے بیچا ہو لیکن بیع توڑ دی ہو تو یہ کہہ سکتا ہے کہ میں نے ابھی تو نہیں بیچا میں نے تو بہت پہلے بیچا تھا اس لئے قسم کھا سکتا ہے کہ ابھی نہیں بیچا اگر مدعی علیہ سے سبب یعنی بیع پر قسم لی گئی تو اس سے مدعی علیہ کو نقصان پہنچے گا لہٰذا اس سے نقصان دور کرنے کے لئے حاصل مراد پر قسم لی جائے گی۔

(۲۶۴۹/۴۴) وَيُسْتَحْلَفُ فِي الْغَصَبِ بِاللّٰهِ مَا يَسْتَحِقُّ عَلَيْكَ رَدُّ هٰذِهِ الْعَيْنَ وَلَا رَدُّ قِيْمَتِهَا وَلَا يُسْتَحْلَفُ بِاللّٰهِ مَا غَصَبْتُ.

ترجمہ: اور قسم لی جائے گی غصب میں کہ اللہ کی قسم مستحق نہیں ہے یہ اس چیز کے واپس لینے کا اور نہ اس کی قیمت کا یوں نہیں لی جائے گی کہ اللہ کی قسم میں نے غصب نہیں کی۔

تشریح: اگر ایک آدمی نے دوسرے پر غصب کا دعویٰ کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہ ہو، تو مدعی علیہ سے ان الفاظ میں قسم لی جائے گی کہ بخدا یہ مدعی مجھ پر شئی مغصوب کی واپسی کا مستحق نہیں رکھتا ہے اور ان الفاظ میں قسم نہیں لی جائے گی کہ بخدا میں نے غصب نہیں کیا ہے کیونکہ کبھی آدمی غصب کرتا ہے لیکن مالک غاصب کو شئی مغصوب ہبہ کرتا ہے یا غاصب کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے یا کبھی غاصب تاوان دے کر شئی مغصوب کا مالک ہو جاتا ہے چنانچہ اگر مدعی علیہ سے یہ قسم لی گئی کہ میں نے غصب نہیں کیا تو اس صورت میں مدعی علیہ کا نقصان ہوگا لہٰذا اس سے نقصان دور کرنے کے لئے یوں قسم لی جائے کہ مدعی مجھ پر مال غصب کی واپسی کا حق نہیں رکھتا ہے۔

(۲۶۵۰/۴۵) وَفِي النِّكَاحِ بِاللّٰهِ مَا بَيْنَكُمَا نِكَاحٌ قَائِمٌ فِي الْحَالِ.

ترجمہ: اور نکاح میں اللہ کی قسم ہم دونوں کے درمیان فی الحال نکاح قائم نہیں ہے۔

تشریح: اگر کسی نے کسی عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت نے انکار کر دیا یا اس کا برعکس ہوا اور مدعی گواہ پیش نہ کر سکا تو مدعی علیہ سے ان الفاظ میں قسم لی جائے گی کہ بخدا ہم دونوں کے درمیان فی الحال نکاح قائم نہیں ہے اور یہ قسم نہ لے کہ بخدا میں نے اس کے ساتھ نکاح نہیں کیا ہے کیونکہ کبھی نکاح کے بعد خلع ہو جاتا ہے اور خلع کے بعد نکاح باقی نہیں رہتا چنانچہ یہ قسم لینے میں کہ بخدا میں نے نکاح نہیں کیا ہے مدعی علیہ کا نقصان ہے لہٰذا اس سے نقصان دور کرنے کے لئے ان الفاظ میں قسم نہ لی جائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲۶۵۱/۴۶) وَفِیْ دَعْوَی الطَّلَاقِ بِاللّٰہِ مَاھِیَ بَائِنٌ مِنْکَ السَّاعَۃَ بِمَا ذَکَرْتَ وَلَا یُسْتَحْلَفُ بِاللّٰہِ مَا طَلَّقَھَا۔

ترجمہ: اور طلاق کے دعویٰ میں بخدا نہیں ہے یہ مجھ سے بائن اب تک جیسا کہ اس نے بیان کیا ہے اور یوں نہیں لی جائے گی بخدا میں نے اس کو طلاق نہیں دی۔

تشریح: اگر عورت نے مرد پر طلاق کا دعویٰ کیا اور مرد نے اسکا انکار کیا اور مدعی علیہ کے پاس گواہ نہ ہو تو مدعی علیہ (شوہر) سے ان الفاظ میں قسم لی جائے گی کہ بخدا یہ عورت مجھ سے اس وقت اس وجہ سے بائنہ نہیں ہے جس کا وہ دعویٰ کرتی ہے اور یہ قسم نہ لی جائے کہ بخدا میں نے اس کو طلاق نہیں دی ہے کیوں کہ بائنہ کرنے کے بعد کبھی نکاح کی تجدید کرلی جاتی ہے اب اگر اس سے یوں قسم لی گئی کہ بخدا میں نے اس کو طلاق نہیں دی ہے تو اس صورت میں مدعی علیہ کو نقصان پہنچے گا۔

(۲۶۵۲/۴۷) وَاِنْ کَانَتْ دَارٌ فِیْ یَدِ رَجُلٍ اِدَّعَاہُ اثْنَانِ اَحَدُھُمَا جَمِیْعَھَا وَالْاٰخَرُ نِصْفَھَا وَاَقَامَا الْبَیِّنَۃَ فَلِصَاحِبِ الْجَمِیْعِ ثَلٰثَۃُ اَرْبَاعِھَا وَلِصَاحِبِ النِّصْفِ رُبْعُھَا عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَالَا ھِیَ بَیْنَھُمَا اَثْلَاثًا۔

ترجمہ: اور اگر ہو مکان کسی آدمی کے قبضہ میں جس کا دعویٰ کریں دو ان میں سے ایک پورے گھر کا اور دوسرا اس کے آدھے کا اور دونوں گواہ قائم کردیں تو پورے دعویٰ کرنے والے کے لئے تین چوتھائی اور آدھے والے کے لئے اس کی ایک چوتھائی ہوگی امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ مکان دونوں میں تین تہائی ہوگا۔

تشریح: ایک مکان کسی آدمی کے قبضہ میں ہے اس کا دو آدمیوں نے دعویٰ کیا ایک نے کہا کہ پورا گھر میرا ہے اور دوسرے نے کہا کہ آدھا گھر میرا ہے اور دونوں نے اپنے دعووں پر گواہ قائم کردیئے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک پورے گھر کا دعویٰ کرنے والے کو تین چوتھائی ملے گا اور جس نے آدھے گھر کا دعویٰ کیا ہے اس کو ایک چوتھائی ملے گا کیونکہ جس نے آدھے کا دعویٰ کیا تو باقی آدھا پورا دعویٰ کرنے والے کے لئے چھوڑ دیا اب اختلاف بقیہ نصف میں ہے اور دعویٰ دونوں کا برابر ہے لہٰذا اس نصف میں دونوں کا حق ثابت ہوگا تو پہلے نصف میں سے دو اور دوسرے نصف میں سے ایک ۲+۱=۳ صاحب الجمیع کے لئے اور ایک چوتھائی نصف والے کے لئے۔

صاحبین فرماتے ہیں کہ پورے گھر پر دعویٰ کرنے والے کو دو تہائی ملے گی اور آدھا دعویٰ کرنے والے کو گھر کی ایک تہائی ملے گی اسی کو مصنفؒ نے 'اثلاث' سے تعبیر کیا ہے۔

(۲۶۵۳/۴۸) وَلَوْ کَانَتِ الدَّارُ فِیْ اَیْدِیْھِمَا سُلِّمَتْ لِصَاحِبِ الْجَمِیْعِ نِصْفُھَا عَلٰی وَجْہِ الْقَضَاءِ وَنِصْفُھَا لَا عَلٰی وَجْہِ الْقَضَاءِ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور اگر مکان دونوں کے قبضہ میں ہو تو سپرد کیا جائے گا پورے پر دعویٰ کرنے والے کو اس کا آدھا فیصلہ کے طور پر اور اس کا آدھا بغیر فیصلہ کے۔

تشریح: ایک گھر پر دو آدمیوں کا قبضہ ہے ان میں سے ایک کہتا ہے کہ پورا گھر میرا ہے اور اس پر گواہ قائم کر دیئے اور دوسرا کہتا ہے کہ اس میں سے آدھا گھر میرا ہے اور اس پر گواہ قائم کر دیئے تو یہ پورا گھر کل کے دعویٰ کرنے والے کو مل جائے گا اس لئے کہ جب مکان دونوں کے قبضہ میں ہے تو ہر ایک کے قبضہ میں آدھا آدھا مکان ہوا تو جو آدھا مدعی کل کے قبضہ میں ہے اس کا تو کوئی مدعی ہی نہیں لہٰذا وہ تو قضاء قاضی کے بغیر ہی اس کا ہے اور جو آدھا مدعی نصف کے قبضہ میں ہے اس کا مدعی کل مدعی ہے اور وہ شخص خارج ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ شخص خارج کا بینہ معتبر ہوتا ہے نہ کہ قابض کا تو وہ نصف بھی قاضی اسی کو دلا دے گا۔

(۲۶۵۴/۴۹) وَاِذَا تَنَازَعَا فِيْ دَابَّةٍ وَاَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بَيِّنَةً اَنَّهَا نَتَجَتْ وَذَكَرَا تَارِيْخًا وَسِنُّ الدَّابَّةِ تُوَافِقُ اِحْدَى التَّارِيْخَيْنِ فَهُوَ اَوْلٰى وَاِنْ اَشْكَلَ ذٰلِكَ كَانَتْ بَيْنَهُمَا.

حل لغات: نتجت: ماضی معروف باب (ض) مصدر نتجا جنا۔ سِنّ: عمر جمع اَسنان کہا جاتا ہے هُوَ حديث السن، وہ نئی عمر کا ہے۔

ترجمہ: اگر جھگڑا کریں دو آدمی ایک جانور کے بارے میں اور ہر ایک گواہ قائم کر دے اس بات پر کہ وہ پیدا ہوا ہے میرے یہاں اور دونوں تاریخ ذکر کریں اور جانور کی عمر موافق ہو کسی ایک تاریخ کے تو وہ اولیٰ ہے اور اگر یہ بھی مشکل ہو جائے تو جانور دونوں کے درمیان مشترک رہے گا۔

تشریح: دو آدمیوں نے ایک جانور کے بارے میں دعویٰ کیا کہ میرا ہے اور یہ بھی کہا کہ میرے یہاں پیدا ہوا ہے اور دونوں نے تاریخ پیدائش بھی ذکر کر دی اور گواہ بھی قائم کر دیئے تو جانور کی عمر جس کی تاریخ کی موافقت کرتی ہے اسی کے لئے جانور کا فیصلہ ہوگا مثلاً ایک نے کہا دو سال پہلے میرے یہاں پیدا ہوا ہے اور دوسرے نے کہا کہ ایک سال پہلے پیدا ہوا ہے اور جانور کی عمر ایک سال ہے تو ایک سال والے کو دے دیا جائیگا اور اگر جانور کی عمر کسی کی موافقت نہیں کرتی ہے مثلاً نہ ایک سال کا ہے نہ دو سال کا تو اب دونوں کے لئے آدھے آدھے جانور کا فیصلہ ہوگا۔

(۲۶۵۵/۵۰) وَاِذَا تَنَازَعَا فِيْ دَابَّةٍ اَحَدُهُمَا رَاكِبُهَا وَالْآخَرُ مُتَعَلِّقٌ بِلِجَامِهَا فَالرَّاكِبُ اَوْلٰى.

ترجمہ: دو آدمی جھگڑا کریں ایک جانور کے بارے میں ان میں سے ایک اس پر سوار ہے اور دوسرا اس کی لگام پکڑے ہوئے ہے تو سوار اولیٰ ہے۔

تشریح: جو شخص جانور پر سوار ہے اس کا قبضہ لگام پکڑنے والے سے زیادہ ہے اسلئے اسی کے حق میں فیصلہ ہوگا۔

(۲۶۵۶/۵۱) وَكَذٰلِكَ اِذَا تَنَازَعَا بَعِيْرًا وَعَلَيْهِ حِمْلٌ لِاَحَدِهِمَا فَصَاحِبُ الْحِمْلِ اَوْلٰى.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حل لغت: حمل: بکسر الحاء وسکون المیم: بوجھ جمع احمال۔

ترجمه: اسی طرح اگر جھگڑا کریں دو آدمی اونٹ میں اور اس پر ایک آدمی کا بوجھ لدا ہوا ہو تو بوجھ والا اولیٰ ہوگا۔

تشریح: جس شخص کا بوجھ اونٹ پر ہے ظاہر ہے کہ اس کا بوجھ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اونٹ اسی کا ہے اس لئے اونٹ بوجھ والے کا ہوگا۔

(۵۲/۲۶۵۷) وَكَذٰلِكَ اِذَا تَنَازَعَا قَمِيْصًا اَحَدُهُمَا لَابِسُهٗ وَالْاٰخَرُ مُتَعَلِّقٌ بِكُمِّهٖ فَاللَّابِسُ اَوْلٰى.

ترجمه: اسی طرح اگر جھگڑا کریں قمیص میں ان میں سے ایک اس کو پہنے ہوئے ہو اور دوسرا آستین پکڑے ہوئے ہو تو پہننے والا اولیٰ ہے۔

تشریح: جو آدمی قمیص پہنے ہوئے ہے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ قمیص اسی کی ہے ورنہ وہ کیسے پہن لیتا۔

(۵۳/۲۶۵۸) وَاِذَا اخْتَلَفَ الْمُتَبَايِعَانِ فِي الْبَيْعِ فَادَّعَى الْمُشْتَرِيْ ثَمَنًا وَادَّعَى الْبَائِعُ اَكْثَرَ مِنْهُ اَوِ اعْتَرَفَ الْبَائِعُ بِقَدْرٍ مِنَ الْمَبِيْعِ وَادَّعَى الْمُشْتَرِيْ اَكْثَرَ مِنْهُ وَاَقَامَ اَحَدُهُمَا الْبَيِّنَةَ قُضِيَ لَهٗ بِهَا فَاِنْ اَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةً كَانَتِ الْبَيِّنَةُ الْمُثْبِتَةُ لِلزِّيَادَةِ اَوْلٰى فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بَيِّنَةٌ قِيْلَ لِلْمُشْتَرِيْ اِمَّا اَنْ تَرْضٰى بِالثَّمَنِ الَّذِيْ اِدَّعَاهُ الْبَائِعُ وَاِلَّا فَسَخْنَا الْبَيْعَ وَقِيْلَ لِلْبَائِعِ اِمَّا اَنْ تُسَلِّمَ مَا ادَّعَاهُ الْمُشْتَرِيْ مِنَ الْمَبِيْعِ وَاِلَّا فَسَخْنَا الْبَيْعَ.

ترجمه: اور جب اختلاف کریں بائع اور مشتری بیع میں پس دعویٰ کرے مشتری کچھ قیمت کا اور دعویٰ کرے بائع اس سے زائد کا یا اقرار کرے بائع مبیع کی ایک مقدار کا اور دعویٰ کرے مشتری اس سے زائد کا اور قائم کردے بینہ ان میں سے ایک تو اسی کے لئے فیصلہ ہوگا اگر دونوں گواہ قائم کردیں تو زیادتی کو ثابت کرنے والا بینہ اولیٰ ہوگا اگر نہ ہو ان میں سے کسی کے پاس گواہ تو کہا جائے گا مشتری سے کہ یا تو راضی ہو اس قیمت پر جس کا دعویٰ کیا ہے بائع نے ورنہ تو ہم بیع فسخ کردیں گے اور کہا جائے گا بائع سے یا تو، تو اس مبیع کو سپرد کردے جس کا مشتری مدعی ہے ورنہ تو ہم بیع کو فسخ کردیں گے۔

آپس میں قسم کھانے کا بیان:

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر بائع اور مشتری نے مقدار ثمن میں اختلاف کیا مثلاً مشتری نے دعویٰ کیا کہ یہ بھینس دس ہزار روپے میں خریدی ہے اور بائع نے دعویٰ کیا کہ ثمن پندرہ ہزار روپے ہے یا مبیع کی مقدار میں اختلاف کیا مثلاً بائع نے دعویٰ کیا کہ مبیع ایک کوئنٹل ہے اور مشتری نے دعویٰ کیا کہ مبیع دو کوئنٹل ہے، پس دونوں میں سے کسی ایک

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کردیئے اور دوسرا عاجز آگیا تو جس نے گواہ پیش کئے ہیں اسی کے حق میں فیصلہ کردیا جائے گا کیونکہ دوسری جانب میں صرف دعویٰ ہے اور اس جانب میں دعویٰ پر گواہ بھی ہے اور صرف دعویٰ سے گواہ اقویٰ ہے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کردیئے تو جس کے گواہ زیادتی کو ثابت کریں گے اسی کے گواہوں پر فیصلہ کریں گے اور اگر دونوں میں سے کسی کے پاس گواہ نہ ہو تو حاکم مشتری سے کہے گا کہ یا تو، تو اس ثمن پر راضی ہوجا جس کا بائع مدعی ہے ورنہ ہم عقد بیع کو فسخ کردیں گے اور حاکم بائع سے کہے گا کہ یا تو تو اس مبیع کو سپرد کردے جس کا مشتری مدعی ہے ورنہ تو ہم عقد بیع کو فسخ کردیں گے کیونکہ مقصود جھگڑے کو ختم کرنا ہے اور یہ بھی جھگڑا ختم کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

(۲۶۵۹/۵۴) فَإِنْ لَمْ يَتَرَاضَيَا اِسْتَحْلَفَ الْحَاكِمُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى دَعْوَى الْآخَرِ.

ترجمہ: پھر اگر دونوں راضی نہ ہوئے تو قسم لے حاکم ان میں سے ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ پر۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ اگر بائع اور مشتری دونوں نے اختلاف کیا اور دونوں کے پاس گواہ نہیں ہیں اور حاکم کی ہدایت کے باوجود دونوں آپس میں رضامند بھی نہیں ہوئے تو حاکم دونوں میں سے ہر ایک سے دوسرے کے دعویٰ کے خلاف قسم لے گا۔

(۲۶۶۰/۵۵) وَيَبْتَدِئُ بِيَمِيْنِ الْمُشْتَرِيْ فَإِذَا حَلَفَا فَسَخَ الْقَاضِيُ الْبَيْعَ بَيْنَهُمَا.

ترجمہ: اور شروع کرے مشتری کی قسم سے جب وہ قسم کھالیں تو فسخ کردے قاضی بیع دونوں کے درمیان۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جس صورت میں بائع اور مشتری دونوں سے قسم لی جاتی ہے اس صورت میں قاضی مشتری کی قسم سے ابتداء کرے یعنی پہلے مشتری سے قسم لے اور پھر بائع سے قسم لے، یہ امام محمد کا قول ہے اور امام ابو یوسف کا بھی آخری قول یہی ہے، یہی امام صاحب سے ایک روایت ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ ثمن کا مطالبہ پہلے مشتری سے ہوتا ہے تو وہی منکر ٹھہرا۔

آگے صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ اگر بائع اور مشتری دونوں نے قسم کھالی تو قاضی دونوں کے درمیان عقد بیع کو فسخ کردے گا۔

(۲۶۶۱/۵۶) فَإِنْ نَكَلَ اَحَدُهُمَا عَنِ الْيَمِيْنِ لَزِمَهُ دَعْوَى الْآخَرِ.

ترجمہ: اگر ان میں سے کوئی انکار کرے قسم سے تو لازم ہوجائے گا اس پر دوسرے کا دعویٰ۔

تشریح: بائع اور مشتری کو قسم کھانے کے لئے کہا ان میں سے کسی ایک نے قسم سے انکار کردیا تو منکر پر دوسرے کا دعویٰ لازم ہوجائے گا۔

(۲۶۶۲/۵۷) وَاِنِ اخْتَلَفَا فِي الْاَجَلِ اَوْ فِيْ شَرْطِ الْخِيَارِ اَوْ فِيْ اِسْتِيْفَاءِ بَعْضِ الثَّمَنِ فَلَا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تَحَالَفَ بَيْنَهُمَا وَالْقَوْلُ قَوْلُ مَنْ يُنْكِرُ الْخِيَارَ وَالْاَجَلَ مَعَ يَمِيْنِهٖ.

حل لغات: الاجل: مدت جمع آجال. استیفاء: مصدر ہے، استوفی استیفاء حقّہ، کامل و پورا حق لینا۔ تحالف: بروزن تفاعل ہے، دونوں طرف سے قسم لینا۔

ترجمہ: اور اگر اختلاف کریں مدت میں یا شرط خیار میں یا کچھ ثمن وصول کرنے میں تو ان کے درمیان باہمی قسم نہیں ہے اور اسی کا قول قبول ہوتا ہے جو خیار شرط اور مدت کا انکار کرتا ہو اس کی قسم کے ساتھ۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر بائع اور مشتری نے اصل میعاد میں اختلاف کیا مثلاً ایک کہے کہ مدت مقرر تھی اور دوسرا انکار کرے یا خیار شرط میں اختلاف کریں مثلاً مشتری کہے کہ میں نے خیار شرط کے ساتھ خریدا ہے اور بائع اس کا انکار کرے یا ثمن میں سے کچھ وصول پانے میں اختلاف کیا مثلاً مشتری کہے کہ تو اتنی قیمت وصول کر چکا بائع اس کا انکار کرے تو ہمارے نزدیک ان تمام صورتوں میں دونوں سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ منکر کا قول اس کی قسم کے ساتھ معتبر ہوگا۔

(۲۶۶۳/۵۸) وَاِنْ هَلَكَ الْمَبِيْعُ ثُمَّ اخْتَلَفَا فِي الثَّمَنِ لَمْ يَتَحَالَفَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَاَبِيْ يُوْسُفَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى وَالْقَوْلُ قَوْلُ الْمُشْتَرِيْ فِي الثَّمَنِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَتَحَالَفَانِ وَيَفْسَخُ الْبَيْعُ عَلٰى قِيْمَةِ الْهَالِكِ.

ترجمہ: اور اگر مبیع ہلاک ہو جائے پھر اختلاف کریں ثمن میں تو قسم نہ کھائیں گے شیخینؒ کے نزدیک اور قول معتبر ہوگا مشتری کا قیمت میں اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ دونوں قسم کھائیں گے اور بیع فسخ ہو جائے گی ہلاک شدہ کی قیمت پر۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد مبیع ہلاک ہوگئی پھر بائع اور مشتری نے ثمن کی مقدار میں اختلاف کیا تو شیخین کے نزدیک دونوں سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ مقدار ثمن کے سلسلہ میں مشتری کا قول مع الیمین معتبر ہوگا، امام محمد امام شافعیؒ نے فرمایا کہ دونوں سے قسم لی جائے گی چنانچہ اگر دونوں قسم کھا گئے تو بیع فسخ کر دی جائے گی اور مشتری پر تلف شدہ مبیع کی قیمت دینا واجب کر دیا جائے گا یعنی وہ مبیع کی بازاری قیمت بائع کو واپس کرے۔

(۲۶۶۴/۵۹) وَاِنْ هَلَكَ اَحَدُ الْعَبْدَيْنِ ثُمَّ اخْتَلَفَا فِي الثَّمَنِ لَمْ يَتَحَالَفَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا اَنْ يَّرْضَى الْبَائِعُ اَنْ يَّتْرُكَ حِصَّةَ الْهَالِكِ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَتَحَالَفَانِ وَيَنْفَسِخُ الْبَيْعُ فِي الْحَيِّ وَقِيْمَةِ الْهَالِكِ وَهُوَ قَوْلُ مُحَمَّدٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ترجمہ: اور اگر ہلاک ہو جائے دو غلاموں میں سے ایک پھر اختلاف کریں دونوں ثمن میں تو قسم نہ کھائیں گے امام صاحبؒ کے نزدیک مگر یہ کہ راضی ہو جائے بائع ہلاک شدہ کے حصہ کو چھوڑنے پر اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ دونوں قسم کھائیں گے اور بیع فسخ ہو جائے گی زندہ میں اور ہلاک شدہ کی قیمت میں اور یہی امام محمدؒ کا قول ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے دو غلام عقد واحد کے تحت فروخت کئے اور مشتری نے ان دونوں پر قبضہ کر لیا پھر ان دونوں غلاموں میں سے ایک ہلاک ہو گیا اس کے بعد بائع اور مشتری نے مقدار ثمن میں اختلاف کیا چنانچہ بائع کہتا ہے کہ دونوں غلام دو ہزار میں فروخت کئے تھے اور مشتری کہتا ہے کہ میں نے تجھ سے ان دونوں کو ایک ہزار کے عوض خریدا ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک دونوں سے قسم نہیں لی جائے گی ہاں اگر بائع اس پر راضی ہو جائے کہ مرے ہوئے غلام کا حصہ چھوڑ دے جو کہ مشتری کہتا ہے اور زندہ غلام کو مشتری لے لے تو اس صورت میں دونوں سے قسم لی جائے گی۔

صاحبین فرماتے ہیں کہ زندہ غلام کے بارے میں بائع اور مشتری دونوں سے قسم لی جائے گی اور تحالف کے بعد زندہ غلام میں عقد بیع فسخ کر دیا جائے گا اور تلف شدہ غلام کے حصہ ثمن میں مشتری کا قول مع الیمین معتبر ہوگا یعنی زندہ غلام تو بائع کو پھیر دیا جائے گا اور ہلاک شدہ کی قیمت جو مشتری کہے وہ دلا دی جائے گی۔

(۲۶۶۵/۶۰) وَإِذَا اخْتَلَفَ الزَّوْجَانِ فِي الْمَهْرِ فَادَّعَى الزَّوْجُ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِأَلْفٍ وَقَالَتْ تَزَوَّجْتَنِي بِأَلْفَيْنِ فَأَيُّهُمَا أَقَامَ الْبَيِّنَةَ قُبِلَتْ بَيِّنَتُهُ وَإِنْ أَقَامَا مَعاً الْبَيِّنَةَ فَالْبَيِّنَةُ بَيِّنَةُ الْمَرْأَةِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمَا بَيِّنَةٌ تَحَالَفَا عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَمْ يُفْسَخِ النِّكَاحُ وَلٰكِنْ يُحَكَّمُ مَهْرُ الْمِثْلِ فَإِنْ كَانَ مِثْلَ مَا اعْتَرَفَ بِهِ الزَّوْجُ أَوْ أَقَلَّ قُضِيَ بِمَا قَالَ الزَّوْجُ وَإِنْ كَانَ مِثْلَ مَا ادَّعَتْهُ الْمَرْأَةُ أَوْ أَكْثَرَ قُضِيَ بِمَا ادَّعَتْهُ الْمَرْأَةُ وَإِنْ كَانَ مَهْرُ الْمِثْلِ أَكْثَرَ مِمَّا اعْتَرَفَ الزَّوْجُ وَأَقَلَّ مِمَّا ادَّعَتْهُ الْمَرْأَةُ قُضِيَ لَهَا بِمَهْرِ الْمِثْلِ.

ترجمہ: جب اختلاف کریں میاں بیوی مہر کے بارے میں چنانچہ دعویٰ کرے شوہر کہ میں نے اس سے شادی کی ہے ایک ہزار پر اور بیوی کہے کہ تو نے شادی کی ہے مجھ سے دو ہزار پر تو جو بھی گواہ قائم کرے اس کا بینہ قبول ہوگا اگر دونوں ایک ساتھ گواہ قائم کر دیں تو عورت کا بینہ معتبر ہوگا اور اگر بینہ دونوں کے پاس نہ ہو تو دونوں قسم کھائیں گے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور نکاح فسخ نہیں کیا جائے گا لیکن حکم ٹھہرایا جائے گا مہر مثل کو پس اگر مہر مثل اتنا ہو جتنے کا اقرار کیا ہے شوہر نے یا اس سے کم ہو تو فیصلہ کیا جائے گا اتنے کا جتنا شوہر کہے اور اگر اتنا ہو جتنے کا دعویٰ کیا ہے عورت نے یا اس سے زیادہ ہو تو فیصلہ کیا جائے گا اتنے کا جتنے کا عورت نے دعویٰ کیا اور اگر مہر مثل اس سے زیادہ ہو جتنے کا اقرار کیا ہے شوہر نے اور کم ہو اس سے جتنے کا عورت نے دعویٰ کیا تو فیصلہ کیا جائے گا عورت کے لئے مہر مثل کا۔

زوجین میں مہر کی بابت اختلاف کا بیان

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر میاں بیوی نے مہر کی مقدار میں اختلاف کیا مثلاً شوہر نے کہا کہ میں نے اس عورت کے ساتھ ایک ہزار کے عوض نکاح کیا ہے، اور عورت نے دعویٰ کیا کہ اس مرد نے میرے ساتھ دو ہزار کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عوض نکاح کیا ہے تو جو اپنا مدعا گواہوں سے ثابت کرے اسی کے حق میں فیصلہ ہوگا کیونکہ اس نے اپنا دعویٰ بینہ سے ثابت کر دیا ہے اور اگر میاں بیوی دونوں نے اپنا اپنا بینہ قائم کر دیا تو عورت کا بینہ قبول ہوگا کیونکہ عورت کا بینہ زیادتی مہر کو ثابت کرتا ہے لیکن عورت کا بینہ اس وقت قبول ہوگا جب کہ مہر مثل اس سے کم ہو جس کا عورت دعویٰ کرتی ہے ورنہ اگر مہر مثل اس کے برابر ہو جس کا عورت دعویٰ کرتی ہے یا اس سے زیادہ ہو تو ان دونوں صورتوں میں شوہر کا بینہ قبول ہوتا ہے اور اگر مرد وعورت دونوں بینہ قائم کرنے سے عاجز آ گئے تو امام صاحبؒ کے نزدیک دونوں سے قسم لی جائے گی مگر نکاح فسخ نہیں ہوگا کیونکہ ہر ایک کی قسم کا اثر یہ ہوگا کہ مہر کے سلسلہ میں دونوں کا دعویٰ معدوم ہو جائے اور ایسا ہو جائے گویا کہ مہر کا ذکر نہیں کیا ہے اور مہر کا ذکر نہ کرنا صحت نکاح کے لئے مخل نہیں ہوتا ہے کیونکہ مہر نکاح میں تابع ہوتا ہے چنانچہ اس قسم سے مہر کی تعیین تو ختم ہو جائے گی لیکن نکاح فسخ نہیں ہوگا اور جب نکاح فسخ نہیں ہوا اور مہر کا ذکر معدوم ہو گیا تو جھگڑا ختم کرنے کے لئے مہر مثل کو حکم بنایا جائے گا چنانچہ اگر مہر مثل شوہر کے اقرار کردہ مہر کے برابر ہو یا اس سے کم ہو تو جس قدر مہر کا شوہر نے اقرار کیا ہے اسی قدر کا حکم دیا جائے گا اور اگر مہر مثل اس قدر ہو جس قدر کا عورت نے دعویٰ کیا ہے یا اس سے زیادہ ہو تو جس قدر عورت نے دعویٰ کیا ہے اسی کا حکم دیا جائے گا اور اگر مہر مثل درمیانی ہو یعنی شوہر کے اقراری مہر سے زیادہ ہو اور عورت کے دعویٰ کردہ مہر سے کم ہو تو عورت کے واسطے مہر مثل کا حکم دیا جائے گا کیونکہ جب دونوں قسم کھا گئے تو نہ مہر مثل سے زائد ثابت ہوگا اور نہ اس سے کم ثابت ہوگا بلکہ مہر مثل کا حکم دیا جائے گا۔

(۲۶۶۶/۶۱) وَاِذَا اخْتَلَفَا فِی الْاِجَارَةِ قَبْلَ اِسْتِیْفَاءِ الْمَعْقُوْدِ عَلَیْهِ تَحَالَفَا وَتَرَادًّا۔

حل لغات: استیفاء: وفی سے مشتق ہے، وصول کرنا۔ المعقود علیه: جس پر عقد ہوا ہو، یہاں نفع مراد ہے جس پر معاملہ طے ہوتا ہے۔

ترجمہ: اور اگر اختلاف کریں اجارہ میں معقود علیہ حاصل کرنے سے پہلے تو دونوں قسم کھائیں اور اجارہ کو پھیر لیں۔

اجارہ اور عقد کتابت میں اختلاف کا بیان

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ موجر (اجارہ پر دینے والے) اور مستاجر (اجرت پر لینے والے) نے اجرت کی مقدار میں اختلاف کیا یا معقود علیہ یعنی منفعت کی مقدار میں اختلاف کیا اور یہ اختلاف منافع حاصل کرنے سے پہلے واقع ہوا تو اس صورت میں دونوں سے قسمیں لے کر عقد اجارہ فسخ کر دیا جائے گا۔

(۲۶۶۷/۶۲) وَاِنِ اخْتَلَفَا بَعْدَ الْاِسْتِیْفَاءِ لَمْ یَتَحَالَفَا وَکَانَ الْقَوْلُ قَوْلُ الْمُسْتَاجِرِ۔

ترجمہ: اور اگر اختلاف کریں منافع وصول کرنے کے بعد تو دونوں قسم نہ کھائیں گے اور قول معتبر ہوگا مستاجر کا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اگر اجارہ میں منافع حاصل کرنے کے بعد دونوں نے اختلاف کیا ہو تو بالاتفاق دونوں سے قسم نہیں لی جائے گی بلکہ مستاجر کا قول مع الیمین معتبر ہوگا دونوں قسم اس لئے نہیں کھائیں گے کہ نفع وصول کرلیا اور وہ چونکہ عرض ہے اس لئے ہلاک بھی ہوگیا ہے تو جس طرح مبیع وصول کرے اور ہلاک ہو جائے تو مبیع کو واپس کرنا ناممکن ہے اور دونوں کو قسم کھلا کر بیع توڑنا مشکل ہے وہ تو ہوگئی اسی طرح نفع وصول کرنے کے بعد اور اس کے معدوم ہونے کے بعد اس کو توڑنا ناممکن ہے اس لئے دونوں کو قسم نہیں کھلائیں گے بلکہ یہاں موجر زیادتی ثمن کا دعویٰ کرتا ہے اور مستاجر اس کا انکار کرتا ہے اور موجر کے پاس گواہ نہیں ہے اس لئے مستاجر کی بات قسم کے ساتھ مانی جائے گی۔

(۲۶۶۸/۶۳) وَإِنِ اخْتَلَفَا بَعْدَ اسْتِيْفَاءِ بَعْضِ الْمَعْقُوْدِ عَلَيْهِ تَحَالَفَا وَفُسِخَ الْعَقْدُ فِيْمَا بَقِيَ وَكَانَ الْقَوْلُ فِي الْمَاضِيْ قَوْلَ الْمُسْتَاجِرِ مَعَ يَمِيْنِهِ.

ترجمہ: اور اگر اختلاف کریں کچھ معقود علیہ حاصل کرنے کے بعد تو دونوں قسم کھائیں گے اور فسخ کیا جائے عقد ما بقیہ میں اور معتبر ہوگا قول گذشتہ زمانے کے بارے میں مستاجر کا اس کی قسم کے ساتھ۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ اگر عقد اجارہ میں کچھ منافع حاصل کرنے کے بعد موجر اور مستاجر نے اختلاف کیا تو دونوں سے قسم لے کر ما بقیہ میں عقد اجارہ فسخ کر دیا جائے گا اور گذشتہ زمانہ کے بارے میں مستاجر کا قول معتبر ہوگا مثلاً ایک ماہ طے تھا اس میں سے پندرہ دن گذر گئے اور پندرہ دن ابھی باقی تھے کہ دونوں میں اختلاف ہوگیا تو پندرہ دن جو باقی ہیں ان کے بارے میں دونوں قسمیں کھائیں گے اور قسمیں کھلا کر اس معاملہ کو فسخ کر دیا جائے گا اور جتنا کام کر چکا ہے وہ چونکہ وصول ہوگیا اور معدوم بھی ہوگیا اس لئے ان کے بارے میں دونوں کو قسم نہیں دیں گے بلکہ مستاجر منکر اور مدعی علیہ ہے اور موجر کے پاس گواہ نہیں ہے تو مدعی علیہ پر قسم ہوگی وہ قسم کھا جائے تو اس کی بات پر فیصلہ ہوگا۔

(۲۶۶۹/۶۴) وَإِذَا اخْتَلَفَ الْمَوْلٰى وَالْمُكَاتَبُ فِي مَالِ الْكِتَابَةِ لَمْ يَتَحَالَفَا عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَا يَتَحَالَفَانِ وَتُفْسَخُ الْكِتَابَةُ.

ترجمہ: اور جب اختلاف کریں آقا اور مکاتب مال کتابت میں تو قسم نہ کھائیں گے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا کہ دونوں قسم کھائیں گے اور کتابت فسخ ہو جائے گی۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ اگر آقا اور مکاتب نے بدل کتابت کی مقدار میں اختلاف کیا مثلاً آقا نے کہا کہ میں نے تم کو چار ہزار روپے پر مکاتب بنایا ہے اور مکاتب نے کہا کہ نہیں بلکہ ایک ہزار روپے پر مکاتب بنایا ہے تو امام صاحبؒ کے نزدیک دونوں پر تحالف واجب نہ ہوگا بلکہ مکاتب کا قول مع الیمین معتبر ہوگا۔

صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک دونوں قسم کھائیں گے اور تحالف کے بعد عقد کتابت کو فسخ کر دیا جائے گا کیونکہ کتابت ایسا عقد معاوضہ ہے جو فسخ کو قبول کرتا ہے پس یہ بیع کے مشابہ ہوگیا یعنی جس طرح اختلاف ثمن کی صورت میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بائع اور مشتری پر تحالف واجب ہوتا ہے اسی طرح بدل کتابت میں اختلاف کی صورت میں بھی آقا اور مکاتب دونوں پر تحالف واجب ہوگا امام صاحب فرماتے ہیں کہ مکاتب پر بدل کتابت لازم ہی نہیں کیونکہ وہ خود کو عاجز قرار دے کر اس کو ختم کرسکتا ہے تو کتابت بیع کے معنی میں کہاں ہوئی؟ لہٰذا تحالف نہ ہوگا۔

(۲۶۷۰/۶۵) وَاِذَا اخْتَلَفَ الزَّوْجَانِ فِيْ مَتَاعِ الْبَيْتِ فَمَا يَصْلُحُ لِلرِّجَالِ فَهُوَ لِلرَّجُلِ وَمَا يَصْلُحُ لِلنِّسَاءِ فَهُوَ لِلْمَرْاَةِ وَمَا يَصْلُحُ لَهُمَا فَهُوَ لِلرَّجُلِ.

ترجمہ: جب اختلاف کریں میاں بیوی گھریلو سامان میں تو جو چیزیں مردوں کے لائق ہیں وہ مرد کے لئے ہوں گی اور جو چیزیں عورتوں کے لائق ہیں وہ عورت کیلئے ہوں گی اور جو چیزیں دونوں کے لائق ہیں وہ مرد کیلئے ہیں۔

گھریلو سامان میں زوجین کے اختلاف کا بیان

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ اگر میاں بیوی نے گھریلو سامان میں اختلاف کیا کہ یہ سامان میری ملک ہے اور گواہ دونوں کے پاس موجود نہیں ہیں تو فیصلہ اس طرح کیا جائے گا کہ جو سامان مرد کے کارآمد ہو وہ سامان قسم لے کر مرد کو دے دیا جائے گا جیسے پگڑی، ٹوپی، تاج کتابیں گھوڑا آلات جہاد وغیرہ۔

اور جو سامان بیوی کے کارآمد ہو وہ سامان قسم لے کر عورت کو دے دیا جائے گا جیسے اوڑھنی کرتی، برقع، زیور، کنگن، انگوٹھی، پازیب ریشم کے کپڑے وغیرہ، اور جو سامان دونوں کے لائق ہے تو اس میں شوہر کا قول معتبر ہوگا جیسے چارپائی، چٹائی، برتن، فون، موبائل، وغیرہ۔

(۲۶۷۱/۶۶) فَاِنْ مَاتَ اَحَدُهُمَا وَاخْتَلَفَ وَرَثَتُهُ مَعَ الْاٰخَرِ فَمَا يَصْلُحُ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فَهُوَ لِلْبَاقِيْ مِنْهُمَا وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يُدْفَعُ اِلَى الْمَرْاَةِ مَايُجَهَّزُ بِهِ مِثْلُهَا وَالْبَاقِيْ لِلزَّوْجِ.

ترجمہ: پھر اگر ان میں سے ایک مر جائے اور اختلاف کریں اس کے ورثاء دوسرے کے ساتھ تو جو چیزیں مردوں اور عورتوں کے قابل ہوں وہ ان میں سے زندہ کی ہوں گی اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ عورت کو دیا جائے گا وہ سامان جو جہیز میں دیا جاتا ہو اور باقی شوہر کے لئے ہوگا۔

تشریح: اگر زوجین میں سے کوئی ایک مر گیا اور پھر میت کے ورثاء نے زندہ سے سامان کے بارے میں اختلاف کیا تو گھر کا کل سامان اس کے لئے ہوگا جو زندہ ہے خواہ وہ سامان مردوں کے لائق ہو خواہ عورتوں کے لائق ہو کیونکہ قبضہ زندہ آدمی کا معتبر ہوتا ہے نہ کہ مردہ کا، یہ تفصیل امام صاحب کے نزدیک ہے حضرت امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ عورت جو سامان جہیز کے طور پر لایا کرتی ہے وہ سامان تو عورت کو دے دیا جائے یا اس کے مرنے کی صورت میں اس

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے وارث کو اور باقی سامان شوہر سے قسم لے کر اس کو دے دیا جائے یا اس کے وارث کا ہوگا۔

(۲۶۷۲/۶۷) وَإِذَا بَاعَ الرَّجُلُ جَارِيَةً فَجَاءَتْ بِوَلَدٍ فَادَّعَاهُ الْبَائِعُ فَإِنْ جَاءَتْ بِهِ لِأَقَلَّ مِنْ سِتَّةِ أَشْهُرٍ مِنْ يَوْمِ بَاعَهَا فَهُوَ ابْنُ الْبَائِعِ وَأُمُّهُ أُمُّ وَلَدٍ لَهُ وَيُفْسَخُ الْبَيْعُ وَيُرَدُّ الثَّمَنُ.

ترجمہ: اور جب بیچی کسی نے باندی اس نے بچہ جنا اور بائع نے دعویٰ کیا اس کا پھر اگر جنا ہو اس نے چھ ماہ سے کم میں اس دن سے جس دن کہ بیچا تھا اس کو تو وہ بائع کا بیٹا ہوگا، اور اس کی ماں بائع کی ام ولد ہوگی اور بیع فسخ ہو جائے گی اور قیمت لوٹائی جائے گی۔

دعویٰ نسب کا بیان

تشریح: ایک شخص نے باندی فروخت کی اس باندی نے وقت بیع سے چھ ماہ کے اندر اندر بچہ دیا اور بائع نے بچہ کا دعویٰ کیا تو وہ بچہ بائع کا ہو جائے گا، اور اس کی ماں بائع کی ام ولد بن جائے گی اور جو بیع کی تھی وہ فسخ ہو جائے گی اور بائع کو مشتری کی طرف ثمن واپس کرنا ہوگا امام زفر اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک بائع کا دعویٰ باطل ہوگا کیونکہ بائع کا باندی کو فروخت کرنا اس بات کا اقرار ہے کہ وہ اس کی ام ولد نہیں، باندی ہے، حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ قرار حمل ایک پوشیدہ امر ہے اور ملک بائع میں قرار حمل اس بات کی دلیل ہے کہ بچہ بائع کا ہے کیونکہ ولادت چھ ماہ سے کم میں ہے تو بائع کا دعویٰ اصل حمل کی طرف منسوب ہوگا معلوم ہوا کہ اس نے ام ولد کی بیع کی ہے لہٰذا بیع فسخ ہو جائے گی کیونکہ ام ولد کی بیع جائز نہیں اور ثمن واپس کرنا ضروری ہوگا۔

(۲۶۷۳/۶۸) وَإِنِ ادَّعَاهُ الْمُشْتَرِيْ مَعَ دَعْوَةِ الْبَائِعِ أَوْ بَعْدَهَا فَدَعْوَةُ الْبَائِعِ أَوْلَى.

ترجمہ: اور اگر دعویٰ کرے اس کا مشتری بائع کے دعویٰ کے ساتھ یا اس کے بعد تو بائع کا دعویٰ اولیٰ ہوگا۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ بائع کے دعویٰ کے بعد یا بائع کے دعویٰ کے ساتھ مشتری نے بھی دعویٰ کیا کہ بچہ میرا ہے پھر بھی بائع کے دعویٰ کو ترجیح دی جائیگی اور مشتری کا دعویٰ معتبر نہ ہوگا کیونکہ بائع کا دعویٰ بہر حال سابق ہے۔

(۲۶۷۴/۶۹) وَإِنْ جَاءَتْ بِهِ لِأَكْثَرَ مِنْ سِتَّةِ أَشْهُرٍ وَلِأَقَلَّ مِنْ سَنَتَيْنِ لَمْ تُقْبَلْ دَعْوَةُ الْبَائِعِ فِيْهِ إِلَّا أَنْ يُصَدِّقَهُ الْمُشْتَرِيْ.

ترجمہ: اور اگر وہ بچہ جنے چھ ماہ سے زائد میں اور دو سال سے کم میں تو قبول نہیں کیا جائے گا بائع کا دعویٰ مگر یہ کہ تصدیق کر دے اس کی مشتری۔

تشریح: اگر باندی چھ ماہ سے زائد اور دو سال سے کم میں بچہ جنے اور بائع بچہ کا دعویٰ کرے کہ میرا ہے تو بائع

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی بات نہیں مانی جائے گی ہاں اگر مشتری اس کی تصدیق کرے کہ بچہ بائع ہی کا ہے تو بائع کی بات مان لی جائے گی کیونکہ اس بات کا احتمال موجود ہے کہ خریدنے کے بعد مشتری نے باندی سے صحبت کی ہو اور اس سے بچہ پیدا ہوا ہو تو بائع کا بچہ ہونا کوئی یقینی بات نہیں ہے لہٰذا مشتری کی تصدیق ضروری ہے پس اس کی تصدیق پر نسب ثابت بیع باطل بچہ آزاد اور اس کی ماں بائع کی ام ولد ہو جائے گی۔

(۲۶۷۵/۷۰) وَاِنْ مَاتَ الْوَلَدُ فَادَّعَاهُ الْبَائِعُ وَقَدْ جَائَتْ بِهٖ لِاَقَلَّ مِنْ سِتَّةِ اَشْهُرٍ لَمْ يَثْبُتِ النَّسَبُ فِي الْوَلَدِ وَلَا الْاِسْتِيْلَادُ فِي الْاُمِّ.

ترجمہ: اور اگر مر جائے بچہ پھر دعویٰ کرے اس کا بائع حالانکہ جنا تھا اس کو چھ ماہ سے کم میں تو ثابت نہ ہوگا نسب بچہ میں اور نہ ام ولد ہونا ماں میں۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ بچہ کی زندگی میں تو بائع نے دعویٰ نہیں کیا لیکن جب بچہ کا انتقال ہو گیا تو پھر بائع نے دعویٰ کیا تو نسب ثابت نہ ہوگا کیونکہ بچہ کا نسب ثابت کرنا ایک مجبوری تھی کہ اگر نسب ثابت نہ کیا جاتا تو بچہ حرامی سمجھا جاتا لیکن انتقال کے بعد ثبوت نسب سے مستغنی ہو گیا اور جب اس کا نسب ثابت نہیں ہوگا تو اس کی ماں ام ولد بھی نہیں بنے گی کیوں کہ یہ تابع ولد ہے۔

(۲۶۷۶/۷۱) وَاِنْ مَاتَتِ الْاُمُّ فَادَّعَاهُ الْبَائِعُ وَقَدْ جَائَتْ بِهٖ لِاَقَلَّ مِنْ سِتَّةِ اَشْهُرٍ يَثْبُتُ النَّسَبُ مِنْهُ فِي الْوَلَدِ وَاَخَذَهُ الْبَائِعُ وَيَرُدُّ الثَّمَنَ كُلَّهُ فِيْ قَوْلِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَا يَرُدُّ حِصَّةَ الْوَلَدِ وَلَا يَرُدُّ حِصَّةَ الْاُمِّ.

ترجمہ: اور اگر مر جائے ماں پھر دعویٰ کرے اس کا بائع حالانکہ جنا تھا اس کو چھ ماہ سے کم میں تو ثابت ہو جائے گا نسب بچہ میں اور لے لے گا اس کو بائع اور لوٹائے گا اس کو پوری قیمت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ لوٹائے گا بچہ کا حصہ اور نہیں لوٹائے گا ماں کا حصہ۔

تشریح: بچہ زندہ تھا ماں مر گئی اس کے بعد بائع نے بچہ کا دعویٰ کیا اور بچہ چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوا تھا تو نسب ثابت ہو جائے گا اور بچہ بائع کا ہوگا اس لئے اب بائع بچہ کو مشتری سے واپس لے گا اور ماں ام ولد ہوگی اور بائع نے جتنی قیمت مشتری سے وصول کی ہے وہ سب مشتری کو واپس کرے یہ تفصیل امام صاحبؒ کے نزدیک ہے، صاحبین فرماتے ہیں کہ بائع صرف بچہ کا حصہ مشتری کی جانب واپس کرے اور بچہ واپس لے لے ماں کا حصہ مشتری کی جانب واپس نہ کرے۔

(۲۶۷۷/۷۲) وَمَنِ ادَّعٰى نَسَبَ اَحَدِ التَّوْاَمَيْنِ يَثْبُتُ نَسَبُهُمَا مِنْهُ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: کسی نے دعویٰ کیا جڑواں بچوں میں سے ایک کے نسب کا تو ثابت ہو جائیگا دونوں کا نسب اس سے۔

تشریح: ایک عورت کو جڑواں بچے پیدا ہوئے ان میں سے ایک کے بارے میں ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا بچہ ہے تو دونوں کا نسب اسی مدعی سے ثابت ہوگا کیونکہ ایک پیٹ میں دو بچے ایک ہی پانی سے ہوں گے جڑواں بچوں میں دوسرے کا پانی نہیں ہو سکتا اس لئے دوسرے بچہ کا نسب بھی اسی باپ سے ثابت ہوگا۔

کتاب الشہادات

(یہ کتاب شہادت کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: کتاب الدعویٰ اور کتاب الشہادات میں مناسبت یہ ہے کہ دعویٰ کے اندر اکثر مدعی اور مدعی علیہ کو گواہی کی ضرورت پڑتی ہے اور چونکہ دعویٰ مقدم ہوتا ہے گواہی مؤخر ہوتی ہے اس لئے کتاب الدعویٰ کے بعد کتاب الشہادات لا رہے ہیں۔

لغوی تعریف: شہادت کے لغوی معنیٰ ہیں، مشاہدہ کے بعد کسی چیز کی صحت کی خبر دینا۔

اصطلاحی تعریف: کسی کا حق ثابت کرنے کے لئے قاضی کی مجلس میں لفظ شہادت کے ساتھ سچی بات کی خبر دینے کے ہیں۔

شہادت کا ثبوت: ارشاد باری ہے، واستشهدوا شهدين من رجالكم (اور دو شخصوں کو اپنے مردوں میں سے گواہ کر لیا کرو) آیت کے اس ٹکڑے سے شہادت ثابت ہوئی۔

(۱/۲۶۷۸) اَلشَّهَادَةُ فَرْضٌ تَلْزَمُ الشُّهُوْدَ وَلَا يَسَعُهُمْ كِتْمَانُهَا اِذَا طَالَبَهُمُ الْمُدَّعِيْ.

ترجمہ: گواہی ایسا فرض ہے جو لازم ہے گواہوں پر اور اس کو چھپانے کی گنجائش نہیں ہے ان کے لئے جب کہ طلب کرے ان سے مدعی۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ شہادت کی ادائیگی اور اس کا تحمل مدعی کے مطالبہ کے وقت گواہوں پر ایسا فرض ہے جو گواہوں پر لازم ہے اور اس کا چھپانا ناجائز ہے ہاں اتنی بات تو ضرور ہے کہ اگر گواہی دینے والے ایک دو آدمی متعین ہوں تو گواہی دینا فرض عین ہوگا اور اگر جہت سے لوگ ہیں تو فرض کفایہ ہوگا شہادت فرض ہونے پر یہ آیت دلیل ہے۔ وَلَا يَاْبَ الشُّهَدَاءُ اِذَا مَا دُعُوا یعنی جب گواہ بلائے جائیں تو وہ انکار نہ کریں آیت میں چونکہ مطالبہ کے وقت انکار کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس لئے مطالبہ کے وقت حاضر ہونے کا امر ہوگا اور امر وجوب پر دلالت کرتا ہے لہٰذا شہادت دینا واجب اور لازم ہوگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲/۲۶۷۹) وَالشَّهَادَةُ بِالْحُدُوْدِ يُخَيَّرُ فِيْهَا الشَّاهِدُ بَيْنَ السَّتْرِ وَالْاِظْهَارِ وَالسَّتْرُ اَفْضَلُ اِلَّا اَنَّهٗ يَجِبُ اَنْ يَّشْهَدَ بِالْمَالِ فِي السَّرِقَةِ فَيَقُوْلُ اَخَذَ الْمَالَ وَلَا يَقُوْلُ سَرَقَ.

ترجمہ: اور حدود کی گواہی میں اختیار ہے گواہ کو چھپانے اور ظاہر کرنے کے درمیان لیکن چھپانا افضل ہے مگر یہ کہ واجب ہے گواہی دینا مال کی چوری میں چنانچہ کہے کہ اس نے لیا ہے اور نہ کہے کہ چرایا ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص حدود میں گواہ ہو تو اس کو اختیار ہے دل چاہے گواہی دے کر مبتلی بہ کے عیب کو ظاہر کردے اور دل چاہے گواہی نہ دے کر اس کے عیب کی پردہ پوشی کرے کیوں کہ گواہ دونوں صورتوں میں اجر وثواب کا مستحق ہے اس طرح کہ اگر اس نے گواہی دی تو حد الٰہی قائم کرانے کی وجہ سے مستحق ثواب ہوگا اور اگر گواہی نہ دی تو ایک مسلمان کی پردہ دری کرنے سے بچنے کی وجہ سے مستحق ثواب ہوگا، آگے فرماتے ہیں کہ حدود میں گواہوں کو اگر چہ ستر اور اظہار دونوں کا اختیار ہے مگر گواہی نہ دینا افضل ہے کیونکہ حدیث میں ہے اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا وآخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے، بہر حال حدود میں گواہی چھپانا افضل ہے لیکن حد سرقہ میں سرقہ کی گواہی چھپانا اگر چہ افضل ہے لیکن مال کی گواہی دینا واجب ہے یعنی صرف یہ گواہی دے کہ اس نے مال لیا ہے اور یہ نہ کہے کہ اس نے چوری کی ہے اس صورت میں بندہ کا حق زندہ ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں چور پر ضمان تو واجب ہوگا لیکن اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(۳/۲۶۸۰) وَالشَّهَادَةُ عَلٰى مَرَاتِبَ مِنْهَا الشَّهَادَةُ فِي الزِّنَا يُعْتَبَرُ فِيْهَا اَرْبَعَةٌ مِنَ الرِّجَالِ وَلَاتُقْبَلُ فِيْهَا شَهَادَةُ النِّسَاءِ.

ترجمہ: اور گواہی کے چند مراتب ہیں ان میں سے ایک زنا کی گواہی ہے جس میں اعتبار کیا جاتا ہے چار مردوں (کی گواہی) کا اور نہیں قبول کی جاتی ہے اس میں عورتوں کی گواہی۔

گواہی کے چند مراتب کا بیان

تشریح: امام قدوری فرماتے ہیں کہ شہادت کے چند مراتب (چار مراتب) ہیں اس عبارت میں اول کا تذکرہ ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلی قسم زنا کی گواہی ہے یہ سب سے اعلیٰ ہے اس میں چار مردوں کی گواہی معتبر ہے کیونکہ پروردگار عالم کا ارشاد ہے فاستشہد وا علیہن اربعۃ منکم (وہ عورتیں جو بدکاری کریں) ان پر اپنوں میں سے چار مرد گواہ لاؤ'' اس آیت میں چار کے عدد کی صراحت ہے اور گواہوں کا مرد ہونا اس طرح معلوم ہوا کہ لفظ 'اربعۃ' مؤنث ہے اور عربی قاعدہ کے اعتبار سے تین سے نو تک کا عدد اگر مذکر ہوتا ہے تو معدود مؤنث آتا ہے اور عدد اگر مؤنث ہو تو معدود مذکر ہوتا ہے اس جگہ آیت میں لفظ 'اربعۃ' مؤنث ہے اس لئے اس کا معدود مذکر ہوگا آگے صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ زنا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں عورتوں کی گواہی قبول نہ ہوگی کیوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد شیخین کے زمانہ سے یہ سنت جاری ہے کہ حدود وقصاص میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں ہے۔ کذا فی الھدایۃ و مجمع الانھر.

(۴/۲۶۸۱) وَمِنْهَا الشَّهَادَةُ بِبَقِيَّةِ الْحُدُوْدِ وَالْقِصَاصِ تُقْبَلُ فِيْهَا شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ وَلَا تُقْبَلُ فِيْهَا شَهَادَةُ النِّسَاءِ.

ترجمہ: اور انہیں میں سے گواہی ہے باقی حدود اور قصاص کی قبول کی جاتی ہے ان میں دو مردوں کی گواہی اور نہیں قبول کی جاتی ہے ان میں عورتوں کی گواہی۔

تشریح: گواہی کا دوسرا مرتبہ حد زنا کے علاوہ دوسری حدود جیسے حد سرقہ حد قذف حد شرب خمر اور قصاص میں گواہی دینا ہے چنانچہ فرمایا کہ حد زنا کے علاوہ دوسری حدود وقصاص میں دو مردوں کی گواہی قبول کی جائے گی اور عورتوں کی گواہی غیر معتبر ہے۔

(۵/۲۶۸۲) وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْحُقُوْقِ تُقْبَلُ فِيْهَا شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ اَوْ رَجُلٌ وَامْرَأَتَيْنِ سَوَاءٌ كَانَ الْحَقُّ مَالًا اَوْ غَيْرَ مَالٍ مِثْلُ النِّكَاحِ وَالطَّلَاقِ وَالْوَكَالَةِ وَالْوَصِيَّةِ.

ترجمہ: اور جو ان کے علاوہ ہوں حقوق میں سے تو قبول کی جائے گی ان میں دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی برابر ہے کہ وہ حق مال ہو یا غیر مال ہو جیسے نکاح طلاق، وکالت، وصیت۔

تشریح: اس عبارت میں گواہی کے تیسرے مرتبہ کا تذکرہ ہے اور وہ یہ ہے کہ حدود وقصاص کے علاوہ جتنے حقوق ہیں چاہے وہ حقوق مالی ہوں یا حقوق غیر مالی ہوں ان سب میں دو مردوں کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے حقوق مالی کی مثال بیع وشراء ہے حقوق غیر مالی کی مثال نکاح طلاق وغیرہ ہے۔

(۶/۲۶۸۳) وَتُقْبَلُ فِي الْوِلَادَةِ وَالْبَكَارَةِ وَالْعُيُوْبِ بِالنِّسَاءِ فِيْ مَوْضِعٍ لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ الرِّجَالُ شَهَادَةُ امْرَأَةٍ وَاحِدَةٍ.

ترجمہ: اور قبول کی جائے گی ولادت، باکرہ ہونے اور عورتوں کے ان عیوب میں جن پر مطلع نہیں ہو سکتے مرد صرف ایک عورت کی گواہی۔

تشریح: گواہی کا چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ ولادت بکارت اور عورتوں کے بدن پر ایسے پوشیدہ عیوب جن پر عورتیں ہی مطلع ہو سکتی ہوں اور مرد مطلع نہ ہو سکتے ہوں ان میں ایک عورت کی گواہی کافی ہے اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ولادت نام ہے ماں سے بچہ کا جدا ہونا اور ماں سے بچہ کے جدا ہونے پر مردوں کا مطلع ہونا ناممکن ہے اس لئے نفس ولادت پر عورتوں کی گواہی مقبول ہے اور بکارت کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی نامرد اور اس کی بیوی کے درمیان اختلاف ہوا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور نامرد شوہر نے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ جماع کیا ہے اور بیوی نے اس کا انکار کیا اور ایک عورت یا چند عورتوں نے اس کے باکرہ ہونے کی گواہی دی تو اس کے شوہر کو ایک سال کی مہلت دی جائے گی پھر ایک سال گذر جانے پر بھی شوہر نے صحبت کا دعویٰ کیا اور عورت نے انکار کر دیا تو قاضی عورتوں کو حکم دے گا کہ وہ اس عورت کو دیکھیں باکرہ ہے یا ثیبہ ہے چنانچہ اگر عورتوں نے اس کے باکرہ ہونے کی خبر دی تو اس کو اختیار ہوگا خواہ نکاح کو باقی رکھے یا تفریق کرالے اگر اس نے تفریق کو اختیار کیا تو قاضی ان کے درمیان تفریق کر دے گا کیونکہ عورتوں کی گواہی کو ایک تائید حاصل ہوگئی یعنی باکرہ ہونا، اسی طرح جہاں مرد نہیں دیکھ سکتا وہاں صرف عورتوں کی گواہی قبول کی جائے گی، جیسے شرمگاہ وغیرہ کی بیماری اس کے بارے میں ایک عورت کی گواہی کافی مانی جائے گی اور اسی پر فیصلہ کیا جائے گا۔

(۲۶۸۴/۷) وَلَا بُدَّ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ مِنَ الْعَدَالَةِ وَلَفْظَةِ الشَّهَادَةِ فَاِنْ لَّمْ يَذْكُرِ الشَّاهِدُ لَفْظَةَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ اَعْلَمُ اَوْ اَتَيَقَّنُ لَمْ تُقْبَلْ شَهَادَتُهٗ.

ترجمہ: اور ضروری ہے ان تمام میں عادل ہونا اور لفظ شہادت کا ہونا، چنانچہ اگر نہ ذکر کرے گواہ لفظ شہادت اور کہے کہ میں جانتا ہوں یا میں یقین کرتا ہوں تو نہیں قبول کی جائے گی اس کی گواہی۔

گواہوں کے عادل ہونے کا بیان

تشریح: گواہی میں عدل یہ ہے کہ انسان کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتا ہو اور صغیرہ پر مصر نہ ہو اس کی صلاح تقویٰ و پرہیزگاری فساد سے زیادہ ہو۔ خیر صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ گواہی کے مراتب اربعہ مذکورہ میں گواہوں کا عادل ہونا شرط ہے اور لفظ شہادت شرط ہے یعنی گواہ گواہی دیتے وقت یہ کہے کہ میں شہادت دیتا ہوں یا میں گواہی دیتا ہوں حتیٰ کہ اگر گواہی کے وقت گواہ نے کہا کہ میں جانتا ہوں یا میں یقین کرتا ہوں تو اس مقدمہ میں اس وقت اس کی گواہی قبول نہ ہوگی، گوہوں کا عادل ہونا اس لئے ضروری ہے کیونکہ آیت میں تاکید ہے، پروردگار عالم کا فرمان ہے **واشهدوا ذوی عدل منكم** یعنی تم مسلمانوں میں سے دو عادل آدمیوں کو گواہ مقرر کرلو، اس آیت سے معلوم ہوا کہ گواہ کا عادل ہونا ضروری ہے اور لفظ شہادت یعنی گواہ کا لفظ 'اشہد' کے ساتھ گواہی دینا اس لئے شرط ہے کہ قرآن وحدیث اسی لفظ شہادت کے ساتھ وارد ہوئی ہے چنانچہ اللہ کا فرمان ہے **واقیموا الشهادة لله** اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **اذا علمت مثل الشمس فاشهدوا لافدع.** یعنی اگر تجھ کو کسی بات کا علم آفتاب کی طرح واضح طور پر ہو جائے تو، تو گواہی دے ورنہ اس کو چھوڑ دے۔

(۲۶۸۵/۸) وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَقْتَصِرُ الْحَاكِمُ عَلٰى ظَاهِرِ عَدَالَةِ الْمُسْلِمِ اِلَّا فِي الْحُدُوْدِ وَالْقِصَاصِ فَاِنَّهٗ يَسْاَلُ عَنِ الشُّهُوْدِ وَاِنْ طَعَنَ الْخَصْمُ فِيْهِمْ يَسْاَلُ عَنْهُمْ وَقَالَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَبُوْیُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی لَابُدَّ اَنْ یَسْأَلَ عَنْهُمْ فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَةِ.

ترجمہ: اور امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ اکتفاء کرے حاکم مسلمان کی ظاہری عدالت پر مگر حدود اور قصاص میں کہ (ان میں) گواہوں کا حال دریافت کرے اور اگر طعن کرے مدعی علیہ گواہوں میں تو دریافت کرے ان کے حالات اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ ضروری ہے ان کے متعلق تحقیق کرنا خفیہ اور علانیہ۔

تشریح: اس بات پر جملہ ائمہ کا اتفاق ہے کہ گواہوں کا عادل ہونا ضروری ہے، مگر اس اتفاق کے بعد امام صاحبؒ نے فرمایا کہ جب مدعی قاضی کی عدالت میں گواہ پیش کرے اور مدعی علیہ گواہوں پر کوئی طعن نہ کرے یعنی یہ نہ کہے کہ مدعی کے گواہ جھوٹے ہیں یا غلام ہیں یا غیر مسلم ہیں یعنی گواہوں میں ایسی کوئی کمی بیان نہ کرے جس کی وجہ سے ان کی شہادت مردود ہو جاتی ہو تو قاضی مسلمان گواہوں میں ان کی ظاہری عدالت پر اکتفاء کرے یعنی ان کو عادل قرار دے ان کی عدالت و دیانت کے بارے میں تحقیق نہ کرے، صاحب قدوری نے فرمایا کہ اگر حدود و قصاص میں مسلمان گواہ گواہی دیں تو قاضی ان کی ظاہری عدالت پر اکتفاء نہ کرے خواہ مدعی علیہ طعن کرے یا طعن نہ کرے بلکہ ان کی عدالت دریافت کرے یعنی دیانت و امانت کے سلسلہ میں پورے طور پر تفتیش اور کھود کرید کرے۔

صاحبینؒ نے فرمایا کہ تمام حقوق میں خفیہ اور علانیہ گواہوں کا حال دریافت کرنا ضروری ہے خواہ مدعی علیہ نے گواہوں پر طعن کیا ہو یا طعن نہ کیا ہو اسی کے قائل امام احمد و امام شافعی ہیں، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اس زمانہ میں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے کیونکہ اس زمانہ میں عوام تو عوام خواص بھی چونکہ دروغ گوئی اور جھوٹ سے محفوظ نہیں ہیں اس لئے گواہوں کے سچا یا جھوٹا ہونے کی تحقیق اور تفتیش کو ضروری قرار دیا گیا۔

(۹/۲۶۸۶) وَمَا یَتَحَمَّلُهُ الشَّاهِدُ عَلٰی ضَرْبَیْنِ اَحَدُهُمَا مَا یَثْبُتُ حُكْمُهُ بِنَفْسِهِ مِثْلُ الْبَیْعِ وَالْاِقْرَارِ وَالْغَصَبِ وَالْقَتْلِ وَحُكْمِ الْحَاكِمِ فَاِذَا سَمِعَ ذٰلِكَ الشَّاهِدُ اَوْ رَاٰهُ وَسِعَهُ اَنْ یَشْهَدَ بِهٖ وَاِنْ لَمْ یُشْهَدْ عَلَیْهِ وَیَقُوْلَ اَشْهَدُ اَنَّهٗ بَاعَ وَلَا یَقُوْلَ اَشْهَدَنِیْ.

ترجمہ: گواہ جس کی گواہی اٹھاتا ہے دو قسم پر ہے ایک وہ جس کا حکم ثابت ہوتا ہے بذات خود جیسے بیع، اقرار، غصب، قتل، اور حکم حاکم چنانچہ جب سنے ان کو گواہ یا دیکھے تو گنجائش ہے اس کے لئے ان کی گواہی دینا اگرچہ وہ اس معاملہ پر گواہ نہ بنایا گیا ہو، اور یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے بیچا ہے یوں نہ کہے کہ مجھ کو گواہ بنایا ہے۔

کن چیزوں کا گواہ بن سکتا ہے؟

تشریح: صاحب قدوری مراتب شہادت کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد اب ان چیزوں کے اقسام ذکر کریں گے جن کی گواہی کو گواہ اٹھاتا ہے یعنی جن چیزوں کا گواہ بنتا ہے چنانچہ گواہ جن چیزوں کا گواہ بن سکتا ہے ان کی دو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قسمیں ہیں ایک وہ جن کا حکم خود بخود ثابت ہو جاتا ہے ان میں گواہ بنانے کی ضرورت نہیں پڑتی جیسے بیع اقرار غصب قتل حاکم کا حکم سو اس قسم میں گواہ صرف سنکر بھی گواہی دے سکتا ہے اگر سننے سے ان چیزوں کا علم ہو جاتا ہو جیسے بیع اقرار حاکم کا حکم اور دیکھ کر بھی گواہی دے سکتا ہے اگر دیکھنے سے علم ہو جاتا ہو جیسے غصب اور قتل تو گواہ کے لئے محض سنکر یا محض دیکھ کر گواہی دینا جائز ہے اگر چہ اس کو گواہ نہ بنایا گیا ہو مثلاً کسی کو کوئی چیز فروخت کرتے ہوئے دیکھا تو گواہی دے سکتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں چیز فلاں شخص کو فروخت کی ہے میں اس کی گواہی دیتا ہوں البتہ یہ نہ کہے کہ مجھے گواہ بنایا ہے کیونکہ واقعتاً اس کو کسی نے گواہ نہیں بنایا ہے بلکہ خود بخود بنا ہے۔

(۲۶۸۷/۱۰) وَمِنْهُ مَالَا يَثْبُتُ حُكْمُهُ بِنَفْسِهِ مِثْلُ الشَّهَادَةِ عَلَى الشَّهَادَةِ فَإِذَا سَمِعَ شَاهِداً يَشْهَدُ بِشَيْءٍ لَمْ يَجُزْ لَهُ اَنْ يَّشْهَدَ عَلٰى شَهَادَتِهِ اِلَّا اَنْ يُّشْهِدَهُ وَكَذٰلِكَ لَوْ سَمِعَهُ يُشْهِدُ الشَّاهِدُ عَلٰى شَهَادَةٍ لَمْ يَسَعْ لِلسَّامِعِ اَنْ يَّشْهَدَ عَلٰى ذٰلِكَ.

ترجمہ: اور ان میں سے ایک قسم وہ ہے جس کا حکم خود ثابت نہیں ہوتا جیسے گواہی پر گواہی دینا چنانچہ جب سنے کسی گواہ کو گواہی دیتے ہوئے کسی چیز کی تو جائز نہیں اس کے لئے کہ وہ اس کی گواہی پر گواہی دے مگر یہ کہ اس کو گواہ بنائے اور اسی طرح اگر سنا کہ وہ گواہ بنا رہا ہے کسی کی گواہی پر تو گنجائش نہیں سننے والے کے لئے کہ وہ گواہی دے اس پر۔

تشریح: صورت مسئلہ سے قبل یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ کوئی شخص کسی سے یوں کہے کہ میں تو مجلس قضا میں نہیں جا سکوں گا آپ جا کر میری گواہی پیش کریں اس کو شہادت علی الشہادۃ کہتے ہیں اب اصل مسئلہ سنئے صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ مذکورہ دو قسموں میں سے دوسری قسم وہ ہے جس کا حکم بذات خود ثابت نہ ہو بلکہ اس میں گواہ بنانے کی ضرورت پڑتی ہو جیسے شہادت علی الشہادۃ کہ جب تک اصلی گواہ کسی کو اپنی گواہی پر گواہ نہ بنائیں اس وقت تک شہود فرع کے لئے گواہی دینے کا حکم ثابت نہیں ہوتا چنانچہ اگر کسی نے کسی کو مجلس قاضی کے علاوہ میں سنا کہ وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ زید کے عمر پر دس ہزار روپے قرض ہیں تو سننے والے کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ زید کے عمر پر دس ہزار روپے قرض ہونے کی گواہی دے ہاں اگر اصلی گواہ نے اس کو اپنی گواہی پر گواہ بنا دیا ہو تو اب اس کے لئے گواہی دینا جائز ہے، اسی طرح اگر کسی نے حقیقی اور اصلی گواہ کو سنا کہ وہ اپنی گواہی پر کسی کو گواہ کرتا ہے تو سننے والے کو اصلی گواہ کی گواہی پر گواہی دینا جائز نہیں ہے مثلاً زید نے سنا کہ خالد (اصلی گواہ) اپنی گواہی پر 'شاہد' کو گواہ کرتا ہے تو اب زید کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ خالد کی گواہی پر گواہی دے۔

(۲۶۸۸/۱۱) وَلَا يَحِلُّ لِلشَّاهِدِ اِذَا رَاٰى خَطَّهُ اَنْ يَّشْهَدَ اِلَّا اَنْ يَّذْكُرَ الشَّهَادَةَ.

ترجمہ: اور جائز نہیں گواہ کے لئے جب وہ دیکھے اپنا خط یہ کہ گواہی دے دے مگر یہ کہ اس کو گواہی یاد آجائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر گواہ نے کسی دستاویز میں اپنی گواہی کی تحریر دیکھی لیکن جس واقعہ سے گواہی کا تعلق ہے نہ وہ واقعہ یاد آیا اور نہ گواہی دینا یاد آیا تو اس گواہ کے لئے محض تحریر دیکھ کر گواہی دینا جائز نہیں ہے اس لئے کہ ایک تحریر دوسری تحریر کے مشابہ ہوتی ہے ممکن ہے کہ یہ تحریر کسی دوسرے کی ہو۔

(۱۲/۲۶۸۹) **وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ الْاَعْمٰى.**

ترجمہ: اور قبول نہیں کی جاتی ہے نابینا آدمی کی گواہی۔

گواہان مقبول وغیر مقبول کا بیان

تشریح: اندھے کی گواہی قبول کی جائے گی یا نہیں اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اس نے حدود وقصاص میں گواہی دی ہے تو یہ بالاتفاق غیر مقبول ہے اور اگر حدود وقصاص کے علاوہ میں گواہ ہے تو طرفینؒ کے نزدیک مطلقاً قبول نہ ہوگی مشہود بہ (جس چیز کی گواہی دے رہا ہے) خواہ ان چیزوں میں سے ہو جن میں لوگوں سے سن کر گواہی دینا جائز ہے جیسے موت نسب، خواہ ان چیزوں میں سے ہو جن میں لوگوں سے سن کر گواہی دینا جائز نہیں ہے جیسے بیع وشراء امام مالک واحمدؒ کے نزدیک نابینا کی گواہی مطلقاً مقبول ہے حضرت امام زفرؒ نے فرمایا کہ جن چیزوں میں لوگوں سے سن کر گواہی دینا جائز ہے ان چیزوں میں نابینا کی گواہی قبول کی جائے گی۔

(۱۳/۲۶۹۰) **وَلَا الْمَمْلُوْكِ.**

ترجمہ: اور غلام کی گواہی بھی جائز نہیں ہے۔

تشریح: صاحب قدوری نے فرمایا کہ نابینا کی طرح غلام وباندی کی گواہی بھی قبول نہ ہوگی کیونکہ گواہ وہی شخص ہوسکتا ہے جس کو ولایت کا حق حاصل ہوگا اور غلام وباندی کو جب اپنی ذات پر ہی ولایت کا حق حاصل نہیں ہے تو دوسرے پر بدرجہ اولیٰ ولایت کا حق حاصل نہ ہوگا اور جب ولایت کا حق حاصل نہیں ہے تو ان کو گواہی دینے کا حق کس طرح حاصل ہوگا۔

(۱۴/۲۶۹۱) **وَلَا الْمَحْدُوْدِ فِيْ قَذْفٍ وَاِنْ تَابَ.**

ترجمہ: اور تہمت میں حد لگائے ہوئے کی گواہی مقبول نہیں ہے اگرچہ وہ توبہ کرلے۔

تشریح: محدود فی القذف وہ شخص ہے جس نے کسی مسلمان کو زنا کی تہمت لگائی مگر اس کو ثابت نہ کرسکا تو اس تہمت لگانے کی سزا میں اس کو اسی کوڑے مارے گئے ہوں، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ محدود فی القذف کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی اگرچہ وہ توبہ کرلے اور ائمہ ثلاثہ نے فرمایا ہے کہ توبہ کے بعد محدود فی القذف کی گواہی قبول کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائے گی۔

(۱۵/۲۶۹۲) وَلَا شَهَادَةُ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ وَوَلَدِ وَلَدِهٖ وَلَا شَهَادَةُ الْوَلَدِ لِاَبَوَيْهِ وَاَجْدَادِهٖ.

ترجمه: اور نہ والد کی گواہی اپنے بیٹے اور اپنے پوتے کیلئے اور نہ بیٹے کی گواہی اپنے والدین اور اپنے دادا کے لئے۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ والدین کی گواہی اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کے حق میں قبول نہیں ہوگی اور نہ اولاد کی گواہی اپنے والدین یا اپنے دادا دادی کے حق میں قبول ہوگی کیونکہ اس میں رعایت کرنے کی تہمت ہے۔

(۱۶/۲۶۹۳) وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ اِحْدَى الزَّوْجَيْنِ لِلْآخَرِ.

ترجمه: اور نہیں قبول کی جائے گی میاں بیوی میں سے ایک کی گواہی دوسرے کے لئے۔

تشریح: زوجین کے درمیان منافع متصل اور مشترک ہوتے ہیں تو ان میں سے کسی ایک کا دوسرے کے لئے گواہی دینا من وجہ اپنے لئے گواہی دینا ہوگا اور آدمی اپنے لئے گواہی دے تو اس کی گواہی رد کردی جاتی ہے اس لئے مقبول نہ ہوگی۔

(۱۷/۲۶۹۴) وَلَا شَهَادَةُ الْمَوْلٰى لِعَبْدِهٖ وَلَا لِمُكَاتَبِهٖ.

ترجمه: اور نہ آقا کی گواہی اپنے غلام اور نہ اپنے مکاتب کے لئے۔

تشریح: آقا کی گواہی خود اس کے غلام کے حق میں قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ آقا کا اپنے غلام کے حق میں گواہی دینا اپنے لئے گواہی دینا ہے اور یہ ناجائز ہے اور اگر آقا نے گواہی دے بھی دی تو قاضی اس کو قبول نہیں کرے گا اسی طرح آقا کی گواہی اس کے مکاتب کے حق میں بھی قبول نہ ہوگی کیونکہ مکاتب غلام کے درجہ میں ہے۔

(۱۸/۲۶۹۵) وَلَا شَهَادَةُ الشَّرِيْكِ لِشَرِيْكِهٖ فِيْمَا هُوَ مِنْ شِرْكَتِهِمَا.

ترجمه: اور نہ ایک شریک کی گواہی دوسرے شریک کے لئے اس چیز میں جس میں دونوں کی شرکت ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مال شرکت میں ایک شریک نے کسی پر کوئی دعویٰ کیا اور دوسرے شریک نے اس کے واسطے گواہی دی تو یہ گواہی بھی قبول نہ ہوگی کیونکہ اپنے ہی مال کے لئے رعایت کر کے گواہی دے رہا ہے اور یہ باطل ہے۔

(۱۹/۲۶۹۶) وَتُقْبَلُ شَهَادَةُ الرَّجُلِ لِاَخِيْهِ وَعَمِّهٖ.

ترجمه: اور قبول کی جائے گی آدمی کی گواہی اپنے بھائی اور اپنے چچا کے لئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ ایک بھائی کی گواہی دوسرے بھائی کے لئے اور بھتیجے کی گواہی اپنے چچا کے لئے قبول کی جائے گی کیونکہ دونوں کی ملکیت اور منافع الگ الگ ہیں اور بلا تکلف ایک کو دوسرے کے مال میں تصرف کا اختیار بھی نہیں ہوتا تو ان میں سے اگر ایک نے دوسرے کے حق میں گواہی دی تو گواہ اپنی گواہی میں متہم نہ ہوگا اس لئے اس کی گواہی قبول کرلی جائے گی۔

(۲۰/۲۶۹۷) وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ مُخَنَّثٍ.

ترجمہ: اور نہیں قبول کی جائے گی مخنث کی گواہی۔

تشریح: صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ مخنث کی گواہی بھی قبول نہیں کی جائے گی مخنث سے مراد وہ ہے جو لوگوں کو اپنے ساتھ لواطت پر قدرت دیتا ہے اور زیب و زینت میں عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے اور مٹک مٹک کر چلتا ہے اور عورتوں جیسی نرم کلامی اختیار کرتا ہے تو ایسے مخنث کی گواہی مقبول نہیں ہے کیونکہ وہ فاسق ہے، ہاں اگر کسی شخص کی گفتگو میں فطری نرمی اور اعضاء میں پیدائشی اور قدرتی لوچ اور لچک ہو اور کسی برے فعل کے ساتھ مشہور نہ ہو تو اس کی گواہی قبول کرلی جائے گی۔

(۲۱/۲۶۹۸) وَلَا نَائِحَةٍ وَلَا مُغَنِّيَةٍ.

ترجمہ: اور نہ نوحہ کرنے والی نوحہ گر اور نہ گانے والی کی۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ وہ عورتیں جو پیشہ کے طور پر دوسرے کے غم وغیرہ کچھ نہیں ہے کرایہ پر نوحہ خوانی کرتی ہیں ایسی عورت کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی، اسی طرح مغنیہ یعنی وہ عورتیں جنہوں نے گانے کا پیشہ بنالیا اور ناچ گانے کی دعوت دیتی ہو اس کی شہادت بھی مقبول نہیں کیونکہ یہ دونوں عورتیں فعل حرام کے مرتکب ہونے کی وجہ سے فاسق ہیں اور فاسق کی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔

(۲۲/۲۶۹۹) وَلَا مُدْمِنِ الشُّرْبِ عَلَى اللَّهْوِ.

حل لغات: مدمن: اسم فاعل، ادمن الشیء ہمیشہ کرنا کہا جاتا ہے، رجل مدمن خمر، ہمیشہ شراب پینے والا مرد۔

ترجمہ: اور نہ ہمیشہ شراب پینے والے کی گواہی لہو و لعب کے طور پر۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ لہو کے طور پر برابر شراب پینے والے کی گواہی بھی قبول نہ ہوگی کیونکہ شراب پینا حرام ہے اور حرام کا مرتکب فاسق ہوتا ہے اور فاسق کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

نوٹ: صاحب کتاب نے دائمی طور سے پینے کی شرط اس لئے لگائی تاکہ اس کا شرابی ہونا لوگوں کے سامنے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ظاہر ہو جائے کیوں کہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں شراب پیئے اور لوگوں کے سامنے ظاہر نہ ہو تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی اگرچہ گھر میں شراب پینا بھی گناہ کبیرہ ہے لیکن لوگوں پر اس کا فسق عیاں نہیں ہے۔

(۲۷۰۰/۲۳) وَلَا مَنْ يَلْعَبُ بِالطُّيُوْرِ.

ترجمہ: اور نہ اس کی جو پرندوں سے کھیل کرے۔

تشریح: پرندوں کے ذریعہ بازی لگاتا ہے یہ ایک قسم کا جوا ہے جو کہ حرام ہے نیز کبوتر بازی وتیتر بازی میں اپنے کوٹھے کی چھت پر چڑھے گا جس کی وجہ سے اس کی نظر غیر محرم عورتوں پر پڑے گی اور غیر محرم عورتوں کو دیکھنا حرام ہے لہٰذا مرتکب حرام ہونے کی وجہ سے اس کی گواہی قبول نہ ہوگی۔

(۲۷۰۱/۲۴) وَلَا مَنْ يُغَنِّيْ لِلنَّاسِ.

ترجمہ: اور نہ اس کی جو لوگوں کے لئے گائے۔

تشریح: جو شخص دوسرے لوگوں کو گانا سناتا ہے اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی جیسا کہ سننے والوں کی گواہی مقبول نہیں ہے کیونکہ یہ شخص لوگوں کو گناہ کبیرہ پر اکٹھا کرتا ہے اور گناہ کبیرہ پر لوگوں کو اکٹھا کرنا خود گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کے مرتکب کی گواہی قبول نہیں کی جاتی ہے۔

(۲۷۰۲/۲۵) وَلَا مَنْ يَأْتِيْ بَابًا مِّنَ الْكَبَائِرِ الَّتِيْ يَتَعَلَّقُ بِهَا الْحَدُّ.

ترجمہ: اور نہ اس کی جو ایسے کبیرہ گناہ کرے جن سے حد متعلق ہوتی ہے۔

تشریح: اگر کسی شخص نے ایسے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا جس کے ساتھ حد متعلق ہوتی ہے جیسے چوری ڈاکہ زنی، زنا وغیرہ تو اس کی گواہی بھی قبول نہ ہوگی کیونکہ ایسے گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے یہ شخص فاسق ہو گیا اور فاسق کی گواہی قبول نہیں کی جاتی۔

(۲۷۰۳/۲۶) وَلَا مَنْ يَّدْخُلُ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ.

حل لغت: حمام سے وہ جگہ مراد ہے جو ہوٹل میں تیار کر دی جاتی ہے اور پھر مرد وعورت ہر طرح کا آدمی آکر اس میں غسل کرتا ہے۔

ترجمہ: اور نہ اس کی جو داخل ہو حمام میں بغیر لنگی کے۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص برہنہ حمام میں داخل ہو یعنی ستر عورت کھول کر جائے اسکی گواہی بھی قبول نہ ہوگی کیونکہ شرمگاہ اور واجب الستر بدن کا کھولنا حرام ہے اور حرام کا مرتکب فاسق ہوتا ہے اور فاسق کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: اگر غسل خانہ بند ہو اور ایک آدمی ننگا غسل کرے تو اس سے عدالت ساقط نہیں ہوتی، لیکن ایسا غسل خانہ جس میں بہت سے لوگ ایک ساتھ غسل کرتے ہوں، اس میں بالکل ننگا داخل ہو تو چونکہ بغیر ستر کے سب کے سامنے داخل ہوا اور سب کے سامنے ستر کھولنا حرام ہے اس لئے عدالت ساقط ہو جائے گی۔

(۲۷۰۴/۲۷) وَلَا مَنْ يَّأْكُلُ الرِّبٰوا وَلَا الْمُقَامِرِ بِالنَّرْدِ وَالشِّطْرَنْجِ.

حل لغات: مقامر: اسم فاعل قامر قمار یا ہم جوا کھیلنا۔ النرد: ایک قسم کا کھیل جس کو اردشیر بن بابک شاہ ایران نے ایجاد کیا تھا یہ کھیل حرام ہے جس کی وجہ سے آدمی ائمہ اربعہ کے نزدیک مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے۔
الشطرنج: ایک مشہور کھیل ہے سنسکرت لفظ چترانگ کا معرب اس میں چھ قسم کے مہروں سے کھیلتے ہیں، جو شاہ، فرزین، فیل، اسپ، رخ اور پیدل کہلاتے ہیں۔

ترجمہ: اور نہ اس کی جو کھائے سود اور نہ اس کی جو کھیلے نرد اور شطرنج سے۔

تشریح: سود کھانے والے کی گواہی بھی قبول نہیں کی جائے گی مگر اسی سود خور کی گواہی مردود ہوگی جو سود خوری میں مشہور ہو اور نرد کے ساتھ کھیلنے والا بغیر شرط کے مردود الشہادت ہے اور شطرنج کے ساتھ کھیلنے والے کی گواہی اس وقت مردود ہوگی جب کہ تین باتوں میں سے ایک بات پائی جائے۔ (۱) یا تو شطرنج کے ساتھ جوا کھیلتا ہو۔ (۲) اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے نماز اور دینی فرائض چھوٹتے ہو۔ (۳) شطرنج کھیلنے میں جھوٹی قسمیں زیادہ کھاتا ہو۔

(۲۷۰۵/۲۸) وَلَا مَنْ يَفْعَلُ الْاَفْعَالَ الْمُسْتَخِفَّةَ كَالْبَوْلِ عَلَى الطَّرِيْقِ وَالْاَكْلِ عَلَى الطَّرِيْقِ.

ترجمہ: اور نہ اس کی جو کرتا ہو حقیر و ذلیل کام جیسے راستہ میں پیشاب کرنا اور راستہ میں کھانا۔

تشریح: صاحب قدوری نے فرمایا کہ جو شخص حقیر و ذلیل حرکات کرتا ہو اس کی گواہی قبول نہ ہوگی جیسے راستہ پر پیشاب کرنا راستہ پر کھانا اور بازار میں بر سر عام کھانا جو شخص ان کاموں کا عادی ہو وہ جھوٹ بولنے سے بھی شرم محسوس نہیں کرے گا لہذا اس کی گواہی بھی قبول نہ ہوگی۔

نوٹ: جس معاشرہ میں تھوڑا بہت راستہ پر کھانا معیوب نہیں ہے تو اس کے کھانے سے عدالت ساقط نہ ہوگی جیسے ہمارے معاشرہ میں راستہ پر پان کھانا بیڑی سگریٹ پینا۔

(۲۷۰۶/۲۹) وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ مَنْ يُظْهِرُ سَبَّ السَّلَفِ.

حل لغت: السلف: گذشتہ آباء و اجداد جمع اسلاف۔

ترجمہ: اور قبول نہیں کی جائے گی اس کی گواہی جو برا بھلا کہتا ہو پہلے بزرگوں کو۔

تشریح: اگر کوئی شخص صحابہ تابعین اور ائمہ مجتہدین کو کھلم کھلا برا بھلا کہتا ہو تو اس کی گواہی بھی قبول نہ ہوگی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ ایسے شخص کا فاسق ہونا ظاہر ہے۔

(۳۰/۲۷۰۷) وَتُقْبَلُ شَهَادَةُ اَهْلِ الْهَوَاءِ اِلَّا الْخَطَّابِيَّةَ.

حل لغات: اهل الهواء: وہ لوگ جو نفس کی متابعت اور سنت کی مخالفت کرتے ہیں، یہاں مراد ہے اہل سنت والجماعۃ کے علاوہ کے مذاہب وغیرہ جیسے شیعہ، رافضی، الخطابية: یہ رافضیوں کا ایک حد سے بڑھا ہوا فرقہ ہے جو ابوالخطاب محمد بن ابی وہب اجدع کی طرف منسوب ہے ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اگر فرقہ خطابیہ میں سے کوئی شخص کسی پر کسی چیز کا دعویٰ کرے تو اس جماعت کے باقی لوگوں پر اس کے حق میں گواہی دینا واجب ہے۔

ترجمه: اور قبول کی جائے گی اہل ہواء کی گواہی سوائے خطابیہ کے۔

تشریح: حنفیہ کے نزدیک اہل ہواء کی گواہی قبول کی جائے گی لیکن اہل ہواء میں سے فرقہ خطابیہ کی گواہی قبول نہ ہوگی کیوں کہ اہل ہواء کا فسق صرف اعتقاد کے اعتبار سے ہے اور ان کا یہ اعتقاد اس کو حق سمجھ کر ہے لہٰذا ان کا عقیدہ دین داری کے خلاف نہیں ہے تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی رہا فرقہ خطابیہ سو ان کی گواہی مقبول نہ ہوگی، کیونکہ ان کی گواہی میں جھوٹ بولنے کا اندیشہ ہے اس طور پر کہ وہ اپنے گروہ کے لوگوں کے حق میں گواہی دینا واجب سمجھتے ہیں خواہ ان کا دعویٰ سچا ہو یا جھوٹا لہٰذا ان کی گواہی قبول نہ ہوگی۔

(۳۱/۲۷۰۸) وَتُقْبَلُ شَهَادَةُ اَهْلِ الذِّمَّةِ بَعْضِهِمْ عَلٰى بَعْضٍ وَاِنِ اخْتَلَفَ مِلَلُهُمْ.

حل لغات: اهل الذمة: وہ کفار جو جزیہ دے کر دار الاسلام میں مستقل رہتے ہوں۔ مللهم: مِلَل، ملت کی جمع ہے دین و مذہب۔

ترجمه: اور قبول کی جائے گی ذمیوں کی گواہی بعض کی بعض کے خلاف اگرچہ ان کے مذاہب مختلف ہوں۔

تشریح: صاحب قدوریؒ نے فرمایا کہ ذمیوں میں سے بعض کی شہادت بعض کے خلاف قبول کرلی جائے گی یعنی اگر ایک ذمی دوسرے ذمی کے خلاف گواہی دے تو اس کی گواہی مقبول ہوگی اگرچہ ان کے مذاہب مختلف ہوں کیونکہ کفر ملت واحدہ ہے مثلاً یہودی کا نصرانی کے خلاف اور نصرانی کا یہودی کے خلاف گواہی دینا جائز ہے۔

(۳۲/۲۷۰۹) وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ الْحَرْبِيِّ عَلَى الذِّمِّيِّ.

حل لغت: حربی: اس کافر کو کہتے ہیں جو دار الحرب کا مستقل باشندہ ہو، مگر یہاں عبارت میں حربی مستامن مراد ہے، حربی مستامن اس کافر کو کہتے ہیں جو دار الاسلام میں ویزا لے کر عارضی اقامت حاصل کئے ہوئے ہو۔

ترجمه: اور قبول نہیں کی جائے گی حربی کی گواہی ذمی پر۔

تشریح: حربی مستامن کی گواہی ذمی کے خلاف قبول نہیں کی جائے گی، کیونکہ حربی مستامن کو ذمی پر کوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولایت نہیں ہوتی کیونکہ حربی مستامن دارالحرب کا باشندہ ہے اور ذمی دارالاسلام کا رہنے والا ہے اور حکماً دارین کا اختلاف ولایت کو منقطع کر دیتا ہے، متن میں حربی مستامن اس لئے مراد لیا ہے کہ حربی غیر مستامن کی گواہی ناممکن ہے کیونکہ گواہی کے لئے قاضی کی مجلس ضروری ہے اور قضاء کے لئے دارالاسلام میں شہر کا ہونا شرط ہے پس حربی غیر مستامن جو دارالحرب میں مقیم ہے وہ اس شرط کو کس طرح پورا کر سکتا ہے؟

(۳۳/۲۷۱۰) وَاِنْ كَانَتِ الْحَسَنَاتُ اَغْلَبَ مِنَ السَّيِّئَاتِ وَالرَّجُلُ مِمَّنْ يَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهٗ وَاِنْ اَلَمَّ بِمَعْصِيَةٍ.

حل لغت: اَلَمَّ: چھوٹے گناہوں کا مرتکب ہونا۔

ترجمہ: اگر ہوں (کسی شخص کی) نیکیاں غالب برائیوں پر اور وہ پرہیز کرتا ہو کبیرہ گناہوں سے تو اس کی گواہی مقبول ہوگی اگر چہ وہ صغیرہ گناہ کرتا ہو۔

تشریح: کسی شخص کی نیکیاں اس کی برائیوں سے زیادہ ہوں تو اس کی گواہی قبول کی جائے گی بشرطیکہ گناہ کبیرہ سے پرہیز کرتا ہو، اگر چہ اس نے کسی صغیرہ گناہ کا ارتکاب کر لیا ہو کیوں کہ تمام گناہ صغیرہ سے پرہیز کرنا تو آدمی کے لئے مشکل ہے اگر یہ قید لگا دیں کہ بالکل گناہ صغیرہ نہ کرے تو پھر گواہی کے لئے آدمی ملنا بھاری ہو جائے گا اس لئے گواہی دینے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اچھائیاں غالب ہوں اور گناہ کبیرہ سے پرہیز کرتا ہو بلکہ اگر گناہ کبیرہ کر بھی لیا اور بعد میں اس سے توبہ کر لی تب بھی گواہی قبول کر لی جائے گی۔

(۳۴/۲۷۱۱) وَتُقْبَلُ شَهَادَةُ الْاَقْلَفِ.

ترجمہ: اور قبول کی جائے گی غیر مختون کی گواہی۔

تشریح: غیر مختون کی گواہی قبول کی جائے گی کیونکہ ختنہ ہمارے نزدیک سنت ہے اور ترک سنت سے عدالت ساقط نہیں ہوتی ہاں اگر سنت سے اعراض کر کے دین کو حقیر سمجھ کر اس نے ختنہ نہ کرائی تو پھر اس کی گواہی قبول نہ ہوگی کیونکہ وہ اس حرکت سے مسلمان بھی نہ رہا۔

(۳۵/۲۷۱۲) وَالْخَصِيِّ

حل لغت: الخَصِيُّ: وہ شخص جس کے فوطے نکال لئے گئے ہوں جمع خِصْيَةٌ وَخِصْيَانٌ۔

ترجمہ: اور خصی کی گواہی مقبول ہے۔

تشریح: خصی وہ شخص ہے جس کے خصیتین نکال دیئے گئے ہوں، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ خصی کی گواہی قبول کی جائے گی کیونکہ خصی کا عضو ظلماً کاٹا گیا ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ اگر کسی کے تمام اعضاء ظلماً کاٹ دیئے گئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں تو اس سے اس کی عدالت ساقط نہیں ہوتی ہاں اگر اس نے اپنی خوشی سے خصیہ نکال دیا ہو تو پھر گواہی قبول نہ ہوگی۔

(۲۷۱۳/۳۶) وَوَلَدِ الزِّنَا.

ترجمہ: اور قبول کرلی جائے گی حرامی کی گواہی۔

تشریح: صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ ولد الزنا کی گواہی قبول ہوگی بشرطیکہ عادل ہو کیونکہ زنا کا ارتکاب کرنے سے والدین فاسق ہوئے اور والدین کے فاسق ہونے سے بیٹے کی عدالت میں کوئی خلل نہیں آئے گا اس لئے ولد الزنا کی گواہی قبول کرنے میں کیا حرج ہے۔

(۲۷۱۴/۳۷) وَشَهَادَةُ الْخُنْثٰى جَائِزَةٌ.

ترجمہ: اور خنثیٰ کی گواہی جائز ہے۔

تشریح: خنثیٰ وہ ہے جس کے اندر مرد وعورت دونوں کی علامت پیدائشی ہو چنانچہ اگر خنثیٰ عادل ہو تو اس کی گواہی قبول ہوگی، کیوں کہ یہ مرد ہوگا یا عورت ہوگی، اور قرآن سے ثابت ہے کہ دونوں کی گواہی مقبول ہے، تو دونوں کے درمیان کی گواہی بھی مقبول ہوگی۔ مگر چونکہ خنثیٰ میں عورت ہونے کا بھی احتمال ہے اس لئے حدود وقصاص میں گواہی قبول نہ کرنا اچھا ہے۔

(۲۷۱۵/۳۸) وَاِذَا وَافَقَتِ الشَّهَادَةُ الدَّعْوٰى قُبِلَتْ وَاِنْ خَالَفَتْهَا لَمْ تُقْبَلْ.

ترجمہ: اور جب موافق ہو گواہی دعویٰ کے تو قبول کی جائیگی اور اس کے مخالف ہو تو قبول نہیں کی جائے گی۔

اتفاق واختلاف شہادت کا بیان

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ اگر گواہی دعویٰ کے موافق ہو تو قبول ہوگی اور اگر مخالف ہو تو قبول نہ ہوگی چنانچہ اگر ایک شخص نے دوسرے پر سرخ کپڑا چرانے کا دعویٰ کیا اور گواہ نے سفید کپڑے کی گواہی دی تو دعویٰ اور گواہی میں اتحاد نہ ہونے کی وجہ سے گواہی رد کردی جائے گی۔

(۲۷۱۶/۳۹) وَيُعْتَبَرُ اِتِّفَاقُ الشَّاهِدَيْنِ فِي اللَّفْظِ وَالْمَعْنٰى عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاِنْ شَهِدَ اَحَدُهُمَا بِاَلْفٍ وَالْآخَرُ بِاَلْفَيْنِ لَمْ تُقْبَلْ شَهَادَتُهُمَا عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهِ تَعَالٰى تُقْبَلُ بِالْاَلْفِ.

ترجمہ: اور معتبر ہے دونوں گواہوں کا متفق ہونا لفظ اور معنی میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک چنانچہ اگر گواہی دے ان میں سے ایک گواہ ایک ہزار کی اور دوسرا دو ہزار کی تو مقبول نہ ہوگی ان کی گواہی امام صاحبؒ کے نزدیک اور صاحبین

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا کہ مقبول ہوگی ایک ہزار کی۔

تشریح: امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک گواہوں کا لفظ اور معنی دونوں اعتبار سے متفق ہونا ضروری ہے لیکن اگر ترادف کی وجہ سے لفظی اختلاف ہوگیا تو یہ گواہی کے لئے مانع نہ ہوگا مثلاً ایک گواہ ہبہ کی گواہی دے اور دوسرا عطیہ کی تو گواہی مقبول ہوگی کیونکہ ہبہ اور عطیہ دونوں مترادف ہیں، صاحبین کے نزدیک صرف معنی میں متفق ہونا ضروری ہے لفظوں میں ضروری نہیں ہے اب ایک مسئلہ متفرع کررہے ہیں کہ دو گواہوں میں سے ایک نے ایک ہزار کی گواہی دی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو امام صاحبؒ کے نزدیک مقبول نہ ہوگی کیونکہ دونوں کے الفاظ مختلف ہیں، صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک کمتر پر قبول کرلی جائے گی، کیونکہ دونوں گواہ ایک ہزار پر متفق ہیں اس لئے کہ دو ہزار ایک ہزار کو شامل ہیں اور ایک گواہ زیادتی میں اکیلا ہے، تو جس پر اتفاق ہے وہ ثابت ہوگا یعنی ایک ہزار۔

(۲۷۱۷/۴۰) وَاِنْ شَهِدَ اَحَدُهُمَا بِاَلْفٍ وَالْآخَرُ بِاَلْفٍ وَخَمْسِ مِائَةٍ وَالْمُدَّعِي يَدَّعِيْ اَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةٍ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُمَا بِاَلْفٍ.

ترجمہ: ... اگر ان میں سے ایک گواہی دے ایک ہزار کی اور دوسرا پندرہ سو کی اور مدعی دعویٰ کررہا ہے پندرہ سو کا تو قبول کی جائے گی ان کی گواہی ایک ہزار کی۔

تشریح: ماقبل کے مسئلہ میں گذر چکا ہے کہ امام صاحب کے نزدیک گواہوں کا لفظ اور معنی میں متفق ہونا گواہی کی قبولیت کے لئے شرط ہے اسی پر متفرع کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر دو گواہوں میں سے ایک نے ایک ہزار درہم کی گواہی دی اور دوسرے نے پندرہ سو درہم کی گواہی دی اور مدعی بھی پندرہ سو ہی کا دعویدار ہے تو ایک ہزار درہم پر گواہی قبول ہوجائے گی کیونکہ دونوں گواہ ایک ہزار پر لفظاً بھی متفق ہیں اور معناً بھی تو قبولیت شہادت کی شرط پائے جانے کی وجہ سے ایک ہزار پر گواہی قبول کرلی جائے گی۔

(۲۷۱۸/۴۱) وَاِذَا شَهِدَا بِاَلْفٍ وَقَالَ اَحَدُهُمَا قَضَاهُ مِنْهَا خَمْسَ مِائَةٍ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُمَا بِاَلْفٍ وَلَمْ يُسْمَعْ قَوْلُهُ اِنَّهُ قَضَاهُ مِنْهَا خَمْسَ مِائَةٍ اِلَّا اَنْ يَّشْهَدَ مَعَهُ آخَرُ.

ترجمہ: اور جب دو نے گواہی دی ایک ہزار کی اور ان میں سے ایک نے کہا کہ ان میں سے پانچ سو دے چکا تو قبول کی جائے گی دونوں کی گواہی ہزار کی اور نہیں سنی جائے گی اس کی یہ بات کہ پانچ سو ادا کرچکا مگر یہ کہ گواہی دے اس کے ساتھ دوسرا بھی۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار روپے کا دعویٰ کیا اور دو گواہوں نے بھی ایک ہزار کی گواہی دی اور ایک نے یہ بھی کہہ دیا کہ مدعیٰ علیہ ان میں سے پانچ سو روپیہ ادا کرچکا ہے تو ایک ہزار پر دونوں کی گواہی قبول ہوجائے گی کیونکہ اس پر ان دونوں کا اتفاق ہے اور ایک گواہ کا یہ کہنا قابل قبول نہ ہوگا کہ مدعیٰ علیہ نے پانچ سو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روپے ادا کردیئے ہیں، کیونکہ یہ ایک مستقل گواہی ہے، اور گواہ صرف ایک ہے اور ایک کی گواہی سے کوئی حق ثابت نہیں کیا جا سکتا ہے، ہاں اگر دوسرا بھی اس کے موافق گواہی دے دے تو مقبول ہوگی۔

(۲۷۱۹/۴۲) وَيَنْبَغِيْ لِلشَّاهِدِ اِذَا عَلِمَ ذٰلِكَ اَنْ لَّا يَشْهَدَ بِاَلْفٍ حَتّٰى يُقِرَّ الْمُدَّعِيْ اَنَّهٗ قَبَضَ خَمْسَ مِائَةٍ.

ترجمہ: اور مناسب ہے گواہ کے لئے جب وہ یہ جانتا ہو (کہ مدعیٰ علیہ نے پانچ سو روپے ادا کئے ہیں) تو گواہی نہ دے وہ ہزار کی یہاں تک کہ اقرار کرے مدعی کہ اس نے پانچ سو پر قبضہ کیا ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر ایک ہزار روپے قرض کا دعویٰ کیا اور اس دعویٰ پر مدعی کے پاس دو گواہ موجود ہیں، مگر ان میں سے ایک گواہ کو یہ معلوم ہے کہ مدعیٰ علیہ نے پانچ سو روپے مدعی کو ادا کردیئے ہیں تو یہ گواہ ایک ہزار روپے کی گواہی اس وقت تک نہ دے جب تک کہ مدعی یہ اقرار نہ کرے کہ میں نے پانچ سو روپے مدعیٰ علیہ سے وصول کرلئے ہیں کیونکہ اگر مدعی کے اقرار سے پہلے گواہ نے یہ گواہی دے دی کہ مدعیٰ علیہ پر ایک ہزار بطور قرض کے ہیں تو قاضی دونوں گواہوں کے متفق ہونے کی وجہ سے مدعیٰ علیہ پر ایک ہزار کا فیصلہ کرے گا اور اس صورت میں مدعیٰ علیہ نے جو پانچ سو ادا کئے ہیں وہ ضائع ہوجائیں گے اور یہ کھلم کھلا مدعیٰ علیہ پر ظلم ہے اور اس ظلم میں وہ گواہ بھی مدعی کے ساتھ شریک ہوگیا کہ معلوم ہونے کے باوجود ایک ہزار کی گواہی دے بیٹھا۔

(۲۷۲۰/۴۳) وَاِذَا شَهِدَ شَاهِدَانِ اَنَّ زَيْدًا قُتِلَ يَوْمَ النَّحْرِ بِمَكَّةَ وَشَهِدَ اٰخَرَانِ اَنَّهٗ قُتِلَ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْكُوْفَةِ وَاجْتَمَعُوْا عِنْدَ الْحَاكِمِ لَمْ يَقْبَلِ الشَّهَادَتَيْنِ فَاِنْ سَبَقَتْ اِحْدٰهُمَا وَقَضٰى بِهَا ثُمَّ حَضَرَتِ الْاُخْرٰى لَمْ تُقْبَلْ.

ترجمہ: اور جب گواہی دی دو گواہوں نے کہ زید قتل کیا گیا ہے بقرعید کے دن مکہ میں اور دوسرے گواہوں نے گواہی دی کہ وہ مارا گیا بقرعید کے دن کوفہ میں اور یہ سب اکٹھے ہوئے حاکم کے پاس تو نہ قبول کرے دونوں گواہیاں اگر ایک گواہی پہلے ہوچکی اور اس پر حکم دے چکا پھر دوسری گواہی آئی تو قبول نہ ہوگی۔

تشریح: چار گواہوں نے قتل کی گواہی دی اور مکان قتل میں اختلاف کیا مثلاً دو نے کہا کہ زید بقرعید کے دن مکۃ المکرمہ میں قتل ہوا ہے ابھی اس پر قاضی کی جانب سے فیصلہ بھی نہیں کیا گیا تھا کہ دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ بقرعید کے دن کوفہ میں قتل ہوا ہے اور یہ سب گواہ حاکم کے سامنے حاضر ہوں تو حاکم دونوں گواہیوں کو رد کردے کیونکہ ان میں سے ایک گواہی یقیناً جھوٹی ہے اس لئے کہ ایک آدمی دو مرتبہ اور دو جگہ قتل نہیں ہوسکتا اور ان میں سے کسی ایک کو ترجیح ہے نہیں، لہٰذا دونوں گواہیاں ساقط ہوں گی اور اگر ان میں سے دو نے گواہی دی کہ مکہ میں قتل ہوا ہے اور اس پر فیصلہ کردیا گیا بعد میں دو گواہ آئے وہ کہنے لگے کہ بصرہ میں قتل ہوا ہے تو یہ دوسری گواہی مردود ہوگی، کیونکہ پہلی گواہی اتصال

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قضاء کی وجہ سے راجح ہوگئی تو اب دوسری گواہی کی وجہ سے پہلے فیصلہ کو نہیں توڑا جائے گا۔

(۲۷۲۱/۴۴) وَلَا يَسْمَعُ الْقَاضِيْ الشَّهَادَةَ عَلٰى جَرْحٍ وَلَا نَفْيٍ وَلَا يَحْكُمُ بِذٰلِكَ اِلَّا مَا اسْتَحَقَّ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اور نہ سنے قاضی گواہی جرح کے ہونے نہ ہونے پر اور نہ اس پر حکم لگائے مگر جس کا استحقاق ثابت ہو جائے۔

تشریح: صورت مسئلہ سمجھنے سے قبل مختصراً یہ خاص تمہید ذہن میں رکھیں۔ جرح طعن کرنا، عیب لگانا جرح کی دو قسمیں ہیں (۱) جرح مجرد (۲) جرح غیر مجرد۔ جرح مجرد وہ ہے جس کی وجہ سے نہ شریعت کا حق واجب ہوتا ہو اور نہ بندہ کا حق مثلاً مدعیٰ علیہ نے کہا کہ مدعی کے گواہ فاسق ہیں تو یہ مدعی کے گواہوں پر جرح مجرد ہے کیونکہ یہ کہنے سے حد واجب نہیں ہوتی اب اگر مدعیٰ علیہ اس پر گواہ پیش کردے تو یہ جرح مجرد پر گواہی ہے عبارت میں 'جرح' سے مراد جرح مجرد ہے۔ (۲) جرح غیر مجرد، وہ جرح ہے جس کی وجہ سے شریعت یا بندہ کا حق واجب ہوتا ہو مثلاً مدعیٰ علیہ نے دعویٰ کیا کہ میں نے مدعی کے گواہوں سے ایک ہزار روپے کے عوض اس بات پر صلح کی تھی کہ وہ میرے خلاف گواہی نہ دیں اور میں ایک ہزار روپے ادا بھی کر چکا ہوں لیکن انہوں نے یہ شرط پوری نہیں کی اس لئے مجھے ایک ہزار روپے واپس دلوائے جائیں چونکہ رشوت ثابت ہوگئی اس لئے مدعی کے گواہ فاسق کے دائرہ میں داخل ہو جائیں گے اور ان کی گواہی رد ہو جائے گی اب اگر مدعیٰ علیہ کے گواہوں نے اس پر گواہی دی تو یہ جرح غیر مجرد پر گواہی ہوگی، عبارت میں **الا ما استحق علیہ** سے جرح غیر مجرد مراد ہے، اس تمہید کے بعد صورت مسئلہ یہ ہے کہ مدعی نے اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کئے مگر مدعیٰ علیہ نے ان گواہوں پر جرح مجرد کرتے ہوئے کہا کہ مدعی کے یہ گواہ فاسق ہیں یا زانی ہیں یا شرابی ہیں، اور مدعیٰ علیہ نے اپنی اس جرح مجرد پر گواہ بھی پیش کر دیئے تو قاضی اس جرح مجرد پر مدعیٰ علیہ کے گواہوں کی گواہی قبول نہ کرے گا اور نہ اس جرح کے مطابق حکم دے گا کیونکہ مدعیٰ علیہ کے گواہوں کا مدعی کے گواہوں کے فاسق ہونے پر گواہی دینا خود مدعیٰ علیہ کے گواہوں کو فاسق کر دیتا ہے، اور فاسق کی گواہی قبول نہیں ہوتی، ہاں اگر مدعی کے گواہوں پر اللہ کے حقوق توڑنے مثلاً زنا کرنے شراب پینے کو ثابت کر دیا جائے یا بندوں کے حقوق دبانے کو ثابت کر دے تو قاضی اس جرح کو سنے گا اور فسق کی نفی یا اثبات کا فیصلہ بھی کرے گا۔

(۲۷۲۲/۴۵) وَلَا يَجُوْزُ لِلشَّاهِدِ اَنْ يَّشْهَدَ بِشَيْءٍ لَمْ يُعَايِنْهُ اِلَّا النَّسَبَ وَالْمَوْتَ وَالنِّكَاحَ وَالدُّخُوْلَ وَوِلَايَةَ الْقَاضِيْ فَاِنَّهُ يَسَعُهُ اَنْ يَّشْهَدَ بِهٰذِهِ الْاَشْيَاءِ اِذَا اَخْبَرَهُ بِهَا مَنْ يَّثِقُ بِهِ.

ترجمہ: اور جائز نہیں گواہ کے لئے گواہی دینا ایسی چیز کی جس کو نہ دیکھا ہو گواہ نے علاوہ نسب، موت، نکاح، دخول، اور ولایت قاضی کے کہ گنجائش ہے اس کے لئے کہ گواہی دے ان چیزوں کی جب کہ خبر دی ہو ان کی اس کو قابل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اعتماد آدمی نے۔

تشریح: گواہ کے لئے ایسی چیزوں کے بارے میں گواہی دینا جس کا اس نے مشاہدہ نہ کیا ہو بالاتفاق جائز نہیں ہے مگر پانچ مسئلوں میں بلا معائنہ گواہی درست ہے جب کہ اس سے کوئی ایسا شخص بیان کرے جس پر اسے اعتماد ہو، مثلاً (۱) بچہ پیدا ہوتے وقت نہیں دیکھا پھر بھی سن کر گواہی دینا جائز ہے کہ فلاں فلاں کا بیٹا ہے۔ (۲) موت کا بغیر معائنہ کئے ہوئے صرف سن کر گواہی دینا درست ہے۔ (۳) گواہ نے لوگوں سے سنا کہ فلاں مرد نے فلاں عورت سے نکاح کر لیا ہے تو صرف سن کر گواہی دینے کی گنجائش ہے۔ (۴) گواہ نے سنا کہ فلاں عورت فلاں مرد کی بیوی ہے اور وہ اس کے پاس بلا تکلف خلوت میں آتا جاتا ہے تو دخول کی گواہی دینا درست ہے۔ (۵) لوگوں سے سنا کہ فلاں آدمی اس شہر کا قاضی ہے تو گواہی دے سکتا ہے کہ فلاں شخص فلاں شہر کا قاضی ہے۔

وجہ: ان امور میں سوائے خواص کے اور کوئی موجود نہیں ہوتا پس گواہی مقبول نہ ہونے کی صورت میں بڑا حرج لازم آئے گا۔

(۲۷۲۳/۴۶) وَالشَّهَادَةُ عَلَى الشَّهَادَةِ جَائِزَةٌ فِيْ كُلِّ حَقٍّ لَايَسْقُطُ بِالشُّبْهَةِ وَلَا تُقْبَلُ فِي الْحُدُوْدِ وَالْقِصَاصِ.

ترجمہ: اور گواہی پر گواہی دینا جائز ہے ہر ایسے حق میں جو ساقط نہ ہو شبہ سے اور قبول نہ کی جائے گی حدود اور قصاص میں۔

گواہی پر گواہی دینے کا بیان

تشریح: صاحب قدوری نے فرمایا کہ شہادت علی الشہادت ہر ایسے حق میں جو شبہ کی وجہ سے ساقط نہ ہوتا ہو استحساناً جائز ہے، اگرچہ قیاساً ناجائز ہے کیونکہ شہادت عبادت بدنی ہے اور عبادات بدنیہ میں نیابت جاری نہیں ہوتی مگر استحساناً اس لئے جائز ہے کیونکہ بسا اوقات اصل گواہ بیمار ہوتے ہیں یا اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے مجلس قاضی میں نہ جاسکتے ہوں اگر شہادت علی الشہادت جائز نہ ہو تو لوگوں کے حقوق تلف ہو جائیں گے البتہ حدود وقصاص میں جائز نہیں کیونکہ حدود وقصاص ادنی شبہ سے ساقط ہو جاتے ہیں اور فروع کی گواہی میں شبہ ہوتا ہے۔

(۲۷۲۴/۴۷) وَيَجُوْزُ شَهَادَةُ شَاهِدَيْنِ عَلٰى شَهَادَةِ شَاهِدَيْنِ وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ وَاحِدٍ عَلٰى شَهَادَةِ وَاحِدٍ.

ترجمہ: اور جائز ہے دو گواہوں کا گواہی دینا دو گواہوں کی گواہی پر اور نہیں قبول کی جائے گی ایک کی گواہی ایک کی گواہی پر۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: حنفیہ کے نزدیک دو اصلی گواہوں کی گواہی پر دو فرعی گواہوں کی گواہی جائز ہے یعنی دونوں فرعی گواہ پہلے ایک اصلی گواہ کی گواہی کو نقل کریں گے پھر یہی دونوں دوسرے اصلی گواہ کی گواہی نقل کریں گے اسی طرح دو فرعی گواہ دونوں اصلی گواہوں کی گواہی نقل کر سکتے ہیں، آگے فرمایا کہ ایک فرعی گواہ کی گواہی ایک اصلی گواہ کی گواہی پر قبول نہ کی جائے گی کیونکہ کسی بھی حق کو ثابت کرنے کے لئے نصاب شہادت ضروری ہے۔

(۲۷۲۵/۴۸) وَصِفَةُ الْاِشْهَادِ اَنْ يَّقُوْلَ شَاهِدُ الْاَصْلِ لِشَاهِدِ الْفَرْعِ اِشْهَدْ عَلٰى شَهَادَتِيْ اَنِّيْ اَشْهَدُ اَنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ اَقَرَّ عِنْدِيْ بِكَذَا وَاَشْهَدَنِيْ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَقُلْ اَشْهَدَنِيْ عَلٰى نَفْسِهٖ جَازَ.

ترجمہ: اور گواہ بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ کہے اصل گواہ فرع گواہ سے کہ گواہ ہو جا تو میری گواہی پر میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے اقرار کیا ہے میرے سامنے اتنے کا اور گواہ بنایا ہے مجھے اپنی ذات پر اور اگر "اشهدنی علی نفسه" نہ کہے تب بھی جائز ہے۔

تشریح: شاہد اصل کا شاہد فرع کو اپنی شہادت پر گواہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اصل گواہ فرع گواہ سے باضابطہ کہے کہ تم میری گواہی پر گواہ بنو اور اس کے بعد فرع گواہ کے سامنے یوں کہے کہ فلاں بن فلاں نے میرے سامنے فلاں بن فلاں کے لئے اتنے کا اقرار کیا ہے اور مُقر نے اپنی ذات پر مجھے گواہ بنایا ہے، تب بھی فرع کو گواہ بنانا درست ہے۔

(۲۷۲۶/۴۹) وَيَقُوْلُ شَاهِدُ الْفَرْعِ عِنْدَ الْاَدَاءِ اَشْهَدُ اَنَّ فُلَانًا اَقَرَّ عِنْدَهٗ بِكَذَا وَقَالَ لِيْ اِشْهَدْ عَلٰى شَهَادَتِيْ بِذٰلِكَ فَاَنَا اَشْهَدُ بِذٰلِكَ.

ترجمہ: اور کہے شاہد فرع ادائیگی کے وقت میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں نے اقرار کیا ہے اس کے پاس اتنے کا اور مجھ سے کہا ہے کہ تو میری اس گواہی پر گواہی دے پس میں گواہی دیتا ہوں اس کی۔

تشریح: صاحب قدوری اس عبارت میں فرعی گواہ کی گواہی کی کیفیت بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ فرعی گواہ قاضی کی مجلس میں گواہی دیتے وقت یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں بن فلاں نے مجھ کو اپنی گواہی پر گواہ کیا ہے کہ فلاں بن فلاں نے اس کے پاس فلاں بن فلاں کے لئے اتنی رقم کا اقرار کیا ہے اور مجھ سے کہا کہ تو میری اس گواہی پر گواہ ہو جا لہٰذا میں اب اس کی گواہی پر گواہی دیتا ہوں۔

(۲۷۲۷/۵۰) وَلَا تُقْبَلُ شَهَادَةُ شُهُوْدِ الْفَرْعِ اِلَّا اَنْ يَّمُوْتَ شُهُوْدُ الْاَصْلِ اَوْ يَغِيْبُوْا مَسِيْرَةَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَصَاعِدًا اَوْ يَمْرَضُوْا مَرَضًا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ مَعَهٗ حُضُوْرَ مَجْلِسِ الْحَاكِمِ.

ترجمہ: اور قبول نہیں کی جائے گی شہود فرع کی گواہی مگر یہ کہ مر جائیں شہود اصل یا غائب ہو جائیں تین دن یا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس سے زیادہ کی مسافت پر یا ایسے بیمار ہو جائیں کہ اس کی وجہ سے حاکم کی مجلس میں حاضر نہ ہوسکتے ہوں۔

تشریح: گواہی کے لئے اصل گواہ ضروری ہیں فرع گواہ مجبوری کے درجہ میں مہیا کئے جائیں گے اس لئے شہود فرع کی گواہی تین وجوہات میں سے ایک وجہ کے ساتھ قبول کی جاسکتی ہے۔(۱) شہود اصل مرگئے ہوں (۲) شہود اصل مدت سفر شرعی یا اس سے زائد کی مسافت پر غائب ہوں (۳) شہود اصل ایسی بیماری میں مبتلا ہوں جس بیماری کے ساتھ قاضی کی مجلس میں حاضری دشوار ہو۔

(۵۱/۲۷۲۸) فَاِنْ عَدَّلَ شُهُوْدَ الْاَصْلِ شُهُوْدُ الْفَرْعِ جَازَ.

ترجمہ: اگر عادل بتائیں اصلی گواہوں کو فرعی گواہ تو جائز ہے۔

تشریح: فرعی گواہوں نے اصلی گواہوں کی گواہی پر گواہی دی اور قاضی فرعی گواہوں کی عدالت سے تو واقف ہے مگر اصل گواہوں کی عدالت سے واقف نہیں ہے تو اب قاضی نے اصول کی عدالت کے بارے میں تحقیق و تفتیش شروع کی فرعی گواہوں نے کہا کہ اصول عادل ہیں تو فروع کی تعدیل کرنے سے اصول کی عدالت ثابت ہو جائے گی۔

(۵۲/۲۷۲۹) وَاِنْ سَكَتُوْا عَنْ تَعْدِيْلِهِمْ جَازَ وَيَنْظُرُ الْقَاضِيْ فِيْ حَالِهِمْ.

ترجمہ: اور اگر چپ رہیں ان کو عادل کہنے سے تو یہ بھی جائز ہے اب قاضی ان کے حالات میں غور کرے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر قاضی نے فرعی گواہوں سے اصلی گواہوں کی عدالت کے سلسلہ میں دریافت کیا اور وہ خاموش رہیں، یعنی نہ یہ کہا کہ وہ عادل ہیں اور نہ یہ کہا کہ وہ غیر عادل ہیں یا یہ کہا کہ ہم کو اصول کا عادل ہونا معلوم نہیں ہے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک فروع کی گواہی جائز ہے لیکن قاضی کی ذمہ داری ہے کہ فروع کے علاوہ دوسرے اہل تزکیہ حضرات سے دریافت کرے اگر دوسرے حضرات نے اصول کی تعدیل کردی تو قاضی اس گواہی پر فیصلہ صادر کرے گا ورنہ نہیں۔

(۵۳/۲۷۳۰) وَاِنْ اَنْكَرَ شُهُوْدُ الْاَصْلِ الشَّهَادَةَ لَمْ تُقْبَلْ شَهَادَةُ شُهُوْدِ الْفَرْعِ.

ترجمہ: اور اگر انکار کردیں شہود اصل گواہی کا تو قبول نہ ہوگی شہود فرع کی گواہی۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اصول نے گواہی کا انکار کردیا یعنی یہ کہا کہ ہم نے فرع کو اپنا گواہ نہیں بنایا ہے تو چونکہ گواہ بنانا نہیں پایا گیا اس لئے فرعی گواہوں کی گواہی قبول نہ ہوگی۔

(۵۴/۲۷۳۱) وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ شَاهِدِ الزُّوْرِ اُشَهِّرُهٗ فِي السُّوْقِ وَلَا اُعَزِّرُهٗ وَقَالَا رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى نُوْجِعُهٗ ضَرْبًا وَنَحْبِسُهٗ.

ترجمہ: امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینے والے کی بازار میں تشہیر کروں گا اور اسکو سزا نہ دوں گا اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صاحبینؒ نے فرمایا کہ ہم اسے خوب تکلیف دیں گے اور قید کریں گے۔

تشریح: امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ میں جھوٹے گواہ کی بازار میں تشہیر کروں گا کہ یہ جھوٹا ہے لہٰذا اس سے بچو، اس کو کوڑے نہیں مارے جائیں گے اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ اس کو مارا بھی جائے گا اور قید خانہ میں بھی رکھا جائے گا کیونکہ حضرت عمرؓ نے جھوٹے گواہ کو چالیس کوڑے لگائے تھے امام صاحبؒ کی دلیل یہ ہے کہ قاضی شریح جھوٹے گواہ کی تشہیر کیا کرتے تھے رہی حدیث سو وہ سیاست پر محمول ہے صاحب فتح القدیر نے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے۔

بَابُ الرُّجُوْعِ عَنِ الشَّهَادَةِ

(یہ باب شہادتوں سے پھر جانے کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: باب الرجوع عن الشہادۃ، کتاب الشہادات کے مناسب ہے اس طرح کہ رجوع عن الشہادۃ، شہادت کے بعد ہی واقع ہوگا۔

(۱/۲۷۳۲) اِذَا رَجَعَ الشُّهُوْدُ عَنْ شَهَادَتِهِمْ قَبْلَ الْحُكْمِ بِهَا سَقَطَتْ شَهَادَتُهُمْ وَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِمْ.

ترجمہ: جب پھر جائیں گواہ اپنی گواہی سے فیصلہ کرنے سے پہلے گواہی کے ساتھ تو ساقط ہو جائے گی ان کی گواہی اور تاوان نہ ہوگا ان پر۔

گواہی سے رجوع کرنے کی تفصیلی مسائل کا بیان

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ گواہوں کا اپنی گواہی سے رجوع کرنا اگر قاضی کے فیصلہ کرنے سے پہلے ہے تو بالاتفاق گواہی ساقط ہو جائے گی یعنی اس گواہی سے مدعی علیہ پر کوئی حق ثابت نہیں کیا جائے گا اور گواہوں پر کوئی تاوان بھی لازم نہ ہوگا کیونکہ تاوان کسی کی کوئی چیز تلف کرنے کی وجہ سے واجب ہوتا ہے حالانکہ یہاں کسی چیز کو تلف کرنا نہیں پایا گیا اس لئے کہ گواہوں نے نہ تو مدعی کی کوئی چیز تلف کی ہے اور نہ مدعی علیہ کی کوئی چیز تلف کی ہے۔

(۲/۲۷۳۳) فَاِنْ حَكَمَ بِشَهَادَتِهِمْ ثُمَّ رَجَعُوْا لَمْ يَفْسَخِ الْحُكْمُ وَوَجَبَ عَلَيْهِمْ ضَمَانُ مَا اَتْلَفُوْهُ بِشَهَادَتِهِمْ.

ترجمہ: پھر اگر فیصلہ کردے ان کی گواہی پر اس کے بعد پھر گئے تو فسخ نہ ہوگا حکم اور واجب ہوگا ان پر تاوان اس چیز کا جس کو تلف کیا ہو انہوں نے اپنی گواہی سے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: قاضی گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کر چکا ہے پھر اس کے بعد گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کیا ہے تو قاضی کا فیصلہ کالعدم نہیں ہوگا بلکہ علی حالہ برقرار رہے گا اور اس صورت میں گواہوں نے جو کچھ اپنی گواہی سے تلف کیا ہے یعنی ان کی گواہی سے مدعی علیہ کا جو کچھ مال تلف ہوا ہے اس کا تاوان خود ان گواہوں پر واجب ہوگا۔

(۳/۲۷۳۴) وَلَايَصِحُّ الرُّجُوْعُ إِلَّا بِحَضْرَةِ الْحَاكِمِ.

ترجمہ: اور صحیح نہیں رجوع کرنا مگر حاکم کی موجودگی میں۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ گواہوں کا اپنی گواہی سے رجوع کرنا صرف قاضی کی مجلس میں معتبر ہوگا، قاضی خواہ وہی ہو جس کے سامنے گواہی دی گئی تھی یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا قاضی ہو بہر حال گواہی سے رجوع کرنے کے لئے بھی قاضی کی مجلس شرط ہے کیونکہ گواہی سے رجوع کرنا حقیقت میں گواہی کو فسخ کرنا ہے لہٰذا رجوع عن الشہادۃ اسی مجلس کے ساتھ مختص ہوگا جس کے ساتھ شہادت مختص ہے۔

(۴/۲۷۳۵) وَإِذَا شَهِدَ شَاهِدَانِ بِمَالٍ فَحَكَمَ الْحَاكِمُ بِهِ ثُمَّ رَجَعَا ضَمِنَا الْمَالَ لِلْمَشْهُوْدِ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اور جب گواہی دی دو گواہوں نے مال کی اور حکم کر دیا حاکم نے اس گواہی کے موافق اس کے بعد وہ پھر گئے تو مال کے ضامن ہوں گے مشہود علیہ کے لئے۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ اگر دو گواہوں نے کسی شخص کے خلاف مال کی گواہی دی پھر قاضی نے اس گواہی کے مطابق حکم دے کر مدعی کو مال دلا دیا پھر دونوں گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو دونوں گواہ مدعی علیہ کے لئے مال کے ضامن ہوں گے کیونکہ مدعی علیہ کے مال کو ناحق طریقہ پر ضائع کرنے کا سبب ان دونوں گواہوں نے مہیا کیا ہے اور گواہی سے رجوع کر کے اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ ہم دونوں نے مدعی علیہ کا مال ناحق تلف کیا ہے تو ضمان انہیں گواہوں پر واجب ہوگا۔

(۵/۲۷۳۶) وَإِنْ رَجَعَ أَحَدُهُمَا ضَمِنَ النِّصْفَ.

ترجمہ: اور اگر ان میں سے ایک پھرا تو آدھے کا ضامن ہوگا۔

تشریح: اگر دو آدمی کسی مال کی گواہی دیں پھر ان میں سے ایک رجوع کرے تو رجوع کرنے والا آدھے مال کا ضامن ہوگا کیونکہ ایک گواہ جو اپنی گواہی پر باقی ہے اس کی گواہی سے آدھا مال باقی رہتا ہے لہٰذا ہر ایک کے مقابلہ میں آدھا مال ہوا۔

(۶/۲۷۳۷) وَإِنْ شَهِدَ بِالْمَالِ ثَلَاثَةٌ فَرَجَعَ أَحَدُهُمْ فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِ وَإِنْ رَجَعَ اٰخَرُ ضَمِنَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الرَّاجِعَانِ نِصْفَ الْمَالِ.

ترجمہ: اور اگر گواہی دے مال کی تین آدمی پھر ایک پھر جائے تو اس پر ضمان نہیں ہے اور اگر ایک اور پھر جائے تو ضامن ہوں گے دونوں پھرنے والے آدھے مال کے۔

تشریح: اگر تین آدمیوں نے مال کی گواہی دی پھر ان میں سے ایک نے اپنی گواہی سے رجوع کرلیا تو اس رجوع کرنے والے پر تاوان واجب نہ ہوگا کیونکہ رجوع کرنے والے کے علاوہ گواہوں کی اتنی تعداد باقی ہے جن کی گواہی سے پورا حق ثابت ہوجاتا ہے اور اگر تین میں سے ایک کے بعد دوسرے گواہ نے بھی رجوع کرلیا تو یہ دونوں رجوع کرنے والے آدھے مال کے مدعی علیہ کے واسطے ضامن ہوں گے۔

کیونکہ تین گواہوں میں سے ایک گواہ باقی رہنے کی وجہ سے مدعی کا مدعی علیہ پر آدھا حق باقی رہتا ہے لہٰذا رجوع کرنے والے نصف کے ضامن ہوں گے۔

(۲۷۳۸/۷) وَاِنْ شَهِدَ رَجُلٌ وَامْرَاَتَانِ فَرَجَعَتْ اِمْرَاَةٌ ضَمِنَتْ رُبْعَ الْحَقِّ وَاِنْ رَجَعَتَا ضَمِنَتَا نِصْفَ الْحَقِّ.

ترجمہ: اور اگر گواہی دے ایک مرد اور دو عورتیں اور پھر جائے ایک عورت تو ضامن ہوگی چوتھائی حق کی اور اگر دو پھر جائیں تو ضامن ہوں گی آدھے حق کی۔

تشریح: اگر مال پر ایک مرد اور دو عورتوں نے گواہی دی پھر ایک عورت نے رجوع کرلیا تو یہ عورت چوتھائی حق کی ضامن ہوگی کیونکہ گواہی میں دو عورتیں ایک مرد کے قائم مقام ہوتی ہیں، چنانچہ آدھا حق دونوں عورتوں کے مقابلہ میں ہوگا تو ایک عورت کے رجوع کرنے سے ایک چوتھائی حق تلف ہوا اور تین چوتھائی باقی رہا اس لئے رجوع کرنے والی عورت پر چوتھائی ضمان لازم ہوگا اور اگر دو عورتوں نے رجوع کرلیا تو دونوں نصف حق کی ضامن ہوں گی کیونکہ ایک مرد کی گواہی سے نصف حق باقی رہ گیا ہے۔

(۲۷۳۹/۸) وَاِنْ شَهِدَ رَجُلٌ وَعَشْرُ نِسْوَةٍ فَرَجَعَ ثَمَانُ نِسْوَةٍ مِنْهُنَّ فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِنَّ فَاِنْ رَجَعَتْ اُخْرٰى كَانَ عَلَى النِّسْوَةِ رُبْعُ الْحَقِّ فَاِنْ رَجَعَ الرَّجُلُ وَالنِّسَاءُ فَعَلَى الرَّجُلِ سُدُسُ الْحَقِّ وَعَلَى النِّسَاءِ خَمْسَةُ اَسْدَاسِ الْحَقِّ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَا عَلَى الرَّجُلِ النِّصْفُ وَعَلَى النِّسْوَةِ النِّصْفُ.

ترجمہ: اور اگر گواہی دیں ایک مرد اور دس عورتیں پھر رجوع کرلیں ان میں سے آٹھ عورتیں تو ان پر تاوان نہیں اگر ایک اور پھر جائے تو عورتوں پر چوتھائی حق لازم ہوگا اگر مرد اور عورتیں سب پھر جائیں تو مرد پر حق کا چھٹا حصہ واجب ہوگا اور عورتوں پر حق کے پانچ چھٹے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ نے فرمایا مرد پر آدھا اور ساری عورتوں پر آدھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایک مرد اور دس عورتوں نے کسی مال کی گواہی دی پھر ان میں سے آٹھ نے رجوع کرلیا تو ان پر تاوان نہ ہوگا کیونکہ ایک مرد اور دو عورتوں کی پوری گواہی باقی ہے اور اگر آٹھ کے علاوہ ایک اور عورت نے رجوع کرلیا تو ان نو عورتوں پر ایک چوتھائی تاوان واجب ہوگا کیوں کہ گواہوں میں سے ایک مرد اور ایک عورت باقی رہ گئی ہے اور ایک مرد کی گواہی سے آدھا حق باقی رہ گیا اور ایک عورت کی گواہی سے ایک چوتھائی حق باقی رہ گیا ہے، تو اس طرح تین چوتھائی حق باقی رہ گیا اور ایک چوتھائی حق چونکہ نو عورتوں کے رجوع کرنے سے تلف ہوگیا ہے اس لئے ان نو پر ایک چوتھائی حق کا تاوان واجب ہوگا۔

اور اگر مرد اور دس کی دس عورتوں نے رجوع کرلیا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مرد پر مال کے چھٹے حصہ کا تاوان آئے گا اور عورتوں پر پانچ سدس حق کا تاوان واجب ہوگا، اور صاحبین نے فرمایا کہ مرد پر نصف حق کا تاوان واجب ہوگا اور دسوں عورتوں پر نصف حق کا ضمان واجب ہوگا مثلاً جس مال کی گواہی ایک مرد اور دس عورتوں نے دی وہ چھ ہزار روپے تھا اب رجوع کرنے والے مرد پر ایک چھٹا حصہ (۱۰۰۰) لازم ہوں گے اور دس عورتوں پر پانچ چھٹے حصے (۵۰۰۰) لازم ہوں گے، اور ہر عورت کے ذمہ پانچ سو روپے آئیں گے، اور صاحبین کے نزدیک مثال مذکور میں مرد پر تین ہزار اور عورتوں پر تین ہزار لازم ہوں گے اور ہر عورت پر تین سو روپے لازم ہوں گے۔

(۲۷۴۰/۹) وَاِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ عَلَى امْرَأَةٍ بِالنِّكَاحِ بِمِقْدَارِ مَهْرِ مِثْلِهَا اَوْ اَكْثَرَ ثُمَّ رَجَعَا فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِمَا وَاِنْ شَهِدَا بِاَقَلَّ مِنْ مَهْرِ الْمِثْلِ ثُمَّ رَجَعَا لَمْ يَضْمَنَا النُّقْصَانَ.

ترجمہ: اور اگر گواہی دے دو گواہ ایک عورت پر نکاح کی اس کے مہر مثل کی مقدار کے عوض یا اس سے زیادہ مقدار پر اس کے بعد وہ پھر گئے تو ان پر تاوان نہ ہوگا اور اگر گواہی دیں مہر مثل سے کم کے عوض اس کے بعد پھر گئے تو ضامن نہ ہوں گے کمی کے۔

تشریح: ایک مرد نے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا خواہ مہر مثل کے عوض یا مہر مثل سے زیادہ یا کم اور اس پر گواہ بھی قائم کردیئے حالانکہ وہ منکر ہے اور قاضی نے ان کی گواہی کی وجہ سے نکاح کا فیصلہ کردیا پھر گواہوں نے گواہی سے رجوع کرلیا اور یہ کہا کہ ہم نے جھوٹی گواہی دی ہے تو ان کے رجوع کرتے سے نہ نکاح فسخ ہوگا اور نہ یہ دونوں گواہ کسی چیز کے ضامن ہوں گے کیونکہ گواہوں نے اپنی گواہی سے عورت کے منافع بضع کو تلف کیا ہے یعنی منافع بضع جن کی مالک عورت تھی گواہوں نے نکاح کی گواہی دے کر ان کا مالک مرد کو بنادیا ہے اور یہ عورت کے حق میں سراسر اتلاف ہے اور منافع بضع عندالاتلاف متقوم نہیں یعنی ملک بضع کی کوئی قیمت مالی نہیں ہے کیونکہ اتلاف کی وجہ سے کسی چیز کا ضامن بنانا اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ ہلاک شدہ چیز اور شی مضمون کے درمیان مماثلت موجود ہو حالانکہ یہاں منافع بضع اور وہ مال جس کے ساتھ عورت کو ضمان دیا جاسکتا ہے کوئی مماثلت نہیں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۰/۲۷۴۱) وَكَذٰلِكَ اِذَا شَهِدَا عَلٰى رَجُلٍ بِتَزْوِيْجِ امْرَأَةٍ بِمِقْدَارِ مَهْرِ مِثْلِهَا اَوْ اَقَلَّ.

ترجمہ: اور ایسے ہی جب گواہی دیں کسی مرد پر کسی عورت سے نکاح کرنے کی اس کے مہر مثل یا اس سے کم مقدار پر۔

تشریح: ایک عورت نے ایک مرد کے خلاف یہ دعویٰ کیا کہ میرا اس کے ساتھ مہر مثل یا مہر مثل سے کم کے عوض نکاح ہوا ہے اور مرد اسکا منکر ہے پھر دونوں گواہوں نے عورت کے دعویٰ کے موافق گواہی دی اور قاضی نے گواہی کے مطابق حکم صادر کر دیا پھر انہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو نہ یہ نکاح فسخ ہوگا اور نہ یہ دونوں گواہ شوہر کے لئے ضامن ہوں گے کیونکہ شوہر کو جو رقم دینی پڑی ہے اس کے بدلہ اس کو ملک بضع بھی حاصل ہو گیا ہے اس لئے شوہر کا کوئی نقصان نہیں ہوا اس وجہ سے گواہوں پر کوئی ضمان نہیں ہوگا۔

(۱۱/۲۷۴۲) وَاِنْ شَهِدَا بِاَكْثَرَ مِنْ مَهْرِ الْمِثْلِ ثُمَّ رَجَعَا ضَمِنَا الزِّيَادَةَ.

ترجمہ: اور اگر گواہی دیں مہر مثل سے زیادہ کی اس کے بعد پھر جائیں تو ضامن ہوں گے زیادتی کے۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ ایک عورت نے کسی مرد پر مہر مثل سے زائد کے عوض نکاح کا دعویٰ کیا مثلاً مہر مثل پانچ ہزار روپے ہیں اور اس نے آٹھ ہزار روپے کے عوض کا دعویٰ کیا اور مرد اس واقعہ کا منکر ہے دو گواہوں نے عورت کے دعویٰ کے موافق گواہی دی اور قاضی نے فیصلہ کر دیا پھر دونوں گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو نہ نکاح ختم ہوگا اور نہ یہ دونوں گواہ مہر مثل کی مقدار کے ضامن ہوں گے۔ البتہ مہر مثل سے زائد یعنی تین ہزار کے ضامن ہوں گے۔

کیونکہ مہر مثل کا اتلاف تو بعوض ملک بضع ہے اور مہر مثل کی مقدار سے زائد کا اتلاف بلاعوض ہے تو جو اتلاف بلاعوض ہوا اسی کے ضامن ہوں گے۔

(۱۲/۲۷۴۳) وَاِنْ شَهِدَا بِبَيْعِ شَيْءٍ بِمِثْلِ الْقِيْمَةِ اَوْ اَكْثَرَ ثُمَّ رَجَعَا لَمْ يَضْمَنَا وَاِنْ كَانَ بِاَقَلَّ مِنَ الْقِيْمَةِ ضَمِنَا النُّقْصَانَ.

ترجمہ: اور اگر گواہی دیں کسی چیز کے بیچنے کی مثل قیمت یا زیادہ کے عوض اس کے بعد پھر گئے تو ضامن نہ ہوں گے اور اگر قیمت سے کم کی گواہی دیں تو ضامن ہوں گے نقصان کے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ مشتری نے دعویٰ کیا کہ بائع نے اپنا غلام جو پانچ ہزار روپے قیمت کا ہے پانچ ہزار کے عوض یا چھ ہزار کے عوض مجھ کو فروخت کیا ہے اور بائع اس کا منکر ہے مشتری نے گواہ پیش کئے اور ان گواہوں نے بھی مشتری کے دعویٰ کے موافق گواہی دی پھر قاضی کے فیصلہ کے بعد گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو یہ دونوں گواہ بائع کے لئے ضامن نہ ہوں گے کیونکہ گواہوں نے اگر چہ اپنی گواہی سے مبیع یعنی غلام کو تلف کیا ہے لیکن بائع کو اس کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بھر پور معاوضہ بھی مل گیا ہے تو یہ اتلاف بالعوض ہوا جس کا ضمان واجب نہیں ہوتا، اور اگر مشتری نے قیمت سے کم کے عوض مثلاً چار ہزار روپے کے عوض مذکورہ غلام خرید نے کا دعویٰ کیا اور اسی کے مطابق گواہوں نے گواہی دی پھر قضاء قاضی کے بعد گواہوں نے رجوع کرلیا تو دونوں گواہ بائع کے واسطے مقدار نقصان یعنی ایک ہزار کے ضامن ہوں گے۔

(۱۳/۲۷۴۴) وَاِنْ شَهِدَا عَلٰى رَجُلٍ اَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ بِهَا ثُمَّ رَجَعَا ضَمِنَا نِصْفَ الْمَهْرِ وَاِنْ كَانَ بَعْدَ الدُّخُوْلِ لَمْ يَضْمَنَا.

ترجمہ: اور اگر گواہی دیں کسی مرد پر کہ اس نے طلاق دی اپنی بیوی کو اس کے ساتھ صحبت کرنے سے پہلے اس کے بعد پھر گئے تو ضامن ہوں گے نصف مہر کے اور اگر صحبت کے بعد ہو تو ضامن نہ ہوں گے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر عورت نے دعویٰ کیا کہ میرا شوہر مجھ کو دخول سے پہلے ہی طلاق دے چکا ہے اور شوہر اس کا منکر ہے پھر عورت کے موافق دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس عورت کے شوہر نے دخول سے پہلے اس کو طلاق دے دی ہے پس اس گواہی کے مطابق قاضی نے زوجین کے درمیان تفریق کردی، اس فیصلہ کے بعد دونوں گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کرلیا تو وہ دونوں شوہر کے لئے نصف مہر تاوان دینے کے ذمہ دار ہوں گے کیونکہ دخول سے پہلے شوہر پر صرف طلاق کے وقت مہر واجب ہوتا ہے۔

اس لئے کہ اس بات کا احتمال ہے کہ عورت نعوذ باللہ مرتد ہو جائے یا شوہر کے بیٹے سے (جو دوسری بیوی سے ہے) پھنس کر حرام کاری کر بیٹھے حالاں کہ ان دونوں صورتوں میں عورت کے ناشزہ ہونے کی وجہ سے مہر بالکلیہ باطل ہو جاتا ہے بہر حال جس مہر کے ساقط ہونے کا احتمال تھا وہ نصف مہر گواہوں کی گواہی سے واجب ہوا ہے لہٰذا ایسا ہو گیا گویا ان گواہوں نے نصف مہر شوہر کے قبضہ سے غصب کر کے اس عورت کو دے دیا ہے اور غاصب شی مغصوب کا چونکہ ضامن ہوتا ہے اس لئے یہ دونوں گواہ بھی نصف مہر کا تاوان ادا کریں گے اور اگر صورتِ مذکورہ بعد الدخول ہے تو گواہوں کے رجوع کرنے کی وجہ سے ان پر کسی طرح کا تاوان واجب نہ ہوگا، کیوں کہ صحبت کرنے کی وجہ سے شوہر پر مہر تو واجب ہو ہی چکا تھا لہٰذا ان گواہوں نے شوہر کی کوئی چیز تلف نہیں کی ہے، البتہ ملک نکاح کو ختم کردیا ہے اور اس کا کوئی مثل نہیں ہے اس لئے گواہوں پر کوئی تاوان نہ ہوگا۔

(۱۴/۲۷۴۵) وَاِنْ شَهِدَا اَنَّهُ اَعْتَقَ عَبْدَهُ ثُمَّ رَجَعَا ضَمِنَا قِيْمَتَهُ.

ترجمہ: اور اگر گواہی دیں کہ اس نے آزاد کردیا اپنے غلام کو پھر دونوں پھر گئے تو ضامن ہوں گے اس کی قیمت کے۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ دو آدمیوں نے گواہی دی کہ زید نے اپنا غلام آزاد کردیا ہے جس کی وجہ سے قاضی نے آزاد ہونے کا فیصلہ کردیا پھر دونوں گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کرلیا تو اب غلام تو آزاد ہی رہے گا البتہ دونوں گواہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آقا کے لئے غلام کی قیمت کے بقدر مال کے ضامن ہوں گے دونوں گواہ خواہ مالدار ہوں یا تنگدست ہوں کیونکہ گواہوں کی گواہی کی وجہ سے بغیر کسی عوض کے زید کا غلام آزاد ہوا اور زید کو اس کا نقصان ہوا اس لئے گواہوں پر غلام کی قیمت لازم ہوگی۔

(۱۵/۲۷۴۶) وَإِنْ شَهِدَا بِقِصَاصٍ ثُمَّ رَجَعَا بَعْدَ الْقَتْلِ ضَمِنَا الدِّيَةَ وَلَا يُقْتَصُّ مِنْهُمَا.

ترجمہ: اور اگر گواہی دیں قصاص کی پھر پھر گئے قتل کے بعد تو ضامن ہوں گے دیت کے اور قصاص نہ لیا جائے گا ان سے۔

تشریح: دو گواہوں نے گواہی دی کہ خالد نے محمود کو جان بوجھ کر قتل کیا ہے قاضی نے ان کی گواہی کی وجہ سے خالد کے قتل کا حکم دے دیا اور وہ مارا گیا اس کے بعد گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو یہ گواہ خالد کے ورثاء کے لئے دیت کے ضامن ہوں گے البتہ ان سے قصاص نہیں لیا جائے گا، حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک گواہوں پر قصاص واجب ہوگا کیونکہ خالد کو قصاصاً قتل کرنے کا سبب انہیں گواہوں کی گواہی ہے۔

ہماری دلیل: قاتل کے قتل کا حقیقی مرتکب تو ولی ہے اور گواہ سبب قتل ہیں لہٰذا ایک اعتبار سے یعنی سبب قتل ہونے کے اعتبار سے گواہ قاتل ہیں اور ایک اعتبار سے ولی قاتل ہے اور جب ایک اعتبار سے ولی قاتل ہے اور ایک اعتبار سے گواہ قاتل ہیں تو گواہوں پر قصاص واجب ہونے میں شبہ پیدا ہو گیا اور شبہ قصاص کو دور کر دیتا ہے لہٰذا گواہوں پر سے قصاص دور کر دیا جائے گا مگر دیت مالی شبہات کے ساتھ ثابت ہو جاتی ہے لہٰذا دیت مالی شبہ کے باوجود گواہوں پر واجب ہوگی۔

(۱۶/۲۷۴۷) وَإِذَا رَجَعَ شُهُوْدُ الْفَرْعِ ضَمِنُوْا.

ترجمہ: اور جب پھر جائیں شہود فرع تو ضامن ہوں گے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر شہادت علی الشہادت کی صورت میں شہود فرع نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا تو وہ ضامن ہوں گے، کیونکہ قاضی کی عدالت میں شہود فرع ہی نے گواہی دی ہے، لہٰذا تلف کرنا بھی انہیں کی جانب منسوب ہوگا۔

(۱۷/۲۷۴۸) وَإِنْ رَجَعَ شُهُوْدُ الْأَصْلِ وَقَالُوْا لَمْ نُشْهِدْ شُهُوْدَ الْفَرْعِ عَلٰى شَهَادَتِنَا فَلَا ضَمَانَ عَلَيْهِمْ.

ترجمہ: اگر پھر جائیں شہود اصل اور کہیں کہ ہم نے گواہ نہیں بنایا شہود فرع کو اپنی گواہی پر تو ان پر ضمان نہ ہوگا۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ اگر شہود اصل نے یہ کہا کہ ہم نے شہود فرع کو اپنی شہادت پر گواہ نہیں بنایا ہے اور شہود

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرع اپنی شہادت پر باقی ہیں تو شہود اصل پر بالاتفاق تاوان واجب نہ ہوگا کیونکہ ان کی جانب سے اتلاف نہیں ہے اور شہود فرع بھی ضامن نہ ہوں گے کیونکہ انہوں نے شہادت سے رجوع نہیں کیا۔

(۱۸/۲۷۴۹) وَاِنْ قَالُوْا شَهِدْنَا هُمْ وَغَلِطْنَا ضَمِنُوْا.

ترجمہ: اور اگر یہ کہیں کہ ہم نے ان کو گواہ بنایا اور ہم نے غلطی کی تو ضامن ہوں گے۔

تشریح: اگر شہود اصل یہ کہیں کہ ہم نے ان کو گواہ تو بنایا ہے لیکن ہم سے غلطی ہوئی ہے تو امام محمد کے نزدیک شہود اصل ضامن ہوں گے کیونکہ شہود فرع گواہی نقل کرنے میں اصول کے قائم مقام ہیں اور فروع نے ع اصول کی شہادت قاضی کی عدالت میں نقل کی ہے تو یہ ایسا ہوگیا گویا شہود اصل نے مجلس قاضی میں خود حاضر ہوکر گواہی دی ہے اور پھر مجلس میں حاضر ہوکر رجوع کیا ہے اور ایسا کرنے سے اصول پر تاوان واجب ہوتا ہے۔

(۱۹/۲۷۵۰) وَاِنْ قَالَ شُهُوْدُ الْفَرْعِ كَذَبَ شُهُوْدُ الْاَصْلِ اَوْ غَلِطُوْا فِيْ شَهَادَتِهِمْ لَمْ يُلْتَفَتْ اِلٰى ذٰلِكَ.

ترجمہ: اور اگر کہے شہود فرع کہ جھوٹ بولا ہے شہود اصل نے یا انہوں نے غلطی کی ہے اپنی گواہی میں تو توجہ نہیں دی جائے گی اس کی طرف۔

تشریح: شہود فرع نے سچ اور صحیح سمجھ کر اصل گواہوں کی گواہی مجلس قضاء میں نقل کی اور قاضی کے فیصلہ کے بعد کہہ رہے ہیں کہ شہود اصل نے مدعی علیہ پر جھوٹی گواہی دی یا شہود اصل نے اس بارے میں غلطی کی تو شہود فرع کے اس قول کی جانب توجہ نہیں کی جائے گی اور قاضی جو فیصلہ دے چکا ہے وہ ان کے اس قول کی وجہ سے باطل نہ ہوگا کیونکہ ان کے اس قول میں صدق وکذب دونوں کا احتمال ہے اور احتمال کی وجہ سے قاضی کا فیصلہ نہیں ٹوٹتا اور اس کہنے کی وجہ سے فروع پر ضمان بھی واجب نہ ہوگا کیونکہ فروع نے اپنی گواہی سے رجوع نہیں کیا ہے اور اصول نے بھی چونکہ قاضی کی مجلس میں رجوع نہیں کیا ہے اس لئے وہ بھی ضامن نہ ہوں گے۔

(۲۰/۲۷۵۱) وَاِذَا شَهِدَ اَرْبَعَةٌ بِالزِّنَا وَشَاهِدَانِ بِالْاِحْصَانِ فَرَجَعَ شُهُوْدُ الْاِحْصَانِ لَمْ يَضْمَنُوْا.

ترجمہ: اور اگر گواہی دی چار آدمیوں نے زنا کی اور دو گواہوں نے محصن ہونے کی اس کے بعد پھر گئے احصان کے گواہ تو وہ ضامن نہیں ہوں گے۔

تشریح: چار گواہوں نے عارف کے زنا کی گواہی دی پھر دو نے عارف کے محصن یعنی شادی شدہ ہونے کی گواہی دی چنانچہ عارف کو رجم کر دیا گیا پھر احصان کے گواہوں نے احصان کی گواہی سے رجوع کیا تو یہ احصان کے گواہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عارف کے ورثاء کے لئے دیت کے ضامن نہ ہوں گے کیونکہ حد زنا کی علت زنا ہے، اور احصان کے گواہ زنا کو ثابت نہیں کرتے اس لئے کہ زنا تو احصان سے پہلے ہی ثابت ہو چکا ہے اس لئے محصن ہونے کی گواہی دینے کے بعد رجوع کنندگاں پر دیت لازم نہ ہوگی۔

(۲۱/۲۷۵۲) وَإِذَا رَجَعَ الْمُزَكُّوْنَ عَنِ التَّزْكِيَةِ ضَمِنُوْا.

ترجمہ: اور جب پھر جائیں تزکیہ کرنے والے تزکیہ سے تو ضامن ہوں گے۔

تشریح: چار گواہوں نے زنا کی گواہی دی پھر قاضی نے گواہوں کی عدالت کی تحقیق کے لئے آدمی بھیجے انہوں نے کہا گواہ عادل ہیں ان کے عادل کہنے کی وجہ سے قاضی نے رجم کا فیصلہ کیا پھر گواہوں کی عدالت ظاہر کرنے والے عدالت سے رجوع کر گئے۔ (جب کہ وہ جانتے تھے کہ گواہ مثلاً غلام ہیں) تو ان پر دیت ہوگی کیونکہ قاضی کے فیصلہ کی علت تو گواہی ہے اور گواہی کارآمد ہونے کی علت تعدیل ہے چنانچہ تعدیل کرنا علۃ العلۃ کے معنی میں ہوگیا اور حکم جس طرح علت کی جانب منسوب ہوتا ہے اسی طرح علۃ العلۃ کی طرف بھی منسوب ہوتا ہے لہٰذا تزکیہ کرنے والے ضامن ہوں گے۔

(۲۲/۲۷۵۳) وَإِذَا شَهِدَ شَاهِدَانِ بِالْيَمِيْنِ وَشَاهِدَانِ بِوُجُوْدِ الشَّرْطِ ثُمَّ رَجَعُوْا فَالضَّمَانُ عَلٰى شُهُوْدِ الْيَمِيْنِ خَاصَّةً.

ترجمہ: اگر گواہی دی دو گواہوں نے قسم کی اور دو گواہوں نے شرط کے پائے جانے کی اس کے بعد سب پھر گئے تو ضمان خاص کر قسم کے گواہوں پر ہوگا۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ دو آدمیوں نے یہ گواہی دی کہ خالد نے دخول سے پہلے اپنی بیوی کو ان دخلت هذه الدار فانت طالق کہا ہے پھر دوسرے دو گواہوں نے اس بات کی گواہی دی کہ عورت مکان میں داخل ہوگئی ہے قاضی نے بیوی کے مطلقہ ہونے کا فیصلہ کر دیا پھر چاروں گواہوں نے اپنی گواہی سے رجوع کر لیا، تو نصف مہر کا تاوان خاص طور سے یمین کے گواہوں پر واجب ہوگا یعنی خالد کے لئے تاوان ان گواہوں پر واجب ہوگا جنہوں نے یہ گواہی دی تھی کہ خالد نے اپنی غیر مدخول بہا بیوی کو ان دخلت هذه الدار فانت طالق کہا ہے اور جن گواہوں نے یہ گواہی دی تھی کہ دخول دار کی شرط پائی گئی ہے ان پر تاوان واجب نہ ہوگا۔ لِاَنَّ الْحُكْمَ يَتَعَلَّقُ بِالْيَمِيْنِ وَدُخُوْلِ الدَّارِ شَرْطٌ فِيْ ذٰلِكَ فَهُوَ كَشُهُوْدِ الْاِحْصَانِ فِي الزِّنَا.

☆☆☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کِتَابُ آدَابِ الْقَاضِیْ

(یہ کتاب آداب القاضی کے بیان میں ہے)

ما قبل سے مناسبت: کتاب الشہادات کے شروع میں یہ بات گذر چکی ہے کہ مدعی کے مطالبہ کے وقت شہادت کی ادائیگی گواہوں پر لازم ہے اور مطالبہ قاضی کے پاس ہی ہوسکتا ہے اور قاضی کو ایسے امور اختیار کرنا ضروری ہے جو شرعاً پسندیدہ ہوں مثلاً جن کو آداب کہتے ہیں اس وجہ سے صاحب کتاب قضا کے مباحث کو بیان کررہے ہیں۔

آداب: جمع ہے ادب کی آداب القاضی سے مراد ایسے امور ہیں جو شرعاً پسندیدہ ہوں مثلاً انصاف کو عام کرنا ظلم کو ختم کرنا حدود شرع اور سنت پر قائم رہنا۔

(۱/۲۷۵۴) لَا تَصِحُّ وَلَایَةُ الْقَاضِیْ حَتّٰی تُجْمَعَ فِیْ الْمُوَلّٰی شَرَائِطُ الشَّهَادَةِ وَيَكُوْنَ مِنْ اَهْلِ الْاِجْتِهَادِ.

لغت: المولی: لام کے فتحہ کے ساتھ اسم مفعول، جس کو قضا سپرد کیا جارہا ہو۔

ترجمہ: صحیح نہیں ہے قاضی بنانا یہاں تک کہ جمع ہوں اس میں جس کو قاضی بنایا گیا ہے گواہی کی شرطیں اور ہو وہ اہل اجتہاد میں سے۔

قاضی میں کن شرائط کا ہونا ضروری ہے

تشریح: کسی آدمی کو قاضی بنانا اسی وقت جائز ہوگا جب کہ اس میں گواہی کی تمام شرطیں موجود ہوں مثلاً مسلمان ہو، بالغ ہو، عاقل ہو آزاد ہو، عادل ہو، نابینا اور محدود فی القذف نہ ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس کو عہدۂ قضا سپرد کیا جارہا ہے وہ اہل اجتہاد میں سے ہو (مخلوق کے نفع کے لئے اپنی طاقت کے مطابق کتاب اور سنت سے احکام کا استنباط واستخراج کرنے کی صلاحیت کا ہونا) لیکن اہلیت اجتہاد کا ہونا بہتر ہے ضروری نہیں ظاہر الروایہ یہی ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ حضرت علیؓ نوعمر تھے اور ابھی ان میں صفت اجتہاد نہیں آئی تھی پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قاضی بنا کر یمن بھیجا۔ (ابوداؤد ۱۴۸ اباب کیف القضاء)

(۲/۲۷۵۵) وَلَابَاْسَ بِالدُّخُوْلِ فِیْ الْقَضَاءِ لِمَنْ يَّثِقُ بِنَفْسِهٖ اَنَّهٗ يُؤَدِّیْ فَرْضَهٗ.

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں عہدۂ قضاء قبول کرنے میں اس کے لئے جس کو بھروسہ ہو اپنی ذات پر فرائض قضاء کی انجام دہی کا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: متن میں 'فرض' سے مراد حق ہے کیونکہ حق کے مطابق فیصلہ کرنا فرض ہے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو اپنی ذات پر یہ بھروسہ ہو کہ وہ حق کے مطابق فیصلہ کرسکتا ہے تو اس کے واسطے عہدۂ قضاء قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ صحابہؓ نے قضاء کا عہدہ قبول کیا ہے۔

(۲۷۵۶/۳) وَيُكْرَهُ الدُّخُولُ فِيهِ لِمَنْ يَخَافُ الْعِجزَ عَنْهُ وَلَا يَأْمَنُ عَلٰى نَفْسِهِ الْحَيْفَ فِيهِ.

ترجمہ: اور مکروہ ہے داخل ہونا قضاء میں اس کے لئے جس کو خوف ہو اس سے عاجز ہونے کا اور مطمئن نہ ہو اپنی ذات پر اس میں ظلم ہونے سے۔

عہدۂ قضا کا حکم

تشریح: ایمان باللہ کے بعد قضاء بالحق عظیم ترین عبادات میں سے ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "امام عادل کا ایک دن ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے، علماء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص عہدۂ قضاء کے لئے متعین ہو اور کوئی دوسرا شخص اس کی اہلیت نہ رکھتا ہو تو اس پر قضا کا قبول کرنا فرض عین ہے ورنہ فرض کفایہ ہے، اور اگر اس کو ظلم کا اندیشہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے اور ظن غالب ہو تو حرام ہے اور اگر ظلم کا اندیشہ نہ ہو اور انصاف کی نیت ہو تو جائز ہے۔

(۲۷۵۷/۴) وَلَا يَنْبَغِي اَنْ يَّطْلُبَ الْوِلَايَةَ وَلَا يَسْئَلَهَا.

ترجمہ: اور مناسب نہیں یہ کہ درخواست کرے عہدۂ قضاء کی اور نہ ہو اس کا طلب گار۔

عہدۂ قضا کا مطالبہ نہ کرے

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص قاضی ہونے کی صلاحیت رکھتا ہو تب بھی اس کو چاہئے کہ نہ تو وہ دل سے اس کی خواہش کرے اور نہ زبان سے اس کی درخواست کرے کیونکہ حدیث میں ہے کہ جو شخص عہدۂ قضا کا سوال کرے گا اس کو اس کی ذات کے سپرد کردیا جائے گا (اس کو من جانب اللہ خیر کی توفیق نہ ہوگی) اور جس کو زبردستی قاضی بنایا جائے گا اس پر فرشتہ نازل ہوگا جو اس کو صراط مستقیم پر قائم رکھے گا۔

(۲۷۵۸/۵) وَمَنْ قُلِّدَ فِي الْقَضَاءِ سُلِّمَ اِلَيْهِ دِيْوَانُ الْقَاضِيِ الَّذِيْ كَانَ قَبْلَهُ.

حل لغات: قلد: ماضی مجہول بنایا جائے، قاضی ہونے کا قلادہ ڈالا جائے۔ سلم: ماضی مجہول، سپرد کردیا جائے۔

دیوان: چمڑے کے وہ تھیلے جن میں بغرض حفاظت کوئی چیز رکھ کر ان کا منہ بند کردیتے ہیں یہاں پر 'دیوان' سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مراد وہ تھیلے ہیں جن میں سرکاری فائلیں اور رکارڈ نیز دوسری دستاویزات مثلاً اوقاف کی فائلیں رکھی جاتی ہیں، اور شوہروں اور وارثوں پر جن لوگوں کے نفقات مقرر کئے جاتے ہیں ان کی تحریرات اور فائلیں رکھی جاتی ہیں۔

ترجمہ: اور جس شخص کو قاضی مقرر کیا گیا تو حوالے کیا جائے اس کے اس قاضی کا رجسٹر جو اس سے پہلے تھا۔

جدید قاضی کے مختلف احکام

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جس شخص کو عہدۂ قضاء سپرد کیا گیا ہے اس کا سب سے پہلا کام یہ ہے کہ وہ معزول شدہ قاضی سے ان تھیلوں اور رجسٹروں کے بارے میں دریافت کرے جن میں احکام اور دستاویزیں ہوتی ہیں تاکہ بوقت ضرورت کام آئیں لہٰذا ان کو موجودہ قاضی کے ہاتھ میں رکھا جائے گا کیونکہ اب تمام معاملات کا تعلق موجودہ قاضی سے ہے معزول قاضی سے کسی معاملہ کا کوئی تعلق نہیں رہا۔

(۶/۲۷۵۹) وَيَنْظُرُ فِي حَالِ الْمَحْبُوْسِيْنَ فَمَنِ اعْتَرَفَ مِنْهُمْ الْحَقَّ اَلْزَمَهُ اِيَّاهُ وَمَنْ اَنْكَرَ لَمْ يَقْبَلْ قَوْلَ الْمَعْزُوْلِ عَلَيْهِ اِلاَّ بِبَيِّنَةٍ فَاِنْ لَمْ تَقُمِ الْبَيِّنَةُ لَمْ يُعَجِّلْ بِتَخْلِيَتِهِ حَتّٰى يُنَادِيْ عَلَيْهِ وَيَسْتَظْهِرُ فِيْ اَمْرِهٖ.

حل لغات: محبوسین: حبس سے مشتق ہے قید کرنا یہاں پر مراد قیدی لوگ، تاکہ ان پر لگائے گئے الزامات کی تحقیق وتفتیش کی جائے۔ تخلیة چھوڑنا، رہا کرنا۔ **یستظھر**: ظھر سے مشتق ہے ظاہر ہونے کا انتظار کرنا۔

ترجمہ: اور غور کرے قیدیوں کے حالات میں سو جو اقرار کرے ان میں سے حق کا تو اس پر وہ لازم کر دے اور جو انکار کرے تو نہ مانے معزول قاضی کی بات اس کے خلاف مگر گواہوں کے ساتھ پھر اگر بینہ قائم نہ ہو تو جلدی نہ کرے اس (قیدی) کو رہا کرنے میں یہاں تک کہ اس پر منادی کرائے اور نظر کرے اس کے معاملہ میں۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ جدید قاضی چارج لینے کے بعد سب سے پہلے قیدیوں کے حال پر نظر کرے یعنی کسی آدمی کو قید خانہ بھیج کر ان کی تعداد اور نام معلوم کرائے اور ان سے یہ دریافت کیا جائے کہ ان کو کس وجہ سے قید خانہ میں ڈالا گیا ہے، اگر کسی قیدی نے اپنے مدعی کے حق کا اپنے اوپر اقرار کر لیا تو قاضی اس پر وہ حق لازم کر دے گا اور اگر قیدی نے اپنے مدعی کے اس حق کا انکار کر دیا جو قید کا سبب ہے اور معزول قاضی نے اس کے سبب حبس کی خبر دی تو معزول قاضی کا قول قبول نہ ہوگا کیونکہ وہ معزول ہو کر رعایا کا ایک فرد ہو گیا ہے اور ایک فرد کی گواہی حجت نہیں ہوتی، ہاں اگر معزول قاضی نے قیدی پر دو گواہوں کی گواہی سے حق ثابت کیا تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اگر قیدی کے خلاف بینہ پیش نہ کر سکا تو قاضی جدید قیدی کو رہا کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ چند روز منادی کرائے کہ قاضی کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر فلاں قیدی کے ذمہ کسی کا کوئی حق ہو تو وہ آکر درخواست کرے چند روز اعلان کرانے پر اگر مدعی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حاضر نہ ہوا تو جدید قاضی قیدی سے کفیل بنفسہ لے کر اس کو رہا کر دے۔

(۲۷۶۰/۷) وَيَنظُرُ فِي الْوَدَائِعِ وَارْتِفَاعِ الْوُقُوفِ فَيَعْمَلُ عَلىٰ حَسْبِ مَا تَقُوْمُ بِهِ الْبَيِّنَةُ اَوْ يَعْتَرِفُ بِهِ مَنْ هُوَ فِي يَدِهِ۔

حل لغات: ودائع: ودیعۃ کی جمع ہے وَدْعٌ سے مشتق ہے ودیعت اس چیز کو کہتے ہیں جو مالک کے علاوہ کسی اور کے پاس حفاظت کی غرض سے رکھی جائے۔ ارتفاع: باب افتعال کا مصدر ہے، بلند ہونا یہاں آمدنی مراد ہے۔

ترجمہ: اور غور کرے امانتوں میں اور وقف کی آمدنیوں میں چنانچہ عمل کرے اس کے مطابق جس طور پر گواہ قائم ہوں یا اقرار کرے وہ شخص جس کے قبضہ میں ہیں یہ چیزیں۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ جدید قاضی قیدیوں کی دیکھ بھال کے بعد ان امانتوں کی دیکھ ریکھ کرے جو معزول قاضی نے اپنے امینوں کے پاس رکھی ہیں اور اوقاف کی آمد اور خرچ پر بھی نظر کرے کہ اوقاف کی کتنی آمدنی آرہی ہے اور کہاں خرچ ہو رہی ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ اوقاف کے متولی اوقاف کی جائدادوں کو ہڑپ کر رہے ہوں، چنانچہ امانتوں اور اوقاف کے اموال میں گواہوں کی گواہی کے موافق عمل کرے مثلاً اس بات پر گواہی دی گئی کہ منیر کے پاس جو امانت ہے وہ نجیب کی ہے تو قاضی وہ امانت نجیب کو دلوائے یا کوئی قابض اقرار کرے کہ میرے پاس یہ امانت فلاں کی ہے تو جدید قاضی اس اقرار کے مطابق عمل کرے گا۔

(۲۷۶۱/۸) وَلَايَقْبَلُ قَوْلَ الْمَعْزُوْلِ اِلَّا اَنْ يَّعْتَرِفَ الَّذِيْ هُوَ فِيْ يَدِهٖ اَنَّ الْمَعْزُوْلَ سَلَّمَهَا اِلَيْهِ فَيَقْبَلُ قَوْلَهٗ فِيْهَا.

ترجمہ: اور نہ مانے معزول قاضی کی بات مگر یہ کہ اقرار کرے وہ شخص جس کے قبضہ میں ہے کہ معزول قاضی نے اس کو سپرد کی ہے چنانچہ ان (امانتوں و اوقاف) کے بارے میں اس (معزول قاضی) کی بات مان لے۔

تشریح: معزول قاضی نے کہا کہ زید کے پاس عمر کے ایک ہزار روپے امانت ہیں زید نے اسکا انکار کر دیا اور کہا کہ یہ ایک ہزار روپے تو میرے ہیں تو جدید قاضی، معزول قاضی کے قول پر عمل نہ کرے کیونکہ وہ معزول ہونے کی وجہ سے رعایا کا ایک فرد ہو گیا ہے اور ایک آدمی کا قول حجت نہیں ہوتا، ہاں اگر قابض یہ اقرار کرے کہ معزول قاضی نے مجھ کو امانتیں اور اوقاف کی آمدنی سپرد کی تھی اور مجھے یہ معلوم نہیں کہ کس کی ہے تو ان کی بابت معزول قاضی کا قول مقبول ہوگا کیونکہ قابض کے اقرار سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ معزول قاضی کا قبضہ تھا۔

(۲۷۶۲/۹) وَيَجْلِسُ لِلْحُكْمِ جُلُوْسًا ظَاهِرًا فِي الْمَسْجِدِ.

ترجمہ: اور بیٹھے فیصلہ کرنے کے لئے ظاہر طور پر مسجد میں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قاضی فیصلہ کے لئے کہاں بیٹھے؟

تشریح: صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ قاضی مقدمات کی ساعت کرنے کے لئے مسجد میں ایسی جگہ بیٹھے جہاں ہر آدمی آسانی سے فیصلہ کے لئے پہنچ سکے یا اپنے گھر میں بیٹھے اور لوگوں کو آنے کی عام اجازت دے۔

امام شافعیؒ کے یہاں مسجد میں فیصلہ کے لئے بیٹھنا مکروہ ہے کیونکہ فیصلہ چاہنے کے لئے مشرک بھی آئیں گے، حائضہ اور نفساء بھی اور ان کے لئے دخول مسجد درست نہیں ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے معتکف میں خلفاء راشدین، تابعین، تبع تابعین مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لئے مسجد میں بیٹھتے تھے اور حائضہ ونفساء کے لئے قاضی باہر جائے اور جس جگہ مشرک کو نجس کہا گیا ہے وہاں ظاہری نجاست مراد نہیں بلکہ اعتقادی نجاست مراد ہے۔

(۲۷۶۳/۱۰) وَلَا يَقْبَلُ هَدِيَّةً اِلَّا مِنْ ذِيْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ اَوْ مِمَّنْ جَرَتْ عَادَتُهُ قَبْلَ الْقَضَاءِ بِمُهَادَاتِهٖ.

حل لغت: مهاداة: باب مفاعلة، هاداه، مُهاداةً وهداءً ہر ایک کا دوسرے کو تحفہ دینا۔

ترجمہ: اور نہ قبول کرے ہدیہ سوائے اپنے ذی رحم محرم کے یا اس آدمی کے جس کی عادت جاری ہو قاضی ہونے سے پہلے باہمی ہدیہ لینے دینے کی۔

قاضی کے لئے احتیاطی احکام

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ قاضی دو آدمیوں کے علاوہ کسی کا ہدیہ قبول نہ کرے۔ (۱) قرابتدار (۲) قاضی بننے سے پہلے جن لوگوں کی عادت تھی کہ وہ ہدیہ دیا کرتے تھے تو ان لوگوں سے ہدیہ قبول کرے، بشرطیکہ ہدیہ بقدر عادت قدیم ہو۔

ذی رحم محرم کا ہدیہ قبول کرنا اسلئے جائز ہے کہ یہ ہدیہ صلہ رحمی کی وجہ سے ہے اسی طرح قاضی ہونے سے پہلے جس کے ساتھ ہدیہ کے لین دین کی عادت جاری تھی قاضی ہونے کے بعد اس کا ہدیہ قبول کرنا سابقہ عادت کے تحت ہوگا۔

(۲۷۶۴/۱۱) وَلَا يَحْضُرُ دَعْوَةً اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ عَامَّةً.

ترجمہ: اور نہ جائے کسی دعوت میں مگر یہ کہ عام دعوت ہو۔

تشریح: قاضی خصوصی دعوت قبول نہ کرے البتہ عمومی دعوت قبول کر سکتا ہے کیونکہ خصوصی دعوت قاضی ہونے کی وجہ سے ہوگی اور اس کو قبول کرنے میں متہم ہوگا، برخلاف عمومی دعوت کے، خصوصی دعوت وہ ہے کہ اگر داعی کو یہ معلوم ہو جائے کہ قاضی نہیں آسکے گا تو وہ اس کو ملتوی کردے تو یہ دعوت خاصہ ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو دعوت عامہ ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۷٦۵/۱۲) وَيَشْهَدُ الْجَنَازَةَ وَيَعُوْدُ الْمَرِيْضَ.

ترجمہ: اور حاضر ہو جنازہ میں اور بیمار کی عیادت کرے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ قاضی جنازہ میں شرکت کرے اور بیمار کی عیادت کرے کیونکہ یہ دونوں چیزیں مسلمانوں کے حقوق میں سے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حق ہیں ان میں سے ایک جنازہ میں حاضر ہونا بھی ہے اور ایک مریض کی عیادت کرنا بھی ہے۔

(۲۷٦٦/۱۳) وَلَا يُضِيْفُ اَحَدَ الْخَصْمَيْنِ دُوْنَ خَصْمِهٖ.

ترجمہ: اور مہمان نوازی نہ کرے مدعی اور مدعی علیہ میں سے تنہا ایک کی۔

تشریح: قاضی کے پاس دو آدمیوں کا مقدمہ چل رہا ہو تو قاضی ایسا بھی نہ کرے کہ ان میں سے ایک کی دعوت کرے اور دوسرے کی دعوت نہ کرے کیونکہ ایسا کرنے میں لوگ یہ خیال کریں گے کہ قاضی کا اس شخص کی جانب میلان ہے لہٰذا فیصلہ میں اس کی رعایت کی جائے گی۔

(۲۷٦۷/۱۴) فَاِذَا حَضَرَا سَوّٰى بَيْنَهُمَا فِى الْجُلُوْسِ وَالْاِقْبَالِ وَلَايُسَارُّ اَحَدَهُمَا وَلَا يُشِيْرُ اِلَيْهِ وَلَا يُلَقِّنُهٗ حُجَّةً.

حل لغات: سوی: برابری کرے۔ یسار: فعل مضارع، ماضی سارَّ، سارَّهٗ پوشیدہ بات کرنا کان میں بات کرنا۔ یلقن: فعل مضارع معروف (م) تلقین، کسی چیز کو بتانا دلائل سمجھانا بالمشافہ سمجھانا۔

ترجمہ: اور جب دونوں آئیں تو برابری کرے دونوں کے درمیان بیٹھنے اور توجہ کرنے میں اور ان میں سے کسی ایک سے کان میں بات نہ کرے اور نہ اس کی طرف اشارہ کرے اور نہ اس کو حجت کی تلقین کرے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب مدعی اور مدعی علیہ قاضی کے پاس حاضر ہوں تو قاضی کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس سے یہ محسوس ہو کہ یہ کسی ایک کی جانب مائل ہے، چنانچہ بیٹھنے اور توجہ کرنے میں دونوں کے درمیان برابری کرے ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دے حتی کہ اگر ایک کو مسند پر بٹھلانا مناسب ہو تو دوسرے کو بھی اسی طرح بٹھلائے اور ایک کو دائیں جانب اور دوسرے کو بائیں جانب بھی نہ بٹھلائے کیونکہ دائیں کو بائیں پر فضیلت حاصل ہے اور دونوں کو ایک جانب میں بھی نہ بٹھلائے کیونکہ اس طرح ایک قاضی سے زیادہ قریب ہو جائے گا اس لئے مناسب یہ ہے کہ دونوں قاضی کے سامنے برابر برابر بیٹھیں اسی طرح قاضی دونوں کی طرف برابر متوجہ ہو اور دونوں کو یکسانیت کے ساتھ دیکھے پھر آگے فرماتے ہیں کہ قاضی کسی ایک کے ساتھ چپکے چپکے باتیں نہ کرے اور اپنے ہاتھ یا سر یا بھوؤں سے اشارہ نہ کرے اور نہ کسی ایک کو حجت کی تلقین کرے کیونکہ ایسا کرنے میں قاضی رشوت اور طرفداری کے ساتھ متہم ہو سکتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: جب گواہ قاضی کی مجلس میں حاضر ہوں تو دیگر ائمہ کا مذہب یہ ہے کہ قاضی گواہوں کو تلقین نہیں کر سکتا کہ تم اس طرح اپنی بات کہو جب کہ امام ابو یوسف اس کی نہ صرف اجازت دیتے ہیں بلکہ اسے مستحسن قرار دیتے ہیں بشرطیکہ اس سے مزید معلومات ہونے کی امید ہو فتویٰ اسی قول پر ہے۔

(۲۷۶۸/۱۵) فَإِذَا ثَبَتَ الْحَقُّ عِنْدَهُ وَطَلَبَ صَاحِبُ الْحَقِّ حَبْسَ غَرِيْمِهِ لَمْ يُعَجِّلْ بِحَبْسِهِ وَأَمَرَهُ بِدَفْعِ مَا عَلَيْهِ.

ترجمہ: جب ثابت ہو جائے حق اس کے نزدیک اور مطالبہ کرے حق والا مقروض کو قید کرنے کا تو جلدی نہ کرے اس کو قید کرنے میں بلکہ حکم کرے اس کے ادا کرنے کا جو کچھ اس پر ہے۔

قید خانہ میں محبوس کرنے کے احکام

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب صاحب حق کا حق قاضی کے نزدیک ثابت ہو جائے اور صاحب حق اپنے مقروض کی گرفتاری کا مطالبہ کرے تو اس کی دو صورتیں ہیں (۱) مدعی کا حق یا تو اقرار کے ذریعہ ثابت ہوگا۔ (۲) یا گواہوں کے ذریعہ ثابت ہوگا اگر اول ہے تو قاضی مدعی علیہ کو قید کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ اس کو ادائیگی حق کا حکم کرے اگر وہ ادا نہ کرے اور بغیر کسی عذر کے ٹال مٹول کرے تو قاضی کو اختیار ہے کہ اس کو قید کرے، اور اگر ثانی ہے تو قاضی حق ثابت ہوتے ہی قید کر سکتا ہے۔

(۲۷۶۹/۱۶) فَإِنِ امْتَنَعَ حَبَسَهُ فِي كُلِّ دَيْنٍ لَزِمَهُ بَدَلاً عَنْ مَالٍ حَصَلَ فِي يَدِهِ كَثَمَنِ الْمَبِيْعِ وَبَدَلِ الْقَرْضِ أَوِ الْتَزَمَهُ بِعَقْدٍ كَالْمَهْرِ وَالْكَفَالَةِ.

حل لغات: بدل القرض: دراہم وغیرہ نقد جو قرض کے طور پر لیا گیا ہو اب اس کی ادائیگی بصورت بدل لازم ہوگی۔ المھر: اس جگہ مہر معجل مراد ہے۔
کفالۃ: دوسرے کے قرض کی ادائیگی اپنے ذمہ لینا۔

ترجمہ: پھر اگر وہ (ادا کرنے سے) باز رہے تو قید کرے اس کو ہر ایسے قرض میں جو لازم ہوا ہو اس کو ایسے مال کے بدلہ میں جو حاصل ہوا ہو اس کے قبضہ میں جیسے مبیع کا ثمن اور قرض کا بدل یا اس کا التزام کیا ہو عقد کے ذریعہ جیسے مہر اور کفالہ۔

تشریح: اگر قاضی کے فیصلہ کے بعد قرضہ ادا کرنے سے مقروض رک گیا اور قرض خواہ نے اس کو قید کرنے کا مطالبہ کیا تو قاضی اس کو دو طرح کے قرضوں میں قید کر سکتا ہے۔ (۱) ایسا قرض جو کسی کے مال پر قبضہ کرنے کی وجہ سے لازم ہوا ہو جیسے کسی سے کوئی چیز خریدی اور اس کی قیمت ادا نہیں کی یا کسی سے قرض لیا اور اس کو خرچ کر دیا تو اس کا بدل

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی بدل قرض، اگر قرض خواہ اس صورت میں اس کو قید کروانا چاہتا ہے تو حاکم قید کرے گا۔ (۲) ایسا قرض جو کسی عقد کی وجہ سے لازم ہوا ہو جیسے مہر کا قرض سر پر آیا تو اس کے بدلہ میں بضع ہاتھ میں آتا ہے جو من وجہ مال شمار کیا جاتا ہے اسی طرح کسی کا کفیل بنا کہ وہ رقم ادا نہیں کریگا تو میں ادا کروں گا اب اگر وہ کہے کہ میرے پاس مال نہیں ہے تو حاکم اس کو قید کرے گا۔

(۲۷۷۰/۱۷) وَلَا يَحْبِسُهٗ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ اِذَا قَالَ اِنِّيْ فَقِيْرٌ اِلَّا اَنْ يُّثْبِتَ غَرِيْمُهٗ اَنَّ لَهٗ مَالًا.

ترجمہ: اور قید نہ کرے اس کو اس کے علاوہ میں جب کہ اس نے یہ کہا کہ میں فقیر ہوں مگر یہ کہ ثابت کردے اس کا قرض خواہ کہ اس کے پاس مال موجود ہے۔

تشریح: جن قرضوں کے بدلہ ہاتھ میں مال نہ آتا ہو جیسے غصب کی ہوئی چیز خرچ کردی تو اس کا عوض یا جیسے جنایت کا بدلہ کہ کسی کا نقصان کردیا اور اس کے بدلہ میں مال دینا پڑا تو اس قرض کے بدلہ میں ہاتھ میں کوئی مال نہیں آتا ہے، صرف جرم کی وجہ سے دینا پڑ رہا ہے تو ایسے قرضوں میں حاکم اس کو قید نہ کرے گا ہاں اگر قرض خواہ شہادت پیش کردے کہ اس کے پاس مال ہے تو حاکم اس کو قید کرے گا۔

(۲۷۷۱/۱۸) وَيَحْبِسُهٗ شَهْرَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً ثُمَّ يَسْأَلُهٗ عَنْهُ فَاِنْ لَّمْ يَظْهَرْ لَهٗ مَالٌ خَلّٰى سَبِيْلَهٗ.

ترجمہ: اور قید رکھے اس کو دو ماہ یا تین ماہ تک اور تحقیق کرتا رہے مال کے بارے میں اگر مال ظاہر نہ ہو تو اس کا راستہ چھوڑ دے (رہا کردے)

تشریح: مفلس مذکور کو حاکم دو ماہ یا تین ماہ تک قید کرے گا اور اس کی حالت کے متعلق تحقیق کرتا رہے اگر اس مدت کے درمیان اس کے پاس مال کا سراغ نہ لگے تو حاکم اس کو رہا کردے، قید کرنا مال کی تحقیق کیلئے تھا سزا دینے کیلئے نہیں تھا اب تحقیق ہوگئی کہ مال نہیں ہے تو اس کو چھوڑ دے، مزید تفصیل انوار القدوری جلد دوم ۱۳۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

(۲۷۷۲/۱۹) وَلَا يَحُوْلُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ غُرَمَائِهٖ.

ترجمہ: اور نہ حائل ہو اس کے اور قرضخواہوں کے درمیان۔

تشریح: مفلس کے پاس مال کا پتہ نہیں لگا اس وجہ سے قاضی نے اس کو قید سے رہا کردیا تو اب قاضی، مقروض اور قرضخواہوں کے معاملہ میں نہ پڑے بلکہ ان کو چھوڑ دے کہ وہ مفلس کے پیچھے لگے رہیں، اور جب اس کے ہاتھ میں کہیں سے رقم آجائے تو اس سے اپنا قرض وصول کرلے۔

(۲۷۷۳/۲۰) وَيُحْبَسُ الرَّجُلُ فِيْ نَفَقَةِ زَوْجَتِهٖ.

ترجمہ: اور قید کیا جائے شوہر اپنی بیوی کے نفقہ میں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر قاضی نے کسی شخص پر اس کی بیوی کا نفقہ مقرر کر دیا ہو یا میاں بیوی کے درمیان کسی مقدار پر صلح ہوگئی پھر شوہر نے بیوی کا نفقہ ادا نہ کیا اور بیوی نے قاضی کی عدالت میں مقدمہ پیش کیا تو قاضی شوہر کو قید کرے گا کیونکہ نفقہ میں ٹال مٹول کی وجہ سے شوہر کا ظالم ہونا ظاہر ہوگیا ہے اور ظالم کی سزا قید ہے۔

(۲۱/۲۷۷۴) وَلَا يُحْبَسُ الْوَالِدُ فِيْ دَيْنِ وَلَدِهٖ اِلَّا اِذَا امْتَنَعَ مِنَ الْاِنْفَاقِ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اور نہ قید کیا جائے باپ کو بیٹے کے قرض میں مگر جب کہ رک جائے اس پر خرچ کرنے سے۔

تشریح: باپ کو اس کی اولاد کے دین کے سلسلہ میں قید نہیں کیا جائے گا کیونکہ قید ہونا ایک طرح کی سزا ہے اور بیٹے کو اپنے باپ پر ایسی سزا کا استحقاق نہیں ہے ہاں اگر باپ اپنی اولاد پر خرچ کرنے سے باز رہے اور اولاد صغیر و فقیر ہو تو باپ کو قید کر دیا جائے گا کیونکہ نفقہ نہ دینے کی صورت میں بچوں کی ہلاکت کا اندیشہ ہے پس بچوں کو ہلاک کرنے کے ارادہ سے روکنے کے لئے اس کو قید کیا جا سکتا ہے۔

(۲۲/۲۷۷۵) وَيَجُوْزُ قَضَاءُ الْمَرْاَةِ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا فِي الْحُدُوْدِ وَالْقِصَاصِ.

ترجمہ: اور جائز ہے عورت کا قاضی ہونا ہر معاملہ میں سوائے حدود و قصاص کے۔

تشریح: حدود و قصاص کے علاوہ دیگر حقوق میں عورت قاضی ہو سکتی ہے کیونکہ عورت اگرچہ ناقص العقل ہے لیکن حدود و قصاص کے علاوہ میں گواہی دینے کی اہل ہے اور یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ جو اہل شہادت ہے وہ اہل قضاء بھی البتہ عورت کو قاضی بنانے والا گناہ گار ہوگا کیوں کہ بخاری کی روایت ہے کہ اس قوم کا بھلا نہ ہو جس نے اپنا کاروبار عورت کے سپرد کر دیا۔

(۲۳/۲۷۷۶) وَيُقْبَلُ كِتَابُ الْقَاضِيْ اِلَى الْقَاضِيْ فِي الْحُقُوْقِ اِذَا شُهِدَ بِهٖ عِنْدَهٗ فَاِنْ شَهِدُوْا عَلٰى خَصْمٍ حَاضِرٍ حَكَمَ بِالشَّهَادَةِ وَكَتَبَ بِحُكْمِهٖ وَاِنْ شَهِدُوْا بِغَيْرِ حَضْرَةِ خَصْمِهٖ لَمْ يَحْكُمْ وَكَتَبَ بِالشَّهَادَةِ لِيَحْكُمَ بِهَا الْمَكْتُوْبُ اِلَيْهِ.

ترجمہ: اور قبول کیا جائے گا ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کے نام تمام حقوق میں جب گواہی دی جائے اس (خط کی) کی اس (قاضی دوم) کے سامنے پھر اگر گواہی دیں مدعی علیہ کے سامنے تو فیصلہ کرے گواہی پر اور لکھے اپنا فیصلہ، اور اگر گواہی دیں مدعی علیہ کی غیر موجودگی میں تو فیصلہ نہ کرے بلکہ گواہی لکھ لے تا کہ فیصلہ کرے اس پر مکتوب الیہ قاضی۔

ایک قاضی کی جانب سے دوسرے قاضی کی طرف خط لکھنے کا بیان

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کے نام ایسے حقوق میں مقبول ہے جو حقوق

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شبہات کے باوجود ثابت ہوتے ہیں بشرطیکہ دوگواہ قاضی مکتوب الیہ کے پاس یہ گواہی دیں کہ یہ خط فلاں قاضی کاتب کا ہے اور یہ اسی کی مہر ہے پھر قاضی کے خط کی دو قسمیں ہیں: (۱) سجل (۲) کتاب حکمی۔ اگر گواہوں نے مدعی علیہ کے سامنے گواہی دی ہے تو چونکہ حجت شرعی پائی گئی اس لئے قاضی کاتب گواہی کے موافق فیصلہ کردے گا اور اپنے اس فیصلہ کو تحریر کریگا کہ میں نے گواہی کے موافق فلاں مدعی علیہ کے خلاف فیصلہ کردیا ہے، اس کو سجل کہتے ہیں، اور اگر گواہوں نے مدعی علیہ کی عدم موجودگی میں گواہی دی ہو تو اب قاضی کاتب فیصلہ نہیں کرے گا بلکہ صرف گواہی تحریر کرے گا تاکہ مکتوب الیہ قاضی اِس گواہی کے موافق فیصلہ کرے اس کو کتاب حکمی کہتے ہیں۔

سجل اور کتاب حکمی کے درمیان فرق یہ ہے کہ سجل جب قاضی مکتوب الیہ کے پاس پہنچے گا تو وہ اس کو نافذ کرے گا خواہ اس کی رائے کے موافق ہو یا مخالف کیونکہ اس میں قاضی کا دیا ہوا فیصلہ موجود ہے اور کتاب حکمی کی صورت میں اگر قاضی مکتوب الیہ کی رائے کے موافق ہو تو نافذ کرے گا ورنہ نہیں کیوں کہ اس میں قاضی کاتب کا فیصلہ موجود نہیں ہے۔

(۲۴/۲۷۷۷) وَلَا يَقْبَلُ الْكِتَابَ اِلَّا بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ اَوْ رَجُلٍ وَّامْرَأَتَيْنِ.

ترجمہ: اور قبول نہیں کرے گا خط مگر دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے۔

تشریح: قاضی مکتوب الیہ، قاضی کاتب کا خط اس وقت قبول کرے گا جب دو عادل مرد یا ایک مرد اور [illegible] گواہی دیں کہ [illegible] کاتب کا خط اور اس کی مہر ہے اور اس نے ہم کو گواہ مقرر کیا ہے۔

(۲۵/۲۷۷۸) وَيَجِبُ اَنْ يَقْرَأَ الْكِتَابَ عَلَيْهِمْ لِيَعْرِفُوْا مَافِيْهِ ثُمَّ يَخْتِمُهٗ وَيُسَلِّمُهٗ اِلَيْهِمْ.

ترجمہ: اور ضروری ہے یہ کہ پڑھ کر سنادے خط گواہوں کے روبرو تاکہ واقف ہوجائیں وہ اس کے مضمون سے پھر مہر لگا کر ان کے حوالہ کردے۔

تشریح: قاضی کاتب اس مکتوب کو ان گواہوں کے سامنے پڑھے جو اس کا خط دوسرے قاضی کے پاس لے جائیں گے تاکہ وہ جان لیں کہ خط میں کیا لکھا ہوا ہے اور مکتوب الیہ قاضی کے سامنے گواہی دینے میں آسانی ہو اور ان کی موجودگی میں مہر لگا کر سیل کرکے طرفینؒ کے نزدیک اس خط کو گواہوں کے حوالہ کردے اور امام ابو یوسفؒ اس قسم کی کوئی شرط نہیں لگاتے ان کے نزدیک بس اتنا کافی ہے کہ انہیں اس بات کا گواہ بنادیا جائے کہ یہ تحریر اور مہر قاضی مرسل کی ہے حتی کہ انہوں نے تحریر کو مہر بند کرنا بھی ضروری قرار نہیں دیا یہ مسئلہ چونکہ قضاء کا ہے اس لئے شمس الائمہ سرخسی نے امام ابو یوسف کی رائے کو ترجیح دی ہے نیز قاضی اول کا خط بھی مدعی کے حوالہ کیا جائے گا وهو قول ابی یوسف وهو اختیار الفتوىٰ علی قول شمس الائمة.

(۲۶/۲۷۷۹) وَاِذَا وَصَلَ اِلَى الْقَاضِيْ لَمْ يَقْبَلْهُ اِلَّا بِحَضْرَةِ الْخَصْمِ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور جب پہنچے یہ خط قاضی کے پاس تو قبول نہ کرے مگر مدعی علیہ کی موجودگی میں۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جب قاضی کاتب کا خط، قاضی مکتوب الیہ کو موصول ہوا تو قاضی مکتوب الیہ اس خط کو مدعی علیہ کی موجودگی میں قبول کرے یعنی مدعی علیہ کے حاضر ہونے پر اس خط کو مدعی یا گواہوں سے لے۔

(۲۷۸۰/۲۷) فَاِذَا سَلَّمَهُ الشُّهُوْدُ اِلَيْهِ نَظَرَ اِلٰى خَتْمِهٖ فَاِذَا شَهِدُوْا اَنَّهٗ كِتَابُ فُلَانِ الْقَاضِيْ سَلَّمَهُ اِلَيْنَا فِيْ مَجْلِسِ حُكْمِهٖ وَقَضَائِهٖ وَقَرَأَهٗ عَلَيْنَا وَخَتَمَهٗ فَتَحَهُ الْقَاضِيْ وَقَرَأَهٗ عَلَى الْخَصْمِ وَاَلْزَمَهٗ مَافِيْهِ.

ترجمہ: پھر جب سپرد کردیں گواہ وہ خط قاضی کو تو دیکھے قاضی اس کی مہر پھر جب وہ گواہی دیں کہ یہ خط فلاں قاضی کا ہے سپرد کیا ہے اس کو ہمارے اپنی مجلس قضاء میں اور اس کو ہمارے سامنے پڑھا ہے اور مہر لگائی ہے تو کھولے اس کو قاضی اور پڑھ کر سنائے اس کو مدعی علیہ کے سامنے اور لازم کردے اس پر جو کچھ خط میں ہے۔

تشریح: صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ جب مدعی علیہ کی موجودگی میں گواہوں نے یا مدعی نے قاضی کا یہ خط قاضی مکتوب الیہ کو سپرد کردیا تو قاضی سب سے پہلے اس کی مہر کو ملاحظہ کرے کہ وہ صحیح ہے یا پھٹی ہوئی ہے اگر پھٹی ہوئی ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ خط کسی نے کھولا ہے اور مضمون میں کمی زیادتی ممکن ہے اس لئے پہلے مہر کو دیکھے کہ وہ سلامت ہے یا نہیں، پھر جب گواہوں نے گواہی دی کہ یہ فلاں شہر کے قاضی کا خط ہے اس نے ہم کو یہ خط اپنی مجلس قضاء میں سپرد کیا پھر قاضی مکتوب الیہ، گواہوں سے پوچھے کہ قاضی نے اس میں جو کچھ لکھا ہے وہ تم کو پڑھ کر سنایا تھا؟ اگر انہوں نے اقرار کرلیا اور گواہی دی کہ یہ خط اسی کا ہے اور اسی کی مہر ہے، تو قاضی مکتوب الیہ ان کی عدالت ودیانت دریافت کرے پس جب ان کی عدالت ودیانت ثابت ہوجائے تو مدعی علیہ کی موجودگی میں مکتوب الیہ قاضی خط کو کھولے اور مدعی علیہ کے سامنے پڑھ کر سنائے اور جو کچھ خط میں تحریر کیا گیا ہے اس کو مدعی علیہ پر لازم کردے بشرطیکہ قاضی مکتوب الیہ کی رائے میں قاضی کاتب کا لکھا ہوا فیصلہ اور گواہی شریعت اسلام کے موافق ہو اور مدعی علیہ کے پاس اس کے خلاف کوئی حجت نہ ہو۔

(۲۷۸۱/۲۸) وَلَا يُقْبَلُ كِتَابُ الْقَاضِيْ اِلَى الْقَاضِيْ فِي الْحُدُوْدِ وَالْقِصَاصِ.

ترجمہ: اور قبول نہ کیا جائے ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کے نام حدود اور قصاص میں۔

تشریح: ایسے حقوق جو شبہات کی وجہ سے دور ہوجاتے ہیں جیسے حدود وقصاص ان میں ایک قاضی کا خط دوسرے قاضی کے نام قبول نہیں ہوتا ہے، کیونکہ حدود وقصاص میں امکانی کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ان کو ساقط کردیا جائے حالانکہ خط قاضی قبول کرنے میں وہ اور مضبوط ہوں گے۔

(۲۷۸۲/۲۹) وَلَيْسَ لِلْقَاضِيْ اَنْ يَّسْتَخْلِفَ عَلَى الْقَضَاءِ اِلَّا اَنْ يُّفَوَّضَ اِلَيْهِ ذٰلِكَ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور جائز نہیں قاضی کے لئے اپنا نائب بنانا عہدۂ قضاء پر مگر یہ کہ سپرد کردیا گیا ہو اس کو یہ۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ قاضی کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ عذر کی وجہ سے یا بغیر عذر کے کسی دوسرے کو قضاء کے سلسلہ میں اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کرے کیونکہ حاکم وقت نے اسی کو قاضی بنایا ہے ہاں اگر بادشاہ اور حاکم اعلیٰ نے اس کو یہ اختیار دے دیا ہو خواہ صراحۃً مثلاً وہ کہہ دے کہ تو جس کو چاہے اپنا نائب بنالے یا دلالۃً مثلاً وہ یہ کہہ دے کہ میں نے تجھے قاضی القضاۃ کردیا تو اس صورت میں دوسرے کو قاضی بناسکتا ہے۔

(۲۷۸۳/۳۰) وَإِذَا رُفِعَ إِلَى الْقَاضِيْ حُكْمُ حَاكِمٍ أَمْضَاهُ إِلَّا أَنْ يُخَالِفَ الْكِتَابَ أَوِ السُّنَّةَ أَوِ الْإِجْمَاعَ أَوْ يَكُوْنَ قَوْلًا لَا دَلِيْلَ عَلَيْهِ.

ترجمہ: اور جب (فیصلہ کے لئے) لایا جائے قاضی کے پاس کسی حاکم کا حکم تو نافذ کردے اس کو مگر یہ کہ مخالف ہو کتاب یا سنت یا اجماع کے یا ہو ایسا قول جس پر کوئی دلیل نہیں۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی قاضی کی عدالت میں کسی حاکم کا حکم اپیل کیا گیا تو قاضی اسی حکم کو نافذ کرے گا بشرطیکہ حاکم کا یہ حکم کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اور اجماع کے خلاف نہ ہو ورنہ اس حکم کو نافذ نہ کرے گا مثلاً متروک التسمیۃ عامداً کے حلال ہونے کا حکم دیا حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان، ولا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ کے خلاف ہے یا مثلاً یہ حکم دیا کہ مطلقہ ثلاثہ بغیر وطی کے محض زوج ثانی کے ساتھ نکاح کرنے سے زوج اول کے لئے حلال ہوگئی ہے حالانکہ یہ حکم حدیث عسیلہ کے خلاف ہے، یا مثلاً نکاح متعہ کے حلال ہونے کا حکم دیا حالانکہ یہ حکم اجماع صحابہ کے خلاف ہے یا حاکم کا حکم ایسا قول ہو جس پر کوئی دلیل نہ ہو مثلاً بارہ سال گذر جانے پر مطالبہ میں تاخیر کی وجہ سے مقروض کے ذمہ سے قرض ساقط ہونے کا حکم دیا یہ ایسا قول ہے جس پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے تو ان صورتوں میں حاکم کا حکم قاضی اعلیٰ نافذ نہ کرے گا۔

(۲۷۸۴/۳۱) وَلَا يَقْضِي الْقَاضِيْ عَلٰى غَائِبٍ إِلَّا أَنْ يَحْضُرَ مَنْ يَقُوْمُ مَقَامَهُ.

ترجمہ: اور فیصلہ نہ کرے قاضی کسی غائب پر مگر یہ کہ حاضر ہو اس کا کوئی قائم مقام۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ مدعی علیہ اگر غائب ہو خواہ شہر سے غائب ہو یا شہر میں چھپا ہوا ہو مگر قاضی کی مجلس سے غائب ہو تو ہمارے نزدیک قاضی گواہوں کی وجہ سے نہ اس کے خلاف فیصلہ کرے گا اور نہ موافق فیصلہ کرے گا ہاں اگر مدعی علیہ غائب کا کوئی قائم مقام موجود ہو مثلاً اس کا وکیل ہو یا وصی ہو تو اس صورت میں غائب پر فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔

دلیل: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا تو فرمایا تھا کہ مدعی اور مدعی علیہ میں سے کسی ایک کے حق میں کوئی فیصلہ نہ کرنا یہاں تک کہ تو دوسرے کی بات نہ سن لے۔ معلوم ہوا کہ فیصلہ کرنے کے لئے مدعی اور مدعی علیہ دونوں کی بات سننا ضروری ہے اور یہ اس وقت ہوسکتا ہے جب دونوں بذات خود موجود ہوں یا قائم

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقام موجود ہوں۔

(۳۲/۲۷۸۵) وَإِذَا حَكَّمَ رَجُلَانِ رَجُلًا بَيْنَهُمَا وَرَضِيَا بِحُكْمِهِ جَازَ إِذَا كَانَ بِصِفَةِ الْحَاكِمِ.

ترجمہ: اور جب فیصل بنالیں دو آدمی کسی کو اپنے درمیان اور راضی ہو جائیں اس کے فیصلہ پر تو جائز ہے جب کہ ہو حکم حاکم کی صفت پر۔

فیصل مقرر کرنے کا بیان

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ دو شخصوں نے اپنے درمیان فیصلہ کے لئے کسی تیسرے آدمی کو حکم مقرر کیا اور اس نے گواہی یا اقرار یا انکار کے ذریعہ ان میں فیصلہ کر دیا اور وہ اس کے فیصلہ پر راضی ہو گئے تو یہ جائز ہے، آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ فیصل وہی شخص ہوسکتا ہے جس میں قاضی اور حاکم بننے کی صلاحیت ہو یعنی جس طرح قاضی کے لئے شہادت کا اہل ہونا شرط ہے (قاضی ہونے کے وقت سے لے کر فیصلہ کے وقت تک) اسی طرح فیصل کے واسطے بھی شہادت کا اہل ہونا ضروری ہے (حکم بننے کے وقت سے لے کر فیصلہ صادر کرنے کے وقت تک) اگلی عبارت میں اسی مفہوم پر تفریع کا بیان ہے۔

(۳۳/۲۷۸۶) وَلَايَجُوْزُ تَحْكِيْمُ الْكَافِرِ وَالْعَبْدِ وَالذِّمِّيِّ وَالْمَحْدُوْدِ فِي الْقَذْفِ وَالْفَاسِقِ وَالصَّبِيِّ.

ترجمہ: اور نہیں جائز ہے فیصل بنانا کافر، غلام، ذمی اور تہمت میں حد لگے ہوئے، فاسق اور بچہ کو۔

تشریح: جس شخص میں شہادت کی اہلیت موجود نہ ہوں اس کو نہ قاضی مقرر کیا جا سکتا ہے اور نہ حکم مقرر کیا جا سکتا ہے پس اسی وجہ سے کافر کو غلام کو ذمی کو محدود فی القذف کو، فاسق کو اور نابالغ کو حکم مقرر کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ مذکورہ اشخاص میں شہادت کی لیاقت موجود نہیں ہے، یہ بات ذہن نشین رہے کہ ذمی کو حکم مقرر کرنا اس وقت ناجائز ہے جب اس کو مسلمانوں نے حکم مقرر کیا ہو اور اگر ذمیوں نے کسی ذمی کو حکم مقرر کیا تو یہ جائز ہوگا۔

(۳۴/۲۷۸۷) وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْمُحَكِّمِيْنَ أَنْ يَّرْجِعَ مَالَمْ يَحْكُمْ عَلَيْهِمَا.

ترجمہ: اور حکم بنانے والوں میں سے ہر ایک کے لئے جائز ہے یہ کہ وہ رجوع کر لیں جب تک کہ وہ (حکم) کوئی فیصلہ صادر نہ کرے ان پر۔

تشریح: جن لوگوں نے حکم بنایا تھا ان کو یہ اختیار ہے کہ جب تک پنچ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے اس سے پہلے پہلے دونوں میں سے ہر ایک یہ کہہ سکتا ہے کہ اب آپ میرے حکم نہیں ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳۵/۲۷۸۸) وَاِذَا حَكَمَ عَلَيْهِمَا لَزِمَهُمَا.

ترجمہ: اور اگر دونوں پر فیصلہ کر دیا تو دونوں کو لازم ہو جائے گا۔
تشریح: صاحب قدوری کہتے ہیں کہ اگر حکم نے کوئی حکم صادر کر دیا تو حکم کا یہ حکم لازم ہو جائے گا، اور فریقین میں سے کسی کو انحراف کا حق نہ ہوگا۔

(۳۶/۲۷۸۹) وَاِذَا رُفِعَ حُكْمُهُ اِلَى الْقَاضِيْ فَوَافَقَ مَذْهَبَهُ اَمْضَاهُ وَاِنْ خَالَفَهُ اَبْطَلَهُ.

ترجمہ: اور جب لایا جائے اس کا حکم قاضی کے پاس اور وہ موافق ہو اس کے مذہب کے تو اس کو نافذ کر دے، اور اگر اس کے مخالف ہو تو اس کو باطل کر دے۔
تشریح: پنچ کا فیصلہ قاضی وقت کے پاس لے جایا گیا اور یہ فیصلہ قاضی کے مذہب کے موافق ہو تو قاضی اس کو نافذ کر دے اور اگر پنچ کا فیصلہ اس قاضی کے مذہب کے مخالف ہو جس کی عدالت میں وہ فیصلہ لے جایا گیا ہے تو قاضی حکم کے فیصلہ کو باطل کر دے اور اپنا فیصلہ نافذ کر دے۔

(۳۷/۲۷۹۰) وَلَا يَجُوْزُ التَّحْكِيْمُ فِي الْحُدُوْدِ وَالْقِصَاصِ.

ترجمہ: اور جائز نہیں حَکَم بنانا حدود اور قصاص میں۔
تشریح: قاعدہ یہ ہے کہ فیصل اور پنچ مقرر کرنا ہر اس معاملہ میں صحیح ہے جس کے کرنے کا جھگڑا کرنے والوں کو اختیار ہو اور وہ بذریعہ صلح درست ہو جاتا ہو اور جو صلح سے جائز نہ ہوتا ہو اس میں حَکَم بنانا صحیح نہیں ہے، چنانچہ بیوع، نکاح، طلاق، شفعہ میں حَکَم بنانا درست ہے اور یہی صحیح ہے، لیکن اس کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا بلکہ یہ کہہ دیا جائے گا کہ ان میں قاضی کے فیصلہ کی ضرورت ہے کیونکہ اگر حَکَم بنانے کے جواز کا فتویٰ دے دیا گیا تو عوام دلیر ہو جائیں گے اور ہر شخص اپنی منشا و مرضی کے مطابق حکم مقرر کر کے فیصلہ حاصل کرنے کی کوشش کرے گا صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ حدود و قصاص میں حَکَم بنانا صحیح نہیں ہے ہمارے علماء احناف میں سے یہ مذہب امام خصافؒ کا ہے، اسی کو صاحب کتاب اور صاحب ہدایہ نے اختیار فرمایا ہے۔

(۳۸/۲۷۹۱) وَاِنْ حَكَّمَاهُ فِيْ دَمِ الْخَطَاِ فَقَضَى الْحَاكِمُ عَلَى الْعَاقِلَةِ بِالدِّيَةِ لَمْ يَنْفُذْ حُكْمُهُ.

ترجمہ: اور اگر حکم بنالیں کسی کو دم خطاء میں پھر فیصلہ کر دے حَکَم عاقلہ پر دیت کا تو نافذ نہ ہوگا اس کا فیصلہ۔
تشریح: اگر مدعی اور مدعی علیہ نے قتل خطاء میں کسی کو حکم بنایا اور اس نے عاقلہ (مددگار برادری) پر خون بہا ادا کرنے کا حکم کر دیا تو حکم کا یہ فیصلہ نافذ نہ ہوگا کیونکہ عاقلہ نے اپنی طرف سے اس کو فیصل مقرر نہیں کیا ہے اس لئے عاقلہ پر حکم کو کوئی ولایت بھی حاصل نہ ہوگی اور جب ولایت حاصل نہیں ہے تو حکم کا فیصلہ بھی نافذ اور لازم نہ ہوگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳۹/۲۷۹۱) وَيَجُوْزُ اَنْ يَّسْمَعَ الْبَيِّنَةَ وَيَقْضِيَ بِالنُّكُوْلِ.

ترجمہ: اور جائز ہے (حکم کے لئے) یہ کہ سنے گواہوں کی بات اور فیصلہ کرے انکار کرنے پر۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ دو آدمیوں نے کسی کو اپنا پنچ مقرر کیا تو پنچ کے لئے یہ بات جائز ہے کہ اگر مدعی گواہ پیش کرے تو اس کے گواہوں کی گواہی سنے اور اس پر فیصلہ کرے دوسری صورت یہ ہے کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہیں ہے تو مدعی علیہ کو قسم کھلائے اگر وہ قسم سے انکار کر دے تو حکم مدعی کے حق میں فیصلہ کر دے ایک تیسری صورت بھی ہے وہ یہ ہے کہ مدعی علیہ نے مدعی کے حق کا اقرار کر لیا تو اس اقرار پر بھی حکم فیصلہ کر دے۔

(۴۰/۲۷۹۲) وَحُكْمُ الْحَاكِمِ لِاَبَوَيْهِ وَوَلَدِهٖ وَزَوْجَتِهٖ بَاطِلٌ.

ترجمہ: اور حاکم کا فیصلہ اپنے والدین، اولاد، بیوی کے لئے باطل ہے۔

تشریح: حاکم خواہ قاضی ہو یا پنچ ہو اپنے والدین اپنی اولاد یا اپنی بیوی کے لئے فیصلہ کرے، تو وہ فیصلہ معتبر نہ ہوگا کیونکہ ان کے حق میں فیصلہ سے یہ شبہ ہے کہ ان کی رعایت کر کے فیصلہ کیا ہوگا۔

ہاں اگر کسی شخص نے بحیثیت قاضی یا بحیثیت حَکَم اپنے والدین یا اولاد یا بیوی کے خلاف فیصلہ کیا تو وہ معتبر ہوگا کیونکہ اس صورت میں تہمت کا امکان نہ ہونے کی وجہ سے ان کے خلاف گواہی قبول کر لی جاتی ہے لہٰذا ان کے خلاف فیصلہ بھی قبول کر لیا جائے گا۔

كِتَابُ الْقِسْمَةِ

(یہ کتاب بٹوارہ کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: بٹوارہ بھی ایک قسم کی قضاء ہے کیونکہ لوگوں کا جھگڑا مکمل طریقہ سے جبھی ختم ہوگا کہ فیصلہ کے مطابق بٹوارہ بھی ہو جائے اس لئے کتاب القضاء کے بعد کتاب القسمۃ لا رہے ہیں۔

لغوی تحقیق: قاموس میں ہے کہ قسمۃ، تقسیم کا اسم ہے لیکن چونکہ اسم فاعل کا صیغہ، قاسم، مستعمل ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ اس کو، قَسَمَ الشيءَ کا مصدر قرار دیا جائے۔

اصطلاحی تعریف: حقوق کو ممتاز کرنا اور ہر شریک کا حصہ علیحدہ علیحدہ متعین کرنا۔

مشروعیت: ارشاد باری ہے ونبئهم ان الماءَ قسمة بينهم. (اور ان لوگوں کو یہ بتلا دینا کہ پانی ان میں بانٹ دیا گیا ہے) نیز حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے درمیان باری مقرر فرما رکھی تھی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱/۲۷۹۳) یَنۡبَغِیۡ لِلۡاِمَامِ اَنۡ یَنۡصِبَ قَاسِمًا یَرۡزُقُهٗ مِنۡ بَیۡتِ الۡمَالِ لِیُقَسِّمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِغَیۡرِ اَجۡرٍ.

ترجمہ: امام کے لئے مناسب ہے کہ وہ مقرر کرے ایک تقسیم کرنے والا جس کو تنخواہ دے بیت المال سے تا کہ وہ تقسیم کرے لوگوں کے درمیان بغیر اجرت کے۔

قاسم کی اجرت کہاں سے دی جائے؟

تشریح: چونکہ قاضی، قضاء کے دیگر امور میں مشغول ہونے کی وجہ سے لوگوں کی زمین جائداد وغیرہ تقسیم کرتا پھرے یہ بات مشکل ہوگی اس لئے حاکم کو چاہئے کہ وہ ایسا شخص مقرر کردے جو لوگوں کے درمیان بغیر اجرت کے بٹوارہ کیا کرے اور جس طرح قاضی کی تنخواہ بیت المال سے دیجاتی ہے اسی طرح قاسم کی تنخواہ بھی بیت المال سے ہوگی۔

(۲/۲۷۹۴) فَاِنۡ لَمۡ یَفۡعَلۡ نَصَبَ قَاسِمًا یُقَسِّمُ بِالۡاُجۡرَةِ.

ترجمہ: اگر یہ نہ کر سکے تو مقرر کردے کوئی قاسم جو بٹوارہ کرے اجرت کے ساتھ۔

تشریح: اگر حاکم وقت مذکورہ طریقہ پر قاسم مقرر نہ کر سکے تو پھر ایسا کرے کہ کوئی شخص عادل اس کام کے لئے مقرر کردے اور اجرت ان لوگوں سے لیا کرے جن کا بٹوارہ کرے اور حاکم اس کی اجرت مثلی بھی مقرر کردے ورنہ وہ حکومت کا آدمی ہونے کی وجہ سے لوگوں پر ظلم کرتے ہوئے زیادتی کا مطالبہ کر سکتا ہے اور لوگ دینے پر مجبور ہوں گے۔

(۳/۲۷۹۵) وَیَجِبُ اَنۡ یَکُوۡنَ عَدۡلًا مَاۡمُوۡنًا عَالِمًا بِالۡقِسۡمَةِ.

ترجمہ: اور ضروری ہے یہ کہ قاسم، عادل ہو امین ہو تقسیم کو جاننے والا ہو۔

قاسم کیسا ہونا چاہئے؟

تشریح: قاسم کے اندر ان تین اوصاف کا ہونا ضروری ہے، عادل ہو امانت دار ہو، اور تقسیم کے مسائل سے واقف ہو کیونکہ تقسیم بھی ایک قسم کی قضاء ہے تو قاضی کے اوصاف اس کے اندر ہونے چاہئیں۔

(۴/۲۷۹۶) وَلَا یُجۡبِرُ الۡقَاضِیۡ النَّاسَ عَلٰی قَاسِمٍ وَاحِدٍ.

ترجمہ: اور مجبور نہ کرے قاضی لوگوں کو ایک ہی قاسم پر۔

تشریح: قاضی لوگوں کو مجبور نہ کرے کہ اسی قاسم سے بٹوارہ کرائیں کیونکہ اگر قاضی ایک ہی کو متعین کرے گا تو وہ لوگوں سے زیادہ اجرت لے گا یہ سمجھتے ہوئے کہ میرے علاوہ تو اور قاسم ہے نہیں اور یہ چیز عوام کے لئے نقصان دہ ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵/۲۷۹۷) وَلَا يَتْرُكُ الْقُسَّامَ يَشْتَرِكُوْنَ.

ترجمہ: اور نہ چھوڑے تقسیم کرنے والوں کو کہ وہ شرکت کریں۔

تشریح: سارے قاسمین اکٹھے ہوکر اپنی کمپنی بنالیں اور شرکت میں کام کریں، اس کے اوپر قاضی پابندی عائد کردے ورنہ سب اتفاق کرلیں گے کہ اتنی اجرت ہوگی تو اجرت مہنگی ہوجائے گی اور جب الگ الگ کام کریں گے تو ہر ایک دوڑے گا کہ کہیں دوسرے قاسم کے پاس نہ چلا جائے تو اس طرح اجرت سستی رہے گی۔

(۶/۲۷۹۸) وَاُجْرَةُ الْقُسَّامِ عَلٰى عَدَدِ رُؤُسِهِمْ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَا رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى قَدْرِ الْاَنْصِبَاءِ.

ترجمہ: اور تقسیم کرنے والوں کی اجرت حصہ داروں کی تعداد کے حساب سے ہوگی امام صاحبؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ حصوں کے حساب سے ہوگی۔

قاسم کو اجرت کس حساب سے دی جائے گی؟

تشریح: قاسم کو اجرت کس حساب سے دی جائے گی اس بارے میں امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جتنے لوگ حصہ دار ہیں قاسم کی اجرت ہر ایک پر برابر ہوگی حصوں کی کمی بیشی ملحوظ نہ ہوگی کیونکہ قاسم کو جتنا کام زائد حصہ والے کے لئے کرنا پڑے گا اتنا ہی کم حصہ والے کے لئے کرنا پڑے گا اور حساب کبھی کم حصہ کا دشوار ہوتا ہے کبھی زائد کا اس لئے ملک کا اعتبار متعذر ہے لہٰذا تمیز ہی کا اعتبار ہوگا۔

اور صاحبین فرماتے ہیں کہ جس کو جتنا حصہ ملیگا اسی حساب سے اس پر اجرت ہوگی کیونکہ اجرت تقسیم ملک کے اخراجات میں سے ہے لہٰذا ملک ہی کے لحاظ سے متعین کی جائے گی۔

(۷/۲۷۹۹) وَاِذَا حَضَرَ الشُّرَكَاءُ عِنْدَ الْقَاضِيْ وَفِيْ اَيْدِيْهِمْ دَارٌ اَوْ ضَيْعَةٌ وَادَّعَوْا اَنَّهُمْ وَرِثُوْهَا عَنْ فُلَانٍ لَمْ يُقَسِّمْهَا الْقَاضِيْ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى يُقِيْمُوا الْبَيِّنَةَ عَلٰى مَوْتِهٖ وَعَدَدِ وَرَثَتِهٖ وَقَالَا رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى يُقَسِّمُهَا بِاِعْتِرَافِهِمْ وَيَذْكُرُ فِيْ كِتَابِ الْقِسْمَةِ اَنَّهٗ قَسَّمَهَا بِقَوْلِهِمْ.

ترجمہ: اور جب حاضر ہوں شریک لوگ قاضی کے پاس اور ہو ان کے قبضہ میں گھر یا زمین اور دعویٰ کریں کہ انہوں نے میراث میں پایا ہے اس کو فلاں سے تو نہ تقسیم کرائے اس کو قاضی امام صاحبؒ کے نزدیک یہاں تک کہ قائم کردیں گواہ ان کی موت اور ورثاء کی تعداد پر اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ تقسیم کرادے اس کو ان کے اقرار پر اور لکھ دے تقسیم کے رجسٹر میں کہ تقسیم کرایا ہے ان کے کہنے پر۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بٹوارہ کب کرے؟

تشریح: کچھ لوگ قاضی کے پاس آ کر یوں کہیں کہ یہ زمین یا یہ گھر ہے، یہ فلاں آدمی کا تھا، اب وہ مر گیا ہے، اور ہم لوگ اس کے وارث ہیں، تو امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ قاضی کے لئے اس وقت تک تقسیم کرنا صحیح نہیں ہے جب تک کہ یہ لوگ فلاں آدمی کے مرنے پر گواہ قائم نہ کریں اور اس بات پر بھی گواہ قائم کریں کہ ہم ہی لوگ وارث ہیں ہمارے علاوہ اور کوئی وارث نہیں ان دونوں باتوں پر گواہ قائم کریں تب ان کے درمیان گھر یا زمین تقسیم ہوگی، صاحبین کے نزدیک بغیر گواہ قائم کئے ان کے اقرار کے مطابق بٹوارہ کر دیا جائے گا البتہ قاضی یادداشت کی غرض سے تقسیم کے رجسٹر میں درج کر لے گا کہ یہ بٹوارہ ان کے قول کے موافق کیا گیا ہے، تاکہ اگر کوئی شریک نکلے تو اس کا نقصان نہ ہو۔

دلیل: زمین شرکاء کے قبضہ میں ہے جو ملک کی دلیل ہے اور ان کا اقرار ان کے صدق کی علامت ہے اور کوئی ان کے اس دعویٰ میں مخالف نہیں تو جیسے مال منقول کی وراثت کا دعویٰ ہو یا زمین کی خریداری کا دعویٰ ہو (بیان اگلی عبارت میں آ رہا ہے) ان صورتوں میں بغیر گواہ کے بٹوارہ ہو جاتا ہے ایسے ہی یہاں بھی ہونا چاہئے۔

امام صاحب فرماتے ہیں کہ تقسیم کرنا قضاء علی المیت ہے اور چونکہ اقرار حجت قاصرہ ہے جو میت کے اوپر حجت نہیں ہو سکتا اسلئے بینہ کا ہونا ضروری ہے تاکہ ان کا اقرار میت کے خلاف حجت ہو سکے نیز زمین بذات خود محفوظ ہے اسلئے اس کی تقسیم کی ضرورت نہیں بخلاف منقول کے کہ اس کو تقسیم کرنے میں اس کی حفاظت ہے اور حقدار کو اس کا حق پہنچانا ہے۔

(۸/۲۸۰۰) وَاِنْ كَانَ الْمَالُ الْمُشْتَرَكُ مِمَّا سِوَى الْعَقَارِ وَادَّعَوْا اَنَّهُ مِيْرَاثٌ قَسَمَهُ فِيْ قَوْلِهِمْ جَمِيْعًا.

ترجمہ: اور اگر ہو مشترک مال زمین کے علاوہ اور وہ دعویٰ کریں کہ یہ میراث ہے تو اس کو تقسیم کرا دے سب کے قول میں۔

تشریح: مشترک مال زمین اور گھر کے علاوہ ہے وارثین کہتے ہیں کہ یہ ہم کو فلاں مورث سے ملا ہے، ہم لوگ اس کے وارث ہیں تو چاہے مورث کے مرنے پر اور وارثین کی تعداد پر گواہ نہ بھی پیش کرے، پھر بھی ہمارے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس کو تقسیم کرا دے کیوں کہ یہ چیزیں زمین کی طرح بذاتِ خود محفوظ نہیں ہیں اس لئے ان کو تقسیم کرنے میں ہی ان کی حفاظت ہے۔

(۹/۲۸۰۱) وَاِنِ ادَّعَوْا فِي الْعَقَارِ اَنَّهُمْ اشْتَرَوْهُ قَسَمَهُ بَيْنَهُمْ.

ترجمہ: اور اگر دعویٰ کریں زمین کے بارے میں کہ انہوں (ہم نے) نے خریدی ہے تو تقسیم کرا دے ان میں۔

تشریح: کچھ لوگ قاضی کے پاس جا کر دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ زمین ہے جس کو ہم لوگوں نے خریدا ہے تو بغیر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گواہ قائم کیے قاضی ان کے درمیان تقسیم کرادے، کیونکہ جب بائع نے کوئی چیز بیچ دی تو اب وہ اس کا مالک نہیں رہا اگرچہ خریدنے والوں نے آپس میں ابھی بٹوارہ بھی نہ کیا ہو تو یہاں قضاء علی الغیر لازم نہ آئے گی۔

(۱۰/۲۸۰۲) وَاِنْ ادَّعَوْا الْمِلْكَ وَلَمْ يَذْكُرُوْا كَيْفَ انْتَقَلَ اِلَيْهِمْ قَسَّمَهُ بَيْنَهُمْ.

ترجمہ: اور اگر دعویٰ کریں ملک کا اور یہ ذکر نہ کریں کہ کیسے منتقل ہوئی ان کے پاس تب بھی تقسیم کرادے۔

تشریح: شرکاء قاضی کے پاس جاکر تقسیم کا دعویٰ کریں اور یہ نہ بتائیں کہ یہ زمین ان کو کیسے ملی تو چونکہ انہوں نے کسی کے لئے ملکیت سابقہ کا اقرار ہی نہیں کیا کہ قضاء علی الغیر لازم آئے اس لئے قاضی ان کے درمیان اس زمین کو تقسیم کردے گا۔

(۱۱/۲۸۰۳) وَاِذَا كَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَ الشُّرَكَاءِ يَنْتَفِعُ بِنَصِيْبِهٖ قُسِّمَ بِطَلَبِ اَحَدِهِمْ.

ترجمہ: اور جب شریکوں میں سے ہر ایک نفع اٹھا سکتا ہو اپنے حصہ سے تو تقسیم کردی جائے گی ایک کی طلب پر (اگرچہ دوسرا انکار بھی کرے)

ان چیزوں کا بیان جن کو تقسیم کیا جائے گا اور جن کو تقسیم نہیں کیا جائے گا

تشریح: اگر مشترک چیز ایسی ہو کہ تقسیم کے بعد ہر شخص اپنے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور شرکاء میں سے کوئی ایک تقسیم طلب کرے تو تقسیم کردی جائے گی جیسے شرکت میں دو بکرے ہوں تو تقسیم کے بعد ہر ایک اپنے اپنے بکرے سے فائدہ اٹھا سکتا ہے، اور اس میں قاضی کے لئے منکر پر جبر جائز ہوگا۔

(۱۲/۲۸۰۴) وَاِنْ كَانَ اَحَدُهُمْ يَنْتَفِعُ وَالْاٰخَرُ يَسْتَضِرُّ لِقِلَّةِ نَصِيْبِهٖ فَاِنْ طَلَبَ صَاحِبُ الْكَثِيْرِ قُسِّمَ وَاِنْ طَلَبَ صَاحِبُ الْقَلِيْلِ لَمْ يُقَسَّمْ.

ترجمہ: اور اگر ان میں سے ایک نفع اٹھائے اور دوسرا نقصان اپنا حصہ کم ہونے کی وجہ سے تو اگر طلب کرے زائد حصہ والا تو تقسیم کردی جائے گی اور اگر طلب کرے کم حصہ والا تو تقسیم نہیں کی جائے گی۔

تشریح: دو شریک ہیں ان میں سے ایک کا حصہ بہت کم ہے کہ تقسیم کے بعد جس سے انتفاع نہ ہوسکے اور دوسرے کا حصہ زیادہ ہے کہ تقسیم کے بعد بھی اس سے انتفاع ہوگا اور ان میں سے ایک تقسیم کا مطالبہ کرتا ہے تو اب قاضی کیا کرے، فرماتے ہیں کہ اگر طلب کرنے والا صاحب کثیر ہے تو بٹوارہ کردیا جائے گا اور صاحب قلیل کی طلب پر بٹوارہ نہ ہوگا کیونکہ اول کی طلب تو معتبر ہے کہ اس کا نفع برقرار ہے اور دوسرے کی طلب غیر معتبر ہے، کیونکہ وہ اپنی بربادی کے درپے ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱۳/۲۸۰۵) وَاِنْ كَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا يَسْتَضِرُّ لَمْ يَقْسِمْهَا اِلَّا بِتَرَاضِيْهِمَا.

ترجمہ: اور اگر دونوں میں سے ہر ایک کو نقصان ہوتا ہو تو تقسیم نہ کرے مگر ان دونوں کی رضامندی کے ساتھ۔

تشریح: کوئی ایسی چیز ہے جس کو تقسیم کرنے کے بعد دونوں کو نقصان ہوگا تو قاضی اس وقت تقسیم کرسکتا ہے جب کہ دونوں راضی ہو جائیں ورنہ تقسیم نہیں کرے گا، جیسے ایک چکی دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہے اس کو تقسیم کرنے کے بعد کوئی بھی فائدہ نہیں اٹھا سکے گا دونوں کو نقصان ہوگا، کیونکہ تقسیم کا مقصد یہ ہے کہ ہر شریک اپنی ملک خاص سے منتفع ہو اور یہاں تقسیم کی صورت میں یہ مقصد فوت ہوتا ہے لہٰذا تقسیم نہیں کی جائے گی۔

(۱۴/۲۸۰۶) وَيُقَسِّمُ الْعُرُوْضَ اِذَا كَانَتْ مِنْ صِنْفٍ وَاحِدٍ.

ترجمہ: اور تقسیم کردے سامان جب کہ وہ ایک ہی قسم کا ہو۔

تشریح: شئی منقول میں شرکاء نے تقسیم کا مطالبہ کیا اور وہ جنس واحد ہے مثلاً کپڑے ہیں تو جنس کے متحد ہونے کی وجہ سے یہاں برابری حاصل ہو سکے گی لہٰذا قاضی تقسیم کردے گا اور اس میں قاضی کے لئے منکر پر جبر جائز ہوگا۔

(۱۵/۲۸۰۷) وَلَا يُقَسِّمُ الْجِنْسَيْنِ بَعْضَهَا فِيْ بَعْضٍ.

ترجمہ: اور تقسیم نہ کرے دو قسم کا سامان بعض کو بعض میں۔

تشریح: اگر دو جنس کے سامان ہوں مثلاً دس اونٹ ہیں اور بیس گھوڑے ہیں اب بغیر دونوں کی رضامندی کے ایک حصہ دار کو اونٹ دے دے اور دوسرے کو گھوڑے دے دے، ایسا نہیں کرسکتا بلکہ اس طرح کرسکتا ہے کہ پانچ اونٹ اور دس گھوڑے ایک کو اور پانچ اونٹ دس گھوڑے دوسرے کو دے دے اگر دونوں راضی ہو جائیں تو پھر ایک کو دس اونٹ اور دوسرے کو بیس گھوڑے دے سکتا ہے۔

(۱۶/۲۸۰۸) وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَايُقَسِّمُ الرَّقِيْقَ وَلَا الْجَوَاهِرَ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهِ تَعَالٰى يُقَسِّمُ الرَّقِيْقَ.

حل لغات: رقیق: غلام (واحد جمع دونوں کے لئے) کہا جاتا ہے عَبْدٌ رَقِيْقٌ وَعَبِيْدٌ رَقِيْقٌ اور کبھی ارقاء جمع بولتے ہیں۔

الجواهر: جوهر کی جمع ہے، ہر وہ پتھر جس سے مفید چیز نکالی جائے قیمتی پتھر۔

ترجمہ: اور فرمایا امام ابوحنیفہؒ نے کہ تقسیم نہ کیا جائے غلاموں کو اور جواہر کو اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ تقسیم کیا جائے گا غلاموں کو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: امام صاحب فرماتے ہیں کہ غلاموں کو جب کہ ان کے ساتھ کوئی اور اسباب نہ ہو تقسیم نہیں کیا جائے گا کیونکہ غلام ظاہری اعتبار سے ایک جیسے ہوں لیکن باطنی خوبی کے اعتبار سے بہت فرق ہوتا ہے مثلاً ایک عقلمند ہے، دوسرا بیوقوف ہے ایک ذہین وہوشیار ہے دوسرا غبی وکند ذہن ہے ایک میں حیاء ہے دوسرا بے شرم ہے، ایک وفادار ہے، دوسرا بے وفا ہے، پس یہ اجناس مختلفہ کے مثل ہو گئے، اس لئے بغیر دونوں کی رضامندی کے ایک ایک غلام تقسیم نہ کرے، یہی حال جواہر کا ہے کیونکہ ہیروں کے اندر مطلق غلاموں سے زیادہ جہالت ہے اور جب غلاموں کے اندر جبراً تقسیم نہ ہوگی تو ہیروں کے اندر بدرجہ اولیٰ نہ ہوگی صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے یہاں غلاموں کو تقسیم کردیا جائے گا کیونکہ جنس متحد ہے تو یہ اونٹ اور گھوڑوں کی طرح ہو گئے۔

(۲۸۰۹/۱۷) وَلَا يُقَسَّمُ حَمَّامٌ وَلَا بِئْرٌ وَلَا رَحًى اِلَّا اَنْ يَّتَرَاضَى الشُّرَكَاءُ.

ترجمہ: اور نہیں تقسیم کیا جائے گا، حمام، کنواں، اور پن چکی مگر یہ کہ راضی ہو جائیں سب شریک۔

تشریح: جہاں تقسیم کرنے میں شرکاء کو نقصان ہو وہاں ان کی رضامندی کے بغیر تقسیم نہیں کی جائے گی اسی وجہ سے حمام، کنواں اور پن چکیوں کو تقسیم نہیں کیا جائے گا۔

(۲۸۱۰/۱۸) وَاِذَا حَضَرَ وَارِثَانِ عِنْدَ الْقَاضِيْ وَاَقَامَا الْبَيِّنَةَ عَلَى الْوَفَاةِ وَعَدَدِ الْوَرَثَةِ وَالدَّارُ فِيْ اَيْدِيْهِمْ وَمَعَهُمْ وَارِثٌ غَائِبٌ قَسَّمَهَا الْقَاضِيْ بِطَلَبِ الْحَاضِرِيْنَ وَنَصَبَ لِلْغَائِبِ وَكِيْلًا يَقْبِضُ نَصِيْبَهُ.

ترجمہ: اور جب حاضر ہوں دو وارث قاضی کے پاس اور قائم کردیں گواہ وفات اور ورثاء کی تعداد پر اور گھر ان کے قبضہ میں ہو اور ان کے ساتھ کوئی غائب وارث ہو تو تقسیم کردے اس کو قاضی حاضرین کی طلب پر اور مقرر کردے غائب کے لئے ایک وکیل جو قبضہ کرے، اس کے حصہ پر۔

تشریح: اگر دو وارث حاضر ہوئے اور مورث کی وفات پر اور ورثاء کی تعداد پر گواہ قائم کردیئے اور ایک وارث اور ہے جو غائب ہے اور گھر انہیں کے قبضہ میں ہے جو موجود ہیں، حاضرین ورثاء نے تقسیم طلب کی تو قاضی ان کے درمیان تقسیم کردے گا اور وارث غائب کے لئے ایک وکیل مقرر کردیا جائے گا جو اس کے حصہ پر قبضہ کرے گا تاکہ اس کی حق تلفی نہ ہو۔

(۲۸۱۱/۱۹) وَاِنْ كَانُوْا مُشْتَرِيْنَ لَمْ يُقَسَّمْ مَعَ غَيْبَةِ اَحَدِهِمْ.

ترجمہ: اور اگر وہ خریدار ہوں تو تقسیم نہ کرے ایک کی غیر حاضری میں۔

تشریح: دو آدمی قاضی کے پاس حاضر ہوئے اور ان کے قبضہ میں کوئی گھر ہے انہوں نے دعویٰ کیا کہ ہم نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس گھر کو فلاں آدمی سے خریدا اور ہم تین شریک ہیں ہم میں ایک غائب ہے اور ہم تقسیم چاہتے ہیں تو کیا قاضی تقسیم کرے گا، صاحب کتاب نے فرمایا کہ اگر سب موجود ہوتے تو قاضی تقسیم کر دیتا مگر یہاں تقسیم نہیں کرے گا اگرچہ حاضرین شرکاء خریداری پر گواہ بھی قائم کردیں۔

سوال: مسئلہ (۱۸) میں جب کہ کوئی وارث غائب ہو آپ نے بٹوارہ کرنے کو کہا تھا اور یہاں انکار کیوں؟

جواب: مسئلہ (۱۸) میں مورث دنیا سے جا چکا ہے اس لئے وارث اس کی جانب سے خصم ہوں گے تو قضاء علی الغائب نہ ہوگا اور خریدنے کی شکل میں غائب آدمی دنیا میں موجود ہے اس کی جگہ کوئی خصم نہ بن سکے گا تو اگر اس کی عدم موجودگی میں فیصلہ کریں تو قضاء علی الغائب ہوگا جو کہ جائز نہیں ہے۔

(۲۸۱۲/۲۰) وَاِنْ كَانَ الْعَقَارُ فِيْ يَدِ الْوَارِثِ الْغَائِبِ اَوْ شَيْءٌ مِّنْهُ لَمْ يُقَسَّمْ.

ترجمہ: اور اگر ہو زمین وارث غائب کے قبضہ میں یا اس کا کچھ حصہ ہو تو تقسیم نہ کرے۔

تشریح: یہ صورت مسئلہ (۱۸) کا تتمہ ہے، اس مسئلہ میں جب کہ زمین وغیرہ شرکاء حاضرین کے قبضہ میں تھی حکم یہ تھا کہ بٹوارہ کردیا جائے گا اور یہاں تتمہ میں فرماتے ہیں کہ اگر زمین اسی وارث کے قبضہ میں ہے جو غائب ہے ساری اسی کے قبضہ میں ہو یا کچھ ہو بہر صورت قاضی تقسیم نہیں کرے گا کیونکہ غائب کا قبضہ ہے حالانکہ کوئی اس کا مقرر کردہ نائب موجود نہیں ہے تو یہاں اگر تقسیم کو جائز کردیا جائے تو بغیر ایسے خصم کے جو اس کی جانب سے نائب ہو قضاء لازم آئے گی اور یہ قضاء علی الغائب ہوگی جو جائز نہیں ہے۔

(۲۸۱۳/۲۱) وَاِنْ حَضَرَ وَارِثٌ وَاحِدٌ لَمْ يُقَسَّمْ.

ترجمہ: اور اگر ایک ہی وارث حاضر ہو تو تقسیم نہ کرے۔

تشریح: یہ بھی تتمہ مذکورہ کا جز ہے کہ اگر صرف ایک ہی وارث حاضر ہو اور گواہ بھی قائم کردے تب بھی قاضی بٹوارہ نہیں کرے گا زمین اس کے قبضہ میں ہو یا غیر کے، کیونکہ فیصلہ کے لئے کم از کم دو شریک حاضر ہونا ضروری ہے۔

(۲۸۱۴/۲۲) وَاِذَا كَانَتْ دُوْرٌ مُشْتَرَكَةٌ فِيْ مِصْرٍ وَاحِدٍ قُسِّمَتْ كُلُّ دَارٍ عَلٰى حِدَتِهَا فِيْ قَوْلِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَالَا رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْ كَانَ الْاَصْلَحُ لَهُمْ قِسْمَةَ بَعْضِهَا فِيْ بَعْضٍ قَسَّمَهَا.

ترجمہ: اور جب ہوں چند مشترک گھر ایک شہر میں تو تقسیم کیا جائے ہر گھر کو علیحدہ علیحدہ امام صاحبؒ کے قول میں اور صاحبینؒ نے فرمایا اگر ہو بہتر ان کے لئے بعض کو بعض کے ساتھ ملا کر تقسیم کرنا تو تقسیم کردے۔

تشریح: کچھ لوگوں کے درمیان چند مکان مشترک ہیں اور ایک ہی شہر میں ہے تو امام صاحبؒ کے نزدیک ان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں سے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ تقسیم کیا جائے گا باہم متصل ہوں یا ایک شہر کے دو محلوں میں ہوں، ہر مکان میں ہر ایک کا حصہ ہوگا پھر ہر مکان کی قیمت لگا کر برابری کر لیں گے مثلاً تین مکان ہیں، ایک کی قیمت پندرہ لاکھ ہے دوسرے کی دس لاکھ ہے تیسرے کی پانچ لاکھ ہے تو جسے پانچ لاکھ والا مکان ملے گا اسے پندرہ لاکھ والا پانچ لاکھ روپے دے گا اب برابری ہوگئی، تینوں کو ایک ایک گھر ظاہری برابری کی بنیاد پر نہیں دیا جائے گا کیونکہ محلوں اور پڑوسیوں کے اچھے برے ہونے کے لحاظ سے اور مسجد و پانی کے نزدیک اور دور ہونے کے اعتبار سے مکانوں کے مقاصد مختلف ہوتے ہیں جن میں برابری ناممکن ہے اس لئے ایک مکان میں، ایک شریک کا حصہ آپس کی رضامندی کے بغیر جمع نہیں کیا جاسکتا۔

صاحبین کے ہاں علیحدہ علیحدہ تقسیم ضروری نہیں بلکہ اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ ایک مکان ایک شریک اور دوسرا مکان دوسرا شریک لے لے کیونکہ شکل وصورت کے لحاظ سے جنس واحد ہیں اور اختلاف مقاصد کے اعتبار سے مختلف ہیں تو ان کا معاملہ قاضی کی رائے پر چھوڑا جائے گا کہ شریکوں کے حق میں جو صورت بہتر ہو اس پر عمل کرے۔

(۲۸۱۵/۲۳) وَإِنْ كَانَتْ دَاراً وَضَيْعَةً اَوْ دَاراً وَحَانُوْتاً قَسَّمَ كُلَّ وَاحِدٍ عَلٰى حِدَتِهٖ.

ترجمہ: اور اگر ہو مکان اور زمین یا مکان، اور دوکان تو تقسیم کرے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ۔

تشریح: زمین اور گھر، دوکان اور گھر، مختلف الجنس ہیں لہٰذا ان کا بٹوارہ الگ الگ ہوگا، ہاں اگر ایک آدمی صرف مکان لینے پر اور دوسرا آدمی صرف زمین لینے پر راضی ہو جائے تو ٹھیک ہے۔

(۲۸۱۶/۲۴) وَيَنْبَغِيْ لِلْقَاسِمِ اَنْ يُّصَوِّرَ مَايُقَسِّمُهٗ وَيُعَدِّلُهٗ وَيَذْرَعُهٗ وَيُقَوِّمُ الْبِنَاءَ وَيُفْرِدُ كُلَّ نَصِيْبٍ عَنِ الْبَاقِيْ بِطَرِيْقِهٖ وَشِرْبِهٖ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ لِنَصِيْبِ بَعْضِهِمْ بِنَصِيْبِ الْآخَرِ تَعَلُّقٌ وَيَكْتُبُ اَسَامِيْهِمْ وَيَجْعَلُهَا قُرْعَةً ثُمَّ يُلَقِّبُ نَصِيْبًا بِالْاَوَّلِ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ بِالثَّانِيْ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ بِالثَّالِثِ وَعَلٰى هٰذَا ثُمَّ يُخْرِجُ الْقُرْعَةَ فَمَنْ خَرَجَ اسْمُهٗ اَوَّلاً فَلَهُ السَّهْمُ الْاَوَّلُ وَمَنْ خَرَجَ ثَانِيًا فَلَهُ السَّهْمُ الثَّانِيْ.

ترجمہ: اور مناسب ہے تقسیم کرنے والے کے لئے کہ نقشہ بنائے اس کا جس کو تقسیم کرنا ہے اور برابر کرے ناپ لے اور عمارت کی قیمت لگالے اور جدا کردے ہر ایک کا حصہ باقی سے اس کے راستہ اور نالی کے ساتھ یہاں تک کہ نہ رہے ایک کے حصہ کا دوسرے کے حصہ سے کوئی تعلق اور لکھ لے ان کے نام اور بنالے ان کا قرعہ۔

پھر نامزد کردے ایک حصہ کو اول کے ساتھ اور جو اس سے متصل ہو اس کو ثانی کے ساتھ اور اس کے برابر والے کو ثالث کے ساتھ اور اسی طرز پر پھر نکالے قرعہ پس جس کا نام نکلے پہلے تو اس کے لئے پہلا حصہ ہے اور جس کا نام نکلے دوبارہ تو اس کے لئے دوسرا حصہ ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقسیم کے طریقہ کا بیان

تشریح: جب مصنفؒ نے یہ بیان کر دیا کہ کن چیزوں کو تقسیم کیا جائے گا اور کن کو نہیں تو اب تقسیم کرنے کا طریقہ بیان فرماتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ بہتر طریقہ یہ ہے کہ جن چیزوں کو تقسیم کرنا ہے ان کا پورا نقشہ کاغذ پر اتارے زمین وغیرہ ہو تو اس کے کتنے حصہ دار ہیں، اس کے اعتبار سے زمین کے حصے برابر کرے اور اس کی پیائش کرے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کتنی ہے، عمارت ہو تو اس کی قیمت لگائے اور مکان اور زمین کے ہر حصہ کو اس کے راستہ اور نالی کے ساتھ الگ الگ کرے تاکہ گھر سے نکلنے میں یا زمین کو سیراب کرنے میں دوسرے سے کوئی تعلق نہ رہے، اور جھگڑا بالکل ختم ہو جائے، پھر ہر ایک حصہ کا نام لکھ لے اور اس کا قرعہ بنالے اور زمین کے حصے لگا کر ان کو نامزد کرے کہ یہ پہلا حصہ ہے اور اس کے بعد والا دوسرا اور پھر تیسرا پھر قرعہ اندازی کرے تو جس کا نام پہلے نکلے اس کو پہلا حصہ دے اور جس کا دوسری مرتبہ میں نکلے اس کو دوسرا حصہ دے اور تیسرا کا بہر حال تیسرا ہے۔

نوٹ: سوال یہ ہے کہ کتنے حصوں پر زمین تقسیم کرے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر مثلاً تین شریک ہیں اور سب کا حصہ برابر ہے تو تین سے تقسیم کیا جائے گا اور اگر تین شریک ہیں اور ایک کا حصہ نصف ہے اور دوسرے کا ثلث اور تیسرے کا سدس تو زمین کے چھ حصے کئے جائیں گے پھر اول کو تین اور ثانی کو دو اور ثالث کو ایک دیا جائے گا یعنی حصوں کی برابری کی صورت میں تقسیم عدد رؤس کے اعتبار سے ہوگی اور فرق کی صورت میں جو حصہ سب سے چھوٹا ہے اس کو لیا جائے گا۔

(۲۸۱۷/۲۵) وَلَا يَدْخُلُ فِي الْقِسْمَةِ الدَّرَاهِمُ وَالدَّنَانِيرُ اِلَّا بِتَرَاضِيهِمْ.

ترجمہ: اور داخل نہ ہوں گے تقسیم میں دراہم اور دنانیر مگر ان کی رضامندی سے۔

تشریح: زمین کے بٹوارہ میں شرکاء کی رضامندی کے بغیر دراہم و دنانیر کو داخل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کی شرکت زمین میں ہے نہ کہ دراہم و دنانیر میں مثلاً ایک مکان دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہے ان میں سے ایک چاہتا ہے کہ جدھر عمارت زیادہ ہے اس کو میں لے لوں اور دوسرے کو اس کا عوض دے دوں اب وہ دوسرا چاہتا ہے کہ میں اس کا عوض زمین لوں اور یہ چاہتا ہے کہ قیمت دے دوں تو قاضی جبر نہیں کر سکتا اور دوسرے کو زمین ہی دے گا لیکن جہاں روپے پیسوں کو داخل کئے بغیر چارۂ کار نہ ہو، وہاں مجبوراً داخل کیا جائے گا مثلاً مکان کا بعض حصہ ایسا ہو کہ اس کو دو ٹکڑوں میں تقسیم کر ہی نہیں سکتے تو ایسی مجبوری کے درجہ میں قاضی کو اختیار ہے کہ ایک کو مکان زیادہ دے دے اور اس کے بدلہ میں دوسرے کو درہم یا دینار دے دے۔

(۲۸۱۸/۲۶) فَاِنْ قُسِّمَ بَيْنَهُمْ وَلِاَحَدِهِمْ مَسِيلٌ فِي مِلْكِ الْآخَرِ اَوْ طَرِيقٌ لَمْ يُشْتَرَطْ فِي

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْقِسْمَةِ فَإِنْ اَمْكَنَ صَرْفُ الطَّرِيْقِ وَالْمَسِيْلِ عَنْهُ فَلَيْسَ لَهُ اَنْ يَّسْتَطْرِقَ وَيَسِيْلَ فِيْ نَصِيْبِ الْآخَرِ وَاِنْ لَّمْ يُمْكِنْ فَسَخَتِ الْقِسْمَةُ.

حل لغات: مسیل: نالی، سَیْلٌ سے مشتق ہے، اسی سے یسیل مضارع ہے مصدر سیلاً وسیلاناً بہنا۔ یستطرق: فعل مضارع استطرق الشيء راستہ بنانا۔

ترجمہ: اگر تقسیم کردیا گیا مکان ان کے درمیان اور ان میں سے ایک کی نالی ہو دوسری کی ملک میں یا راستہ ہو حالانکہ تقسیم میں اس کی شرط نہیں تھی سو اگر ممکن ہو راستہ اور نالی کو ہٹانا اس کی طرف سے تو جائز نہیں اس کے لئے یہ کہ راستہ یا نالی نکالے دوسرے کے حصہ میں اور اگر ممکن نہ ہو تو ٹوٹ جائے گی تقسیم۔

تشریح: ایک مشترک مکان کی تقسیم ہوئی تو مکان کے ساتھ نکلنے کا راستہ بھی دوسرے حصہ داروں کے راستہ سے بالکل جدا ہونا چاہئے اسی طرح زمین کی تقسیم کا قاعدہ یہ ہے کہ پانی کی نالی دوسرے حصہ داروں سے جدا ہو اور اگر مجبوری ہو تو تقسیم کے وقت ہی شرط لگادے کہ یہ مکان والا فلاں راستہ سے گذرے گا یا یہ زمین والا فلاں نالی سے کھیت کی سینچائی کرے گا، لیکن اگر ایسی کوئی شرط نہیں لگائی تھی، اب صورت حال یہ ہے کہ ایک دوسرے کے حصہ میں کو گذرتا ہے اور اس کے حصہ میں اپنی نالی بہاتا ہے تو اب کیا ہوگا، تو فرمایا کہ اب دو صورتیں ہیں (۱) اگر اپنا راستہ اور نالی اپنے حصہ میں کرسکتا ہے تو پھر کرنا ضروری ہے۔ (۲) اور اگر نہیں کرسکتا تو یہ تقسیم ٹوٹ جائے گی اور قاسم دوبارہ اس طرح تقسیم کرے کہ اپنی زمین میں نالی اور راستہ بن سکے۔

(۲۸۱۹/۲۷) وَاِذَا كَانَ سِفْلٌ لَاعُلْوَلَهُ اَوْ عُلْوٌ لَا سِفْلَ لَهُ اَوْ سِفْلٌ لَهُ عُلْوٌ قُوِّمَ كُلُّ وَاحِدٍ عَلٰى حِدَتِهٖ وَقُسِّمَ بِالْقِيْمَةِ وَلَا يُعْتَبَرُ بِغَيْرِ ذٰلِكَ.

حل لغات: سفل: نیچے کا مکان۔ علو: دوسری منزل کا مکان، بالا خانہ۔

ترجمہ: اور جب ہو نچلا مکان جس کا بالا خانہ نہ ہو یا ہو بالا خانہ جس کا نچلا مکان نہ ہو یا نچلا اور بالا خانہ دونوں ہوں تو ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگائی جائے گی اور قیمت کے ذریعہ بٹوارہ کیا جائے گا۔

دومنزلہ مکانوں کی تقسیم کا بیان

تشریح: ایک نیچے والا مکان دو میں مشترک ہے اوپر والا کسی اور کا ہے یا اوپر والا دو میں مشترک ہے نیچے والا کسی اور کا ہے، یا نیچے اوپر کا ایک مکان دو میں مشترک ہے، تو امام محمدؒ کے نزدیک ایسے مشترک مکانوں کی تقسیم علیحدہ علیحدہ قیمت لگاکر ہوگی، فتویٰ اسی قول پر ہے، مگر یہاں ظاہر عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مطلقاً قیمت کے اعتبار سے تقسیم ہوگی، مگر شامی وغیرہ میں صراحت ہے کہ عمارت کی قیمت لگائی جائے گی اور خالص زمین اور صحن کی تقسیم گزوں سے ہوگی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صورت مسئلہ مندرجہ ذیل نقشہ سے بخوبی واضح ہو سکتی ہے۔

یہ علو کسی اور کا ہے	یہ بالا خانہ دو میں مشترک ہے	اس میں بھی اشتراک ہے
اس میں اشتراک ہے	سفل کسی اور کا ہے	اس میں اشتراک ہے

امام محمدؒ کے مذہب کی دلیل یہ ہے کہ نچلے مکان میں کنواں بنایا جا سکتا ہے، تہ خانہ اور اصطبل وغیرہ بنایا جا سکتا ہے، جو بالا خانہ میں نہیں بن سکتا، چناں چہ دونوں مکان بمنزلہ دو جنسوں کے ہوئے اس لئے شرکاء کے حصوں میں برابری قیمت کے اعتبار سے ہو سکتی ہے۔

(۲۸/۲۸۲۰) وَاِذَا اخْتَلَفَ الْمُتَقَاسِمُوْنَ فَشَهِدَ الْقَاسِمَانِ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُمَا.

ترجمہ: اور جب اختلاف کریں تقسیم کرانے والے اور گواہی دیں تقسیم کرنے والے تو قبول کی جائے گی ان کی گواہی۔

تشریح: قاسمین نے شرکاء کے درمیان تقسیم کر دی اب شرکاء میں اختلاف ہوا ان میں سے کسی نے کہا کہ میرا حصہ مجھ تک نہیں پہنچا، حالاں کہ میرے حصہ میں فلاں کمرہ بھی تھا اور دو قاسموں نے یہ گواہی دی کہ اس نے اپنا حصہ لے لیا ہے تو کیا ان کی گواہی قبول کر لی جائے گی، تو امام قدوریؒ نے مطلقاً فرمایا کہ قبول کی جائے گی۔

صاحب ہدایہ نے فرمایا کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے امام محمد کے نزدیک گواہی قبول نہ ہوگی اور شیخین کا مذہب یہ ہے کہ گواہی قبول کی جائے گی۔

(۲۹/۲۸۲۱) وَاِنِ ادَّعٰى اَحَدُهُمَا الْغَلَطَ وَزَعَمَ اَنَّهٗ اَصَابَهٗ شَیْءٌ فِیْ یَدِ صَاحِبِهٖ وَقَدْ اَشْهَدَ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْاِسْتِیْفَاءِ لَمْ یُصَدَّقْ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا بِبَیِّنَةٍ.

ترجمہ: اور اگر دعویٰ کرے ان میں سے ایک غلطی کا اور کہے کہ میرا کچھ حصہ دوسرے کے قبضہ میں ہے حالانکہ وہ اقرار کر چکا تھا اپنے نفس پر وصولیابی کا تو اس پر اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی مگر گواہوں کے ساتھ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقسیم میں غلطی کے دعویٰ اور تقسیم میں استحقاق کے دعویٰ کا بیان

تشریح: ایک گھر تین آدمیوں کے درمیان مشترک تھا انہوں نے بٹوارہ کیا اور اپنے اپنے حق پر قابض ہو گئے اب ان میں سے ایک کہتا ہے کہ تقسیم صحیح نہیں ہوئی اور میرا کچھ حصہ دوسرے حصہ دار کے قبضہ میں چلا گیا حالانکہ وہ پہلے اپنا حصہ وصول کر لینے کا اقرار کر چکا تھا تو اب اگر تقسیم غلط ہونے پر دو گواہ پیش کر دے تو اس کی بات مانی جائے گی اور تقسیم توڑ کر دوبارہ تقسیم کی جائے گی، ورنہ اس کی طلب پر قاضی دوسرے شرکاء سے حلف لے گا ان میں سے ایک نے قسم کھالی اور ایک نے انکار کر دیا تو مدعی اور منکر کے حصوں کو ایک جگہ جمع کر کے ان کے حصوں کے بقدر پھر تقسیم کر دی جائے گی اور قسم کھانے والا درمیان سے خارج ہوگا۔

(۳۰/۲۸۲۲) وَاِنْ قَالَ اسْتَوْفَيْتُ حَقِّيْ ثُمَّ قَالَ اَخَذْتُ بَعْضَهُ فَالْقَوْلُ قَوْلُ خَصْمِهٖ مَعَ يَمِيْنِهٖ.

حل لغات: استوفیت: فعل ماضی واحد متکلم مصدر استیفاء وصول کرنا۔

فالقول قول خصمه مع یمینه: اس کا مطلب یہ ہے کہ مدعی کے پاس گواہ نہیں ہے، تب مدعی علیہ کی بات قسم کے ساتھ مانی جائے گی۔

ترجمہ: اور اگر کہے کہ میں اپنا حق لے چکا تھا پھر کہے کہ میں نے اس کا کچھ حصہ لیا ہے تو قول اس کے مد مقابل کا معتبر ہوگا اس کی قسم کے ساتھ۔

تشریح: اولاً مدعی نے کہا کہ اپنا حق لے لیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پورا حق لے لیا پھر بعد میں کہے کہ بعض حق لیا ہے تو اس کی باتوں میں تضاد ہے، اور گویا کہ مدعی اپنے خصم اور مد مقابل پر غصب کا دعویٰ کر رہا ہے اور وہ منکر ہے اور منکر کا قول مع الیمین معتبر ہوتا ہے لہٰذا خصم کا قول معتبر ہوگا۔

(۳۱/۲۸۲۳) وَاِنْ قَالَ اَصَابَنِيْ اِلٰى مَوْضِعِ كَذَا فَلَمْ يُسَلِّمْهُ اِلَيَّ وَلَمْ يُشْهِدْ عَلٰى نَفْسِهٖ بِالْاِسْتِيْفَاءِ وَكَذَّبَهٗ شَرِيْكُهٗ تَحَالَفَا وَفُسِخَتِ الْقِسْمَةُ.

ترجمہ: اور اگر کہے کہ پہنچتا ہے مجھ کو فلاں جگہ تک اور نہیں دیا مجھ کو وہاں تک اور اس نے اقرار نہیں کیا اپنے نفس پر پورا حق لینے کا اور جھٹلایا اس کو اسکے شریک نے تو دونوں قسم کھائیں گے، اور تقسیم ٹوٹ جائے گی۔

تشریح: اگر ایک حصہ دار اپنا پورا حصہ لینے کا اقرار کرنے سے پہلے یہ کہے کہ میری جگہ وہاں تک ہے جو مجھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نہیں دی گئی اور دوسرا شریک منکر ہے، اور اس کو جھٹلاتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ فلاں جگہ تک اس کا حصہ پہنچا دیا گیا ہے اور دونوں کے پاس گواہ نہیں ہیں تو یہ دونوں قسمیں کھائیں گے اور تقسیم توڑ کر دوبارہ تقسیم کی جائے گی۔

(۳۲/۲۸۲۴) وَاِنِ اسْتُحِقَّ بَعْضُ نَصِيْبِ اَحَدِهِمَا بِعَيْنِهِ لَمْ تَفْسَخِ الْقِسْمَةُ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَرَجَعَ بِحِصَّةِ ذٰلِكَ مِنْ نَصِيْبِ شَرِيْكِهٖ وَقَالَ اَبُوْيُوْسَفَ تَفْسَخُ الْقِسْمَةُ.

ترجمہ: اور اگر کسی اور کا نکل آئے ان میں سے خاص ایک کا کچھ حصہ تو تقسیم نہ ٹوٹے گی امام صاحبؒ کے نزدیک بلکہ لے لے گا اتنا ہی اپنے شریک کے حصہ میں سے، اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ تقسیم ٹوٹ جائے گی۔

تشریح: زید اور خالد کے درمیان ایک گھر مشترک تھا جو تین ہزار گز تھا، دونوں نے بٹوارہ کیا تو زید کے حصہ میں راستہ کی جانب کا حصہ آیا، جو قیمتی ہوتا ہے، تو زید کے ایک ہزار گز خالد کے دو ہزار گز کے برابر ہے، قیمت اور مالیت کے اعتبار سے جس کی صورت مندرجہ ذیل ہے۔

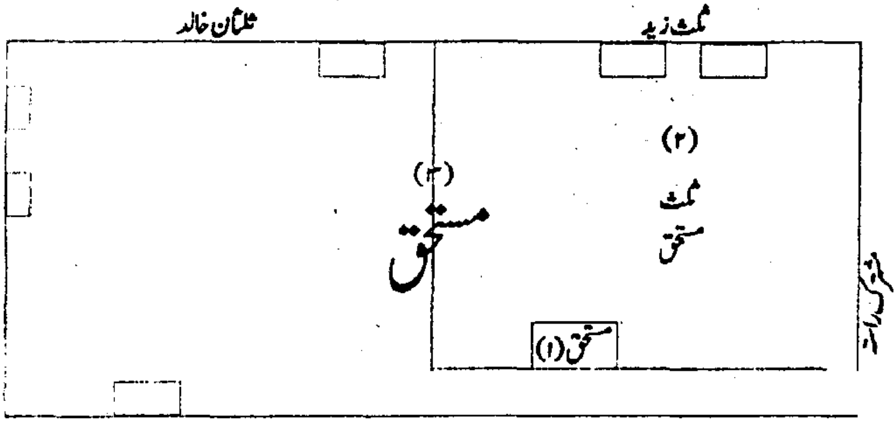

دونوں اپنے اپنے حصوں پر قابض ہو گئے، کہ راشد نے قاضی کی عدالت میں استحقاق کا دعویٰ کر دیا اور اس پر گواہ پیش کر دیئے لہٰذا جتنا اس کا استحقاق تھا وہ راشد کو مل گیا اب تقسیم کا کیا حکم ہوگا تو اس کی تین صورتیں ہیں (۱) راشد زید کے حصہ میں صرف ایک کمرہ کا دعویٰ کرے جس کا مطلب یہ ہے کہ راشد نے زید کے حصہ میں ایک معین جزء کا دعویٰ کیا ہے جس کو نقشہ میں مستحق (۱) سے تعبیر کیا گیا ہے (۲) راشد زید کے حصہ میں غیر معین جزء کا دعویٰ کرے یعنی کہے کہ اس میں میرا ثلث ہے اس کو نقشہ میں مستحق ثلث (۲) سے تعبیر کیا گیا ہے (۳) راشد دعویٰ کرے کہ پورے گھر میں میرا آدھا ہے یعنی اس کا حصہ شائع ہے زید اور خالد دونوں کے حصوں میں۔

پہلی صورت میں بالاتفاق تقسیم نہیں ٹوٹے گی البتہ راشد نے جتنا حصہ زید سے لیا ہے اس کا حساب وہ خالد سے کر کے اپنے حساب کے بقدر خالد سے واپس لے گا۔

اور تیسری صورت میں بالاتفاق تقسیم ٹوٹ جائے گی اور دوبارہ ہوگی اور دوسری صورت اختلافی ہے، طرفین کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نزدیک تقسیم نہیں ٹوٹے گی بلکہ پہلی صورت کی طرح زید خالد سے اپنے حساب کے بقدر واپس لے گا اور امام ابو یوسف کے نزدیک تقسیم فسخ کردی جائے گی یہ ہے اصل مسئلہ اور اس میں اختلاف کی تفصیل

مگر صاحب کتاب نے پہلی صورت ذکر کر کے اس میں وہ اختلاف نقل کردیا جو دوسری صورت میں ہے تو امام قدوریؒ کی یہ نقل خلاف حقیقت ہے۔

كِتَابُ الْإِكْرَاهِ

ماقبل سے مناسبت: کتاب الاکراہ کو کتاب القسمۃ سے مناسبت اس طرح ہے کہ قاضی کے لئے بٹوارہ میں رکاوٹ پیدا کرنے والے کو مجبور کرنا درست ہے، اسی طرح مکرِہ (زبردستی کرنے والے) کو اکراہ سے روکنا اور مجبور کرنا درست ہے۔

اکراہ کی لغوی تعریف: کسی آدمی پر زبردستی کر کے کسی کام کے کردانے کو اکراہ کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف: اکراہ وہ فعل ہے کہ آدمی دوسرے کی وجہ سے اس طرح کرے کہ اس کی رضامندی اور اختیار جاتا رہے۔

(۱/۲۸۲۵) اَلْإِكْرَاهُ يَثْبُتُ حُكْمُهُ إِذَا حَصَلَ مِمَّنْ يَّقْدِرُ عَلٰى إِيْقَاعِ مَا يُوْعَدُ بِهٖ سُلْطَانًا كَانَ اَوْ لِصًّا.

حل لغات: یوعد: فعل مضارع مجہول (م) ایعادا دھمکی دینا اور بعض نسخوں میں تَوَعَّدَ بھی ہے اس کے معنی بھی دھمکی دینے کے ہیں۔ لص: چور جمع لُصُوْص.

ترجمہ: اکراہ کا حکم ثابت ہو جاتا ہے جب حاصل ہو اس سے جو قدرت رکھتا ہو اس کے واقع کرنے پر جس کی دھمکی دی گئی ہے بادشاہ ہو یا چور۔

اکراہ کے ثبوت کی شرطوں کا بیان

تشریح: تحقق اکراہ کے لئے دو شرطیں ہیں: (۱) مُکرِہ اس امر پر قادر ہو جس کا وہ خوف دلا رہا ہے۔ (۲) مُکرَہ کو اس بات کا ظن غالب ہو کہ مُکرِہ جس امر کا خوف دلا رہا ہے وہ اس کے ساتھ کر گزرے گا، امام صاحبؒ کے نزدیک اکراہ کا ثبوت بادشاہ سے ہی متحقق ہو سکتا ہے، اس لئے کہ جس چیز کی دھمکی دی جارہی ہے اس پر قدرت بغیر لشکر کے نہیں ہو سکتی اور فوج بادشاہ کے پاس ہی ہوتی ہے، صاحبین فرماتے ہیں کہ بادشاہ کے علاوہ چور وغیرہ سے بھی اکراہ کا ثبوت ہو جائے گا تغیر زمانہ کی وجہ سے صاحبین کے قول پر ہی فتویٰ دیا جائے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲/۲۸۲۶)وَاِذَا اُكْرِهَ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ مَالِهٖ اَوْ عَلٰى شِرَاءِ سِلْعَةٍ اَوْ عَلٰى اَنْ يُقِرَّ لِرَجُلٍ بِاَلْفِ دِرْهَمٍ اَوْ يُؤَاجِرَ دَارَهٗ وَاُكْرِهَ عَلٰى ذٰلِكَ بِالْقَتْلِ اَوْ بِالضَّرْبِ الشَّدِيْدِ اَوْ بِالْحَبْسِ فَبَاعَ اَوِ اشْتَرٰى فَهُوَ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ اَمْضَى الْبَيْعَ وَاِنْ شَاءَ فَسَخَهٗ وَرَجَعَ بِالْمَبِيْعِ.

حل لغات: سلعة: سامان جمع سِلَعٌ. یواجر: فعل مضارع مصدر ایجار اکرایہ پر دینا۔ الحبس: باب (ض) کا مصدر ہے قید کرنا۔

ترجمہ: اور جب مجبور کیا گیا کسی کو اپنے مال کے بیچنے یا کوئی سامان خریدنے یا کسی کے لئے ایک ہزار درہم کا اقرار کرنے یا اپنا گھر کرایہ پر دینے پر اور مجبور کیا گیا ان تمام چیزوں پر قتل کر دینے یا سخت مارنے یا قید کرنے کی دھمکی کے ساتھ پس اس نے بیچ دیا یا خرید لیا تو اس کو اختیار ہے اگر چاہے بیع کو باقی رکھے اور اگر چاہے اس کو توڑ دے اور مبیع واپس لے لے۔

اکراہ کے احکام کی تفصیل

تشریح: کسی آدمی کو مجبور کیا کہ وہ اپنا مال بیچ دے یا کوئی سامان خریدے یا کسی آدمی کے لئے ہزار درہم کا اقرار کرے یا اپنے گھر کو کرایہ پر دے اور مجبور بھی کیا قتل کرنے کی دھمکی دے کر یا سخت مار کی دھمکی دے کر یا قید کرنے کی دھمکی دے کر اس نے ان مجبوریوں کی وجہ سے سامان بیچ دیا یا خرید لیا، یا ایک ہزار کا اقرار کر لیا یا گھر کرایہ پر دے دیا تو زوال اکراہ کے بعد اس کو اختیار ہے چاہے ان عقود کو نافذ کرے اور چاہے فسخ کر ڈالے اور مبیع وغیرہ واپس لے لے کیونکہ قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ ہمارے یہاں مکرہ کے تمام تصرفات قول کے لحاظ سے منعقد ہوتے ہیں، اب جو عقود فسخ کا احتمال رکھتے ہیں جیسے بیع اور اجارہ وغیرہ تو ان کو فسخ کر سکتا ہے، متن میں چاروں عقد ایسے ہی ہیں۔

(۳/۲۸۲۷) فَاِنْ كَانَ قَبَضَ الثَّمَنَ طَوْعًا فَقَدْ اَجَازَ الْبَيْعَ وَاِنْ كَانَ قَبَضَهٗ مُكْرَهًا فَلَيْسَ بِاِجَازَةٍ وَعَلَيْهِ رَدُّهٗ اِنْ كَانَ قَائِمًا فِيْ يَدِهٖ.

حل لغات: طوعا: خوشی سے۔ مکرہ: اسم مفعول جس پر زبردستی کی جائے۔

ترجمہ: اب اگر قیمت پر بخوشی قبضہ کر لے تو گویا بیع کو جائز قرار دے دیا اور اگر قبضہ کرے مجبور ہو کر تو یہ اجازت نہ ہوگی اور اس پر اس کا لوٹانا ہوگا اگر ہو اس کے پاس موجود۔

تشریح: بائع نے بیع مجبور کرنے کی وجہ سے کی اب ثمن پر قبضہ کرنے کا مرحلہ آیا تو دیکھا جائے گا کہ خوشی سے ثمن پر قبضہ کرتا ہے یا مجبوری کے درجہ میں، اگر اس کی قیمت لی بخوشی تو بخوشی قیمت لینا بیع کو نافذ کرنا اور اس سے راضی ہونا ہے اور اگر قیمت مجبور ہو کر لی تو یہ بیع کی اجازت نہ ہوگی اس صورت میں اگر ثمن اسکے پاس موجود ہو تو واپس کر دے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴/۲۸۲۸) وَاِنْ هَلَكَ الْمَبِيْعُ فِيْ يَدِ الْمُشْتَرِيْ وَهُوَ غَيْرُ مُكْرَهٍ ضَمِنَ قِيْمَتَهُ وَلِلْمُكْرَهِ اَنْ يُضَمِّنَ الْمُكْرِهَ اِنْ شَاءَ.

ترجمہ: اور اگر مبیع ہلاک ہو جائے مشتری کے پاس اور وہ مجبور کیا ہوا نہیں تھا تو ضامن ہوگا اس کی قیمت کا (بائع کے لئے) اور مجبور کئے ہوئے کو حق ہے کہ وہ ضامن بنائے مجبور کرنے والے کو اگر چاہے۔

تشریح: بائع کو کسی نے مجبور کر کے بیع کروائی اور مشتری نے اس کو بلا جبر خریدا تو مشتری کو چاہئے تھا کہ بیع توڑ کر مبیع بائع کو واپس کرے لیکن ابھی ایسا نہیں کیا تھا کہ مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہو گئی تو مشتری بائع کو اس کی قیمت کا تاوان دے گا کیونکہ مُکرَہ کی بیع فاسد ہے اور بیع فاسد میں بھی مبیع مشتری پر مضمون ہوتی ہے لیکن مُکرَہ کو یہ بھی اختیار ہے کہ جس نے اس پر زبردستی کی تھی اس سے قیمت کا تاوان لے لے اس صورت میں مکرہ مشتری سے وصول کرے گا۔

(۵/۲۸۲۹) وَاِنْ اُكْرِهَ عَلٰى اَنْ يَّاْكُلَ الْمَيْتَةَ اَوْ يَشْرَبَ الْخَمْرَ فَاُكْرِهَ عَلٰى ذٰلِكَ بِحَبْسٍ اَوْ بِضَرْبٍ اَوْ قَيْدٍ لَمْ يَحِلَّ لَهُ اِلَّا اَنْ يُكْرَهَ بِمَا يَخَافُ مِنْهُ عَلٰى نَفْسِهٖ اَوْ عَلٰى عُضْوٍ مِّنْ اَعْضَائِهٖ فَاِذَا خَافَ ذٰلِكَ وَسِعَهُ اَنْ يُقْدِمَ عَلٰى مَا اُكْرِهَ عَلَيْهِ وَلَا يَسَعُهُ اَنْ يَّصْبِرَ عَلٰى مَا تُوُعِّدَ بِهٖ فَاِنْ صَبَرَ حَتّٰى اَوْقَعُوْا بِهٖ وَلَمْ يَاْكُلْ فَهُوَ اٰثِمٌ.

حل لغات: المیتۃ مردار جمع میتات. الخمر: انگوری شراب، ہر نشیلی چیز۔ حبس: قید خانہ۔ قید، پیروں میں بیڑی ڈالنا۔ یقدم: فعل مضارع مصدر اقدام کسی کام کو کرنا۔ توعد: ماضی مجہول باب تفعیل سے دھمکی دینا۔ اوقعوا: وقع سے مشتق ہے واقع کرنا، اس کام کو کر دیا جس کی دھمکی دیا کرتا تھا۔ آثم: گناہ گار۔

ترجمہ: اور اگر مجبور کیا جائے مردار کھانے یا شراب پینے پر حبس کرنے یا مارنے یا قید کرنے کی دھمکی کے ساتھ تو جائز نہ ہوگا اس کے لئے یہ مگر یہ کہ مجبور کیا جائے ایسی دھمکی سے جس سے ڈر ہو اپنی جان یا کسی عضو کا جب اس کا ڈر ہو تو جائز ہے یہ کہ اقدام کرے اس کا جس پر مجبور کیا گیا ہے، اور گنجائش نہیں ہے اس کے لئے کہ دھمکی پر صبر کر لے اگر وہ صبر کرے یہاں تک کہ وہ کر گزرے اس کے ساتھ پھر بھی نہ کھائے تو گناہ گار ہوگا۔

تشریح: کسی نے کسی کو حرام چیزوں کے کھانے پر مجبور کیا مثلاً مردار کھانے یا شراب پینے پر مجبور کیا تو اگر قید کرنے یا تھوڑا، بہت مارنے کی دھمکی دی گئی تو اس سے ان چیزوں کے کھانے کی گنجائش نہیں ہوگی ہاں اگر قتل کرنے کی دھمکی ہو یا کسی عضو کو کاٹ لینے کی دھمکی ہو اور غالب گمان ہو کہ ایسا کر ہی ڈالے گا تب اس کے لئے گنجائش ہے کہ مردار کھالے یا شراب پی لے، پھر بھی اس نے نہ مردار کھایا نہ شراب پی، آخر مجبور کرنے والے نے قتل کر دیا یا عضو کاٹ دیا تو نہ کھانے والا گناہ گار ہو کر مرے گا۔

(۶/۲۸۳۰) وَاِذَا اُكْرِهَ عَلَى الْكُفْرِ بِاللّٰهِ تَعَالٰى اَوْ بِسَبِّ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَيْدٍ اَوْ حَبْسٍ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَوْ ضَرْبٍ لَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ اِكْرَاهًا حَتّٰى يُكْرَهَ بِاَمْرٍ يَخَافُ مِنْهُ عَلٰى نَفْسِهٖ اَوْ عَلٰى عُضْوٍ مِّنْ اَعْضَائِهٖ فَاِذَا خَافَ عَلٰى ذٰلِكَ وَسِعَهٗ اَنْ يُّظْهِرَ مَا اَمَرُوْهُ بِهٖ وَيُوَرِّيْ فَاِذَا اَظْهَرَ ذٰلِكَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ فَلَا اِثْمَ عَلَيْهِ وَاِنْ صَبَرَ حَتّٰى قُتِلَ وَلَمْ يُظْهِرِ الْكُفْرَ كَانَ مَاجُوْرًا۔

حل لغات: سب: باب نصر کا مصدر ہے، بہت گالی دینا۔ یوری: فعل مضارع، ورّی توریۃ اصل بات چھپا کر دوسری بات ظاہر کرنا ایسا جملہ کہنا جس سے مخاطب اپنے مطلب کی بات سمجھے حالانکہ قائل اس کا مطلب کچھ اور لے رہا ہے۔ ماجور: اسم مفعول ثواب دیا گیا نیک بدلہ دیا گیا۔

ترجمہ: اور اگر مجبور کیا گیا اللہ کا انکار کرنے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے پر قید کرنے یا مارنے کی دھمکی سے تو یہ اکراہ نہ ہوگا، یہاں تک کہ مجبور کیا جائے ایسی دھمکی سے کہ جس سے خوف ہو اپنی جان پر یا کسی عضو پر جب اس کا خوف ہو تو گنجائش ہے یہ کہ ظاہر کرے اس کو جس کا انہوں نے حکم کیا ہے اور توریہ کرے جب وہ یہ ظاہر کر دے اور اس کا دل ایمان سے مطمئن ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور اگر وہ صبر کرے حتی کہ قتل کر دیا جائے اور نہ ظاہر کرے کفر کو تو اس کو ثواب دیا جائے گا۔

تشریح: اگر کسی کو مار پٹائی یا قید کرنے کی دھمکی سے کلمہ کفر یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنے پر مجبور کیا گیا تو یہ اکراہ نہ ہوگا ہاں اگر کسی شخص کو کلمۂ کفر یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنے پر مجبور کیا گیا اور جان یا کوئی عضو تلف کر دینے کی دھمکی دی گئی اور غالب گمان ہے کہ مجبور کرنے والا ایسا کر ہی ڈالے گا تو اس کو زبان سے کلمۂ کفر کہنے کی اجازت ہے بشرطیکہ اس کے دل میں ایمان موجود ہو حالانکہ یہاں محرم شرک یعنی حدوث عالم اور کفر کی حرمت پر دلالت کرنے والی نصوص اور حرمت دونوں موجود ہیں۔ پس اس کے باوجود اس کو اس کی رخصت دی گئی ہے یعنی اگر کلمہ کفر زبان سے کہہ لیا تو اس پر مواخذہ نہ ہوگا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اگر یہ شخص کلمہ کفر کہنے سے رک گیا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا گیا تو اس کا حق صورۃً بھی فوت ہو جائے گا اور معنیً بھی صورۃً تو اس لئے کہ اس کی فطرت یعنی اصل ڈھانچہ ہی بگڑ جاتا ہے اور معنیً اس لئے کہ اس کی جان ختم ہو جاتی ہے البتہ کلمۂ کفر کہنے سے اللہ کا حق فوت نہیں ہوتا ہے، کیوں کہ رکن اصلی یعنی تصدیق جس کا تعلق قلب سے ہے وہ باقی رہتا ہے پس کلمہ کفر کہنے سے رک جانا عزیمت ہے حتی کہ اگر اس نے صبر کیا اور قتل ہو گیا تو یہ شخص ماجور ہوگا اور اگر ہلاکت سے بچنے کے لئے کلمہ کفر زبان سے کہہ لیا تو اس پر مواخذہ نہ ہوگا۔

(۷/۲۸۱) وَاِنْ اُكْرِهَ عَلٰى اِتْلَافِ مَالِ مُسْلِمٍ بِاَمْرٍ يَخَافُ مِنْهُ عَلٰى نَفْسِهٖ اَوْ عَلٰى عُضْوٍ مِّنْ اَعْضَائِهٖ وَسِعَهٗ اَنْ يَّفْعَلَ ذٰلِكَ وَلِصَاحِبِ الْمَالِ اَنْ يُّضَمِّنَ الْمُكْرِهَ.

ترجمہ: اور اگر مجبور کیا گیا مسلمان کے مال کو ضائع کرنے پر ایسی دھمکی سے جس سے خوف ہو جان پر یا کسی عضو پر تو جائز ہے یہ کہ کر گزرے یہ اور مال والے کے لئے جائز ہے کہ تاوان لے لے مجبور کرنے والے سے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اگر قتل نفس یا قطع عضو کی دھمکی سے کسی کو دوسرے کا مال تلف کرنے پر مجبور کیا گیا تو اس کے لئے مال تلف کرنے کی اجازت ہوگی حالانکہ یہاں محرم اور حرمت دونوں موجود ہیں دلیل یہ ہے کہ مال تلف نہ کرنے کی صورت میں مکرہ کا حق بالکلیہ فوت ہو جاتا ہے اور مال تلف کرنے کی صورت میں مالک کا حق بصورت ضمان باقی رہتا ہے لہٰذا عزیمت اگرچہ مال کا تلف نہ کرنا ہے لیکن تلف کرنے کی بھی اجازت ہوگی اور صاحب مال اپنے مال کا تاوان مُکرِہ سے لے گا نہ کہ مُکرَہ سے۔

(۸/۲۸۳۲) وَاِنْ اُكْرِهَ بِقَتْلٍ عَلٰى قَتْلِ غَيْرِهٖ لَمْ يَسَعْهُ اَنْ يُّقْدِمَ عَلَيْهِ وَيَصْبِرُ حَتّٰى يُقْتَلَ فَاِنْ قَتَلَهٗ كَانَ اٰثِمًا وَالْقِصَاصُ عَلَى الَّذِیْ اَكْرَهَهٗ اِنْ كَانَ الْقَتْلُ عَمَدًا.

ترجمہ: اور اگر مجبور کیا گیا قتل کی دھمکی سے دوسرے کو قتل کرنے پر تو اس کے لئے گنجائش نہیں ہے کہ اس کا اقدام کرے اور صبر کرے یہاں تک کہ قتل ہو جائے پھر اگر اس نے قتل کیا تو گنہگار ہوگا اور قصاص اس پر ہوگا جس نے مجبور کیا اگر قتل عمداً ہو۔

تشریح: کسی ظالم نے کسی آدمی کو قتل کی دھمکی دے کر کہا کہ اگر تم فلاں کو قتل نہیں کرو گے تو میں تم کو قتل کر دوں گا اس قتل کی دھمکی کے باوجود اس کے لئے جائز نہیں کہ فلاں کو قتل کرے بلکہ صبر کرے اور خود قتل ہو جائے اور اگر مجبور نے فلاں کو قتل کر دیا تو یہ گناہ گار ہوگا کیونکہ کسی کو ناحق قتل کرنا کسی حالت میں بھی جائز نہیں گناہ گار قتل کرنے والا بھی ہوگا اور مجبور کرنے والا بھی، آگے فرماتے ہیں کہ اگر مجبور نے جان بوجھ کر قتل کیا تو قصاص مجبور آدمی سے نہ لیا جائے گا بلکہ جس نے مجبور کیا ہے اس سے لیا جائے گا کیونکہ یہ آدمی حقیقت میں قتل نہیں کرنا چاہتا تھا اسے تو مجبور کیا ہے گویا کہ یہ دھار دار آلہ کی طرح ہو گیا اور قاعدہ ہے کہ آلہ جو استعمال کرتا ہے اسی پر قصاص ہوتا ہے۔

(۹/۲۸۳۳) وَاِنْ اُكْرِهَ عَلٰى طَلَاقِ امْرَأَتِهٖ اَوْ عِتْقِ عَبْدِهٖ فَفَعَلَ وَقَعَ مَا اُكْرِهَ عَلَيْهِ وَيَرْجِعُ عَلَى الَّذِیْ اَكْرَهَهٗ بِقِيْمَةِ الْعَبْدِ وَيَرْجِعُ بِنِصْفِ مَهْرِ الْمَرْأَةِ اِنْ كَانَ قَبْلَ الدُّخُوْلِ.

ترجمہ: اور اگر مجبور کیا گیا اپنی بیوی کو طلاق دینے یا اپنے غلام کو آزاد کرنے پر اس نے کر لیا تو واقع ہوگا وہ جس پر اس کو مجبور کیا گیا ہے اور لے گا اس سے جس نے مجبور کیا غلام کی قیمت اور بیوی کا آدھا مہر اگر طلاق صحبت سے پہلے ہو۔

تشریح: اگر بیوی کو طلاق دینے یا غلام کو آزاد کرنے پر مجبور کیا اور اس نے طلاق دے دی یا آزاد کر دیا تو ہمارے نزدیک یہ امور واقع ہو جائیں گے اب آزاد کرنے کی صورت میں مُکرَہ مُکرِہ سے غلام کی قیمت لے گا مالدار ہو یا غریب اور طلاق کی صورت میں متعین مہر کا آدھا لے گا اگر اس نے خلوت صحیحہ نہ کی ہو کیونکہ شوہر پر جو مہر واجب تھا اس کے ساقط ہونے کا احتمال تھا بایں معنی کہ عورت اپنے شوہر کے بیٹے سے زنا کا ارتکاب کر لیتی تو فرقت عورت کی جانب

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے ہوتی، لیکن جب طلاق واقع ہوگئی تو مہر مؤکد ہوگیا تو اتلاف مال مکرِہ کی جانب منسوب ہوگا اور اگر خلوت صحیحہ ہوچکی ہوتو مکرِہ سے کچھ نہیں لے سکتا کیونکہ اب مہر وطی کی وجہ سے مؤکد ہوا ہے۔

(۲۸۳۴/۱۰) وَاِنْ اُكْرِهَ عَلَى الزِّنَا وَجَبَ عَلَيْهِ الْحَدُّ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلاَّ اَنْ يُكْرِهَهُ السُّلْطَانُ وَقَالاَ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى لاَيَلْزَمُهُ الْحَدُّ.

ترجمہ: اور اگر مجبور کیا گیا زنا پر تو واجب ہوگی اس پر حد امام صاحبؒ کے نزدیک مگر یہ کہ مجبور کرے اس کو بادشاہ اور صاحبین نے فرمایا کہ حد لازم نہ ہوگی۔

تشریح: چونکہ صحبت بغیر انتشار آلہ کے نہیں ہوسکتی اور انتشار خوف کے ساتھ نہیں ہوسکتا انتشار تو اس وقت ہوتا ہے جب دل میں مزہ ہو اور نفس میں سکون ہو اب اگر کسی مرد کو زنا پر مجبور کیا گیا اور اس نے زنا کرلیا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ دل میں مزہ بھی ہے اور نفس میں سکون بھی ہے، تو سب کچھ اپنے اختیار سے کیا اس لئے اس پر حد ہوگی، برخلاف عورت کے کہ اس پر حد نہ ہوگی، کیونکہ اس سے زبردستی کرسکتا ہے اور چوں کہ امام صاحب کے نزدیک اکراہ کا ثبوت بادشاہ ہی سے متحقق ہوسکتا ہے اس لئے اگر بادشاہ نے مجبور کرکے کسی مرد سے زنا کا ارتکاب کروایا تو اس پر حد نہ ہوگی مذکورہ مسئلہ میں صاحبین کی رائے یہ ہے کہ حد لازم نہ ہوگی خواہ بادشاہ مجبور کرے یا کوئی اور کیونکہ اکراہ کا ثبوت بادشاہ کے علاوہ سے بھی ہوجاتا ہے، اس لئے یہاں شبہ ہے کہ خود سے زنا نہیں کیا اس لئے حد واجب نہ ہوگی۔

(۲۸۳۵/۱۱) وَاِذَا اُكْرِهَ عَلَى الرِّدَّةِ لَمْ تَبِنْ امْرَأَتُهُ مِنْهُ.

ترجمہ: اور اگر مجبور کیا گیا مرتد ہونے پر تو اس کی بیوی بائنہ نہ ہوگی۔

تشریح: اس سے قبل بات گذر چکی ہے کہ اگر کسی شخص کو کلمہ کفر کہنے پر مجبور کیا گیا اور اس نے صرف زبان سے کہا تو وہ اپنے اسلام پر ہی برقرار رہے گا اسی کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو مرتد ہونے پر مجبور کیا گیا تو اس کی بیوی جدا نہ ہوگی اور نہ نکاح ٹوٹے گا۔

كِتَابُ السِّيَر

(یہ کتاب جہاد کے احکام کے بیان میں ہے)

ماقبل سے مناسبت: جس طرح اکراہ میں مشقت برداشت کی جاتی ہے، اسی طرح جہاد میں بھی مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے، اس اعتبار سے کتاب الاکراہ کے بعد کتاب السیر لا رہے ہیں۔

سیر کے معنی اور مطلب: سیر (سین کے کسرہ اور یاء کے فتحہ کے ساتھ) سیرۃ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں خصلت عادت طریقہ اور جب مطلق لفظ سیرۃ بولا جاتا ہے تو عموماً اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سیرت طیبہ مراد ہوتی ہے، ابتداء میں جب لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت لکھنی شروع کی تو اس میں چونکہ اکثر حصہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی اور سرایا وغیرہ کا تھا اس لئے مغازی اور سرایا اور جہاد پر لفظ 'سیر' کا اطلاق ہونے لگا اسی مناسبت سے حضرات فقہاء اپنی کتابوں میں کتاب السیر جو لاتے ہیں اس سے مراد جہاد اور مغازی ہوتے ہیں، چنانچہ یہاں بھی کتاب السیر سے یہی مراد ہے، اور اس میں جہاد کے احکام اور اس سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات بیان کی گئی ہیں۔

جہاد کی تعریف: جہاد کے لفظی معنی تو اگرچہ کوشش اور محنت کے ہیں اور اللہ کے دین کے لئے جو کوئی محنت اور کوشش کی جائے وہ سب لغت کے اعتبار سے جہاد میں داخل ہے لیکن اصطلاح میں جہاد اس عمل کو کہا جاتا ہے جس میں کسی دشمن یا کافر کا مقابلہ کیا جائے، چاہے مقابلہ کی یہ صورت ہو کہ دشمن نے ہم پر حملہ کر دیا اور ہم اس کے حملہ کا دفاع کر رہے ہیں یا ہم خود کسی دشمن پر جا کر حملہ آور ہو رہے ہیں دونوں صورتیں جہاد میں داخل ہیں اور یہ دونوں صورتیں مشروع ہیں۔

(۱/۲۸۳۶) اَلْجِهَادُ فَرْضٌ عَلَى الْكِفَايَةِ إِذَا قَامَ بِهِ فَرِيقٌ مِّنَ النَّاسِ سَقَطَ عَنِ الْبَاقِيْنَ وَإِنْ لَّمْ يَقُمْ بِهِ أَحَدٌ أَثِمَ جَمِيْعُ النَّاسِ بِتَرْكِهِ.

ترجمہ: جہاد فرض کفایہ ہے اگر کچھ لوگ کرلیں تو ساقط ہو جائے گا باقی کے ذمہ سے اور اگر کوئی بھی نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے اس کو چھوڑنے سے۔

جہاد کا حکم

تشریح: اگر بعض لوگوں کے جہاد کرنے سے مقصد حاصل ہو جائے سب کی ضرورت نہ ہو تو جہاد فرض کفایہ ہے کہ بعض کے کر لینے سے فرضیت سب سے ساقط ہو جائے گی اور اگر سب کی ضرورت ہو مثلاً دشمن مسلمانوں پر چڑھ آیا ہو تو فرض عین ہے۔

(۲/۲۸۳۷) وَقِتَالُ الْكُفَّارِ وَاجِبٌ وَإِنْ لَّمْ يَبْدَؤُنَا.

لغت: یبدؤ: فعل مضارع باب (ف) بدأ: شروع کرنا۔

ترجمہ: اور کفار سے قتال کرنا واجب ہے اگرچہ وہ ابتداء نہ کریں۔

تشریح: کفار جنگ کی ابتداء نہ بھی کریں تب بھی ان سے قتال کرنا واجب ہے، حدیث ہے کہ مدینہ کے یہود نے سازباز کی تھی لیکن ابھی قتال شروع نہیں کیا تھا پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی جانب نکلے اور مدینہ سے نکل جانے کا اشارہ دیا، (ابوداؤد ج ۲ ص ۶۶)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳/۲۸۳۸) وَلَا يَجِبُ الْجِهَادُ عَلٰى صَبِيٍّ وَلَا عَبْدٍ وَلَا امْرَأَةٍ وَلَا اَعْمٰى وَلَا مُقْعَدٍ وَلَا اَقْطَعَ.

حل لغات: مقعد: اپاہج، قعاد کی بیماری والا ہونا۔ (قُعَاد ایک بیماری ہے جس میں آدمی چلنے پھرنے سے معذور رہتا ہے۔ اقطع: کٹے ہوئے ہاتھ والا مؤنث قطعاء جمع قُطْعٌ.

ترجمہ: اور واجب نہیں ہے جہاد بچہ، غلام، عورت اندھے اپاہج اور لولے پر۔

کن لوگوں پر جہاد واجب نہیں؟

تشریح: بچہ مرفوع القلم ہے اور اس پر کوئی عبادت واجب نہیں ہے تو جہاد بھی نہیں ہے غلام پر جہاد اس وجہ سے نہیں ہے کیوں کہ وہ آقا کی خدمت میں مشغول ہے اور آقا کا حق فرض کفایہ پر مقدم ہے اسی طرح عورت اپنے شوہر کی خدمت میں مشغول رہنے کی وجہ سے مکلف نہیں ہے، نابینا، اپاہج اور لولے پر بھی جہاد واجب نہیں ہے، کیوں کہ یہ لوگ جہاد کرنے سے عاجز ہیں۔

(۴/۲۸۳۹) فَاِنْ هَجَمَ الْعَدُوُّ عَلٰى بَلَدٍ وَجَبَ عَلٰى جَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ الدَّفْعُ تَخْرُجُ الْمَرْأَةُ بِغَيْرِ اِذْنِ زَوْجِهَا وَالْعَبْدُ بِغَيْرِ اِذْنِ الْمَوْلٰى.

حل لغات: هجم: فعل ماضی معروف باب (ن) هُجُوْمًا عَلَيْهِ: غفلت کی حالت میں اچانک آنا۔ العدو: دشمن جمع اعداء.

ترجمہ: اگر چڑھ آئے دشمن کسی شہر پر تو واجب ہے تمام مسلمانوں پر مدافعت نکلے بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر اور غلام آقا کی اجازت کے بغیر۔

جہاد کی قسموں کا بیان

تشریح: جہاد کی دو قسمیں ہیں (۱) جہاد اقدامی (۲) جہاد دفاعی۔

اگر کفار یا باغی مسلمانوں پر یکبارگی چڑھ آئیں تو ان کے مقابلہ کے لئے تمام اہل اسلام کو نکلنا ضروری اور فرض عین ہے اس کو جہاد دفاعی کہتے ہیں اس عبارت میں اسی کا بیان ہے چناں چہ مصنفؒ نے فرمایا کہ بیوی بلا اجازت شوہر اور غلام بلا اجازت آقا بھی جہاد میں شرکت کریں گے اور عام حالات میں جب کفار مسلمانوں پر دھاوانہ بولیں تو وہ جہاد اقدامی ہے، جس کا بیان مسئلہ (۱) میں گذر چکا ہے۔

(۵/۲۸۴۰) وَاِذَا دَخَلَ الْمُسْلِمُوْنَ دَارَ الْحَرْبِ فَحَاصَرُوْا مَدِيْنَةً اَوْ حِصْنًا دَعَوْهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَجَابُوْهُمْ كَفُّوْا عَنْ قِتَالِهِمْ وَاِنِ امْتَنَعُوْا دَعَوْهُمْ اِلٰى اَدَاءِ الْجِزْيَةِ فَاِنْ بَذَلُوْهَا فَلَهُمْ مَا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْهِمْ.

حل لغات: حاصروا: ماضی معروف، حاصروا حِصاراً ومحاصرةً گھیراڈال کرامداد کوروک دینا۔ حصن: محفوظ وبلند جگہ۔قلعہ،جمع حُصُوْن. اَجَابوا: قبول کرلیں۔ کفوا: رک جائیں۔ جزیة: اسلامی حکومت میں غیر مسلم پر سالانہ ٹیکس مقدار ۳ روپیہ سالانہ سے ۱۹ روپے سالانہ تک تھی، بچے عورتیں بوڑھے اور مذہبی پیشوا مستثنیٰ تھے۔بذل:خرچ کرے۔

ترجمہ: اور جب داخل ہوں مسلمان دارالحرب میں اور محاصرہ کریں کسی شہر یا قلعہ کا تو دعوت دیں ان کو اسلام کی اگر وہ مان لیں تو رک جائیں ان کے قتال سے اور اگر باز رہیں تو بلائیں ان کو ادائیگی جزیہ کی طرف اگر وہ دیدیں تو ان کے لئے وہ ہے جو مسلمانوں کے لئے ہے اور ان پر وہ ہے جو مسلمانوں پر ہے۔

کفار سے اجمالاً جنگ کرنے کا طریقہ

تشریح: اگر مسلمان کافروں کا محاصرہ کرلیں تو اولاً ان کو اسلام کی دعوت دی جائے گی اگر قبول کرلیں تو بہتر ہے کیوں کہ جہاد کا مقصد یہ ہے کہ کفر کی شوکت کو توڑا جائے اور اسلام کی شوکت قائم کی جائے اور اللہ کا حکم بلند کیا جائے تو جب وہ لوگ قتال سے پہلے ہی مسلمان ہوگئے، تو پھر قتال کرنے کی کیا ضرورت ہے، اور اگر وہ اسلام سے انکار کریں تو جزیہ دینے کے لئے کہا جائے گا بشرطیکہ وہ اہل جزیہ ہوں یعنی اہل کتاب یا آتش پرست یا عجمی بت پرست ہوں عرب کے مشرک اور مرتد نہ ہوں کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کے امراء کو اسی کا حکم فرمایا ہے، اگر وہ جزیہ دینا قبول کرلیں تو ان کا جان ومال مسلمانوں کی طرح محفوظ ہوگا اور مظلوم ہونے کی صورت میں ان کے لئے انصاف ہوگا اور ظالم ہونے کی صورت میں ان سے انتقام لیا جائے گا جیسا کہ مسلمانوں سے لیا جاتا ہے اگر وہ جزیہ دینا بھی قبول نہ کریں تو پھر اللہ کا نام لے کر ان سے قتال کیا جائے گا۔

نوٹ: دارالحرب اس حکومت کو کہتے ہیں جس کا اقتدار اعلیٰ غیر مسلموں کے ہاتھ میں ہے اور نظام حکومت چلانے میں پورا اختیار انہیں کو ہے اور اگر مسلمانوں کو کوئی عہدہ حاصل بھی ہو تو وہ اس کے ذریعہ نظام حکومت میں کوئی تبدیلی نہ کرسکتے ہوں جیسے امریکہ، برطانیہ، جرمنی، فرانس، چین، جاپان وغیرہ۔

(۶/۲۸۴۱) وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُّقَاتِلَ مَنْ لَّمْ تَبْلُغْهُ دَعْوَةُ الْاِسْلَامِ اِلَّا بَعْدَ اَنْ يَّدْعُوْهُمْ وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يَّدْعُوْا مَنْ بَلَغَتْهُ الدَّعْوَةُ اِلَى الْاِسْلَامِ وَلَا يَجِبُ ذٰلِكَ.

ترجمہ: اور جائز نہیں ہے قتال اس سے جس کو نہ پہنچی ہو اسلام کی دعوت مگر دعوت دینے کے بعد اور مستحب ہے دعوت دینا اس کو جس کو پہنچ چکی ہو اسلام کی دعوت اور یہ واجب نہیں ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قتال سے قبل دعوتِ اسلام کیا حکم رکھتا ہے؟

تشریح: فقہاء کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ قتال سے پہلے دعوت دینا ضروری ہے، لیکن جمہور فقہاء کا کہنا یہ ہے کہ دعوت دینا ضروری نہیں البتہ دعوت دینا مستحب ہے اور بعض فقہاء نے یہ تفصیل بیان کی ہے کہ اگر ان لوگوں کو پہلے دعوت پہنچ چکی ہے تب تو ان کو دعوت دینا ضروری نہیں لیکن اگر ان کو پہلے دعوت نہیں پہنچی تو پھر قتال سے پہلے ان کو دعوت دینا ضروری اور واجب ہے، اس کے بغیر قتال جائز نہیں جمہور فقہاء کا کہنا یہ ہے کہ اب دنیا کے تمام خطوں میں اسلام کی دعوت عام پہنچ چکی ہے کیوں کہ دنیا کا کوئی آدمی اب ایسا نہیں رہا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین سے بحیثیت اجمالی واقف نہ ہو، لہٰذا اب کسی بھی جگہ جہاد سے پہلے دعوت دینا شرط نہیں البتہ مستحب ہے لہٰذا دعوت دیئے بغیر بھی اگر جہاد کیا جائے گا تو وہ جائز ہوگا ناجائز نہیں ہوگا۔ ۲۸/۵/۱۴ھ بروز جمعہ سوا پانچ بجے شام۔

(۲۸۴۲/۷) فَاِنْ اَبَوْا اِسْتَعَانُوْا بِاللّٰهِ تَعَالٰی عَلَيْهِمْ وَحَارَبُوْهُمْ وَنَصَبُوْا عَلَيْهِمُ الْمَجَانِيْقَ وَحَرَّقُوْهُمْ وَاَرْسَلُوْا عَلَيْهِمُ الْمَاءَ وَقَطَعُوْا اَشْجَارَهُمْ وَاَفْسَدُوْا زُرُوْعَهُمْ.

حل لغات: اَبَوْا: ماضی باب (ف) اباءً انکار کرنا۔ المجانیق: واحد مِنجنیق ایک آلہ جس سے بڑے بڑے پتھر پھینکے جاتے تھے، سنگباری کی قدیم دستی مشین۔ ارسلو: ماضی (م) ارسال چھوڑنا۔

ترجمہ: اگر وہ انکار کردیں تو اللہ سے مدد مانگ کر ان سے لڑائی کرے اور ان پر منجنیقیں لگادیں اور ان کو جلائیں اور ان پر پانی چھوڑ دیں ان کے درختوں کو کاٹ ڈالیں ان کی کھیتیاں اجاڑ دیں۔

کفار سے تفصیلاً جنگ کے احکام

تشریح: اگر کفار جزیہ دینے سے بھی انکار کردیں تو پھر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ان سے قتال کیا جائے گا اور جنگی حکمت عملی میں ضرورت کے وقت ان پر منجنیقیں نصب کرنا ان کے گھروں کو آگ لگانا ان پر گرم پانی چھوڑنا تاکہ وہ مرجائیں یا مجبور ہوکر ہتھیار ڈال دیں عمارتوں کو گرانا اور درختوں کو کاٹنا اور ان کی کھیتیوں کو اجاڑنا سب جائز ہے، بعض حضرات اس پر اعتراض کرتے ہیں کہ پھلدار درختوں کو کیوں کاٹا جاتا ہے؟ ان کو نہیں کاٹنا چاہئے، بات دراصل یہ ہے کہ جنگ ایک ایسی حالت ہے کہ اس میں فیصلے ضرورت کے تابع ہوتے ہیں جس وقت جیسی جنگی ضرورت اور مصلحت ہے اس کے مطابق کرنا درست ہے، جب جنگ میں انسان کی جان لی جاسکتی ہے، تو پھل دار درخت کا کاٹنا تو اس سے اہون ہے، اس لئے یہ سب کام جنگ کے دوران جائز ہیں۔

31

(۲۸۴۳/۸) وَلَا بَاْسَ بِرَمْيِهِمْ وَاِنْ كَانَ فِيْهِمْ مُسْلِمٌ اَسِيْرٌ اَوْ تَاجِرٌ وَاِنْ تَتَرَّسُوْا بِصِبْيَانِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ بِالْاَسَارىٰ لَمْ يَكُفُّوْا عَنْ رَمْيِهِمْ وَيَقْصِدُوْنَ بِالرَّمْيِ الْكُفَّارَ دُوْنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

حل لغات: رَمْیٌ: تیر پھینکنا۔ اسیر: قیدی جمع اُساریٰ. تترّسوا: ماضی معروف، تترس ڈھال لگاتا یا ڈھال سے اپنے آپ کو چھپاتا۔ لم یکفوا: نفی جحد بلم کف سے مشتق ہے، نہ رکے۔

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں ان پر تیر برسانے میں اگر چہ ان میں کوئی مسلمان قیدی یا تاجر ہو اور اگر وہ ڈھال کی طرح کر لیں مسلمانوں کے بچوں یا قیدیوں کو تب بھی نہ رکیں، تیر برسانے سے، اور ارادہ کریں تیر برسانے میں کفار کا نہ کہ مسلمانوں کا۔

تشریح: مسلمان بچوں یا قیدیوں کو کفار نے پکڑ لیا اور ان کو آگے کر دیا تا کہ مسلمانوں کے تیر مسلمان بچوں یا قیدیوں کو لگیں اور کفار بچ جائیں ایسی صورت میں بھی مسلمان کفار پر تیر برساتے رہیں اور اس میں کفار کو مارنے کا ارداہ کریں تاہم اس سے مسلمان بچے یا قیدی مر جائیں تو گناہ نہیں ہے۔

(۹/۲۸۴۴) وَلَا بَأْسَ بِاِخْرَاجِ النِّسَاءِ وَالْمَصَاحِفِ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ اِذَا كَانُوْا عَسْكَرًا عَظِيْمًا يُؤْمَنُ عَلَيْهِ وَيُكْرَهُ اِخْرَاجُ ذٰلِكَ فِيْ سَرِيَّةٍ لَايُؤْمَنُ عَلَيْهَا.

حل لغات: مصاحف: مصحف کی جمع ہے، قرآن کریم۔ عسکر: جمع عساکر: لشکر۔ سریۃ: جمع سرایا دستہ، چھوٹا لشکر جس میں پانچ آدمی سے زیادہ، چار سو تک ہوں اور اہل حدیث کی اصطلاح میں وہ لشکر جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود موجود نہ ہوں بلکہ کسی صحابی کی ماتحتی میں روانہ کیا ہو۔

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں ہے، عورتوں اور قرآن کو لے جانے میں، مسلمانوں کے ساتھ جب کہ بڑا لشکر ہو، اور ان پر اطمینان ہو اور مکروہ ہے ان کو لے جانا چھوٹے لشکر میں جس میں اطمینان نہ ہو۔

سفر جہاد میں قرآن اور عورتوں کو ساتھ لے جانے کا حکم

تشریح: آدمی سفر میں جاتے وقت اپنی ضرورت کی چیزیں ساتھ لیتا ہے، مسواک، لوٹا، مصلی وغیرہ، اب ظاہر ہے تلاوت قرآن کے لئے مصحف کی ضرورت ہے، تو کیا سفر جہاد میں اپنے ساتھ مصحف لینا چاہئے، اس بارے میں حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر مسلمانوں کا بڑا لشکر ہو، تو کچھ حرج نہیں اور چھوٹے لشکر میں لے جانا خلاف احتیاط اور مکروہ ہے کہ مبادا دشمن اس کی بے حرمتی نہ کر دے۔

اسی پر عورتوں کو ساتھ لے جانے کو بھی قیاس کر لیں یہی وجہ ہے کہ جنگ بدر میں عورتوں کو ساتھ نہیں لے گئے کیونکہ وہاں توہین کا خطرہ تھا، اور جنگ احد میں عورتیں شریک ہوئیں کیونکہ وہ مدینہ سے قریب ہوئی وہاں کوئی خوف وخطرہ نہ تھا۔

(۱۰/۲۸۴۵) وَلَا تُقَاتِلُ الْمَرْأَةُ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا وَلَا الْعَبْدُ اِلَّا بِاِذْنِ سَيِّدِهٖ اِلَّا اَنْ يَهْجُمَ الْعَدُوُّ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور نہ قتال کرے عورت مگر شوہر کی اجازت سے اور نہ غلام مگر آقاء کی اجازت سے الا یہ کہ اچانک چڑھ آئیں دشمن۔

تشریح: کفار نے اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا تو اپنی اور اپنی قوم کے دفاع کے لئے بغیر شوہر کی اجازت کے عورت قتال کرے گی، اور غلام بھی بغیر آقاء کی اجازت کے قتال کرے گا البتہ عام حالات میں عورت شوہر کی اجازت کے بغیر اور غلام آقاء کی اجازت کے بغیر جہاد میں نہ جائے۔

(۱۱/۲۸۴۶) وَيَنْبَغِي لِلْمُسْلِمِيْنَ اَنْ لَّايَغْدِرُوْا وَلَا يَغُلُّوْا وَلَا يُمَثِّلُوْا وَلَا يَقْتُلُوْا امْرَأَةً وَلَا صَبِيًّا وَلَا شَيْخًا فَانِيًا وَلَا اَعْمٰى وَلَا مُقْعَدًا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدُ هٰؤُلَاءِ مِمَّنْ يَّكُوْنُ لَهٗ رَأْيٌ فِي الْحَرْبِ اَوْ تَكُوْنَ الْمَرْأَةُ مَلِكَةً وَلَا يَقْتُلُوْا مَجْنُوْنًا.

حل لغات: يغدر: فعل مضارع باب (ن، ض،س) غدراً و غدراناً عہد توڑنا۔ يغلوا: فعل مضارع باب (ن) غُلُوْلاً مال غنیمت سے چوری کرنا۔ يمثلوا باب (ن،ض) مثلاً و مثلةً ناک کان وغیرہ کاٹنا۔ ملكة: باب ضرب کا مصدر ہے، مالک ہونا۔

ترجمہ: اور مسلمانوں کو چاہئے کہ عہد نہ توڑیں نہ خیانت کریں نہ مثلہ کریں اور نہ عورت کو قتل کریں نہ بچہ کو، نہ بالکل بوڑھے کو نہ اندھے نہ اپاہج کو مگر یہ کہ ہو ان میں سے کوئی صاحب رائے جنگی معاملات میں، یا ہو عورت رانی اور نہ قتل کریں دیوانے کو۔

میدان کارزار میں کن کو قتل کرنا جائز نہیں؟

تشریح: مسلمانوں کے لئے مناسب ہے، کہ وعدہ کرنے کے بعد کفار سے عہد و پیمان نہ توڑیں، امانت میں خیانت نہ کریں، قیدیوں کے ناک کان نہ کاٹیں اسی طرح عورتوں، بچوں اور شیخ فانی ان سب کو قتل کرنا جائز نہیں فقہاء احناف نے اس کی تصریح کی ہے، مگر بعض صورتوں میں ان کا قتل جائز ہے، وہ یہ کہ عورت یا بچہ قتال میں شریک ہو یا وہ عورت مشرکین کی ملکہ ہو ایسے ہی وہ شیخ فانی جو جنگ کے معاملہ میں تجربہ کار صاحب رائے ہو اس لئے کہ منقول ہے کہ آپ نے حکم دیا تھا درید بن الصمتہ کے قتل کا غزوۂ حنین میں اس کے ذی رائے ہونے کی وجہ سے حالانکہ اس کی عمر ایک سو ساٹھ سال تھی اسی طرح اندھا، اپاہج، دیوانہ ان کو بھی قتل نہ کرے کیونکہ سب معذور ہیں۔

(۱۲/۲۸۴۷) وَاِنْ رَأَى الْاِمَامُ اَنْ يُّصَالِحَ اَهْلَ الْحَرْبِ اَوْ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ وَكَانَ فِيْ ذٰلِكَ مَصْلِحَةٌ لِّلْمُسْلِمِيْنَ فَلَا بَأْسَ بِهٖ.

ترجمہ: اور اگر مصلحت سمجھے امام اہل حرب یا ان کی کسی جماعت سے صلح کرنے میں اور ہو اس میں بہترائی مسلمانوں کی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کفار سے صلح کرنے کا بیان

تشریح: اگر مسلمانوں کے حق میں کفار سے مصالحت کرنا بہتر ہو تو صلح کر لینا جائز ہے، اگرچہ صلح مال پر ہو یعنی ان سے مال لے کر یا ان کو مال دے کر ہر صورت سے صلح کرنا جائز ہے، اور اگر مصلحت نہ ہو تو پھر جائز نہیں ہے۔

(۱۳/۲۸۴۸) فَإِنْ صَالَحَهُمْ مُدَّةً ثُمَّ رَاىٰ اَنَّ نَقْضَ الصُّلْحِ اَنْفَعُ نَبَذَ إِلَيْهِمْ وَقَاتَلَهُمْ.

لغت: نبذ الیهم: اس کا لفظی ترجمہ ہے، ان کی طرف پھینکنا اور محاوری ترجمہ ہے عہد کو دشمن کی جانب پھینک دینا یعنی عہد توڑ دینا۔

ترجمہ: اگر صلح کر لے ان سے ایک مدت کیلئے پھر سمجھے صلح توڑنا زیادہ نفع بخش تو صلح توڑ کر ان سے لڑے۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ ایک متعینہ مدت کے لئے صلح کر لی تھی پھر اگر مسلمانوں کے حق میں صلح کو توڑنا بہتر ہو تو توڑ دینا بھی درست ہے، اب اگر صلح کی مدت ابھی باقی ہو تو نقض صلح کا اعلان کر دیا جائے گا، تاکہ عہد شکنی جو کہ حرام ہے، لازم نہ آئے، قال اللہ تعالی واماتخافن من قوم خیانة فانبذ الیهم علی سواء (کسی قوم سے خیانت کا خوف ہو تو آمنے سامنے صلح توڑ دو) اور اگر صلح کی مدت گذر چکی ہو تو پھر اعلان کی ضرورت نہیں کیونکہ صلح خود ہی باطل ہوگئی۔

(۱۴/۲۸۴۹) فَإِنْ بَدَوْا بِخِيَانَةٍ قَاتَلَهُمْ وَلَمْ يَنْبِذْ إِلَيْهِمْ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ بِاتِّفَاقِهِمْ.

ترجمہ: اگر وہ پہلے خیانت کرے تو ان سے جنگ کرے اور نقض عہد کی اطلاع دینے کی ضرورت نہیں ہے جب کہ ہو یہ ان سب کے اتفاق سے۔

تشریح: کفار کے ساتھ صلح کا معاملہ تھا لیکن ان سب نے مل کر عہد توڑ دیا تو نقض صلح کا اعلان کئے بغیر ان سے قتال کیا جائے گا کیونکہ وہ لوگ خود نقض عہد کو توڑنے والے ہوگئے۔

(۱۵/۲۸۵۰) وَإِذَا خَرَجَ عَبِيْدُهُمْ إِلَى عَسْكَرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَهُمْ اَحْرَارٌ.

ترجمہ: اور جب نکل آئیں ان کے غلام مسلمانوں کے لشکر میں تو وہ آزاد ہیں۔

تشریح: اگر کفار کے غلام مسلمان ہو کر مسلمانوں کے لشکر میں آجائیں تو وہ آزاد ہو جائیں گے کیونکہ مقام طائف کے کچھ غلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسلمان ہو کر آئے تو آپ نے ان کی آزادی کا فیصلہ کیا اور فرمایا کہ یہ اللہ کے آزاد شدہ ہیں۔

(۱۶/۲۸۵۱) وَلَا بَأْسَ اَنْ يَّعْلِفَ الْعَسْكَرُ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ وَيَأْكُلُوْا مَا وَجَدُوْهُ مِنَ الطَّعَامِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَيَسْتَعْمِلُوْا الْحَطَبَ وَيَدَّهِنُوْا بِالدُّهْنِ وَيُقَاتِلُوْا بِمَا يَجِدُوْنَهُ مِنَ السِّلَاحِ كُلُّ ذٰلِكَ بِغَيْرِ قِسْمَةٍ.

حل لغات: یعلفُ: فعل مضارع باب (ض) علفا جانور کو چارہ کھلانا۔ یدھنوا: (م) ادّھان، تیل لگانا۔ الدھن: تیل اس سے وہ تیل مراد ہے جو کھایا جاتا ہے جیسے زیتون کا تیل۔

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں کہ چارہ کھلائے لشکر دارالحرب میں اور کھالیں وہ جو پائیں کھانے سے اور کام میں لائیں ایندھن اور استعمال کریں تیل اور قتال کریں اس سے جو پائیں ہتھیار یہ سب تقسیم کئے بغیر۔

تقسیم کرنے سے قبل مالِ غنیمت استعمال کرنے کا حکم

تشریح: مجاہدین دارالحرب میں چارہ، کھانا، لکڑی، تیل، ہتھیار وغیرہ تقسیم سے قبل عندالضرورت بقدر ضرورت استعمال کر سکتے ہیں، لیکن اگر کھانے پینے کی چیزوں میں کمی اور تنگی ہو تو پھر تقسیم سے قبل کسی کو بھی نہیں لینا چاہئے اور ہتھیار اگر حرب اور قتال کی ضرورت سے استعمال کئے جارہے ہیں ہوں تو جائز ہے استعمال کر سکتے ہیں۔

(۱۷/۲۸۵۲) وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّبِيْعُوْا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا وَلَا يَتَمَوَّلُوْنَهُ.

لغت: لَا يَتَمَوَّلُوْنَهُ: تمول سے مشتق ہے اپنے لئے جمع کرنا۔

ترجمہ: اور جائز نہیں یہ کہ بیچیں ان میں سے کوئی چیز اور نہ اپنے لئے ذخیرہ کریں۔

تقسیم سے قبل مالِ غنیمت کی بیع

تشریح: مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے بقدر ضرورت استعمال تو کر سکتا ہے اس میں سے اگر چہ کچھ مقدار بچ جائے کھانے کی تو اس کو اسی جگہ یعنی دارالحرب میں فروخت کر سکتے ہیں، یا نہیں؟ مسئلہ یہ ہے کہ مال غنیمت میں سے کسی شی کی بیع تقسیم سے پہلے خواہ وہ طعام یا غیر طعام جائز نہیں اور اگر کسی نے بیع کی تو ثمن کی واپسی مال غنیمت کی جانب بالاتفاق واجب ہے۔

(۱۸/۲۸۵۳) وَمَنْ اَسْلَمَ مِنْهُمْ اَحْرَزَ بِاِسْلَامِهٖ نَفْسَهٗ وَاَوْلَادَهُ الصِّغَارَ وَكُلَّ مَالٍ هُوَ فِيْ يَدِهٖ اَوْ وَدِيْعَةً فِيْ يَدِ مُسْلِمٍ اَوْ ذِمِّيٍّ.

حل لغات: احرز: فعل ماضی (م) احرازا محفوظ کرنا۔ اولادہ الصغار: اس کا عطف نفسہ پر ہے، ودیعۃ: مرفوع ہے، ھو، ضمیر پر عطف کی وجہ سے یا پھر منصوب ہے کُلّ پر عطف کی وجہ سے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور جو اسلام لائے ان میں سے تو محفوظ کرلے گا اسلام کی وجہ سے اپنی جان اپنی چھوٹی اولاد اور ہر اس مال کو جو اس کے قبضہ میں ہے یا کسی مسلمان یا ذمی کے پاس امانت ہے۔

تشریح: دارالحرب میں کفار مسلمان ہو جائیں تو وہ خود بھی آزاد ہو جائیں گے اور ان کی چھوٹی اولاد بھی آزاد سمجھی جائے گی اور قتل وغیرہ سے محفوظ ہو جائیں گے اور وہ مال جو ان کے قبضہ میں ہے، یا کسی مسلمان یا ذمی کے پاس بطور امانت ہے وہ مال غنیمت نہ ہوگا بلکہ انہیں کو دے دیا جائے گا البتہ جو مال کسی حربی کے قبضہ میں ہو وہ مال غنیمت شمار کیا جائے گا۔

(۱۹/۲۸۵۴) فَاِنْ ظَهَرْنَا عَلَى الدَّارِ فَعَقَارُهُ فَيْءٌ وَزَوْجَتُهُ فَيْءٌ وَحَمْلُهَا فَيْءٌ وَاَوْلَادُهُ الْكِبَارُ فَيْءٌ.

ترجمہ: اگر غالب آجائیں ہم اس کے گھر پر تو اس کی زمین اس کی بیوی، اس کا حمل، اور اس کی بالغ اولاد سب مال غنیمت ہے۔

تشریح: حربی مسلمان ہو جائے تو اس کی جان اس کا منقول مال اور چھوٹی اولاد تو محفوظ ہو جائیں گے لیکن اس کی زمین جو دارالحرب میں ہے وہ محفوظ نہیں ہوگی، بلکہ اگر دارالحرب پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا تو وہ زمین مال غنیمت میں شمار ہوگی، اس کی بیوی اگر ابھی تک کافرہ ہے تو وہ بھی مال غنیمت میں شمار ہوگی اس بیوی کے پیٹ میں جو حمل ہے وہ بھی ماں کے تابع ہو کر مال غنیمت میں شمار ہوگا اور اس کی بالغ اولاد بھی مال غنیمت میں شمار ہوگی۔

(۲۰/۲۸۵۵) وَلَا يَنْبَغِيْ اَنْ يُّبَاعَ السِّلَاحُ مِنْ اَهْلِ الْحَرْبِ وَلَا يُجَهَّزُ اِلَيْهِمْ.

لغت: لاینبغی: یہ یحرم کے معنی میں ہے۔ **یُجَهَّزُ**: فعل مضارع باب (تفعیل) (م) تجهیز سامان مہیا کرنا۔

ترجمہ: اور مناسب نہیں ہے (حرام ہے) یہ کہ بیچے جائیں ہتھیار اہل حرب کے ہاتھ اور نہ لیجایا جائے ان کے یہاں اسباب۔

کیا لڑائی کے دوران ہتھیار دارالحرب کی طرف بھیج سکتے ہیں؟

تشریح: جب جنگ چل رہی ہو تو ایسے حالات میں دارالحرب کی طرف کسی طرح اسلحہ کو بھیجنا، اما بطریق البیع کہ دارالحرب جانے والے کے ہاتھ کوئی مسلمان ہتھیار فروخت کرے او بطریق الھبة والمبادلة ایسا کرنا حنفیہ کے یہاں جائز نہیں، کیونکہ ان ہتھیاروں سے وہ مسلمانوں سے جنگ کریں گے تو ہتھیار بھیج کر ان کو مسلمانوں کے خلاف طاقت ور بنانا ہے، جو کہ جائز نہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۲۱/۲۸۵۶) وَلَا يُفَادیٰ بِالْاُسَارٰی عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَالَا رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی يُفَادٰی بِهِمْ اُسَارٰی الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا يَجُوْزُ الْمَنُّ عَلَيْهِمْ۔

حل لغات: يفادیٰ: مضارع مجہول مفاداۃً مصدر ہے، مال وغیرہ لے کر چھوڑ دینا۔ اساریٰ: اسیر کی جمع ہے قیدی۔ المن: احسان کرنا۔

ترجمہ: اور نہ چھوڑا جائے قیدیوں کے بدلہ امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا کہ رہا کر دیا جائے مسلمان قیدیوں کے بدلہ میں اور جائز نہیں ان پر احسان کرنا۔

کیا کفار قیدیوں کو فدیہ لے کر رہا کر سکتے ہیں؟

تشریح: فداء کی دو قسمیں ہیں: (۱) فداء الاسیر بالمال یعنی کافر قیدی کو مال لے کر چھوڑ دینا۔ (۲) فداء الاسیر بالاسیر یعنی مسلمان قیدی کے بدلہ میں جو کفار کے ہاں پھنسا ہوا ہے کافر قیدی کو چھوڑنا، حنفیہ کی ظاہر الروایت میں تو دونوں صورتیں ناجائز اور منسوخ ہیں اور صاحبین کے نزدیک دوسری قسم جائز ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جو کافر قید ہو کر مسلمانوں کے قبضہ میں آئیں ان کو از راہ احسان بغیر کسی معاوضہ کے رہا کر دینا جائز نہیں کیونکہ فتح کے بعد مجاہدین ان کے حقدار ہو گئے تو اب مفت چھوڑ دینے میں ان کی حق تلفی ہے۔

(۲۲/۲۸۵۷) وَاِذَا فَتَحَ الْاِمَامُ بَلْدَةً عَنْوَةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ قَسَّمَهَا بَيْنَ الْغَانِمِيْنَ وَاِنْ شَاءَ اَقَرَّ اَهْلَهَا عَلَيْهَا وَوَضَعَ عَلَيْهِمُ الْجِزْيَةَ وَعَلٰی اَرَاضِيْهِمُ الْخَرَاجَ۔

حل لغات: عنوۃ: عنا يعنو عنوۃً زبردستی لے لینا۔ غانمین: غانم کی جمع ہے، غنیمت حاصل کرنے والے، مجاہدین۔ خراج: زمین کا ٹیکس، وہ روپیہ جو والی ریاست بادشاہ کو دے۔

ترجمہ: اور جب فتح کرے امام کسی شہر کو طاقت سے تو اسے اختیار ہے اگر چاہے اسے تقسیم کر دے مجاہدین میں، اور اگر چاہے ان کے باشندوں کو برقرار رکھ کر ان پر جزیہ اور ان کی زمینوں پر خراج مقرر کر دے۔

تشریح: جس شہر کو حاکم مسلم بطور غلبہ فتح کرے اس کے متعلق اس کو اختیار ہے چاہے خمس نکال کر باقی کو مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر میں کیا تھا اس صورت میں وہ زمین مجاہدوں کی مملوک ہو جائے گی اور اس میں عشر ہو گا اور چاہے وہاں کے کافروں کو بطور احسان برقرار رکھے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے عراق میں کیا تھا کہ ان کے گھروں اور زمینوں کو انہیں کے تصرف میں رکھا اس صورت میں ان پر جزیہ اور خراج مقرر کیا جائے گا۔

(۲۳/۲۸۵۸) وَهُوَ فِی الْاُسَارٰی بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ قَتَلَهُمْ وَاِنْ شَاءَ اِسْتَرَقَّهُمْ وَاِنْ شَاءَ تَرَكَهُمْ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَحْرَاراً ذِمَّةً لِلْمُسْلِمِیْنَ وَلَا یَجُوْزُ اَنْ یَرُدَّھُمْ اِلٰی دَارِ الْحَرْبِ.

ترجمہ: اور قیدیوں کے بارے میں اختیار ہے اگر چاہے انہیں قتل کردے اور اگر چاہے انہیں غلام بنالے اور اگر چاہے چھوڑ دے انہیں ذمی بنا کر آزاد مسلمانوں کے لئے اور یہ جائز نہیں کہ انہیں دارالحرب کی طرف جانے دے۔

تشریح: جن کافر قیدیوں کو قید کرلیا گیا ان کے متعلق امام کو تین اختیار ہیں (۱) اگر بہت شریر ہوں تو ان کو قتل کردے تاکہ ان کی شرارت سے بچ سکیں۔ (۲) چاہے ان کو غلام بنا کر رکھے کیونکہ اس صورت میں دفع شر کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی کامل منفعت ہے۔ (۳) چاہے ان کو آزاد ذمی بنا کر چھوڑ دے جیسا کہ حضرت عمر نے کیا تھا بشرطیکہ وہ مشرکین عرب اور مرتدین نہ ہو کہ ان کا ذمی ہونا جائز نہیں، آگے فرماتے ہیں کہ ان کافر قیدیوں کو یوں ہی دارالحرب کی جانب واپس کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ پھر وہ اور مضبوط ہو جائیں گے اور دوبارہ جنگ کریں گے۔

(۲۸۵۹/۲۴) وَاِذَا اَرَادَ الْاِمَامُ الْعَوْدَ اِلٰی دَارِ الْاِسْلَامِ وَمَعَهٗ مَوَاشٍ فَلَمْ یَقْدِرْ عَلٰی نَقْلِھَا اِلٰی دَارِ الْاِسْلَامِ ذَبَحَھَا وَحَرَّقَھَا وَلَا یَعْقِرُھَا وَلَا یَتْرُکُھَا.

حل لغات: مواش: ماشیۃ کی جمع ہے، مویشی (بیل، بکری، اونٹ)۔

یعقر: فعل مضارع، باب (ض) عقراً کونچیں کاٹنا۔ ایڑی کے اوپر سے پاؤں کے پٹھے کا شا قدم کاٹ ڈالنا، لولا بنادینا۔

ترجمہ: اور جب واپس آنا چاہے امام دارالاسلام کی طرف اور اس کے ساتھ مویشی ہوں جن کو نہ لا سکے دارالاسلام میں تو ان کو ذبح کر کے جلا دے نہ کونچیں کاٹے نہ یوں ہی چھوڑے۔

کفار کے جانوروں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

تشریح: اگر مال غنیمت میں کچھ مویشی ہوں اور ان کو دارالاسلام میں لانا مشکل ہو تو ان کو ذبح کر کے جلا دیا جائے تاکہ حربی اس سے فائدہ نہ اٹھا سکیں امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ ذبح بھی نہ کرے بلکہ بغیر ذبح کئے دارالحرب میں ہی چھوڑ دیئے جائیں، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے علاوہ کسی اور غرض سے بکری کو ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ کسی غرض صحیح کے پیش نظر جانور کو ذبح کرنا جائز ہے اور دشمن کی شان وشوکت توڑنے سے زیادہ صحیح غرض اور کیا ہوسکتی ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ جانور کی کونچیں بھی نہ کاٹے کہ یہ مثلہ ہے اور مثلہ حرام ہے اور ان کو ویسے ہی نہ چھوڑے کیونکہ کفار فائدہ اٹھائیں گے۔

(۲۸۶۰/۲۵) وَلَا یُقَسِّمُ غَنِیْمَةً فِیْ دَارِ الْحَرْبِ حَتّٰی یُخْرِجَھَا اِلٰی دَارِ الْاِسْلَامِ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور تقسیم نہ کرے غنیمت دار الحرب میں یہاں تک کہ نکال لائے اس کو دار الاسلام میں۔

تشریح: دار الحرب میں مال غنیمت تقسیم کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ امام کے پاس بار برداری کا کوئی انتظام نہ ہو اور اس غرض سے وہ بطور امانت مجاہدین پر تقسیم کردے تاکہ اس بہانے سے وہ دار الاسلام میں پہنچ جائے اور وہاں پھر از سر نو تقسیم ہونا جائز ہے۔

(۲۸۶۱/۲۶) وَالرِّدْءُ وَالْمُقَاتِلُ فِي الْعَسْكَرِ سَوَاءٌ.

حل لغت مع ترکیب: ردء: راء کے کسرہ اور دال کے سکون کے ساتھ مددگار اور راء کے فتحہ کے ساتھ مصدر ہے، ردء مبتدا ہے، اور 'المقاتل' اس پر عطف ہے، اور 'فی العسکر' دونوں کا ظرف واقع ہے، سواء، خبر ہے، قیاس کے اعتبار سے، سَوَاءَ ان، آنا چاہئے تھا لیکن مفرد کے ساتھ بھی مستعمل ہے۔

ترجمہ: مددگار اور قتال کرنے والا لشکر میں برابر ہے۔

تشریح: کچھ مجاہدین باقاعدہ جنگ کر رہے ہیں اور کچھ ان کی مدد کر رہے ہیں تو مال غنیمت میں دونوں کا حصہ برابر ہے، کیونکہ جنگ میں ایسا ہی ہوتا ہے کہ بعض لڑتے ہیں اور بعض ان کی مدد کرتے ہیں۔

(۲۸۶۲/۲۷) وَاِذَا لَحِقَهُمُ الْمَدَدُ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ قَبْلَ اَنْ يُخْرِجُوْا الْغَنِيْمَةَ اِلٰى دَارِ الْاِسْلَامِ شَارَكُوْهُمْ فِيْهَا.

لغت: المدد: کمک، وہ فوج جو لڑائی میں مدد کے لئے بھیجی جائے۔

ترجمہ: اور جب پہنچے ان کو مدد دار الحرب میں قبل اس کے کہ لائیں وہ غنیمت دار الاسلام میں تو کمک والے شریک ہوں گے غنیمت میں۔

تشریح: ایک لشکر پہلے سے دار الحرب میں جنگ کر رہا تھا جنگ ختم ہونے کے بعد مال غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے مجاہدین کی دوسری جماعت ان کی مدد کے لئے پہنچ گئی تو ان کو بھی مال غنیمت میں برابر کا حصہ ملے گا۔

(۲۸۶۳/۲۸) وَلَا حَقَّ لِاَهْلِ سُوْقِ الْعَسْكَرِ فِي الْغَنِيْمَةِ اِلَّا اَنْ يُقَاتِلُوْا.

لغت: اهل السوق: بازار والے دوکاندار۔

ترجمہ: اور کوئی حق نہیں لشکر کے بازار والوں کا غنیمت میں مگر یہ کہ وہ بھی قتال کریں۔

تشریح: لشکر میں جو لوگ بازاری ہوں ان کو مال غنیمت میں حصہ نہیں ملے گا کیونکہ ان کا وہاں جانا قتال کی نیت سے نہیں ہے بلکہ اپنی دوکان لگا کر تجارت کرنا ہے، ہاں اگر وہ کفار سے قتال کریں تو بے شک شریک ہوں گے۔

(۲۸۶۴/۲۹) وَاِذَا اٰمَنَ رَجُلٌ حُرٌّ وَامْرَاَةٌ حُرَّةٌ كَافِرًا اَوْ جَمَاعَةً اَوْ اَهْلَ حِصْنٍ اَوْ مَدِيْنَةٍ صَحَّ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَمَانُهُمْ وَلَمْ يَجُزْ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَتْلُهُمْ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ مَفْسَدَةٌ فَيَنْبِذُ اِلَيْهِمُ الْاِمَامُ.

ترجمہ: اور جب امن دے دے آزاد مرد یا آزاد عورت کسی کافر کو یا ایک جماعت کو یا اہل قلعہ کو یا اہل شہر کو تو صحیح ہے ان کا امن دینا اور اب جائز نہ ہوگا کسی مسلمان کے لئے ان کو قتل کرنا مگر یہ کہ اس میں کوئی خرابی ہو تو امام ان کے امن کو توڑ دے۔

مشرکین کو امن دینے کا بیان

تشریح: اگر کوئی مسلمان آزاد مرد، یا آزاد عورت کسی کافر کو یا ان کی ایک جماعت کو یا اہل قلعہ کو یا اہل شہر کو امان دے دے تو سارے مسلمانوں کی جانب سے امن سمجھا جائے گا اب کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ اس کو قتل کرے پھر امن دینے والے کا عادل ہونا بھی ضروری نہیں بلکہ اگر امن دینے والا فاسق یا نابینا، یا شیخ فانی ہو یا وہ بچہ اور غلام ہو جن کو لڑنے کی اجازت ہو تو ان کا امن دینا بھی صحیح ہے، ہاں اگر امن دینے میں کوئی خرابی ہو تو امام باضابطہ ان کے امن کو توڑ سکتا ہے پھر اس کے ساتھ جو معاملہ ہو کیا جائے۔

(۲۸۶۵/۳۰) وَلَا يَجُوْزُ اَمَانُ ذِمِّيٍّ وَلَا اَسِيْرٍ وَلَا تَاجِرٍ يَدْخُلُ عَلَيْهِمْ.

ترجمہ: اور جائز نہیں ذمی، قیدی، اور ایسے تاجر کا امن دینا جو ان کے یہاں جاتا ہو۔

تشریح: دارالاسلام میں کوئی کافر جزیہ دے کر مستقل رہتا ہے وہ ذمی ہے اس نے کسی حربی کافر کو امن دے دیا تو امن دینا باطل ہے، کیونکہ مسلمانوں پر ذمی کو کوئی ولایت حاصل نہیں ہے، اسی طرح کوئی مسلمان ان کے ہاتھوں میں قید ہو اور وہ کسی حربی کو امان دے دے تو اس کے امان کا بھی اعتبار نہیں ہے، کیونکہ وہ خود ان کی امان میں ہے، یا مسلمان تجارت کرنے کے لئے دارالحرب جاتا ہو وہ تاجران سے متأثر ہو کر یا سامان چھیننے کے خوف سے امن دے دے تو اس کا امن دینا بھی درست نہیں ہے۔

(۲۸۶۶/۳۱) وَلَا يَجُوْزُ اَمَانُ الْعَبْدِ الْمَحْجُوْرِ عَلَيْهِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا اَنْ يَّأْذَنَ لَهُ مَوْلَاهُ فِي الْقِتَالِ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى يَصِحُّ اَمَانُهُ.

ترجمہ: اور جائز نہیں مجور علیہ (جس کو قتال کی اجازت نہ ہو) غلام کا امن دینا امام صاحبؒ کے نزدیک مگر یہ کہ اجازت دے دے اس کا آقا اس کو لڑنے کی اور فرمایا صاحبینؒ نے کہ اس کا امن دینا صحیح ہے۔

تشریح: جس غلام کو قتال کی اجازت نہیں اس کا امان دینا بھی صحیح نہیں ہے، صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک صحیح ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **ذمة المسلمين واحدة يسعى بها ادنا هم.** سب مسلمانوں کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذمہ ایک ہے ادنیٰ آدمی بھی اس کو پوری کرنے کی کوشش کریگا امام صاحب فرماتے ہیں کہ معنوی حیثیت سے امان دینا بھی جہاد ہے، اور غلام قتال سے روک دیا گیا ہے، تو وہ امان کے سلسلہ میں بھی مجبور ہوگا۔

(۳۲/۲۸۶۷) وَاِذَا غَلَبَ التُّرْكُ عَلَى الرُّوْمِ فَسَبُوْهُمْ وَاَخَذُوْا اَمْوَالَهُمْ مَلَكُوْهَا.

حل لغات: الترك: ترکی کی جمع ہے، ایک ملک ہے جو پہلے دارالحرب تھا اب دارالاسلام ہوگیا ہے۔
روم: رومی کی جمع ہے، ایک ملک کا نام ہے جو ابھی تک دارالحرب ہے، متن میں کفار ترک اور کفار رومی مراد ہیں۔
ترجمہ: اور جب غالب آجائیں ترکی رومیوں پر پھر ان کو قید کرلیں اور ان کا مال لے لیں تو وہ مالک ہو جائیں گے۔

غلبۂ کفار کا بیان

تشریح: چونکہ زمانہ سابق میں ترکستان دارالحرب تھا اس اعتبار سے صاحب کتاب کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ایک دارالحرب کے لوگ دوسرے دارالحرب کے لوگوں پر غالب آجائیں اور ان کو قید کرلیں اور ان کے مال پر قبضہ کرلیں تو وہ اس کے مالک ہوجائیں گے اسی طرح رومی ترکیوں پر غالب آجائیں تو بھی یہی حکم ہے۔

(۳۳/۲۸۶۸) وَاِنْ غَلَبْنَا عَلَى التُّرْكِ حَلَّ لَنَا مَانَجِدُهٗ مِنْ ذٰلِكَ.

ترجمہ: اور اگر ہم غالب آجائیں ترکیوں پر تو حلال ہوگا ہمارے لئے جو کچھ ہم پائیں اس میں سے۔
تشریح: اہل اسلام نے حملہ کر کے ترکیوں پر غلبہ حاصل کرلیا تو ترک والوں کا مال جو ہمارے ہاتھ میں آئے ہم اس کے مالک بن جائیں گے کیونکہ وہ سب مال غنیمت ہے، اور مال غنیمت مسلمانوں کی ملکیت ہوتی ہے اس لئے ترکیوں کا اپنا مال ہو یا وہ مال ہو جو انہوں نے رومیوں سے حاصل کیا ہے، دونوں پر مسلمانوں کی ملکیت ہوجائے گی۔

(۳۴/۲۸۶۹) وَاِذَا غَلَبُوْا عَلٰى اَمْوَالِنَا وَاَحْرَزُوْهَا بِدَارِهِمْ مَلَكُوْهَا.

لغت: احرز: جمع کرنا ایک ملک سے دوسرے ملک میں مال لے جانا۔
ترجمہ: اور اگر وہ ہمارے مال پر غالب آجائیں اور دارالحرب میں لے جائیں تو وہ اس کے مالک ہوجائیں گے۔
تشریح: کافر اگر مسلمان کے مال پر تسلط اور غلبہ پاکر اس کو اپنے قبضہ میں کرلے تو امام شافعیؒ کے نزدیک کافر اس مال کا مالک نہ ہوگا کیونکہ کافر کا مسلمان کے مال پر غلبہ حاصل کر کے اس کو دارالحرب میں محفوظ کرلینا فعل حرام ہے، اور مال کا مالک ہونا امر مشروع اور نعمت ہے اور فعل حرام کسی امر مشروع کا سبب نہیں ہوتا ہے اس لئے مسلمان کے مال پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غلبہ پانے کی وجہ سے کافر اس مال کا مالک نہ ہوگا، ہمارے نزدیک اسی قبضہ کی وجہ سے کافر مسلمان کے مال کا مالک ہوجائے گا، کیونکہ مہاجرین جو مکۃ المکرمہ میں مالدار تھے اپنا مال مکہ میں چھوڑ کر مدینہ منورہ کی جانب ہجرت کرنے اور مدینہ میں مقیم ہونے کی وجہ سے ان کو فقراء کہا گیا ہے، اس لئے کہ ان کا جو مال مکہ میں رہ گیا تھا اس پر کفار مکہ نے قبضہ کرلیا تھا اور قبضہ پانے کی وجہ سے وہ اس کے مالک ہوگئے تھے، پس اگر کفار مکہ مسلمانوں کے مال پر تسلط پانے کے باوجود اس کے مالک نہ ہوتے بلکہ مسلمان ہی اس کے مالک رہتے تو محض ہجرت کرنے سے ان کو فقراء نہ کہا جاتا مہاجرین کو فقراء کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ کفار مکہ مسلمانوں کے مال پر تسلط پاکر اس کے مالک ہوگئے ہیں۔ (نور الانوار)

(۲۸۷۰/۳۵) فَإِنْ ظَهَرَ عَلَيْهَا الْمُسْلِمُوْنَ فَوَجَدُوْهَا قَبْلَ الْقِسْمَةِ فَهِيَ لَهُمْ بِغَيْرِ شَيْءٍ وَإِنْ وَجَدُوْهَا بَعْدَ الْقِسْمَةِ اَخَذُوْهَا بِالْقِيْمَةِ اِنْ اَحَبُّوْا۔

ترجمہ: پھر اگر اس پر مسلمان غالب آجائیں اور وہ مال پائیں تقسیم سے پہلے تو وہ انہیں کا ہے بغیر کسی عوض کے اور اگر پائیں اس کو تقسیم کے بعد تو لیں اسے قیمت کے بدلہ اگر چاہیں۔

تشریح: کافروں نے مسلمانوں کے مال پر قبضہ کرلیا تھا اب مسلمانوں نے دوبارہ حملہ کرکے مال واپس لے لیا تو اس بات پر تو سب ائمہ کا اتفاق ہے کہ اگر تقسیم غنیمت سے پہلے یہ معلوم ہوجائے کہ اس میں فلاں چیز فلاں مسلمان کی ہے، تو اس صورت میں اس مال کو اس مسلم کی جانب واپس کردیا جائے گا اور اس کے بدلہ اس سے کچھ نہیں لیا جائے گا اور اگر اس بات کا علم تقسیم غنیمت کے بعد ہو تو اس صورت میں حنفیہ و مالکیہ کہتے ہیں کہ تقسیم ہوکر جس کے قبضہ میں گیا اس کو قیمت دے کر اپنی چیز لے، اور اگر قیمت دے کر نہ لینا چاہے تو نہ لے، اور شوافع کے نزدیک بعد القسمۃ بھی اس مسلم کی جانب واپس کردیا جائے گا ان کے نزدیک اس مال کو مال غنیمت قرار دینا ہی صحیح نہیں۔

(۲۸۷۱/۳۶) وَاِنْ دَخَلَ دَارَ الْحَرْبِ تَاجِرٌ فَاشْتَرٰى ذٰلِكَ فَاَخْرَجَهٗ اِلٰى دَارِ الْاِسْلَامِ فَمَالِكُهُ الْاَوَّلُ بِالْخِيَارِ اِنْ شَاءَ اَخَذَهٗ بِالثَّمَنِ الَّذِيْ اشْتَرَاهُ بِهِ التَّاجِرُ وَاِنْ شَاءَ تَرَكَهٗ۔

ترجمہ: اور اگر داخل ہوا دار الحرب میں کوئی تاجر اور وہ مال خرید کر دار الاسلام میں لے آیا تو اس کے پہلے مالک کو اختیار ہے اگر چاہے لے اس قیمت کے بدلہ جس سے خریدا ہے تاجر نے اور اگر چاہے تو چھوڑ دے۔

تشریح: حربی کافر مسلمانوں کا مال دار الحرب لے گئے اگر کوئی تاجر اس مال کو حربیوں سے خرید کر دار الاسلام لے آیا تو مالک اول کو دو اختیار ہیں (۱) جتنی قیمت دے کر تاجر لایا ہے اتنی قیمت تاجر کو دے کر اپنا مال لے لے۔ (۲) اگر قیمت دے کر لینا نہیں چاہتا ہے تو چھوڑ دے، کیونکہ تاجر سے مفت لینے میں اس کا نقصان ہے۔

(۲۸۷۲/۳۷) وَلَا يَمْلِكُ عَلَيْنَا اَهْلُ الْحَرْبِ بِالْغَلَبَةِ مُدَبَّرِيْنَا وَاُمَّهَاتِ اَوْلَادِنَا وَمُكَاتَبِيْنَا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَاَحْرَارَنَا وَنَمْلِكُ عَلَيْهِمْ جَمِيْعَ ذٰلِكَ.

ترجمہ: اور مالک نہیں ہوں گے اہل حرب ہم پر غالب آکر ہمارے مدبروں اور ام ولدوں مکاتبوں اور آزادوں کے اور ہم ان سب کے مالک ہو جائیں گے۔

تشریح: دونوں مسئلوں میں وجہ فرق یہ ہے کہ غلبہ سے ملکیت اس وقت ثابت ہوتی ہے جب وہ مباح مال پر ہو اور آزاد آدمی مباح مال نہیں بلکہ وہ آزادی کی وجہ سے معصوم ہوتا ہے نیز مکاتب وغیرہ میں بھی ایک قسم کی آزادی ہوتی ہے لہٰذا یہ غلام نہیں ہو سکتے اور ان کے مکاتب وغیرہ ہمارے لئے مباح ہیں اور مباح پر غلبہ حاصل ہونا سبب ملک ہے تو ہم مالک ہو جائیں گے۔

(۲۸۷۳/۳۸) وَاِذَا اَبَقَ عَبْدُ الْمُسْلِمِ فَدَخَلَ اِلَيْهِمْ فَاَخَذُوْهُ لَمْ يَمْلِكُوْهُ عِنْدَ اَبِىْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَا مَلَكُوْهُ.

ترجمہ: اور جب بھاگ جائے مسلمان کا غلام پھر چلا جائے ان کے یہاں اور وہ اسے پکڑ لیں تو وہ اس کے مالک نہ ہوں گے امام صاحبؒ کے نزدیک اور فرمایا صاحبینؒ نے کہ مالک ہو جائیں گے۔

تشریح: اگر کسی مسلمان کا غلام کفار کی طرف از خود بھاگ کر چلا جائے اور کفار اسے پکڑ لیں تو امام صاحب فرماتے ہیں کہ کفار اس کے مالک نہیں ہوتے بظاہر اس وجہ سے کہ یہاں استیلاء کہاں پایا گیا اس لئے کہ وہ غلام تو از خود بھاگ کر گیا تھا لہٰذا استیلاء کا ضابطہ اس پر نافذ نہیں ہوگا اور صاحبین کے نزدیک کفار اس قسم کے غلام کے مالک ہو جاتے ہیں جس طرح اور دوسری قسم کے مال کے مالک ہو جاتے ہیں۔

(۲۸۷۴/۳۹) وَاِنْ نَدَّ اِلَيْهِمْ بَعِيْرٌ فَاَخَذُوْهُ مَلَكُوْهُ.

لغت: ندَّ: ماضی باب (ض) ندًّا اونٹ کا بدک کر بھاگ جانا۔

ترجمہ: اور اگر کوئی اونٹ بدک کر ان کے یہاں چلا جائے اور وہ اسے پکڑ لیں تو وہ مالک ہو جائیں گے۔

تشریح: جنگ کے دوران مسلمانوں کا کوئی اونٹ بدک کر کفار کی جانب چلا گیا تو وہ اس کے مالک ہو جائیں گے۔

(۲۸۷۵/۴۰) وَاِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْاِمَامِ حَمُوْلَةٌ يَحْمِلُ عَلَيْهَا الْغَنَائِمَ قَسَمَهَا بَيْنَ الْغَانِمِيْنَ قِسْمَةَ اِيْدَاعٍ لِيَحْمِلُوْهَا اِلٰى دَارِ الْاِسْلَامِ ثُمَّ يَرْتَجِعُهَا مِنْهُمْ فَيَقْسِمُهَا.

حل لغات: حمولة: حاء کے فتحہ کے ساتھ بار برداری کا جانور جمع حَمُوْلَات. ایداع: مصدر ہے، کہا جاتا ہے اودعه الشئ کسی کے پاس امانت رکھنا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور جب نہ ہو امام کے پاس سواری جس پر لاد دے مال غنیمت تو تقسیم کر دے اس کو مجاہدوں میں بطور امانت تاکہ وہ لے آئیں اسے دارالاسلام میں پھر ان سے واپس لے کر تقسیم کرے۔

غنیمت کے باقی احکام

تشریح: امام کے پاس اتنے جانور نہیں ہیں کہ ان پر سارا مال غنیمت لاد کر دارالاسلام لا سکے ایسی صورت میں مال غنیمت امانت کے طور پر تھوڑا تھوڑا کر کے مجاہدین کو دیدے تاکہ وہ اپنے جانوروں پر لاد کر دارالاسلام تک لے آئیں جب دارالاسلام لے آئیں تو امام تمام مال جمع کر کے ہر مجاہد کو اس کے حصہ کے مطابق تقسیم کر کے دے دے۔

(۲۸۷۶/۴۱) وَلَا يَجُوْزُ بَيْعُ الْغَنَائِمِ قَبْلَ الْقِسْمَةِ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ.

ترجمہ: اور جائز نہیں مال غنیمت کو بیچنا تقسیم سے پہلے دارالحرب میں۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ مال غنیمت میں سے کسی شی کی بیع قبل القسمۃ خواہ طعام ہو یا غیر طعام جائز نہیں اور اگر کسی نے بیع کی تو رد الثمن الی الغنیمۃ بالاتفاق واجب ہے۔

(۲۸۷۷/۴۲) وَمَنْ مَاتَ مِنَ الْغَانِمِيْنَ فِيْ دَارِ الْحَرْبِ فَلَا حَقَّ لَهٗ فِي الْقِسْمَةِ.

ترجمہ: اور جو شخص مر جائے مجاہدوں میں سے دارالحرب میں تو اس کا کوئی حق نہیں تقسیم میں۔

تشریح: اگر لڑائی کے دوران کوئی آدمی شہید ہو گیا تو اس کو مال غنیمت میں سے حصہ نہیں ملے گا، کیوں کہ دارالاسلام میں احراز کے بعد مجاہد مال غنیمت کا مالک ہوتا ہے اس لئے اس سے پہلے جو انتقال کر جائے اس کو مال غنیمت میں سے حصہ نہیں ملے گا۔

(۲۸۷۸/۴۳) وَمَنْ مَاتَ مِنَ الْغَانِمِيْنَ بَعْدَ اِخْرَاجِهَا اِلٰى دَارِ الْاِسْلَامِ فَنَصِيْبُهٗ لِوَرَثَتِهٖ.

ترجمہ: اور جو مجاہد مر جائے وہاں سے لے آنے کے بعد دارالاسلام تک تو اس کا حصہ اس کے ورثاء کا ہوگا۔

تشریح: دارالاسلام میں مال غنیمت جمع کیا اس کے بعد کسی مجاہد کا انتقال ہوا تو اس کو غنیمت میں سے حصہ ملے گا اور یہ حصہ اس کے ورثاء کو دے دیا جائے گا۔

(۲۸۷۹/۴۴) وَلَابَأْسَ بِاَنْ يُّنَفِّلَ الْاِمَامُ فِيْ حَالِ الْقِتَالِ وَيُحَرِّضَ بِالنَّفْلِ عَلَى الْقِتَالِ فَيَقُوْلَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا فَلَهٗ سَلَبُهٗ اَوْ يَقُوْلَ لِسَرِيَّةٍ قَدْ جَعَلْتُ لَكُمُ الرُّبْعَ بَعْدَ الْخُمُسِ.

حل لغات: یحرض: فعل مضارع (م) تحریضا ابھارنا۔ نفل: حصہ سے زائد دینا۔ سلب: چھینی ہوئی چیز جمع اسلاب، یہاں مراد ہے کافر مقتول کے ساتھ جو سامان ہوتا ہے لباس، ہتھیار سواری۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں کہ امام جنگ کی حالت میں انعام کا وعدہ کرے اور ابھارے انعام کے ذریعہ قتال پر اور کہے کہ جو جس کو قتل کرے گا تو مقتول کا ساز وسامان اسی کا ہے یا کہے کسی دستہ سے کہ میں نے کردی ہے تمہارے لئے چوتھائی خمس کے بعد۔

تشریح: مال غنیمت میں حصہ کے علاوہ مزید انعام دے کر مجاہدین کو قتل پر ابھارنا جائز ہے اور لوگوں کو قتال پر اکسانے کے لئے امام یہ کہہ سکتا ہے کہ جو شخص کسی کافر کو قتل کرے تو اس کا سب ساز وسامان اسی کو دیا جائے گا یا کسی دستہ کے متعلق کہہ دے کہ جتنا مال غنیمت میں لاؤ گے اس میں سے خمس نکالنے کے بعد جو بچے گا اس میں سے چوتھائی تم لوگوں کو انعام دیں گے، اس کے بعد اس کو مال غنیمت کے طور پر لشکر میں تقسیم کریں گے یہاں ایک اختلافی مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ مقتول کا سلب جو قاتل کو دیا جاتا ہے یہ من حیث الاستحقاق ہے یا من حیث التنفیل ؟ امام شافعیؒ واحمدؒ کے نزدیک من حیث الاستحقاق ہے یعنی امام کی رائے اور اس کی عطاء پر موقوف نہیں وہ اسی کا اپنا حق ہے اور وہ جو حدیث میں آتا ہے من قتل الخ ان دونوں اماموں کے نزدیک یہ کوئی وقتی فیصلہ اور انعام نہیں ہے بلکہ قاعدہ کلیہ کے طور پر ہے امام ابوحنیفہؒ و مالکؒ کے نزدیک سلب از قبیل تنفیل ہے یعنی امام کی طرف سے کسی مجاہد کو اس کے کارنامہ پر بطور حصہ زائدہ اور انعام کے دیا جاتا ہے، لہٰذا اگر امام کی جانب سے اعلان ہوا ہے من قتل الخ تب اس کے لئے ہوگا ورنہ نہیں۔

(۲۸۸۰/۴۵) وَلَا يُنَفَّلُ بَعْدَ اِحْرَازِ الْغَنِيْمَةِ اِلَّا مِنَ الْخُمُسِ.

ترجمہ: اور انعام نہ دے غنیمت جمع کرنے کے بعد مگر خمس سے۔

تشریح: لڑائی ختم ہوگئی لوگوں نے مال غنیمت بھی جمع کرلیا اب اس میں سے کسی کو انعام دینا جائز نہیں ہے اور اگر دینا ہی ہے تو پورے مال غنیمت میں سے جو پانچواں حصہ خمس نکالا ہے اس میں سے انعام دے۔

(۲۸۸۱/۴۶) وَاِذَا لَمْ يَجْعَلِ السَّلَبَ لِلْقَاتِلِ فَهُوَ مِنْ جُمْلَةِ الْغَنِيْمَةِ وَالْقَاتِلُ وَغَيْرُهُ فِيْهِ سَوَاءٌ.

ترجمہ: اور جب نہ کیا ہو مقتول کا سامان قاتل کے لئے تو وہ منجملہ غنیمت کے ہوگا جس میں قاتل وغیرِ قاتل برابر ہوں گے۔

تشریح: اگر امام نے مزید انعام دینے کا اعلان کیا تب تو مقتول کا ساز وسامان قاتل کے لئے ہوگا اور اگر یہ اعلان نہیں کیا تو مقتول کا ساز وسامان قاتل کے لئے نہیں ہوگا اس کو مال غنیمت میں شامل کردیا جائے گا اور اس میں قاتل وغیرِ قاتل سب کا حصہ برابر ہوگا کیونکہ اس مال کو پورے لشکر کی طاقت سے لیا گیا ہے۔

(۲۸۸۲/۴۷) وَالسَّلَبُ مَا عَلَى الْمَقْتُوْلِ مِنْ ثِيَابِهٖ وَسَلَاحِهٖ وَمَرْكَبِهٖ.

ترجمہ: اور سلب وہ ہے جو ہو مقتول پر اس کے کپڑوں ہتھیاروں اور سواری سے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: اس عبارت میں صاحب کتاب یہ بتلا رہے ہیں کہ سلب کا مصداق مقتول کا کون کون سا سامان ہے چنانچہ فرمایا کافر مقتول کے ساتھ جو سامان ہوتا ہے لباس ہتھیار سواری وغیرہ ہتھیار کا سلب سے ہونا اجماعی ہے اور فرس ودابہ بھی ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سلب میں داخل ہے البتہ امام احمد سے اس میں دو روایتیں ہیں۔

(۲۸۸۳/۴۸) وَإِذَا خَرَجَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ دَارِ الْحَرْبِ لَمْ يَجُزْ اَنْ يَّعْلِفُوْا مِنَ الْغَنِيْمَةِ وَلَا يَأْكُلُوْا مِنْهَا شَيْئًا وَمَنْ فَضَلَ مَعَهٗ عَلَفٌ اَوْ طَعَامٌ رَدَّهٗ إِلَى الْغَنِيْمَةِ.

ترجمہ: اور جب نکل چکیں مسلمان دارالحرب سے تو جائز نہیں یہ کہ چارہ کھلائیں غنیمت سے اور نہ یہ کہ خود کھائیں اس میں سے کچھ اور جس کے پاس بچ جائے کچھ چارہ یا کھانا تو واپس کر دے اس کو غنیمت میں۔

تشریح: جب تک مجاہدین دارالحرب میں ہیں تو کھانا وغیرہ عندالضرورت بقدر ضرورت استعمال کر سکتے ہیں لیکن جب دارالحرب سے باہر چلے گئے تو اب اس میں سے استعمال نہیں کر سکتے اب جو باقی بچا ہے اس کو بھی مال غنیمت میں شامل کرے کیونکہ دارالحرب سے نکلنے کے بعد یہ مال سب مجاہدین کا ہو گیا اس لئے مجاہدین میں تقسیم کر کے ہر آدمی اپنا اپنا حصہ استعمال کرے۔

(۲۸۸۴/۴۹) وَيُقَسِّمُ الْإِمَامُ الْغَنِيْمَةَ فَيُخْرِجُ خُمْسًا وَيُقَسِّمُ الْأَرْبَعَةَ الْأَخْمَاسَ بَيْنَ الْغَانِمِيْنَ.

ترجمہ: اور تقسیم کرے امام غنیمت کو چنانچہ نکال لے اس کا خمس اور تقسیم کرے چار خمس مجاہدین میں۔

مالِ غنیمت کی تقسیم کا بیان

تشریح: اولاً کل مال غنیمت کو جمع کیا جاتا ہے اور اس میں سے ایک خمس جدا کر لیا جاتا ہے اور جو پانچواں حصہ نکالا ہے اس کے بارے میں قرآن میں یہ ہدایت ہے کہ اس کو پانچ جگہ تقسیم کیا جائے (تفصیل آگے آرہی ہے) اور باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم ہوں گے مثلاً مال غنیمت میں بیس اونٹ آئے اس میں سے پانچواں حصہ یعنی چار اونٹ نکلیں گے اور باقی سولہ اونٹ تمام مجاہدین پر بطور مال غنیمت تقسیم ہوں گے۔

(۲۸۸۵/۵۰) لِلْفَارِسِ سَهْمَانِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمٌ عِنْدَ اَبِیْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَا لِلْفَارِسِ ثَلٰثَةُ اَسْهُمٍ.

ترجمہ: سوار کے لئے دو حصے اور پیدل کے لئے ایک حصہ ہے امام صاحبؒ کے نزدیک اور فرمایا صاحبین نے کہ سوار کے لئے تین حصے ہیں۔

تشریح: مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ نکالنے کے بعد مجاہدین میں جو مال تقسیم ہوگا اس کی صورت یہ ہوگی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ جو گھوڑ سوار ہے اس کو دو حصے ملیں گے، ایک اس کا اور ایک اس کے گھوڑے کا اور جو پیدل جہاد کر رہا ہے، اس کو صرف ایک حصہ ملے گا یہ تفصیل امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ہے، ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک گھوڑے کے لئے دو حصے ہیں، لہٰذا فرس اور فارس دونوں کو ملا کر تین حصے ہوئے۔

(۵۱/۲۸۸۶) وَلَا سَهْمَ اِلَّا لِفَرَسٍ وَاحِدٍ.

ترجمہ: اور نہیں حصہ دیا جائے گا مگر ایک ہی گھوڑے کا۔

تشریح: اگر کوئی مجاہد دو گھوڑے لے کر جائے تو طرفین کے نزدیک اس کو ایک ہی گھوڑے کا حصہ ملے گا، امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دو گھوڑوں کے دو حصے ملیں گے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیرؓ کے دو گھوڑوں کے دو حصے مقرر فرمائے تھے، طرفین فرماتے ہیں کہ قتال ایک ہی گھوڑے پر ہو سکتا ہے، لہٰذا ایک ہی کا حصہ ملے گا نہ کہ دو کا جیسے تین اور چار گھوڑوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

(۵۲/۲۸۸۷) وَالْبَرَاذِيْنُ وَالْعِتَاقُ سَوَاءٌ.

لغت: البراذین: واحد برذون چھوٹے قد کا گھوڑا ترکی گھوڑا۔ العتاق: واحد عتیق عربی گھوڑا۔

ترجمہ: دیسی اور عربی گھوڑے برابر ہیں۔

تشریح: ایسے گھوڑے جو جنگ کے کام آئیں لیکن قد میں تھوڑے چھوٹے ہوں جن کو دیسی گھوڑے کہتے ہیں اور عربی گھوڑے جو قد میں لمبے ہوتے ہیں، چونکہ دونوں قسم کے گھوڑوں سے کامل منفعت ہوتی ہے اس لئے دونوں کے حصے برابر ہیں۔

(۵۳/۲۸۸۸) وَلَا يُسْهَمُ لِرَاحِلَةٍ وَلَا بَغْلٍ.

حل لغات: راحلة: سفر و بار برداری کے لئے مضبوط اونٹ و اونٹنی (تا مبالغہ کے لئے ہے) جمع رواحل.
بغل: خچر (وہ دوغلا جانور جو گدھے اور گھوڑی کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے)

ترجمہ: اور حصہ نہ لگائے بوجھ اٹھانے والے اونٹ اور خچر کا۔

تشریح: اونٹ وغیرہ جن پر بوجھ لے جایا جاتا ہے ان کو خدمت کے عوض کچھ دے سکتے ہیں لیکن گھوڑے کی طرح غنیمت میں باقاعدہ حصہ نہیں ہے کیونکہ آیت میں دشمنوں کو ڈرانے کے لئے گھوڑے پالنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے خچر گدھے وغیرہ کے لئے غنیمت میں حصہ نہیں ہے۔

(۵۴/۲۸۸۹) وَمَنْ دَخَلَ دَارَ الْحَرْبِ فَارِسًا فَنَفَقَ فَرَسُهٗ اِسْتَحَقَّ سَهْمَ فَارِسٍ وَمَنْ دَخَلَ رَاجِلًا فَاشْتَرٰى فَرَسًا اِسْتَحَقَّ سَهْمَ رَاجِلٍ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: جو شخص داخل ہوا دار الحرب میں سوار ہو کر پھر اس کا گھوڑا مر گیا تو حقدار ہوگا سوار کے حصہ کا اور جو داخل ہوا پیدل پھر اس نے گھوڑا خرید لیا تو مستحق ہوگا پیدل کے حصہ کا۔

تشریح: سوار اور پیدل کے حصوں کا استحقاق اس لحاظ سے ہے کہ اگر دار الاسلام سے جدا ہوتے وقت سوار تھا تو سوار کا اور پیدل تھا تو پیدل کا حصہ پائے گا چناں چہ اگر کوئی سوار ہو کر دار الحرب میں داخل ہو پھر اس کا گھوڑا مر جائے تو وہ دو حصوں کا مستحق ہوتا ہے، اور اگر دار الحرب میں پیدل گیا اور وہاں جا کر گھوڑا خرید لیا تو ایک حصہ کا مستحق ہوگا۔

(۲۸۹۰/۵۵) وَلَا يُسْهَمُ لِمَمْلُوْكٍ وَلَا امْرَأَةٍ وَلَا ذِمِّيٍّ وَلَا صَبِيٍّ وَلٰكِنْ يُرْضَخُ لَهُمْ عَلٰى حَسْبِ مَا يَرَىٰ الْإِمَامُ.

ترجمہ: اور حصہ نہ لگایا جائے غلام عورت ذمی اور بچہ کا لیکن دے دے کچھ ان کو امام جو مناسب سمجھے۔

تشریح: عورت غلام اور بچہ اگر جہاد میں شرکت کرتے ہیں، تو ان کے لئے غنیمت میں سے باقاعدہ حصہ نہ ہوگا لیکن بخشش اور عطیہ کے طور پر کوئی معمولی چیز ان کو دے دی جائے گی اس معمولی چیز کو رضخ سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن حنفیہ کے نزدیک غلام سے غیر ماذون غلام مراد ہے جس کے لے حصہ نہیں بخلاف العبد الماذون فانه فی حکم الحر فی هذه المسئلة.

قوله ولا ذمی: یہاں پر دو مسئلے ہیں (۱) مسلمان کسی مشرک کو اپنے ساتھ جہاد میں لے جا سکتے ہیں تا کہ وہ وہاں کام آئے؟ اس کا تذکرہ مصنف نے نہیں کیا ہے۔ (۲) اگر اس کو ساتھ لے جایا گیا تو اس کے لئے غنیمت میں حصہ ہوگا یا نہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے شخص کے لئے حصہ صرف امام احمد کے یہاں ہے فی الراجح عنده اس لئے کہ ان کے نزدیک اسلام شرائط اسہام میں سے نہیں اور عند الجمہور اس کے لئے غنیمت میں سے حصہ نہیں ہے البتہ خدمت کے مطابق امام جو مناسب سمجھے وہ دے دے۔

(۲۸۹۱/۵۶) وَأَمَّا الْخُمْسُ فَيُقْسَمُ عَلٰى ثَلٰثَةِ أَسْهُمٍ سَهْمٌ لِلْيَتَامٰى وَسَهْمٌ لِلْمَسَاكِيْنِ وَسَهْمٌ لِابْنَاءِ السَّبِيْلِ.

ترجمہ: اور بہر حال خمس تو تقسیم کیا جائے گا اس کو تین حصوں میں ایک حصہ یتیموں کے لئے ایک حصہ مسکینوں کے لئے اور ایک مسافروں کے لئے۔

خمس تقسیم کرنے کے احکام

تشریح: خمس کے بارے میں قرآن میں ہدایت ہے کہ اس کو پانچ جگہ تقسیم کیا جائے للرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل جب خمس کو پانچ جگہ تقسیم کیا جائے گا تو ہر ایک کے حصہ میں ان پانچ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں سے خمس الخمس آئے گا لیکن اب تین حصوں میں تقسیم ہوگا۔ (۱) یتیم۔ (۲) مسکین۔ (۳) مسافر۔ مزید تفصیل تیسرے مسئلہ میں آرہی ہے۔

(۲۸۹۲/۵۷) وَيَدْخُلُ فُقَرَاءُ ذَوِى الْقُرْبٰى فِيهِمْ وَيُقَدَّمُوْنَ وَلَايُدْفَعُ اِلٰى اَغْنِيَائِهِمْ شَيْءٌ.

ترجمہ: اور رشتہ دار فقراء انہیں میں داخل ہوں گے اور مقدم کئے جائیں گے اور نہ دیا جائے گا ان کے مالداروں کو کچھ۔

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ساقط ہو گئے اس لئے ان کو مال غنیمت میں الگ سے حصہ نہیں دیا جائے گا البتہ اگر وہ یتیم مسکین یا مسافر ہو تو ان کو مذکورہ تین طبقوں میں داخل کر کے دیا جائے گا اور بنو ہاشم کا یتیم اور یتیموں پر مقدم ہوگا اور ان کا مسکین دوسرے مسکینوں پر مقدم ہوگا وہکذا۔

(۲۸۹۳/۵۸) فَاَمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَفْسِهٖ فِىْ كِتَابِهٖ مِنَ الْخُمْسِ فَاِنَّمَا هُوَ لِافْتِتَاحِ الْكَلَامِ تَبَرُّكًا بِاسْمِهٖ وَسَهْمُ النَّبِىِّ عَلَيْهِ السَّلَام سَقَطَ بِمَوْتِهٖ كَمَا سَقَطَ الصَّفِىُّ وَسَهْمُ ذَوِى الْقُرْبٰى كَانُوْا يَسْتَحِقُّوْنَهٗ فِىْ زَمَنِ النَّبِىِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالنُّصْرَةِ وَبَعْدَهٗ بِالْفَقْرِ.

ترجمہ: جو حصہ ذکر کیا ہے اللہ نے قرآن میں خمس سے سو وہ شروع کلام میں اللہ کے نام سے تبرک حاصل کرنے کے لئے ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ساقط ہو گیا، آپ کی وفات سے جیسے ساقط ہو گیا صفی اور رشتہ داروں کا حصہ مستحق ہوتے تھے وہ اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدد کی وجہ سے اور آپ کے بعد فقر کی وجہ سے۔

تشریح: واعلموا انما غنمتم من شئ الخ اس آیت میں مال غنیمت کی تقسیم اس طرح ہے کہ کل مال کا پانچواں حصہ اللہ، اللہ کے رسول، رسول کے رشتہ داروں اور فقیروں، یتیموں اور مسافروں کے لئے ہے، اس میں لفظ اللہ جمہور کے نزدیک کلام کے شروع میں برکت کے طور پر ہے کیونکہ تمام چیزیں اللہ ہی کی ہیں، اس کو حصہ کی ضرورت نہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ آپ کے انتقال کے بعد ساقط ہو گیا، کیوں کہ اب آپ کو کوئی ضرورت ہی نہیں رہی جس طرح صفی ساقط ہو گیا، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تھا کہ جب مال غنیمت جمع ہو جائے تو اس میں سے جو آپ کو پسند ہو وہ لے لیں، لیکن آپ کے انتقال کے بعد یہ سب ساقط ہو گیا اور خلیفہ وغیرہ کے لئے بھی دروازہ بند ہو گیا، پھر رشتہ داروں کی دیکھ بھال انسان کی ذاتی ضروریات میں داخل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم انسانی ذاتی ضرورتوں سے مبرا ہو گئے تو یہ حقوق بھی ساقط ہو گئے اب خمس کے صرف تین مصارف باقی رہ گئے آگے مصنف فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ کے رشتہ داروں کو خمس میں سے ایک حصہ اس لئے دیا جاتا تھا کہ وہ آپ کی ہر وقت مدد فرماتے تھے لیکن آپ کی وفات کے بعد مدد کا سلسلہ ختم ہو گیا، لہٰذا اب رشتہ داری کی بنا پر نہیں دیا جائے گا البتہ ان میں سے کوئی یتیم یا مسکین یا مسافر ہو تو یتیم ہونے یا مسکین ہونے یا مسافر ہونے کی بنا پر دیا جائے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵۹/۲۸۹۴) وَاِذَا دَخَلَ الْوَاحِدُ اَوِ الْاِثْنَانِ اِلٰی دَارِ الْحَرْبِ مُغِیْرِیْنَ بِغَیْرِ اِذْنِ الْاِمَامِ فَاَخَذُوْا شَیْئًا لَمْ یُخَمَّسْ.

حل لغات: مغیرین: رات کو دھاوا بولنا، غارت گری کرنا۔

ترجمہ: اور جب داخل ہوا ایک یا دو آدمی دارالحرب میں لوٹ مار کرتے ہوئے امام کی اجازت کے بغیر اور لے آئے کوئی چیز تو خمس نہ لیا جائے گا۔

تشریح: یہ مال غنیمت کا نہیں ہے، کیوں کہ غنیمت وہ ہے جو غلبہ کے ساتھ حاصل ہو پس ان کا لایا ہوا مال چھین جھپٹ کہلائے گا اس لئے اس میں خمس نہیں ہے۔

(۶۰/۲۸۹۵) وَاِنْ دَخَلَ جَمَاعَةٌ لَهُمْ مَنَعَةٌ فَاَخَذُوْا شَیْئًا خُمِسَ وَاِنْ لَمْ یَأْذَنْ لَهُمُ الْاِمَامُ.

حل لغت: منعة: روکنے کی طاقت۔

ترجمہ: اور اگر داخل ہوئی وہ جماعت جن کے لئے قوت ہے اور انہوں نے کوئی چیز لی تو خمس لیا جائے گا، اگرچہ امام نے ان کو اجازت نہ دی ہو۔

تشریح: اگر مسلمانوں کی کوئی باقوت جماعت دارالحرب سے مال لائے تو اس میں خمس لیا جائے گا، اگرچہ امام کی جانب سے ظاہری اجازت نہیں ہے، لیکن اندرونی طور پر اجازت ہے کیونکہ ایسے حالات میں امام تو چاہتے ہی ہیں کہ کافروں کو شکست ہو اور جانی و مالی نقصان ہو اور اس دستہ نے وہ سب کر دیا اس لئے اشارۃً اجازت موجود ہے اس لئے خمس لیا جائے گا۔

(۶۱/۲۸۹۶) وَاِذَا دَخَلَ الْمُسْلِمُ دَارَ الْحَرْبِ تَاجِرًا فَلَا یَحِلُّ لَهٗ اَنْ یَّتَعَرَّضَ بِشَیْءٍ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَلَا مِنْ دِمَائِهِمْ فَاِنْ غَدَرَ بِهِمْ وَاَخَذَ شَیْئًا مَلَكَهٗ مِلْكًا مَحْظُوْرًا وَیُؤْمَرُ اَنْ یَّتَصَدَّقَ بِهٖ.

حل لغات: یتعرض: فعل مضارع معروف، مزاحمت کرنا، چھیڑنا، تاجراً: حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے۔ غدر: ماضی (م) غدراً دھوکا دینا۔ محظوراً: روکا ہوا، حرام، ناجائز۔

ترجمہ: اور جب داخل ہو مسلمان دارالحرب میں تاجر ہو کر تو حلال نہیں ہے اس کے لئے چھیڑنا ان کے مالوں اور جانوں کو پھر اگر دھوکہ دے کر ان سے کوئی چیز لے لی تو اس کا مالک ہو جائے گا ممنوع طریقہ پر اور اس کو حکم کیا جائے گا صدقہ کر دینے کا۔

تشریح: کوئی مسلمان دارالحرب میں تاجر بن کر گیا تو گویا کہ امن لے کر گیا کہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کروں گا اس لئے اس کو دھوکہ نہیں دینا چاہئے اور نہ کافروں کی جان و مال کو نقصان پہنچانا چاہئے اور اگر ان کو دھوکہ دے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر مال دارالاسلام اٹھالیا تو مالک تو ہو جائے گا لیکن چونکہ دھوکہ کے ذریعہ مالک ہوا ہے اس لئے ممنوع طریقہ پر مالک سمجھا جائے گا اسی وجہ سے اس کو حکم دیا جائے گا کہ اس مال کو صدقہ کردے۔

(۲۸۹۷/۶۲) وَاِذَا دَخَلَ الْحَرْبِيُّ اِلَيْنَا مُسْتَأْمِنًا لَمْ يُمَكَّنْ لَهٗ اَنْ يُّقِيْمَ فِيْ دَارِنَا سَنَةً وَيَقُوْلُ لَهُ الْاِمَامُ اِنْ اَقَمْتَ تَمَامَ السَّنَةِ وَضَعْتُ عَلَيْكَ الْجِزْيَةَ فَاِنْ اَقَامَ سَنَةً اُخِذَتْ مِنْهُ الْجِزْيَةُ وَصَارَ ذِمِّيًّا وَلَا يُتْرَكُ اَنْ يَّرْجِعَ اِلٰى دَارِ الْحَرْبِ وَاِنْ عَادَ اِلٰى دَارِ الْحَرْبِ وَيَتْرُكُ وَدِيْعَةً عِنْدَ مُسْلِمٍ اَوْ ذِمِّيٍّ اَوْ دَيْنًا فِيْ ذِمَّتِهِمْ فَقَدْ صَارَ دَمُهٗ مُبَاحًا بِالْعَوْدِ وَمَا فِيْ دَارِ الْاِسْلَامِ مِنْ مَالِهٖ عَلٰى خَطَرٍ فَاِنْ اُسِرَ اَوْ ظُهِرَ عَلَى الدَّارِ فَقُتِلَ سَقَطَتْ دُيُوْنُهٗ وَصَارَتِ الْوَدِيْعَةُ فَيْئًا۔

حل لغات: حربی: اس کافر کو کہتے ہیں جو دارالحرب کا مستقل باشندہ ہو۔ **مستامن**: اس کافر کو کہتے ہیں جو دارالاسلام میں ویزا لے کر عارضی اقامت حاصل کئے ہوئے ہو۔ **لم یمکن**: مضارع مجہول تمکین (م) قدرت دینا۔ **خطرٌ**: قریب بہلاکت جمع اخطار کہا جاتا ہے۔ **رکبوا الاخطار**: وہ لوگ خطروں میں پڑ گئے، **قولہٗ فان اسر الخ**: اس عبارت میں علی خطر کی تفصیل کا بیان ہے۔

ترجمہ: اور جب آجائے حربی ہمارے یہاں امن لے کر تو قدرت نہ دی جائے اس کو ٹھہرنے کی دارالاسلام میں سال بھر بلکہ کہہ دے گا اس سے امام اگر تم سال بھر ٹھہرے تو تم پر جزیہ مقرر کردوں گا پھر اگر ٹھہرا رہے ایک سال تو اس سے جزیہ لیا جائے گا اور وہ ذمی ہو جائے گا، اب اس کو واپس دارالحرب جانے نہیں دیا جائے گا، اگر وہ دارالحرب چلا گیا اور چھوڑ گیا کچھ امانت کسی مسلمان یا ذمی کے پاس یا کچھ قرض چھوڑ گیا ان کے ذمہ تو ہو گیا اس کا خون مباح واپس جانے کی وجہ سے اور جو کچھ دارالاسلام میں ہو اس کا مال تو وہ خطرے میں ہو گیا، چنانچہ اگر قید کرلیا گیا یا غلبہ ہو گیا دارالحرب پر اور وہ قتل کر دیا گیا تو اس کا قرض ساقط ہو جائے گا اور امانت غنیمت سمجھی جائے گی۔

مستأمن کے احکام

تشریح: حربی کافر کا ہمیشہ دارالاسلام میں رہنا جائز نہیں، مگر دو شرطوں کے ساتھ۔ (۱) یا تو وہ غلام ہو (۲) یا جزیہ دینا قبول کرے اگر حربی کافر امن لے کر دارالاسلام میں آجائے تو وہ پورے ایک سال تک نہیں ٹھہر سکتا اس سے صاف کہہ دیا جائے گا کہ اگر تو سال بھر ٹھہرے گا تو ہم تجھ پر جزیہ مقرر کردیں گے، کیوں کہ اگر حربی زیادہ مدت تک ٹھہرے گا تو وہ کافروں کا جاسوس بن جائے گا اس لئے اس کا دارالاسلام میں آنا نقصان سے خالی نہیں مگر بالکل روکا بھی نہیں جاسکتا کیونکہ اس صورت میں تجارت بند ہو جائے گی اور تجارتی کاروبار ٹھپ ہو جائے گا اس لئے ایک سال کی مدت کو حد فاصل قرار دیا جائے گا کیونکہ اس صورت میں جزیہ واجب ہوتا ہے اگر حربی مستأمن امام کے صاف کہہ دینے کے بعد بھی سال بھر ٹھہرے تو وہ ذمی ہے اب اگر وہ واپس دارالحرب جانا چاہے تو نہیں جاسکتا کیونکہ عقد ذمہ منعقد ہونے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کے بعد ٹوٹا نہیں کرتا اگر وہ واپس چلا جائے اور کسی مسلمان یا ذمی کے پاس کچھ امانت یا ان کے ذمہ کچھ قرض چھوڑ جائے تو شرط توڑنے کی وجہ سے ذمی نہیں رہا بلکہ حربی ہو گیا اور اس کو قتل کرنا مباح ہو گیا اور اس کا جو مال دار الاسلام میں ہو وہ خطرہ میں ہو جائیگا یعنی اگر وہ گرفتار ہو جائے یا دار الحرب کو مسلمان فتح کر لیں اور یہ قتل ہو جائے تو اس کا قرض جاتا رہے گا اور اس کا امانت رکھا ہوا مال، مال غنیمت شمار ہوگا اور جو مال دار الاسلام کے وارثین کے پاس تھا وہ آپس میں تقسیم کر لیں گے۔

(۶۳/۲۸۹۸) وَمَا اَوْجَفَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ اَمْوَالِ اَهْلِ الْحَرْبِ بِغَيْرِ قِتَالٍ يُصْرَفُ فِي مَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ كَمَا يُصْرَفُ الْخَرَاجُ.

حل لغات: اوجف: گھوڑے کو تیز دوڑانا، یہاں مراد ہے دوڑ کر مال جمع کر لینا۔

ترجمہ: اور جو لے لیا مسلمانوں نے حملہ کر کے اہل حرب کا مال لڑائی کئے بغیر تو خرچ کیا جائے گا مسلمانوں کی بہتری میں جیسے خرچ کیا جاتا ہے خراج۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ کفار قتال کے بغیر صرف رعب سے جھک گئے اور صلح کر لی تو جو مال مسلمانوں کے ہاتھ آیا ہے اس میں مال غنیمت کے احکام جاری نہ ہوں گے، بلکہ پورا مال بیت المال میں جمع کر دیا جائے گا اور مسلمانوں کی مصلحت جیسے پل سرائے مسافر خانے وغیرہ میں خرچ کیا جائے گا جس طرح خراج کا مال مسلمانوں کی مصلحتوں میں خرچ کیا جاتا ہے۔

(۶۴/۲۸۹۹) وَاَرْضُ الْعَرَبِ كُلُّهَا اَرْضُ عُشْرٍ وَهِيَ مَابَيْنَ الْعُذَيْبِ اِلٰى اَقْصٰى حَجَرٍ بِالْيَمَنِ وَبِمَهْرَةَ اِلٰى حَدِّ مَشَارِقِ الشَّامِ.

ترجمہ: اور عرب کی کل زمین عشری ہے اور وہ مقام عذیب سے لے کر انتہائے حجر تک ہے اور مہرہ سے مشارق شام کی حد تک ہے۔

تشریح: پورے جزیرۃ العرب کی زمینوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عشری قرار دیا ہے اور خلفاء راشدین نیز ان کے بعد سلاطین اسلام وارباب اقتدار نے بھی اسی طرح برقرار رکھا ہے جزیرۃ العرب میں پانچ خطے شامل ہیں، تہامہ، حجاز، نجد، عروض، یمن، حجاز کی جنوبی جانب کا نام تہامہ ہے، اور حجاز و عراق کے درمیانی حصہ کا نام نجد ہے اور حجاز وہ پہاڑی سلسلہ ہے جو یمن سے شروع ہو کر حدود شام تک پہنچتا ہے اسی میں مدینہ منورہ اور شام کا ساحل عمان شامل ہے اور عروض، یمامہ سے بحرین تک ہے یمن میں عدن بھی داخل ہے۔

(۶۵/۲۹۰۰) وَالسَّوَادُ كُلُّهَا اَرْضُ خَرَاجٍ وَهِيَ مَابَيْنَ الْعُذَيْبِ اِلٰى عُقْبَةِ حُلْوَانَ مِنَ الْعَلْثِ اِلٰى عَبَّادَانَ وَاَرْضُ السَّوَادِ مَمْلُوْكَةٌ لِاَهْلِهَا يَجُوْزُ بَيْعُهُمْ لَهَا وَتَصَرُّفُهُمْ فِيْهَا.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حل لغت: سواد: سواد سے مراد سواد العراق ہے، عراق کی زمین چونکہ بہت سرسبز اور کثیر الاشجار والمزارع ہے اس لئے اس کو سواد سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ سبزی دور سے مائل بہ سیاہی معلوم ہوتی ہے۔

ترجمہ: اور سواد عراق کی کل زمین خراجی ہے جو مقام عذیب سے مقام عقبہ حلوان تک اور علث سے عبادان تک ہے اور سواد عراق کی زمین وہاں کے باشندوں کی ملک ہے انہیں اس کا بیچنا اور اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔

تشریح: عراق کی کل زمین خراجی ہیں حضرت فاروق اعظمؓ نے جب اس ملک کو فتح کیا تو تمام صحابہ کرامؓ کے سامنے اس کی زمینوں پر خراج کا حکم جاری فرمایا عراق کی حدود طولاً عذیب علاقہ کوفہ سے عقبہ حلوان قریب بغداد تک اور عرضاً علث شرق دجلہ سے ساحل عبادان تک ہے آگے فرماتے ہیں کہ سواد عراق کی زمین وہاں کے باشندوں کی ملک ہے جس میں انہیں تصرف کرنا اور اس کو فروخت کرنا جائز ہے۔

(۲۹۰۱/۶۶) وَكُلُّ اَرْضٍ اَسْلَمَ اَهْلُهَا عَلَيْهَا اَوْ فُتِحَتْ عَنْوَةً وَقُسِّمَتْ بَيْنَ الْغَانِمِيْنَ فَهِيَ اَرْضُ عُشْرٍ.

ترجمہ: جس زمین کے باشندے اسلام لے آئے یا وہ بزور بازو فتح کر لی گئی اور مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دی گئی تو وہ عشری ہے۔

زمین کے عشری ہونے کی صورتیں

تشریح: کوئی ملک صلح کے ساتھ اس طرح فتح ہوا کہ اس کے باشندے بھی مسلمان ہو گئے تو وہ بدستور اپنی زمین کے مالک ہوں گے اور ان کی زمین عشری کہلائے گی جیسا کہ مدینہ طیبہ کے باشندے اپنی خوشی سے مسلمان ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زمین کو بدستور ان کی ملکیت میں رکھتے ہوئے ان کی زمین پر عشر واجب قرار دیا اسی طرح طائف و نجران کی زمین بھی عشری ہے۔ (۲) اگر کوئی ملک بزور شمشیر فتح ہوا اور وہاں کے باشندے مسلمان نہیں ہوئے امیر المؤمنین نے کل زمین کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے حسب ضابطہ ایک حصہ بیت المال کو دے دیا اور چار حصے مجاہدین کے درمیان تقسیم کر دیئے تو مجاہدین کے حصہ کی زمین شرعاً عشری ہوگی اور اس پر عشر واجب ہوگا۔

(۲۹۰۲/۶۷) وَكُلُّ اَرْضٍ فُتِحَتْ عَنْوَةً فَاُقِرَّ اَهْلُهَا عَلَيْهَا فَهِيَ اَرْضُ خَرَاجٍ.

ترجمہ: اور جو زمین بزور بازو فتح کی گئی اور اسکے (کافر) باشندوں کو (مصلحۃً) وہیں رکھا گیا تو وہ خراجی ہے۔

زمین کے خراجی ہونے کی صورتیں

تشریح: جو ملک صلحاً فتح ہو یا جنگ و جہاد کے ساتھ فتح ہو اور وہاں کے باشندے اپنے سابق مذہب پر برقرار

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رہیں تو ان کی زمین خراجی ہوگی جیسے شام عراق اور مصر کی زمین۔

تنبیہ: سطور بالا میں کسی زمین کے عشری و خراجی ہونے کو پہچاننے کے لئے جو ضابطہ تحریر کیا گیا اس باب میں اصل تو وہ ہی ہے البتہ بعض زمینیں مذکورہ بالا قاعدہ سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہیں مثلاً اراضی مکہ غلبۃً فتح ہوئی ہیں اور پھر مجاہدین کے درمیان ان زمینوں کو تقسیم کرنے کے بجائے باشندگان مکہ ہی کے قبضہ و تصرف میں ان کو چھوڑ دیا گیا تو مذکورہ ضابطہ کے مطابق مکہ کی زمینوں کو خراجی ہونا چاہئے، لیکن صاحب بدائع کے بقول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعامل کی وجہ سے احترام حرم کے پیش نظر اصل ضابطہ کو چھوڑ کر مکہ معظمہ کی زمینوں کو عشری ہی قرار دیا گیا۔

(۲۹۰۳/۶۸) وَمَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَوَاتًا فَهِيَ عِنْدَ اَبِيْ يُوْسُفَ مُعْتَبَرَةٌ بِحَيِّزِهَا فَاِنْ كَانَتْ مِنْ حَيِّزِ اَرْضِ الْخَرَاجِ فَهِيَ خَرَاجِيَّةٌ وَاِنْ كَانَتْ مِنْ حَيِّزِ اَرْضِ الْعُشْرِ فَهِيَ عُشْرِيَّةٌ وَالْبَصْرَةُ عِنْدَنَا عُشْرِيَّةٌ بِاِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَقَالَ مُحَمَّدٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْ اَحْيَاهَا بِبِئْرٍ حَفَرَهَا اَوْ بِعَيْنٍ اِسْتَخْرَجَهَا اَوْ بِمَاءِ دِجْلَةَ اَوِ الْفُرَاتِ اَوِ الْاَنْهَارِ الْعِظَامِ الَّتِيْ لَا يَمْلِكُهَا اَحَدٌ فَهِيَ عُشْرِيَّةٌ وَاِنْ اَحْيَاهَا بِمَاءِ الْاَنْهَارِ الَّتِيْ اِحْتَفَرَهَا الْاَعَاجِمُ مِثْلُ نَهْرِ الْمَلِكِ وَنَهْرِ يَزْدَجِرْدَ فَهِيَ خَرَاجِيَّةٌ۔

ترجمہ: جس نے مردہ زمین کو زندہ کرلیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک اس کا اعتبار برابر والی زمین سے ہوگا اگر برابر والی خراجی ہو تو وہ خراجی ہوگی اور اگر برابر والی عشری ہو تو وہ عشری ہوگی اور بصرہ ہمارے نزدیک عشری ہے اجماع صحابہؓ کی وجہ سے۔ اور امام محمد نے فرمایا کہ اگر اس کو زندہ کرے کنواں کھود کر یا چشمہ نکال کر یا دجلہ یا فرات یا ان بڑی نہروں کے پانی سے جن کا کوئی مالک نہیں تو وہ عشری ہے اور اگر زندہ کرے ان نہروں کے پانی سے جن کو کھودا ہے عجمیوں نے جیسے نہر ملک اور نہر یزدجرد، تو وہ خراجی ہے۔

تشریح: ایسی زمینیں جو ملک فتح ہونے کے وقت نہ کسی کی ملک تھیں نہ قابل زراعت بعد میں اسلامی امیر کی اجازت سے ان کو قابل کاشت بنایا گیا یا آبادیوں میں کوئی مکان تھا اس کو باغ یا قابل کاشت زمین بنالیا گیا تو اگر ایسے کرنے والے غیر مسلم ہیں تو ان کی یہ زمینیں بھی خراجی ہوں گی اور اگر مسلمانوں نے اسے قابل کاشت بنایا ہے تو ان زمینوں کے عشری یا خراجی ہونے کا دارومدار امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قرب و جوار کی زمینوں پر ہوگا وہ عشری ہیں تو ان کو بھی عشری قرار دیا جائے گا اور اگر قرب و جوار کی زمینیں خراجی ہیں تو ان کو بھی خراجی سمجھا جائے گا اور اگر قرب و جوار میں دونوں قسم کی زمینیں ہیں تو یہ نو آباد زمینیں عشری ہوں گی اور مسلمان یا ذمی کافر نے اس زمین کو گاہے عشری پانی اور گاہے خراجی پانی سے سیراب کیا ہے، تو مسلمان کی زمین سے عشر اور کافر کی زمین سے خراج وصول کیا جائے گا۔

عشر و خراج کے مذکورہ ضابطہ سے استثناء

شہر بصرہ جو حضرت فاروق اعظمؓ کے زمانہ خلافت میں آباد کیا گیا یہ ارض موات یعنی غیر آباد زمین تھی مسلمانوں نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس کا احیاء کیا اور قابل کاشت بنایا مگر بصرہ کا محل وقوع عراق کی خراجی زمینوں سے متصل ہے اس لئے امام ابو یوسفؒ کے قول پر ضابطۂ مذکورہ کا مقتضیٰ یہ تھا کہ اس کی زمینیں بھی خراجی قرار دی جاتیں مگر باجماع صحابہ اس کی زمینوں پر عشر عائد کیا گیا اس لئے یہ ہمیشہ کے لئے عشری ہے۔

اس کے بعد امام محمدؒ کا قول بیان کرتے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ امام محمدؒ کے نزدیک ارض موات کے سلسلہ میں دارومدار اس پانی پر ہوگا کہ جس پانی سے اس کو سیراب کیا گیا ہے وہ پانی عشری ہے تو وہ زمینیں عشری کہلائیں گی اور اگر وہ پانی خراجی ہے تو وہ زمینیں بھی خراجی قرار دی جائیں گی علامہ شامی نے امام ابو یوسفؒ کے قول کو معتمد قرار دیا ہے۔

خراجی و عشری پانی کی تشریح

مذکورہ سطور میں بعض زمینوں کے عشری و خراجی ہونے کا حکم پانی کے عشری و خراجی ہونے کی بنیاد پر لگایا گیا ہے، اس لئے یہاں پر یہ بھی جان لینا چاہئے کہ کون پانی عشری ہے اور کون پانی خراجی تو اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بارش کا پانی کنوؤں اور قدرتی چشموں کا پانی اسی طرح امام محمدؒ کے نزدیک بڑے دریاؤں کا پانی جو قدرتی طور پر جاری ہے نہ ان کو کسی نے کھودا ہے اور نہ وہ عادۃً کسی کی ملک ہیں جیسے عراق میں دجلہ و فرات مصر میں دریائے نیل خراسان میں جیجون وسیحون اور ہندوستان میں گنگا و جمنا وغیرہ (زمین ہند عشری ہے یا خراجی مسئلہ مختلف فیہ ہے) بڑے دریاؤں کا پانی کہ یہ تمام عشری ہیں اور وہ نہریں جو کسی غیر مسلم حکومت یا جماعت نے اپنی محنت اور خرچ سے نکالی ہیں اور وہ عادۃً نکالنے والوں کی ملک ہیں جیسے بڑے دریاؤں سے نکالی ہوئی نہریں مثلاً نہر ملک نہر یزدجرد، چونکہ یہ نہریں فتح اسلامی سے قبل غیر مسلموں کی ملک تھیں اس لئے ان کا پانی خراجی ہے مگر بڑے دریاؤں کے پانی میں امام ابو یوسف کا اختلاف ہے ان کے نزدیک وہ بھی خراجی ہے۔

(۲۹۰۴/۶۹) وَالْخَرَاجُ الَّذِیْ وَضَعَهٗ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰی اَهْلِ السَّوَادِ مِنْ كُلِّ جَرِیْبٍ یَبْلُغُهُ الْمَاءُ وَیَصْلُحُ لِلزَّرْعِ قَفِیْزٌ هَاشِمِیٌّ وَهُوَ الصَّاعُ وَدِرْهَمٌ وَمِنْ جَرِیْبِ الرَّطْبَةِ خَمْسَةُ دَرَاهِمَ وَمِنْ جَرِیْبِ الْكَرْمِ الْمُتَّصِلِ وَالنَّخْلِ الْمُتَّصِلِ عَشَرَةُ دَرَاهِمَ وَمَاسِوٰی ذٰلِكَ مِنَ الْاَصْنَافِ یُوْضَعُ عَلَیْهَا بِحَسْبِ الطَّاقَةِ فَاِنْ لَّمْ تُطِقْ مَا وُضِعَ عَلَیْهَا نَقَّصَهَا الْاِمَامُ۔

حل لغات: خراج: اس کا لغوی اطلاق غلہ کی اس مقدار پر ہوتا ہے جسے لوگ اپنی پیداوار میں سے سالانہ نکالتے ہیں، اور اصطلاح میں خراج اس ٹیکس کو کہا جاتا ہے جو غیر مسلم رعایا سے خراجی اراضی پر وصول کیا جاتا ہے۔ **قفیز هاشمي**: ایک صاع ہوتا ہے۔ **الرطبة**: تر، یہاں ترکاری مراد ہے۔ **الکرم المتصل**: انگور کا گھنا باغ۔

ترجمہ: جو خراج مقرر کیا تھا حضرت عمرؓ نے اہل عراق پر وہ ہر اس جریب سے جسے پانی پہنچتا ہو اور کھیتی کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قابل ہوا ایک قفیز ہاشمی ہے، یعنی ایک صاع اور درہم اور ترکاریوں کے ایک جریب میں پانچ درہم ہیں اور انگور اور کھجور جو گھنے ہوں ان کے ایک جریب میں دس درہم ہیں اس کے علاوہ اور قسم کی زمینوں میں مقرر کیا جائے ان کی برداشت کے مطابق اگر وہ برداشت نہ کر سکیں جو ان پر مقرر کیا گیا ہے، تو امام اس سے کم کر دے۔

خراج کی قسموں کا بیان

تشریح: خراج کی دو قسمیں ہیں: (۱) خراج مقاسم (۲) خراج مؤظف خراج مقاسم کے معنی بٹائی کے ہیں کہ پیداوار کا کوئی حصہ مثلاً نسف یا ثلث مقرر کر دیا جائے اور خراج مؤظف کے معنی یہ ہیں کہ نقد رقم مقرر کر دی جائے اس عبارت میں صاحب قدوریؒ نے خراج مؤظف کی مقدار بیان کی ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب عراق فتح ہوا تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمان بن حنیفؓ کو سرزمین عراق کی پیائش (سروے) کا حکم دیا اور حضرت حذیفہؓ کو اس کام کا نگراں مقرر فرمایا پوری مفتوحہ زمین کی پیائش کی گئی تو تین کروڑ ساٹھ لاکھ جریب نکلی حضرت عمرؓ نے عراق کی ان سب زمینوں پر جن میں پانی پہنچتا ہے اور قابل کاشت ہیں خراج مؤظف اس تفصیل کے ساتھ مقرر فرمایا کہ عام زمینوں پر فی جریب ایک درہم نقد اور ایک صاع گندم یا جو یا پھر وہ چیز جو اس میں بوئی جائے اور ترکاری کی ایک جریب میں پانچ درہم انگور یا کھجور کا ایسا باغ جو متصل درختوں پر مشتمل ہو یعنی وہ ایسے گنجان ہوں کہ ان میں کھیتی نہ ہو سکے تو فی جریب دس درہم مقرر فرمائے حضرت عمرؓ نے اس زمانہ کی عام پیداوار کا جائزہ لے کر درج بالا اشیاء کا خراج متعین فرمایا ان کے سوا دوسرے پہلوؤں کے باغات خواہ گنجان ہوں کہ جن میں کھیتی نہ ہو سکے یا متفرق ہوں نیز انگور و کھجور کے وہ باغات جن میں کاشت ہو سکتی ہو اور دوسری قابل کاشت اشیاء جن کا خراج حضرت فاروق اعظمؓ نے متعین نہیں فرمایا ان کے متعلق فقہاء فرماتے ہیں کہ زمین کی پیداوار کی برداشت کے مطابق خراج لگایا جائے جو پیداوار کے پانچویں حصہ سے کم نہ ہو اور نصف سے زائد نہ ہو اگر اندازہ لگانے کے بعد تجربہ سے ثابت ہو کہ پیدادار بہت کم ہوئی ہے اور محنت بہت زیادہ کرنی پڑی ہے تو خمس سے کم کرنا بھی جائز ہے البتہ نصف پیداوار سے زیادہ خراج مقرر کرنا جائز نہیں ہے۔

فائدہ: ایک جریب کا طول ۶۰ ذراع ہوتا ہے اور یہاں پر ذراع سے مراد سات قبضہ کا ذراع ہے جبکہ عام ذراع چھ قبضہ کا ہوتا ہے، اور ایک قبضہ چار انگشت کا ہوتا ہے، اس حساب سے ایک ذراع پونے دوفٹ (کسریٰ کا ذراع مراد ہے) = ۲۸ انگشت ہوا اور ساٹھ ذراع = ۱۰۵ فٹ = ۳۵ گز یا ۳۲ میٹر ایک فٹ ہوا اور اس طرح ایک مربع جریب گیارہ ہزار پچیس مربع فٹ ہوا۔

اور قدیم جریب موجودہ زمانہ کی جریب سے چھوٹی ہے، موجودہ زمانہ کی جریب کا حساب سمجھنے کے لئے مندرجہ ذیل حساب ذہن میں رکھنا چاہئے تا کہ موجودہ جریب کا حساب قدیم جریب سے منطبق کرنا آسان ہو جائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک جریب	=	۲۰ر گٹھے
ایک گٹھا	=	۹۰ر انچ
۲۰ گٹھے	=	۱۸۰۰ر انچ
۱۲ر انچ	=	ایک فٹ
۱۸۰۰ر انچ	=	۱۵۰ر فٹ
۳۶ر انچ	یعنی ۳ فٹ =	ایک گز
۱۵۰ر فٹ	=	۵۰ گز
۳۹ر انچ	=	ایک میٹر
۱۸۰۰ر انچ	=	۴۶ میٹر ۶ر انچ

ایک ذراع تقریباً ڈیڑھ فٹ کے برابر ہوتا ہے، اس طرح ایک جریب سو ذراع کے برابر ہوتی ہے، مذکورہ بالا تفصیل سے جریب کی لمبائی کا سمجھنا نہایت سہل ہوگیا ہے، اب اسی حساب سے زمین کی مربع پیائش اس طرح نکلے گی۔

ایک جریب × ایک جریب یعنی ۵۰ گز × ۵۰ گز = ۲۵۰۰ گز = ایک بیگھہ پختہ = تین بیگھہ خام رقبہ ہوتا ہے۔

(۲۹۰۵/۷۰) وَاِنْ غَلَبَ عَلٰى اَرْضِ الْخَرَاجِ الْمَاءُ اَوِ انْقَطَعَ عَنْهَا اَوِ اصْطَلَمَ الزَّرْعَ آفَةٌ فَلَا خَرَاجَ عَلَيْهِمْ:

حل لغت: اصطلم: صلم سے مشتق ہے جڑ سے اکھیڑنا کھیتی برباد کرنا۔

ترجمہ: اور اگر غالب آجائے خراجی زمین پر پانی یا اس سے بند ہو جائے یا برباد کردے کھیتی کو کوئی آفت تو ان کاشتکاروں پر خراج نہ ہوگا۔

وہ اسباب جن سے خراج ساقط ہو جاتا ہے

تشریح: اس عبارت میں وہ اسباب بیان فرماتے ہیں جن سے خراج ساقط ہو جاتا ہے اور وہ یہ ہیں کہ کسی خارجی سبب سے زمین کے اندر نمو کی صلاحیت نہ ہو مثلاً زمین پر پانی کا غلبہ ہو یا پانی ختم ہو جائے جس کی وجہ سے زمین پیداوار نہ اگا سکے تو ایسی صورت میں خراج ساقط ہو جائے گا، اسی طرح پیداوار کسی سماوی آفت سے ہلاک ہو جائے مثلاً کھیتی سیلاب سے غرق ہو جائے یا آگ لگنے سے جل جائے یا شدت ٹھنڈک سے ضائع ہو جائے اور سال کا اتنا حصہ باقی نہ ہو کہ اس میں دوبارہ کھیتی کی جا سکے تو ایسی صورت میں بھی خراج ساقط ہو جائے گا۔

(۲۹۰۶/۷۱) وَاِنْ عَطَّلَهَا صَاحِبُهَا فَعَلَيْهِ الْخَرَاجُ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور اگر بیکار چھوڑ دے زمین والا تو اس پر خراج ہوگا۔

تشریح: زمین کے قابل کاشت ہونے کے باوجود اپنی غفلت وکوتاہی سے کاشت نہ کی تو خراج موظف وصول کیا جائے گا وہ معاف نہ ہوگا مگر خراج مقاسمہ اس صورت میں بھی معاف ہو جائے گا کیونکہ مقاسمہ تو پیداوار سے متعلق ہے اور جب پیداوار نہیں ہوئی تو خراج بھی نہ ہوگا۔

(۷۲/۲۹۰۷) وَمَنْ اَسْلَمَ مِنْ اَهْلِ الْخَرَاجِ اُخِذَ مِنْهُ الْخَرَاجُ عَلٰى حَالِهٖ.

ترجمہ: جو خراج دینے والا اسلام لے آئے تو اس سے خراج لیا جائے گا بدستور سابق۔

تشریح: زمین پر خراج مقرر ہو جانے کے بعد مالک زمین کے مسلمان ہو جانے کی صورت میں بھی وظیفہ زمین تبدیل نہ ہوگا خراج ہی واجب ہوگا۔

(۷۳/۲۹۰۸) وَيَجُوْزُ اَنْ يَّشْتَرِيَ الْمُسْلِمُ مِنَ الذِّمِّيِّ اَرْضَ الْخَرَاجِ وَيُؤْخَذُ مِنْهُ الْخَرَاجُ.

ترجمہ: اور جائز ہے یہ کہ خریدے مسلمان ذمی سے خراجی زمین اور اس سے خراج ہی لیا جائے گا۔

تشریح: مسلمان کو کسی کافر سے خراجی زمین خریدنا جائز ہے مگر مسلمان ہونے کے باوجود بھی وظیفہ زمین بدستور خراج ہی رہے گا بہت سے صحابہ کرام سے ثابت ہے کہ انہوں نے خراجی زمینیں خریدیں اور ان کا خراج ادا کرتے رہے جس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کو خراجی زمین خریدنا اور اس کا خراج ادا کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

(۷۴/۲۹۰۹) وَلَا عُشْرَ فِي الْخَارِجِ مِنْ اَرْضِ الْخَرَاجِ.

ترجمہ: اور عشر نہیں ہے خراجی زمین کی پیداوار میں۔

تشریح: وجوب عشر کی شرائط میں سے ایک شرط زمین کا عشری ہونا ہے، خراجی زمین میں عشر واجب نہیں کیوں کہ حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک زمین میں دو وظیفے عشر وخراج جمع نہیں ہوسکتے۔

(۷۵/۲۹۱۰) وَالْجِزْيَةُ عَلٰى ضَرْبَيْنِ جِزْيَةٌ تُوْضَعُ بِالتَّرَاضِيْ وَالصُّلْحِ فَتُقَدَّرُ بِحَسْبِ مَا يَقَعُ عَلَيْهِ الْاِتِّفَاقُ وَجِزْيَةٌ يَبْتَدِئُ الْاِمَامُ بِوَضْعِهَا اِذَا غَلَبَ الْاِمَامُ عَلَى الْكُفَّارِ وَاَقَرَّهُمْ عَلٰى اَمْلَاكِهِمْ فَيَضَعُ عَلَى الْغَنِيِّ الظَّاهِرِ الْغِنَاءِ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ ثَمَانِيَةً وَّاَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا يَاْخُذُ مِنْهُ فِيْ كُلِّ شَهْرٍ اَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ وَعَلَى الْمُتَوَسِّطِ الْحَالِ اَرْبَعَةً وَّعِشْرِيْنَ دِرْهَمًا فِيْ كُلِّ شَهْرٍ دِرْهَمَيْنِ وَعَلَى الْفَقِيْرِ الْمُعْتَمِلِ اثْنَيْ عَشَرَةَ دِرْهَمًا فِيْ كُلِّ شَهْرٍ دِرْهَمٌ.

ترجمہ: جزیہ کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جزیہ جو مقرر کیا جائے رضامندی اور صلح سے پس مقرر کیا جائے گا جس پر اتفاق ہو جائے اور ایک وہ جزیہ جو ابتداءً مقرر کرے امام جب وہ غالب آئے کفار پر اور برقرار رکھے ان کے مالکوں کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان کی ملکیتوں پر چناں چہ مقرر کرے کھلی مالداری والے پر ہر سال ۴۸ درہم اور لے اس سے ہر ماہ چار درہم اور اوسط درجہ کے آدمی پر چوبیس درہم ہر ماہ دو درہم اور مزدوری کرنے والے فقیر پر بارہ درہم ہر ماہ ایک درہم۔

جزیہ کے احکام

تشریح: جزیہ وہ رقم جو غیر مسلموں کو اسلامی حکومت میں سکونت اختیار کرنے کے لئے سالانہ ادا کرنی پڑتی ہے اس کا مادہ جزئی یجزی ہے جس کے معنی ادا کرنے کے آتے ہیں، جزیہ کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو کفار پر ان کی رضامندی سے مقرر کیا جاتا ہے، اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں بلکہ امام کی رائے کے سپرد ہے جتنا مناسب سمجھے مقرر کردے اس جزیہ کو جزیہ صلح کہا جاتا ہے، دوسری قسم کا جزیہ وہ ہے جو قہراً اور غلبۃً مقرر کیا جاتا ہے جب کہ مسلمان کفار پر غلبہ حاصل کرلیتے ہیں اور ان کو ان کی ملکیتوں پر برقرار رکھا جاتا ہے اس جزیہ کی مقدار متعین ہے اور اسکے تین درجے ہیں (۱) اگر کافر مالدار ہو تو اڑتالیس درہم لئے جائیں گے چار درہم ماہانہ کے اعتبار سے۔ (۲) اگر اوسط درجہ کا آدمی ہو تو چوبیس درہم لئے جائیں گے ماہانہ دو درہم کے اعتبار سے۔ (۳) اگر فقیر ہو لیکن کھاتا کماتا ہو تو بارہ درہم لئے جائیں گے ایک درہم ماہانہ کے اعتبار سے اس جزیہ کو جزیہ جبر کہتے ہیں۔

(۲۹۱۱/۷۶) وَتُوضَعُ الْجِزْيَةُ عَلٰى اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمَجُوْسِ وَعَبَدَةِ الْاَوْثَانِ مِنَ الْعَجَمِ وَلَا تُوْضَعُ عَلٰى عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ مِنَ الْعَرَبِ وَلَا عَلَى الْمُرْتَدِّيْنَ وَلَا جِزْيَةَ عَلَى امْرَأَةٍ وَلَا صَبِيٍّ وَلَا زَمِنٍ وَلَا عَلٰى فَقِيْرٍ غَيْرِ مُعْتَمِلٍ وَلَا عَلَى الرُّهْبَانِ الَّذِيْنَ لَا يُخَالِطُوْنَ النَّاسَ.

حل لغات: عبدة الاوثان: اوثان وثن کی جمع بت۔ عبدة الاوثان بت کے بندے۔ المجوس وہ قوم جو آگ کی پوجا کرتی ہے، یہ لوگ عقیدہ کے اعتبار سے دو چیزوں کو اصل مانتے ہیں ایک نور اور ایک ظلمت اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جتنی بھی دنیا میں خیر ہے وہ فعل نور ہے اور جتنے شرور ہیں وہ ظلمت سے سرزد ہوئے ہیں۔
معتمل: عمل سے مشتق ہے کام کرنے والا۔ الرهبان: راهب کی جمع ہے گرجاؤں کا گوشہ نشیں۔

ترجمہ: اور مقرر کیا جائے گا جزیہ اہل کتاب پر مجوسیوں پر عجمیوں بت پرستوں پر اور مقرر نہ کیا جائے گا عرب کے بت پرستوں پر نہ مرتد لوگوں پر اور نہیں ہے جزیہ عورت پر نہ بچہ پر نہ اپاہج پر اور نہ ایسے فقیر پر جو بیکار ہو نہ ان راہبوں پر جو نہ ملتے جلتے ہوں لوگوں سے۔

تشریح: اولاً صاحب قدوری نے یہ بیان کیا ہے کہ جزیہ کن کفار سے لیا جاتا ہے، ثانیاً یہ بیان کیا ہے کہ کن کفار سے نہیں لیا جاتا اول کی تفصیل یہ ہے کہ جزیہ اہل کتاب سے تو سب سے لیا جائے گا لیکن مشرکین میں یہ تخصیص ہے کہ مشرکین عجم اور مجوس سے تو لیا جائے گا مگر مشرکین عرب سے قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان کا کفر بہت سخت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہی کے درمیان مبعوث ہوئے اور آپ انہیں کی قوم کے ایک فرد تھے پھر آپ کے مخاطبین اولین بھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہی مشرکین تھے اور قرآن بھی انہیں کی زبان میں اترا ان تمام امور کا تقاضہ یہی ہے کہ وہ ایمان قبول کرتے اگر وہ اب بھی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے تو ان کی دو ہی صورتیں ہیں، جنگ یا اسلام۔

ثانی کی تفصیل یہ ہے کہ مرتد پر جزیہ اس لئے نہیں ہے کہ اگر وہ مرد ہے تو یا تو دوبارہ اسلام قبول کرے یا تین دن کے بعد اس کو قتل کر دیا جائے گا، اور جزیہ کا مطلب یہ ہے کہ کفر کی حالت میں جزیہ دے کر زندہ رہے اور زندہ رہنے کا حق نہیں ہے خواہ عرب کا مرتد ہو یا عجم کا۔

اور جزیہ چونکہ قتل کے بجائے لیا جاتا ہے گویا جان کا بدل ہے اور قتل کا حکم صرف کفار مردوں کے لئے ہے اس وجہ سے بچوں عورتوں اپاہج اور کام نہ کرنے کے لائق لوگ اور جو راہب لوگوں سے اختلاط نہ کرتا ہو چونکہ وہ بھی نہیں کما سکتا اس لئے ان سب سے جزیہ نہیں لیا جائے گا۔

(۲۹۱۲/۷۷) وَمَنْ اَسْلَمَ وَعَلَيْهِ جِزْيَةٌ سَقَطَتْ عَنْهُ.

ترجمہ: جو شخص اسلام لے آیا اور اس کے ذمہ جزیہ ہو تو اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔

تشریح: اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل جزیہ میں سے اگر کوئی اسلام لے آئے تو اس پر سے جزیہ ساقط ہو جائے گا البتہ جس شخص پر جزیہ واجب ہو چکا ہو اور پھر وہ اسلام لے آئے تو امام شافعیؒ کے نزدیک ایسے شخص سے وہ واجب شدہ جزیہ وصول کیا جائے گا جب کہ حنفیہ مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک جزیہ نہیں لیا جائے گا۔

(۲۹۱۳/۷۸) وَاِنِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْحَوْلَانِ تَدَاخَلَتِ الْجِزْيَتَانِ.

ترجمہ: اور اگر اس پر دو سال کا جزیہ چڑھ جائے تو ان میں تداخل ہو جائے گا۔

تشریح: اگر کسی سے چند سالوں کا جزیہ نہ لیا گیا تو امام صاحبؒ کے نزدیک سالہائے گذشتہ کا جزیہ ساقط ہو جائے گا اور صرف سال رواں کا جزیہ لیا جائے گا، صاحبین کے نزدیک ساقط نہ ہوگا، ائمہ ثلاثہ بھی اسی کے قائل ہیں کیونکہ ہر سال کا جزیہ مستقل طور پر واجب ہے، لہٰذا تاخیر سے ساقط نہ ہوگا، امام صاحب یہ فرماتے ہیں کہ جزیہ بطور سزا واجب ہوتا ہے اور جب سزائیں آپس میں اکٹھی ہو جائیں تو ان میں تداخل ہو جاتا ہے لہٰذا جزیہ ایک ہی سال کا واجب ہوگا۔

(۲۹۱۴/۷۹) وَلَا يَجُوْزُ اِحْدَاثُ بِيْعَةٍ وَلَا كَنِيْسَةٍ فِيْ دَارِ الْاِسْلَامِ.

حل لغات: بیعة: کلیسا، گرجا، یہودیوں کا عبادت خانہ، کنسیة: نصاریٰ کا عبادت خانہ۔

ترجمہ: اور جائز نہیں یہود و نصاریٰ کو نیا عبادت خانہ بنانا دار الاسلام میں۔

تشریح: مذکورہ چیزوں سے ان کی شان و شوکت بڑھے گی اور دوسرے دین کی اشاعت ہوگی اس لئے اجازت نہ ہوگی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۸۰/۲۹۱۵) وَاِذَا انْهَدَمَتِ الْبِيَعُ وَالْكَنَائِسُ الْقَدِيْمَةُ اَعَادُوْهَا.

ترجمہ: اور اگر منہدم ہو جائیں پرانی گرجائیں تو دوبارہ بنا سکتے ہیں۔

تشریح: جب کفار ذمی بن کر دارالاسلام میں سکونت اختیار کئے ہوئے ہیں تو ان کی ہر طرح کی حفاظت کی ذمہ داری ہے اس لئے جو گرجائیں پہلے سے ہیں ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی مسلمانوں پر ہے اس لئے منہدم ہو جانے کے بعد ان کو دوبارہ بنانے کی اجازت ہے۔

(۸۱/۲۹۱۶) وَيُؤْخَذُ اَهْلُ الذِّمَّةِ بِالتَّمَيُّزِ عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ زِيِّهِمْ وَمَرَاكِبِهِمْ وَسُرُوْجِهِمْ وَقَلَانِسِهِمْ وَلَا يَرْكَبُوْنَ الْخَيْلَ وَلَا يَحْمِلُوْنَ السِّلَاحَ.

حل لغات: زیّ: زاء کے کسرہ اور یاء کی تشدید کے ساتھ، ہیئت، لباس۔ مراکب: مرکب کی جمع ہے، سواری۔ سروج: واحد سرج زین۔ قلانس: واحد قلنسوۃ ٹوپی۔

ترجمہ: اور عہد لیا جائے گا ذمیوں سے ممتاز رہنے کا مسلمانوں سے پوشاک سواریوں زینوں اور ٹوپیوں میں اور وہ سوار نہ ہوں گے گھوڑوں پر اور نہ اٹھائیں گے ہتھیار۔

تشریح: ذمیوں کو دارالاسلام میں رکھا جائے گا لیکن وہ ہر اعتبار سے مسلمانوں سے ممتاز رہیں گے تاکہ ذلت کے ساتھ رہیں اور ان کو احساس ہو اور جلدی مسلمان ہو جائیں اس بنا پر ان سے عہد لیا جائے گا کہ لباس ٹوپی عمامہ، جوتا میں متمیز رہیں باتوں میں بھی متمیز رہیں اور یہ کہ مسلمانوں کی عزت کریں گے، اگر مسلمان بیٹھنا چاہیں تو ان کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور نہ کوئی ہتھیار بنائیں گے اور نہ اس کو اٹھائیں گے تاکہ کہیں دوبارہ جنگ کرنے کی صلاحیت نہ پیدا کرلیں، اور مسلمانوں کے لئے مشکلات نہ پیدا کردیں۔

(۸۲/۲۹۱۷) وَمَنِ امْتَنَعَ مِنَ الْجِزْيَةِ اَوْ قَتَلَ مُسْلِمًا اَوْ سَبَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْ زَنٰى بِمُسْلِمَةٍ لَمْ يَنْتَقِضْ عَهْدُهٗ.

ترجمہ: جو شخص باز رہے جزیہ دینے سے یا قتل کردے کسی مسلمان کو یا گالی دے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا زنا کرے کسی مسلمان عورت سے تو نہ ٹوٹے گا اس کا عہد۔

تشریح: جو ذمی جزیہ نہیں دے رہا ہے تو جبراً اس سے جزیہ وصول کیا جائے گا اگر کسی مسلمان کو قتل کردے تو اس کے بدلہ اسے قتل کیا جائے گا یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا قرآن یا دین اسلام کو برا بھلا کہے تو اسے قتل کردیا جائے گا اور مسلمہ سے زنا کرنے کی وجہ سے حد زنا کا مستحق ہوگا، لیکن ان تمام صورتوں میں ذمی نے جو عہد کیا تھا وہ نہیں ٹوٹے گا بلکہ ابھی بھی ذمی بحال رہے گا۔

(۸۳/۲۹۱۸) وَلَا يَنْتَقِضُ الْعَهْدُ اِلَّا بِاَنْ يَلْحَقَ بِدَارِ الْحَرْبِ اَوْ يَغْلِبُوْا عَلٰى مَوْضَعٍ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَيُحَارِبُوْنَنَا.

ترجمہ: اور نہیں ٹوٹتا عہد مگر یہ کہ چلا جائے دارالحرب میں یا کسی جگہ پر غلبہ پا کر ہم سے لڑنے کو تیار ہو جائیں۔

تشریح: ذمی بھاگ کر دارالحرب چلا جائے تو ذمیت کا عہد ٹوٹ جائے گا یا دارالاسلام میں ہی کسی جگہ پر ذمی لوگ غلبہ حاصل کر کے ہم سے جنگ کے لئے تیار ہو جائیں تو بھی عہد ٹوٹ جائے گا۔

(۸۴/۲۹۱۹) وَإِذَا ارْتَدَّ الْمُسْلِمُ عَنِ الْإِسْلَامِ عُرِضَ عَلَيْهِ الْإِسْلَامُ فَإِنْ كَانَتْ لَهُ شُبْهَةٌ كُشِفَ لَهُ وَيُحْبَسُ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَاِنْ اَسْلَمَ وَاِلَّا قُتِلَ.

ترجمہ: اور جب پھر جائے مسلمان اسلام سے تو پیش کیا جائے اس پر اسلام، اگر اس کو کوئی شبہ ہو تو اس کو دور کیا جائے اور قید رکھا جائے تین دن اگر اسلام لے آئے تو بہتر ہے، ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔

مرتدین کے احکام

تشریح: اگر کوئی شخص اسلام سے پھر جائے تو دوبارہ اسلام پیش کیا جائے گا اور جو شکوک وشبہات اس کے دل میں ہیں ان کو دور کیا جائے گا اور تین دن قید میں رکھا جائے گا تاکہ اس کو سوچنے سمجھنے کا موقع مل سکے اگر بات سمجھ میں آجائے تو ٹھیک ہے، ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ جب ایک شخص ایک مرتبہ اسلام میں داخل ہو گیا، اور اسلام کے محاسن سے وہ آگاہ ہو گیا اب اگر وہ اسلام کو چھوڑنا چاہتا ہے تو دارالاسلام میں رہتے ہوئے اس کا یہ عمل فساد کا موجب ہے اگر اسلام چھوڑنا ہے تو دارالاسلام سے نکل جائے اور دارالحرب چلا جائے اور وہاں جا کر جو چاہے کرے، کیونکہ اس پر وہاں ہماری ولایت نہیں ہے اور دارالاسلام میں رہتے ہوئے اگر وہ اسلام چھوڑے گا تو وہ ایسا ہے جیسے جسم کا ایک عضو فاسد ہو چکا ہو اب اگر اس عضو کو باقی رکھا جائے گا تو اس کا فساد دوسرے اعضاء کی طرف سرایت کر جائے گا اس وجہ سے مرتد کو قتل کرنا ہی ضروری ہے۔

(۸۵/۲۹۲۰) فَاِنْ قَتَلَهُ قَاتِلٌ قَبْلَ عَرْضِ الْاِسْلَامِ عَلَيْهِ كُرِهَ لَهُ ذٰلِكَ وَلَا شَيْءَ عَلَى الْقَاتِلِ.

ترجمہ: پھر اگر قتل کر دے اس کو کوئی اس پر اسلام پیش کرنے سے پہلے تو یہ مکروہ ہے اور کچھ واجب نہیں قاتل پر۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ اگر مرتد پر اسلام پیش کرنے سے پہلے کسی نے قتل کر دیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اسلام پیش کرنا مستحب ہے، اور قاتل نے استحباب کے خلاف کیا ہے، اور چونکہ مرتد مباح الدم ہو چکا ہے اس لئے قاتل سے نہ قصاص لیا جائے گا اور نہ اس پر دیت لازم ہوگی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۸۶/۲۹۲۱) وَاَمَّا الْمَرْأَةُ ... لٰكِنْ تُحْبَسُ حَتّٰى تُسْلِمَ.

ترجمہ: اور رہی پھر جانے والی عورت سو قتل نہ کی جائے بلکہ قید رکھی جائے یہاں تک کہ اسلام ...

تشریح: اگر عورت اسلام سے پھر جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا کیوں کہ حضور صلی اللہ ... نے عورتوں کے قتل سے منع کیا ہے لیکن اس کو قید خانہ میں رکھا جائے گا اس کے اسلام لانے تک کیونکہ وہ اللہ کے ... کو پورا کرنے سے رک گئی ہے اسکے اقرار کے بعد چناں چہ قید میں ڈال کر اسے حق پورا کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

(۸۷/۲۹۲۲) وَيَزُوْلُ مِلْكُ الْمُرْتَدِّ عَنْ اَمْوَالِهٖ بِرِدَّتِهٖ زَوَالًا مُرَاعًى فَاِنْ اَسْلَمَ عَادَتْ اِلٰى حَالِهَا.

حل لغت: زوالا مراعًی: مراعی رعایت سے مشتق ہے رعایت کی جائے گی یعنی معاملہ موقوف رہے گا۔

ترجمہ: اور زائل ہو جاتی ہے مرتد کی ملکیت اس کے مال سے مرتد ہونے کی وجہ سے بزوال موقوف پھر اگر اسلام لے آئے تو لوٹ آئے گی اپنی حالت پر۔

تشریح: مرتد کے مال سے اس کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے مگر بزوال موقوف یعنی اگر وہ مسلمان ہو جائے تو اس کا مال واپس دیا جائے گا، صاحبین فرماتے ہیں کہ اس کی ملکیت زائل نہ ہوگی۔

(۸۸/۲۹۲۳) وَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ عَلٰى رِدَّتِهٖ اِنْتَقَلَ مَا اكْتَسَبَهٗ فِيْ حَالِ الْاِسْلَامِ اِلٰى وَرَثَتِهِ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ مَا اكْتَسَبَهٗ فِيْ حَالِ رِدَّتِهٖ فَيْئًا.

ترجمہ: اور اگر مر جائے یا قتل کر دیا جائے ردت ہی پر تو منتقل ہو جائے گی اس کی کمائی حالت اسلام کی اس کے مسلم ورثاء کی جانب اور اس کی ردت کے زمانہ کی کمائی غنیمت ہوگی۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ اگر مرتد ہونے کی حالت میں مر گیا یا مرتد ہونے کی حالت میں قتل کیا گیا تو اسلام کے زمانہ میں کمایا ہوا مال مسلمان ورثاء میں تقسیم ہوگا اور کفر کے زمانہ میں کمایا ہوا مال غنیمت شمار ہوگا کیونکہ مرتد ہونے کے بعد وہ حربی ہو گیا اور حربی کا کمایا ہوا مال ہاتھ آ جائے تو وہ غنیمت کا مال شمار ہوتا ہے اس لئے مرتد ہونے کے زمانہ کا مال غنیمت ہوگا اور مرتد ہونا گویا کہ مر جانا ہے اور مرنے کے بعد اسکا مال ورثاء میں تقسیم ہوتا ہے اس لئے مرتد کا مال مسلمان ورثاء میں تقسیم ہوگا۔

(۸۹/۲۹۲۴) فَاِنْ لَحِقَ بِدَارِ الْحَرْبِ مُرْتَدًّا وَحَكَمَ الْحَاكِمُ بِلِحَاقِهٖ عَتَقَ مُدَبَّرُوْهُ وَاُمَّهَاتُ اَوْلَادِهٖ وَحَلَّتِ الدُّيُوْنُ الَّتِيْ عَلَيْهِ وَانْتَقَلَ مَا اكْتَسَبَهٗ فِيْ حَالِ الْاِسْلَامِ اِلٰى وَرَثَتِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

ترجمہ: اگر بھاگ گیا مرتد ہو کر دارالحرب اور فیصلہ کر دیا حاکم نے اس کے چلے جانے کا تو آزاد

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو جائیں گے اس کے مدبر اور ام ولد اور فوری واجب ہو جائیں گے وہ قرض جو اس کے ذمہ تھے (میعادی) اور منتقل ہو جائے گی اس کے دور اسلام کی کمائی اس کے مسلم ورثاء کی جانب۔

تشریح: مرتد دار الحرب بھاگ جائے اور حاکم دار الحرب کے ساتھ مل جانے کا فیصلہ کردے تو وہ موت حکمی کے درجہ میں ہو جائے گا اور اس کے تمام معاملات میں مردے کے احکام نافذ کئے جائیں گے مثلاً آقا کے حقیقتاً مر جانے کے بعد مدبر اور ام ولد آزاد ہو جاتے ہیں تو یہاں بھی موت حکمی کی وجہ سے آزاد ہو جائیں گے اور جو قرض کسی متعینہ تاریخ میں ادا کرنا تھا اس کا ابھی ادا کرنا لازم ہو جائے گا کیوں کہ انسان کے مرنے کے بعد اس کے مال میں فوری قرض ادا کرنا لازم ہوتا ہے اور حالت اسلام میں جو مال کمایا تھا وہ مسلمان ورثاء میں تقسیم ہوگا۔

(۹۰/۲۹۲۵) وَتُقْضَى الدُّيُوْنُ الَّتِيْ لَزِمَتْهُ فِيْ حَالِ الْإِسْلَامِ مِمَّا اكْتَسَبَهُ فِيْ حَالِ الْإِسْلَامِ وَمَا لَزِمَهُ مِنَ الدُّيُوْنِ فِيْ رِدَّتِهِ يُقْضٰى مِمَّا فِيْ حَالِ رِدَّتِهِ.

ترجمہ: اور ادا کئے جائیں گے اس کے وہ قرض جو اس کو لازم ہوئے ہوں دور اسلام میں اس کی دور اسلام کی کمائی سے اور جو قرض لازم ہوئے ہوں اس کی ردت کی حالت میں تو وہ ادا کئے جائیں گے، ردت کے زمانہ کی کمائی سے۔

تشریح: جب کوئی شخص اسلام سے پھر جائے اور دوبارہ اسلام نہ لائے تو مرتد ہونے کے وقت سے ہی مردہ شمار کیا جائے گا، اس لئے مرنے سے پہلے یعنی اسلام کی حالت میں جو قرض لیا تھا وہ اسلام کی حالت میں جو مال کمایا تھا اس سے ادا کیا جائے گا، اور مرنے کے بعد یعنی مرتد ہونے کے بعد جو قرض لیا اس کو مرتد ہونے کے بعد جو مال کمایا ہے اس سے ادا کیا جائے گا۔

(۹۱/۲۹۲۶) وَمَا بَاعَهُ اَوِ اشْتَرَاهُ اَوْ تَصَرَّفَ فِيْهِ مِنْ اَمْوَالِهِ فِيْ حَالِ رِدَّتِهِ مَوْقُوْفٌ فَإِنْ اَسْلَمَ صَحَّتْ عُقُوْدُهُ وَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ اَوْ لَحِقَ بِدَارِ الْحَرْبِ بَطَلَتْ.

ترجمہ: اور جو اس نے بیچا یا خریدا ہو یا تصرف کیا ہو اپنے مال میں مرتد ہونے کی حالت میں تو یہ سب موقوف ہوں گے اگر اسلام لے آئے تو یہ سب عقود صحیح ہو جائیں گے اور اگر مر جائے یا قتل کر دیا جائے یا چلا جائے دار الحرب تو باطل ہو جائیں گے۔

تشریح: ارتداد کی حالت میں خرید و فروخت کی یا اپنے مال میں تصرف کیا تو یہ سب موقوف رہیں گے اگر اسلام لے آئے تو ملکیت اور معاملات بحال ہو جائیں گے اور اسلام نہ لائے اور انتقال ہو جائے یا قتل کر دیا جائے یا دار الحرب بھاگ جائے تو مرتد ہونے کے دن سے ہی مردہ شمار کیا جائے گا جس کی وجہ سے ارتداد کے بعد کے معاملات باطل ہوں گے۔

(۹۲/۲۹۲۷) وَاِنْ عَادَ الْمُرْتَدُّ بَعْدَ الْحُكْمِ بِلِحَاقِهِ اِلٰى دَارِ الْإِسْلَامِ مُسْلِمًا فَمَا وَجَدَهُ فِيْ يَدِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَرَثَتِهٖ مِنْ مَالِهٖ بِعَيْنِهٖ اَخَذَهٗ.

ترجمہ: اور اگر لوٹ آئے مرتد دارالحرب میں چلے جانے کے فیصلہ کے بعد دارالاسلام کی طرف مسلمان ہوکر تو جو پائے اپنے ورثاء کے قبضہ میں اپنا مال بعینہٖ لے لے اس کو۔

تشریح: مرتد بھاگ کر دارالحرب چلا گیا اس کے بعد قاضی نے دارالحرب بھاگ جانے کا فیصلہ کر دیا پھر وہ مسلمان ہوکر واپس دارالاسلام آیا تو اس کا جو مال ورثاء کے ہاتھ میں اپنی حالت پر موجود ہے، وہ واپس لے لے اور جو مال خرچ کر چکا ہے اس کو ورثاء سے وصول نہیں کر سکتا۔

(۲۹۲۸/۹۳) وَالْمُرْتَدَّةُ اِذَا تَصَرَّفَتْ فِيْ مَالِهَا فِيْ حَالِ رِدَّتِهَا جَازَ تَصَرُّفُهَا.

ترجمہ: اور مرتدہ عورت جب تصرف کرے اپنے مال میں اپنی ردت کے زمانہ میں تو جائز ہوگا اسکا تصرف۔

تشریح: جب مرتدہ عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ توبہ کرنے تک زندہ رکھا جائے گا تو ظاہر ہے کہ خرید وفروخت کی بھی اجازت ہونی چاہئے ورنہ زندگی کیسے گزارے گی اس وجہ سے اس کو اپنے مال میں تصرف کی اجازت ہوگی۔

(۲۹۲۹/۹۴) وَنَصَارىٰ بَنِيْ تَغْلِبَ يُؤْخَذُ مِنْ اَمْوَالِهِمْ ضِعْفُ مَا يُؤْخَذُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الزَّكوٰةِ وَيُؤْخَذُ مِنْ نِّسَائِهِمْ وَلَا يُؤْخَذُ مِنْ صِبْيَانِهِمْ.

ترجمہ: اور بنی تغلب کے نصاریٰ سے لیا جائے گا ان کے مال سے اس کا دوگنا جو لی جاتی ہے مسلمانوں سے زکوۃ اور لیا جائے گا ان کی عورتوں سے بھی اور نہیں لیا جائے گا ان کے بچوں سے۔

تشریح: نصاریٰ بنی تغلب کی سرزمین پر اصولاً خراج عائد تھا لیکن جب ان لوگوں نے خراج کو اپنے اوپر ذلت سمجھ کر دینے سے انکار کر دیا مگر زکوۃ کے نام پر دوگنا دینے پر راضی تھے، چناں چہ گورنر نے امیر المومنین حضرت عمرؓ سے استصواب کیا آپ نے فرمایا **هذه جزية سموها ماشئتم** یعنی یہ جزیہ ہے تم اس کا جو چاہو نام رکھو اب مشورہ سے یہ بات طے پائی کہ ان سے جزیہ میں دوگنی زکوۃ لی جائے اور صدقہ کے ہی نام سے لی جائے چنانچہ اس پر معاہدہ ہو گیا اور چونکہ زکوۃ عورتوں سے بھی لی جاتی ہے اس لئے بنی تغلب کی عورتوں سے بھی دوگنی زکوۃ مقرر ہوئی اور زکوۃ بچوں پر نہیں ہے اس لئے یہ خراج بھی بچوں پر نہ ہوگا۔

نوٹ: فی الحال نصاریٰ بنی تغلب کا وجود نہیں ہے۔

(۲۹۳۰/۹۵) وَمَا جَبَاهُ الْاِمَامُ مِنَ الْخَرَاجِ وَمِنْ اَمْوَالِ بَنِيْ تَغْلِبَ وَمَا اَهْدَاهُ اَهْلُ الْحَرْبِ اِلَى الْاِمَامِ وَالْجِزْيَةُ يُصْرَفُ فِيْ مَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ فَيُسَدُّ مِنْهُ الثُّغُوْرُ وَتُبْنَى الْقَنَاطِرُ وَالْجُسُوْرُ وَيُعْطٰى مِنْهُ قُضَاةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَعُمَّالُهُمْ وَعُلَمَاؤُهُمْ مَايَكْفِيْهِمْ وَيُدْفَعُ مِنْهُ اَرْزَاقُ الْمُقَاتِلَةِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَذَرَارِيهِمْ.

حل لغات: جباه: (ن) جبأ وجبوأ جمع کرنا۔ یسد: مضارع مجہول باب (ن) سداً بند کرنا۔ الثغور: واحد ثغرٌ سرحد۔ القناطر: واحد قنطرة وہ پل جو عمدہ اور مضبوط ہو اور مستقل کے لئے بنایا گیا ہو۔ الجسور: جِسر کی جمع ہے، بکسر الجیم وفتحہا وہ پل جو دریا وغیرہ پر ہوتا ہے اور عارضی ہوتا ہے۔ عمال: عامل کی جمع ہے وہ شخص جو کسی کے امور مالی وغیرہ کا متولی ہو۔ ارزاق: واحد رزق وظیفہ۔ المقاتلة: لڑنے والی جماعت تا تانیث کے لئے جماعت کی تاویل کی وجہ سے ہے واحد مُقَاتِل. ذراری: ذرية کی جمع نسل آل واولاد۔

ترجمہ: اور جو کچھ جمع کیا ہو امام نے خراج سے اور بنی تغلب کے اموال سے اور جو کچھ ہدیۃً دیا ہو اہل حرب نے امام کو اور جزیہ کا مال خرچ کیا جائے گا مسلمانوں کی بہتری میں چناں چہ بند کی جائیں گی اس سے سرحدیں اور بنائے جائیں گے اس سے پل اور دیا جائے گا اس سے مسلمانوں کے قاضیوں عاملوں اور عالموں کو اتنا جو ان کے لئے کافی ہو اور دیا جائے گا اس سے مجاہدوں اور ان کی اولاد کا وظیفہ۔

تشریح: امیر المؤمنین جو رقم خراج اراضی سے یا بنی تغلب کے دوگنے عشر سے حاصل کرے یا اس کو اہل حرب کی طرف سے کوئی ہدیہ ملے اور جو کچھ رقم جزیہ سے حاصل ہو وہ سب مسلمانوں کی مصالح میں خرچ کی جائے گی جیسے سرحدوں کی اصلاح اور مستقل پلوں کی تعمیر عارضی پل اس سے مستثنیٰ ہیں کما فی فتح القدیر، اور اس سے قاضیوں عمال حکومت اور علماء کرام کو ان کی ضروریات کی کفایت کی حد تک عطایا دی جائیں گی اور اسی میں سے مجاہدین اور فوج اور ان کے عیال کا گذارہ دیا جائے گا فتح القدیر میں ہے کہ مدرسین وطلبہ علم دین کو بھی اس میں سے دیا جائے گا۔

(۹۶/۲۹۳۱) وَإِذَا تَغَلَّبَ قَوْمٌ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ عَلَى بَلَدٍ وَخَرَجُوا مِنْ طَاعَةِ الْإِمَامِ دَعَاهُمْ إِلَى الْعَوْدِ إِلَى الْجَمَاعَةِ وَكَشَفَ عَنْ شُبْهَتِهِمْ وَلَا يَبْدَأُ هُمْ بِالْقِتَالِ حَتَّى يَبْدَؤُهُ فَإِنْ بَدَؤُا قَاتَلَهُمْ حَتَّى يُفَارِقَ جَمَاعَتَهُمْ وَإِنْ كَانَتْ لَهُمْ فِئَةٌ أَجْهَزَ عَلَى جَرِيحِهِمْ وَاتَّبَعَ مُوَلِّيَهُمْ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ فِئَةٌ لَمْ يُجْهِزْ عَلَى جَرِيحِهِمْ وَلَمْ يَتَّبِعْ مُوَلِّيَهُمْ وَلَا تُسْبَى لَهُمْ ذُرِّيَّةٌ وَلَا يُقْسَمُ لَهُمْ مَالٌ وَلَا بَأْسَ بِأَنْ يُقَاتِلُوا بِسِلَاحِهِمْ إِنِ احْتَاجَ الْمُسْلِمُونَ إِلَيْهِ وَيَحْبِسُ الْإِمَامُ أَمْوَالَهُمْ وَلَا يَرُدُّهَا عَلَيْهِمْ وَلَا يُقَسِّمُهَا حَتَّى يَتُوبُوا فَيَرُدُّهَا عَلَيْهِمْ.

حل لغات: تغلب: زبردستی قبضہ جمالے۔ فئة: جماعت۔ اجهز على الجريح: مار ڈالنا جریح مجروح کے معنی میں ہے زخمی۔ مُوَلِّي: پیٹھ دے کر بھاگنے والا۔

ترجمہ: اور جب مسلط ہو جائے مسلمانوں کی کوئی قوم کسی شہر پر اور نکل جائے امام کی اطاعت سے تو دعوت دے ان کو جماعت میں شامل ہونے کی اور دور کرے ان کے شبہ کو اور ابتداء نہ کرے ان سے لڑنے میں یہاں تک کہ وہی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابتداء کریں اگر وہی ابتداء کریں تو ہم ان سے لڑیں گے یہاں تک کہ ان کی جماعت ٹوٹ جائے اگر ان کی اور جماعت بھی ہو تو گرفتار کرے ان کے زخمیوں کو اور پیچھا کرے بھاگنے والوں کا اور اگر کوئی اور جماعت نہ ہو تو نہ گرفتار کرے ان کے زخمیوں کو اور نہ پیچھا کرے بھاگنے والوں کا اور نہ قید کرے ان کی اولاد کو اور نہ تقسیم کرے ان کا مال اور کوئی حرج نہیں ہے قتال کرنے میں انہیں کے ہتھیاروں سے اگر ضرورت ہو اس کی مسلمانوں کو اور روکے امام ان کا مال اور نہ دے ان کو اور نہ تقسیم کرے یہاں تک کہ توبہ کریں پس دے دے ان کو ان کا مال۔

باغیوں کے احکام

تشریح: مسلمانوں کی ایک جماعت امام حق کی اطاعت سے باہر ہو کر کسی شہر پر قابض ہو جائے، امام ان کو اپنی اطاعت کی جانب بلائے اور اس سلسلہ میں ان کے جو شبہات ہوں ان کو دور کرے اور چونکہ وہ مسلمان ہیں اس لئے جب تک وہ ہم سے جنگ شروع نہ کریں ہم ان سے جنگ نہ کریں گے اور اگر باغی جماعت ہم سے جنگ شروع کر دے تو اب ان سے قتال کیا جائے گا تاکہ ان کی جمعیت ٹوٹ جائے اور اگر ان کی کوئی ایسی جماعت ہو کہ یہ لوگ ان سے مل کر مضبوط ہو جائیں تو ان کے زخمیوں کو امام قتل کر ڈالے اور جو فرار ہو جائیں ان کا پیچھا کرے تاکہ وہ بدحواس ہو کر دوبارہ جمع ہونے کی کوشش نہ کریں، اور اگر ان کی کوئی اچھی خاصی جماعت نہ ہو تو ان کے زخمیوں کو قتل نہ کرے اور نہ بھاگنے والوں کا پیچھا کرے کیونکہ اصل میں ان کو منتشر کرنا ہے اور وہ منتشر ہو گئے آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں چوں کہ یہ لوگ مسلمان ہیں اس لئے ان کی اولاد کو غلام باندی نہ بنائے اور نہ ان کا مال تقسیم کرے اور اگر ضرورت ہو تو انہیں کے ہتھیار استعمال کرے ان کے مالوں کو اپنے قبضہ میں لے لے اور جب تک وہ تائب نہ ہوں مال ان کو نہ دے۔

(۲۹۳۲/۹۷) وَمَا جَبَاهُ اَهْلُ الْبَغْيِ مِنَ الْبِلَادِ الَّتِيْ غَلَبُوْا عَلَيْهَا مِنَ الْخَرَاجِ وَالْعُشْرِ لَمْ يَأْخُذْهُ الْإِمَامُ ثَانِيًا فَاِنْ كَانُوْا صَرَفُوْهُ فِيْ حَقِّهٖ اَجْزَأَ مَنْ اُخِذَ مِنْهُ وَاِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا صَرَفُوْهُ فِيْ حَقِّهٖ فَعَلٰى اَهْلِهٖ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنْ يُعِيْدُوْا ذٰلِكَ.

ترجمہ: اور جو وصول کر لیا ہو باغیوں نے ان شہروں سے جن پر وہ غالب آگئے تھے خراج یا عشر تو نہ لے امام ان سے دوبارہ پس اگر صرف کیا ہو انہوں نے صحیح موقعہ پر تو کافی ہوگا اس کی طرف سے جس سے لیا گیا ہے، اور اگر اس کے موقعہ پر صرف نہ کیا ہو تو ان لوگوں پر واجب ہے دیانۃً یہ کہ دوبارہ ادا کریں۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ باغی جن شہروں پر قابض ہو گئے وہاں کے لوگوں سے خراج اور عشر یا زکوۃ وصول کر لی تو مالکوں کی جانب سے ادا ہو گئی اگر امیر المؤمنین دوبارہ ان شہروں پر قابض ہو جائے تو ان لوگوں سے دوبارہ خراج عشر زکوۃ نہ لے اب اگر باغیوں نے مصارف میں خرچ کر دی تو مالک کی جانب سے زکوۃ ادا ہو گئی اور اگر باغیوں نے صحیح

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مصارف میں خرچ نہ کی تو مالکین پر دیانۃً دوبارہ ادا کرنا ضروری ہے قضاءً واجب نہیں ہے۔

نوٹ: عشر کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں اور جس طرح ادائے زکوۃ کے لئے یہ ضروری ہے کہ کسی مستحق زکوۃ کو بغیر کسی معاوضہ خدمت وغیرہ کے مالکانہ طور پر قبضہ کرادیا جائے اسی طرح عشر کی ادائیگی میں بھی تملیک ضروری ہے اور مصارف خراج مسئلہ (۱۰۵) میں گذر چکے ہیں۔ بروز اتوار ۲۸/۶/۲ھ رات بارہ بج کر ۲۰ منٹ۔ وسیم احمد غفرلہ

كِتَابُ الْحَظْرِ وَالْإِبَاحَةِ

ماقبل سے مناسبت: اس سے قبل جہاد کے احکامات کو بیان فرمایا ہے اور جہاد میں مال غنیمت حاصل ہوتا ہے اور مال غنیمت میں بعض چیزوں کا استعمال جائز ہوتا ہے اور بعض کا ناجائز اسی طرح جواز وعدم جواز مال غنیمت کے علاوہ دوسری چیزوں میں بھی ہوتا ہے اس لئے کتاب السیر کے بعد کتاب الحظر والاباحۃ لائے ہیں۔

حظر کے معنی روکنا اور اباحت کے معنی اطلاق وجواز ہے اس کتاب میں ان مسائل کو بیان کیا جائے گا جو ممنوع اور مباح ہیں۔

(۱/۲۹۳۳) لَايَحِلُّ لِلرِّجَالِ لُبْسُ الْحَرِيْرِ وَيَحِلُّ لِلنِّسَاءِ.

ترجمہ: حلال نہیں مردوں کے لئے ریشم کا کپڑا پہننا اور حلال ہے عورتوں کے لئے۔

ریشم کے پہننے کا جواز وعدم جواز

تشریح: فرماتے ہیں کہ مردوں کے لئے ریشمی کپڑا پہننا جائز نہیں ہے اور عورتوں کے لئے حلال ہے کیوں کہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ السلام باہر تشریف لائے اور آپ کے ایک ہاتھ میں ریشم اور دوسرے ہاتھ میں سونا تھا اور فرمایا کہ یہ دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں ان کی عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

نوٹ: ریشم پہننا حرام ہے مگر قلیل مقدار معاف ہے اور قلیل کی مقدار تین چار انگل ہے جیسے نقش ونگار یا ریشم کا جھالر۔

(۲/۲۹۳۴) وَلَا بَأْسَ بِتَوَسُّدِهِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَالَا رَحِمَهُمَا اللّٰهُ يَكْرَهُ تَوَسُّدُهُ.

حل لغت: توسد: الوسادۃ سر کے نیچے تکیہ رکھنا۔

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں اس کا تکیہ لگانے میں امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا کہ مکروہ ہے اس کا تکیہ لگانا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تشریح: امام صاحبؒ کے نزدیک ریشم کا تکیہ لگانے میں اور ایسے تکیہ پر سونے میں کوئی حرج نہیں ہے امام محمد نے اس کو مکروہ کہا ہے اور صاحب کتاب نے امام ابو یوسف کو امام محمدؒ کے ساتھ بیان کیا ہے اور جامع صغیر میں امام صاحبؒ اور امام محمدؒ کے درمیان اختلاف مذکور ہے، مذکورہ مسئلہ میں اکثر مشائخ نے صاحبین کے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی صحیح ہے۔

(۳/۲۹۳۵) وَلَا بَأْسَ بِلُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ فِي الْحَرْبِ عِنْدَهُمَا وَيَكْرَهُ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰي.

حل لغت: الدیباج: ریشم کا وہ کپڑا جس کا تانا اور بانا ریشم کا ہو۔

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں ریشم اور دیباج پہننے میں لڑائی میں صاحبین کے نزدیک اور مکروہ ہے امام صاحب کے نزدیک۔

تشریح: حریر اور دیباج کا استعمال صاحبین کے نزدیک جنگ کے موقع پر حلال ہے کیونکہ اس کی چمک سے دشمن مرعوب ہوجاتا ہے اور اس میں تلوار کاٹ نہیں کرتی امام صاحب خالص ریشم کے پہننے کو جنگ کے اندر بھی ناجائز قرار دیتے ہیں کیونکہ اس کی ممانعت میں جو احادیث ہیں ان میں جنگ اور غیر جنگ کی تفصیل نہیں ہے، البتہ حالت جنگ اور حالت مرض میں ایسا مخلوط کپڑا پہننا جائز ہے جس کا بانا ریشم کا ہو اور تانا غیر ریشم کا ہو۔

فائدہ: جب فوجی جنگ کی تیاری کرے تو ریشم پہننے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ ابھی دشمن نہ حاضر ہو لیکن اس میں نماز نہیں پڑھے گا البتہ اگر دشمن کا خوف ہو تو اس میں نماز بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۴/۲۹۳۶) وَلَا بَأْسَ بِلُبْسِ الْمُلْحَمِ اِذَا كَانَ سَدَاهُ اِبْرِيْسَمًا وَلُحْمَتُهُ قُطْنًا اَوْ خَزًّا.

حل لغات: مُلحم: جس کا تانا ریشمی اور بانا غیر ریشمی ہو۔ سدا: تانا، لحمته: بانا۔ الابریسم: ریشم۔ خز: اون مراد ہے جمع خُزُوْز۔

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں مُلحم کے پہننے میں جب کہ ہو اس کا تانا ریشم کا اور بانا روئی یا اون وغیرہ کا۔

تشریح: وہ کپڑا جس کا تانا ریشمی ہو اور بانا روئی یا اون وغیرہ کا ہو تو اس کا پہننا جائز ہے کیوں کہ کپڑا تانے سے نہیں بنتا بلکہ بانے سے بنتا ہے پس اگر بانا سوت یا اون کا ہو تو وہ سوت یا اون ہی شمار ہوگا ریشم شمار نہیں ہوگا، اس لئے اس کا استعمال جائز ہے جنگ میں بھی اور ویسے بھی۔

(۵/۲۹۳۷) وَلَا يَجُوْزُ لِلرَّجُلِ التَّحَلِّيْ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ.

ترجمہ: اور جائز نہیں مرد کے لئے زیور پہننا سونے اور چاندی کا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سونے وچاندی کے استعمال کے احکام

تشریح: مردوں کے لئے سونے اور چاندی کا زیور جائز نہیں ہے اس حدیث کی وجہ سے جو حضرت علیؓ سے منقول مسئلہ(۱) میں گذر چکی ہے، اور اس حدیث میں اگرچہ فقط سونے کا ذکر ہے لیکن چاندی بھی اسی کی جنس سے ہے اس لئے چاندی کا بھی وہی حکم ہوگا۔

(۶/۲۹۳۸) وَلَا بَأْسَ بِالْخَاتَمِ وَالْمِنْطَقَةِ وَحِلْيَةِ السَّيْفِ مِنَ الْفِضَّةِ.

حل لغات: الخاتم: انگوٹھی جمع خواتم. المنطقة: پٹکا جو کمر پر باندھا جائے۔ حلية: زیور خوبصورتی کی کوئی چیز۔

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں انگوٹھی پٹکے اور تلوار کے زیور میں جو ہو چاندی کا۔

تشریح: چاندی کی انگوٹھی اور چاندی کا کمر بند (پٹکا) اور چاندی کا وہ زیور جو تلوار پر جڑھا دیا جائے تو جائز ہے بشرطیکہ بقصد تکبر نہ ہو۔

فائدہ: (۱) مردوں کے لئے چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال ... (چار گرام کے بقدر) پہننا جائز ہے بعض حضرات نے بغیر ضرورت کے انگوٹھی پہننے کو مکروہ قرار دیا ہے لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ مکروہ تو نہیں البتہ بغیر ضرورت اس کا ترک افضل ہے۔

فائدہ: (۲) چاندی کے علاوہ باقی کسی اور دھات کی انگوٹھی مردوں کے لئے جائز نہیں ہے اور سونا اور چاندی کے علاوہ کسی اور دھات کی انگوٹھی عورتوں کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔

(۷/۲۹۳۹) وَيَجُوْزُ لِلنِّسَاءِ التَّحَلِّيْ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ.

ترجمہ: اور جائز ہے عورتوں کے لئے زیور پہننا سونے اور چاندی کا۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ عورتوں کے لئے سونے اور چاندی کا زیور پہننا جائز ہے، صاحب جوہرۃ فرماتے ہیں کہ عورتوں کے لئے اجازت صرف سونے وچاندی کے زیورات کی ہے ورنہ سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال اور ان میں کھانے اور ان میں لے کر تیل لگانے میں عورتیں عدم جواز کے اندر مردوں کے مانند ہیں۔

(۸/۲۹۴۰) وَيُكْرَهُ اَنْ يُلْبَسَ الصَّبِيُّ الذَّهَبَ وَالْحَرِيْرَ.

ترجمہ: اور مکروہ ہے یہ کہ پہنایا جائے بچہ کو سونا اور ریشم۔

تشریح: جس طرح سونا اور ریشم مردوں کو پہننا حرام ہے ایسے ہی چھوٹے لڑکوں کو پہنانا بھی حرام ہوگا جیسے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شراب پینا حرام ہے ایسے ہی پلانا بھی حرام ہے۔

(۹/۲۹۴۱) وَلَا يَجُوْزُ الْاَكْلُ وَالشُّرْبُ وَالْاِدِّهَانُ وَالتَّطَيُّبُ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ.

ترجمہ: اور جائز نہیں کھانا پینا تیل لگانا اور خوشبو استعمال کرنا سونے چاندی کے برتنوں میں مردوں اور عورتوں کے لئے۔

تشریح: سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا اور پینا اور دیگر چیزوں میں استعمال کرنا حرام ہے مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی اسی طرح سونے چاندی کا چمچہ اور سلائی، سرمہ دانی، شیشہ، قلم، دوات، دسترخوان، وضو کا طشت، انگیٹھی سب کا یہی حکم ہے۔

(۱۰/۲۹۴۲) وَلَا بَأْسَ بِاسْتِعْمَالِ آنِيَةِ الزُّجَاجِ وَالرَّصَاصِ وَالْبِلَّوْرِ وَالْعَقِيْقِ.

حل لغات: الزجاج: شیشہ۔ الرصاص: رانگ (ایک نرم دھات) واحد رَصَاصَةٌ. البلور: ایک چمکدار معدنی جوہر کا نام، صاف شفاف چمکدار، العقیق: ایک سرخ رنگ کا قیمتی پتھر۔

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں کانچ رانگ بلور اور سرخ مہروں کے برتن استعمال کرنے میں۔

مختلف دھاتوں کے بنے ہوئے برتن استعمال کر سکتے ہیں

تشریح: مذکورہ تمام برتن ہمارے نزدیک قابل استعمال ہیں اور امام شافعیؒ نے ان کے استعمال کو مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ یہ تفاخر کے بارے میں سونے اور چاندی کے مثل ہیں ہم کہیں گے کہ ایسا نہیں ہے یعنی ان کے ذریعہ تفاخر نہیں ہوتا۔

(۱۱/۲۹۴۳) وَيَجُوْزُ الشُّرْبُ فِي الْاِنَاءِ الْمُفَضَّضِ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالرُّكُوْبُ عَلَى السَّرْجِ الْمُفَضَّضِ وَالْجُلُوْسُ عَلَى السَّرِيْرِ الْمُفَضَّضِ.

حل لغات: المفضض: جس پر چاندی چڑھی ہو، یعنی اسکے کناروں پر چاندی لگا دی گئی ہو۔ سرج: زین۔

ترجمہ: اور جائز ہے پینا چاندی چڑھے برتن میں امام ابوحنیفہ کے نزدیک اور سوار ہونا چاندی چڑھی زین پر اور بیٹھنا چاندی چڑھی چارپائی پر۔

تشریح: امام صاحب فرماتے ہیں کہ جب خالص چاندی کا برتن نہیں بلکہ برتن یا آلۂ استعمال کسی اور چیز کا ہے اور اس کے کناروں پر چاندی چڑھادی گئی ہو تو اس کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ چاندی کی جگہ سے پرہیز کرے یعنی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر پینے کا برتن ہے تو چاندی کی جگہ منھ نہ لگائے بلکہ دوسری جگہ منہ لگائے اسی طرح اگر زین پر چاندی چڑھادی گئی ہو تو چاندی کی جگہ پر نہ بیٹھے دوسری جگہ پر بیٹھے تو یہ جائز ہے اسی طرح اگر چار پائی پر چاندی چڑھادی گئی ہو تو چاندی کی جگہ پر نہ بیٹھے تو جائز ہے، اور اگر سونا چڑھادیا گیا ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱۲/۲۹۴۴) وَيُكْرَهُ التَّعْشِيْرُ فِيْ الْمُصْحَفِ وَ النُّقَطِ.

ترجمہ: اور مکروہ ہے ہر دس آیت پر نشان لگانا قرآن میں اور نقطے لگانا۔

قرآن میں نقطے وغیرہ لگانا

تشریح: حدیث میں حکم دیا گیا ہے کہ قرآن کو غیر قرآن سے خالی کرو، اسی وجہ سے آمین بھی نہیں لکھا جاتا تو قرآن پر نقطے لگانا اسی طرح ہر دس آیت کے بعد نشان لگانا اور جیسے رکوع مقرر کرنا سب مکروہ ہے لیکن مشائخ نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ میں عجمیوں کے لئے اعراب کا اور نقطہ کا ہونا ضروری ہے ورنہ وہ اس کے بغیر نہیں پڑھ سکیں گے اور قرآن کو بالکل چھوڑ بیٹھیں گے اسی وجہ سے اعراب وغیرہ کا لگانا مستحسن ہے، خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے۔

فائدہ: ممانعت نزول قرآن کے زمانہ تک مخصوص ہے نیز ان کے لئے بغیر اعراب کے پڑھنا آسان تھا تو ان کے حق میں یہ سب چیزیں حفظ کرنے میں مخل تھیں اور ہمارے زمانہ میں یہ بات نہیں ہے اور زمان و مکان کے اختلاف سے احکام میں اختلاف ہو جاتا ہے، اسی وجہ سے اب یہ سب امور مستحسن ہیں۔

(۱۳/۲۹۴۵) وَلَا بَأْسَ بِتَحْلِيَةِ الْمُصْحَفِ وَنَقْشِ الْمَسْجِدِ وَزَخْرَفَتِهٖ بِمَاءِ الذَّهَبِ.

حل لغت: زخرفه: خوبصورت بنانا، آراستہ کرنا، مزین کرنا۔

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں قرآن کو آراستہ کرنے میں اور مسجد کو منقش کرنے میں اور اس کو مزین کرنے میں سونے کے پانی سے۔

تشریح: قرآن کریم کو سونے اور چاندی سے آراستہ کرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس میں قرآن کی تعظیم ہے جیسے مسجد کو سونے کے پانی سے مزین کرنا جائز ہے لیکن یہ تزئین مسجد کے مال سے نہ ہونی چاہئے بلکہ متولی اپنے مال سے کرے اگر مسجد کے مال سے کرے گا تو متولی ضامن ہوگا۔

(۱۴/۲۹۴۶) وَيُكْرَهُ اِسْتِخْدَامُ الْخِصْيَانِ.

حل لغت: خصیان: وہ شخص جس کے فوطے نکال لئے گئے ہوں واحد خَصِي.

ترجمہ: اور مکروہ ہے خصی سے خدمت لینا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خصی سے خدمت لینا مکروہ ہے

تشریح: جو لوگ خصیے نکلوا کر ہجڑے اور خصی ہوجاتے ہیں ان سے خدمت لینا مکروہ ہے، کیونکہ ان سے خدمت لی جائے گی تو دوسرے لوگوں کو رغبت ہوگی کہ یہ تو آمدنی کا ذریعہ ہے تو وہ بھی ہجڑے بنیں گے حالانکہ یہ حرام ہے کیوں کہ یہ مثلہ ہونا ہے، نیز ان سے خدمت لینے میں شہوت اُبھرنے کا اندیشہ ہے۔

(۲۹۴۷/۱۵) وَلَا بَأْسَ بِخِصَاءِ الْبَهَائِمِ وَاِنْزَاءِ الْحَمِيْرِ عَلَى الْخَيْلِ.

حل لغات: خصاء: باب (ض) کا مصدر ہے خصی کرنا۔ بھائم: بھیمة کی جمع ہے، چوپائے۔ انزاء: کودانا، جفتی کرانا۔ حمیر: حمار کی جمع گدھا۔

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں چوپاؤں کو خصی کرنے میں اور گدھوں کو گھوڑی پر چڑھانے میں۔

تشریح: جانور کو خصی کرنے میں جانور کا بھی فائدہ ہے کہ وہ خوب موٹا تازہ ہوتا ہے، اور انسانوں کا بھی فائدہ ہے کہ اس کے شر سے محفوظ رہتے ہیں نیز گدھے کو گھوڑی پر چڑھانا تاکہ خچر پیدا ہوجائے جائز ہے، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خچر پر سوار ہوئے ہیں اگر یہ کام حرام ہوتا تو آپ خچر پر سوار نہ ہوتے کہ کہیں فعل ممنوع کا دروازہ نہ کھل جائے اور وہ جو ابن عباس کی روایت کے اندر آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ گدھے کو گھوڑی پر نہ چڑھائیں اس کی وجہ یہ تھی کہ بنو ہاشم کے پاس گھوڑوں کی کمی تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کثرت کو پسند فرمایا اس لئے حکم دیا ورنہ تو خچر ہی پیدا ہوتے رہیں گے۔

(۲۹۴۸/۱۶) وَيَجُوْزُ اَنْ يُقْبَلَ فِي الْهَدِيَّةِ وَالْاِذْنِ قَوْلُ الْعَبْدِ وَالصَّبِيِّ.

ترجمہ: اور جائز ہے یہ کہ قبول کیا جائے ہدیہ اور اجازت میں غلام اور بچہ کا قول۔

تشریح: بچہ یا غلام یا باندی کوئی ہدیہ لاتے ہیں کہ میرے آقا نے یا میرے باپ نے بھیجا ہے یا وہ دوکان پر کوئی سامان خریدنے جاتے ہیں کہ ہم کو خرید و فروخت کی اجازت ہے تو ان کا قول قبول کرلیا جائیگا کیوں کہ عادت یہی ہے۔

فائدہ: کسی نے کسی کے مکان پر دستک دی اور اندر آنے کی اجازت چاہی بچہ نے آکر اجازت کی خبر دی تو اس کا قول قبول کرلیا جائے گا۔

(۲) چھوٹا بچہ دوکان پر اپنے کھانے پینے کی چیز لینے گیا تو اس کو بیچنا جائز ہے کیوں کہ آج کل عام طور سے عادت جاری ہے کہ والدین ان کو چند پیسے دے دیتے ہیں کہ وہ خرید کر کچھ کھالیں تو یہ اجازت ہے۔

(۲۹۴۹/۱۷) وَيُقْبَلُ فِي الْمُعَامَلَاتِ قَوْلُ الْفَاسِقِ وَلَا يُقْبَلُ فِي اَخْبَارِ الدِّيَانَاتِ اِلَّا قَوْلُ الْعَدْلِ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور قبول کیا جائے گا معاملات میں فاسق کا قول اور نہیں قبول کیا جائے گا، دیانات کی خبروں میں مگر عادل شخص کا قول۔

تشریح: دیانات میں صرف ایسے مسلمان کا قول معتبر ہوگا جو عادل ہو اور معاملات کا وقوع مختلف قسم کے لوگوں کے درمیان ہوتا ہے تو اگر اس میں عدالت کی شرط لگادی جائے تو حرج کثیر لازم آئے گا اس وجہ سے یہ حکم دیا گیا کہ فاسق کا قول بھی معاملات میں معتبر ہوگا یہ بات یاد رہے کہ معاملات سے مطلق معاملات مراد نہیں بلکہ وہ معاملات مراد ہیں جن میں الزام نہ ہو جیسے وکالت مضاربت تجارت میں اجازت وغیرہ ان میں عادل فاسق کافر و مسلم غلام و آزاد مرد و عورت سب برابر ہیں اور سب کا قول معتبر ہوگا، اور دیانات سے مراد وہ امور ہیں جو اللہ اور بندوں کے درمیان جاری ہوتے ہیں جیسے عبادات حلت وحرمت وغیرہ، ان میں فقط مسلم عادل کا قول معتبر ہوگا فاسق کا نہیں کیوں کہ فاسق تو خود ہی اپنے جھوٹ بولنے کی وجہ سے متہم ہے تو اس خبر میں بھی وہ جھوٹ بول سکتا ہے۔

(۲۹۵۰/۱۸) وَلَا يَجُوْزُ اَنْ يَّنْظُرَ الرَّجُلُ مِنَ الْاَجْنَبِيَّةِ اِلَّا اِلٰى وَجْهِهَا وَ كَفَّيْهَا فَاِنْ كَانَ لَا يَأْمَنُ مِنَ الشَّهْوَةِ لَمْ يَنْظُرْ اِلٰى وَجْهِهَا اِلَّا لِحَاجَةٍ.

ترجمہ: اور جائز نہیں دیکھنا مرد کو اجنبی عورت کا بدن سوائے اس کے چہرے اور ہتھیلیوں کے پس اگر مامون نہ ہو شہوت سے تو نہ دیکھے اس کا چہرہ مگر ضرورت سے۔

مرد و عورت کو دیکھنے اور چھونے کے احکام

تشریح: دونوں ہاتھ دونوں پاؤں اور چہرہ کے علاوہ عورت کا پورا بدن نماز کا حجاب ہے اور اجنبیوں سے پورے بدن کا حجاب ہے حتی کہ آواز بھی حجاب میں داخل ہے اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں مستثنیٰ ہیں اور تنہا امام شافعیؒ چہرہ کو بھی مستثنیٰ کرتے ہیں ان کے نزدیک نماز کا جو حجاب ہے وہی اجنبیوں کا حجاب ہے مگر امام شافعیؒ کا چہرہ کو مستثنیٰ کرنا درست نہیں، کیوں کہ سورۃ الاحزاب آیت ۵۹ میں ہے۔ ''اے نبی! آپ اپنی عورتوں سے اپنی بیٹیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی چادریں چہرہ پر نیچے تک لٹکا لیا کریں'' اس آیت میں صاف صراحت ہے کہ اجنبیوں کے حجاب میں چہرہ داخل ہے اگر چہرہ کھولنے کی شدید ضرورت پڑ گئی مثلاً گواہی دینے کے لئے آنا ہے یا نکاح کرنے کے لئے ہونے والے شوہر کو چہرہ دکھلانا ہے تو ایسی سخت ضرورت میں چہرہ کھول سکتی ہے۔

(۲۹۵۱/۱۹) وَيَجُوْزُ لِلْقَاضِيْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّحْكُمَ عَلَيْهَا وَلِلشَّاهِدِ اِذَا اَرَادَ الشَّهَادَةَ عَلَيْهَا النَّظْرُ اِلٰى وَجْهِهَا وَاِنْ خَافَ اَنْ يَّشْتَهِيَ.

ترجمہ: اور جائز ہے قاضی کیلئے جب وہ عورت پر حکم لگانا چاہے اور گواہ کیلئے جب وہ عورت پر گواہی دینا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چاہے دیکھنا اس کے چہرہ کو اگرچہ خوف ہو شہوت ہونیکا۔

تشریح: قاضی اور گواہ کو فیصلہ اور ادائے شہادت کیلئے عورت کا چہرہ دیکھنا جائز ہے اگرچہ شہوت کا خوف ہو تب بھی کیوں کہ اگر وہ خوف شہوت کیوجہ سے دیکھنے سے رکیں گے تو فیصلہ کیسے کرے گا اور گواہی کیسے دے گا تو فیصلہ اور ادائے شہادت کا دروازہ بند ہو جائے گا جس سے لوگوں کے حقوق پامال ہوں گے۔

(۲۰/۲۹۵۲) وَيَجُوْزُ لِلطَّبِيْبِ اَنْ يَنْظُرَ اِلٰى مَوْضَعِ الْمَرَضِ مِنْهَا.

ترجمہ: اور جائز ہے طبیب کے لئے یہ کہ دیکھے عورت کے مرض کی جگہ کو۔

تشریح: اگر عورت بیمار ہو اور مرض نازک جگہ پر ہو تو طبیب کیلئے جائز ہے صرف بیماری کی جگہ کو دیکھے اور اس کا علاج کرے کیوں کہ یہ جواز بر بناء ضرورت ہے تو بقدر ضرورت ہی ثابت ہوگا اور بہتر تو یہ ہے کہ مرد خود علاج نہ کرے بلکہ کسی عورت کو بتادے وہ اس کام کو انجام دے دے کیوں کہ اگرچہ عورت کے لئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ کسی کی شرمگاہ یا ستر دیکھے مگر بہرحال جنس کا جنس کی طرف دیکھنا پھر بھی ہلکا ہے لیکن اگر کوئی عورت ایسی نہ ملے تو پھر سارے بدن کو چھپایا جائے اور صرف اسی جگہ کو طبیب دیکھے جہاں مرض ہے۔

(۱۹/۲۹۵۳) وَيَنْظُرُ الرَّجُلُ مِنَ الرَّجُلِ اِلٰى جَمِيْعِ بَدَنِهٖ اِلَّا مَا بَيْنَ سُرَّتِهٖ اِلٰى رُكْبَتِهٖ.

ترجمہ: اور دیکھ سکتا ہے مرد دوسرے مرد کا سارا بدن مگر جو کہ اس کی ناف کے درمیان ہے اس کے گھٹنے تک۔

تشریح: اس عبارت میں مرد کے ستر کا بیان ہے احناف کے نزدیک مرد کا ستر ناف کے نیچے سے گھٹنوں تک ہے یعنی گھٹنا ستر میں داخل ہے اور ناف خارج ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ناف ستر میں داخل ہے اور گھٹنا خارج۔

(۲۱/۲۹۵۴) وَيَجُوْزُ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَنْظُرَ مِنَ الرَّجُلِ اِلٰى مَايَنْظُرُ اِلَيْهِ الرَّجُلُ.

ترجمہ: اور جائز ہے عورت کے لئے یہ کہ دیکھے مرد کا اتنا بدن جتنا دیکھ سکتا ہے مرد۔

تشریح: مرد کے بدن کا جو حصہ دوسرا مرد دیکھ سکتا ہے اس کو عورت بھی دیکھ سکتی ہے، یعنی اس کا پیٹ اور پیٹھ بشرطیکہ شہوت نہ ہو۔

(۲۲/۲۹۵۵) وَتَنْظُرُ الْمَرْاَةُ مِنَ الْمَرْاَةِ اِلٰى مَايَجُوْزُ لِلرَّجُلِ اَنْ يَنْظُرَ اِلَيْهِ مِنَ الرَّجُلِ.

ترجمہ: اور دیکھ سکتی ہے عورت دوسری عورت کا اتنا بدن جتنا دیکھ سکتا ہے مرد دوسرے مرد کا۔

تشریح: مرد دوسرے مرد کے بدن کا جتنا حصہ دیکھ سکتا ہے اتنا ہی ایک عورت دوسری عورت کا دیکھ سکتی ہے، کیوں کہ یہ ہم جنس ہیں، اور عموماً شہوت نہیں ہوتی جیسے مرد کے دیکھنے میں دوسرے مرد کی جانب۔

(۲۳/۲۹۵۶) وَيَنْظُرُ الرَّجُلُ مِنْ اَمَتِهِ الَّتِيْ تَحِلُّ لَهٗ وَزَوْجَتِهٖ اِلٰى فَرْجِهَا.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور مرد دیکھ سکتا ہے اپنی اس باندی سے جو اس کیلئے حلال ہے، اور اپنی بیوی سے اسکی شرمگاہ کی طرف۔

تشریح: مرد اپنی بیوی اور وہ باندی جو اس کے لئے حلال ہے سارا بدن دیکھ سکتا ہے خواہ شہوت ہو یا نہ ہو کیوں کہ جب چھونا اور صحبت کرنا جائز ہے تو پھر دیکھنا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا مگر بہر حال نہ دیکھنا اولیٰ ہے۔

فوائد: من امته التی تحل له: اس قید کا اضافہ اس وجہ سے کیا کہ وہ باندی جس کا نکاح دوسرے سے کردیا اور وہ دوسرے کی بیوی بن گئی تو اب آقا اس باندی سے صحبت نہیں کرسکتا لہٰذا ناف سے لے کر گھٹنے تک اس کے بدن کا دیکھنا بھی درست نہ ہوگا اس وجہ سے فرمایا کہ ایسی باندی جس سے صحبت کرنا حلال ہو اس کی شرمگاہ دیکھنا چاہے تو دیکھ سکتا ہے۔(الجوہرۃ النیرۃ ۲/۳۸۶)

(۲۹۵۷/۲۴) وَيَنْظُرُ الرَّجُلُ مِنْ ذَوَاتِ مَحَارِمِهٖ اِلَى الْوَجْهِ وَالرَّأْسِ وَالصَّدْرِ وَالسَّاقَيْنِ وَالْعَضُدَيْنِ وَلَايَنْظُرُ اِلٰى ظَهْرِهَا وَبَطْنِهَا وَفَخِذِهَا.

ترجمہ: اور دیکھ سکتا ہے مرد اپنی ذی رحم محرم عورتوں کے چہرہ سر سینہ پنڈلیوں اور بازوؤں کو اور نہ دیکھے اس کی پیٹھ پیٹ اور ران کو۔

تشریح: جو عورتیں مرد کی ذی رحم محرم ہیں ان کا چہرہ سر سینہ پنڈلی، بازو، دیکھ سکتا ہے، اور پیٹ پیٹھ ران نہیں دیکھ سکتا اور ذی رحم محرم ہر وہ عورت ہے جس سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لئے حرام ہے، خواہ نسب کی وجہ سے ہو یا رضاعت سے یا مصاہرت سے اور مصاہرت نکاح کے ذریعہ سے ہو یا زنا سے ہو۔

(۲۹۵۸/۲۵) وَلَابَأْسَ بِاَنْ يَمَسَّ مَاجَازَ لَهٗ اَنْ يَنْظُرَ اِلَيْهِ مِنْهَا.

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں اس میں کہ چھوئے اس عضو کو جس کو دیکھنا جائز ہے۔

تشریح: ذی رحم محرم عورتوں کے جن اعضاء کو دیکھنا جائز ہے ضرورت پڑنے پر ان کو چھونا بھی جائز ہے، بشرطیکہ شہوت ابھرنے کا خطرہ نہ ہو کیوں کہ سفر وغیرہ میں عورتوں کو بس اور ٹرین میں چڑھانے اور اتارنے میں ان کے ہاتھ اور پاؤں پکڑنے کی ضرورت پڑتی ہے اور ان کے چھونے میں شہوت ابھرنے کا خطرہ کم ہے، کیوں کہ احترام مانع ہے، اس لئے جن اعضاء کو دیکھنا جائز ہے ان کو چھونا بھی جائز ہے۔

(۲۹۵۹/۲۶) وَيَنْظُرُ الرَّجُلُ مِنْ مَمْلُوْكَةِ غَيْرِهٖ اِلٰى مَا يَجُوْزُ لَهٗ اَنْ يَنْظُرَ اِلَيْهِ مِنْ ذَوَاتِ مَحَارِمِهٖ.

ترجمہ: اور دیکھ سکتا ہے آدمی دوسرے کی باندی کا اتنا بدن جتنا دیکھنا جائز ہے اپنی ذی رحم محرم عورتوں کا۔

تشریح: مرد اپنی ذی رحم محرم عورتوں کا جتنا بدن دیکھ سکتا ہے اتنا ہی بدن دوسروں کی باندی کا دیکھ سکتا ہے،

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کیوں کہ وہ باندی اپنے آقا کے کام کاج کے لئے باہر نکلتی ہے اور اپنے آقا کے مہمانوں کی خدمت کرتی ہے، تو جیسے محارم کے حق میں آزاد عورت کا حال ہے گھر کے اندر رہتے ہوئے وہی حال باندی کا گھر سے باہر ہے۔

(۲۹۶۰/۲۷) وَلَا بَأسَ بِاَنْ يَمُسَّ ذٰلِكَ اِذَا اَرَادَ الشِّرىٰ وَاِنْ خَافَ اَنْ يَشْتَهِيَ.

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں اس کو چھونے میں جب اسے خریدنا چاہے اگرچہ شہوت کا اندیشہ ہو۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ شہوت کے باوجود بھی چھونا جائز ہے، جب کہ خریدنے کا ارادہ ہوتا کہ پتہ چل جائے کہ باندی کتنی گداز و نرم ہے بعض حضرات نے کہا ہے کہ اگر شہوت ہو تو ہمارے زمانہ میں چھونے کو جائز نہیں کہا جائے گا۔

(۲۹۶۱/۲۸) وَالْخَصِيُّ فِي النَّظْرِ اِلَى اَجْنَبِيَّةٍ كَالْفَحْلِ.

ترجمہ: اور خصی آدمی اجنبی عورت کو دیکھنے میں مرد کی طرح ہے۔

تشریح: اجنبیہ کو دیکھنے میں جو حکم مکمل مرد کا ہے وہی خصی کا ہے، کیونکہ وہ بھی جماع پر قدرت رکھتا ہے اور یہی مقطوع الذکر کا حکم ہے، کیوں کہ وہ بھی رگڑ رگڑ کر منی کو خارج کر سکتا ہے، اور جو بنا وٹی ہجڑا ہے وہ بھی نر کے حکم میں ہے۔

(۲۹۶۲/۲۹) وَلَا يَجُوْزُ لِلْمَمْلُوْكِ اَنْ يَنْظُرَ مِنْ سَيِّدَتِهٖ اِلَّا اِلٰى مَايَجُوْزُ لِلْاَجْنَبِيِّ النَّظْرُ اِلَيْهِ مِنْهَا.

ترجمہ: اور جائز نہیں غلام کے لئے دیکھنا اپنی مالکہ کے جسم کو مگر اتنا حصہ کہ جس حصہ کو اجنبی دیکھ سکتا ہے۔

تشریح: غلام اپنی مالکہ کا اتنا بدن ہی دیکھ سکتا ہے جتنا کہ دوسرا اجنبی مرد دیکھ سکتا ہے کیونکہ فی الجملہ غلام اس سے نکاح کی صلاحیت رکھتا ہے کہ وہ آزاد کر دے تو نکاح جائز ہو جائے گا اور شہوت بھی پوری ہے اور غلام ایسا نر ہے جو نہ محرم ہے اور نہ شوہر اور یہاں ضرورت بھی نہیں کیوں کہ غلام تو گھر سے باہر کام کاج کرتا ہے۔

فائدہ: غلام صرف مالکہ کے ہاتھ اور پاؤں دیکھ سکتا ہے۔

(۲۹۶۳/۳۰) وَيَعْزِلُ عَنْ اَمَتِهٖ بِغَيْرِ اِذْنِهَا وَلَا يَعْزِلُ عَنْ زَوْجَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهَا.

ترجمہ: اور عزل کر سکتا ہے اپنی باندی سے اس کی اجازت کے بغیر اور عزل نہیں کر سکتا اپنی بیوی سے مگر اس کی اجازت سے۔

کیا عزل کرنا جائز ہے؟

تشریح: عزل کے یہ معنی ہیں کہ مرد اپنی عورت کے ساتھ صحبت کرے اور جب انزال کا وقت آئے تو عضو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مخصوص کو اس کی شرمگاہ سے باہر نکال کر خارج شرمگاہ انزال کرے۔

عزل کے بارے میں احادیث مختلف ہیں بعض روایات سے اس کا جواز معلوم ہوتا ہے اور بعض روایات سے اس کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے، ان روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ عزل اگر کسی غرض صحیح سے ہو تو جائز ہے آزاد عورت کے ساتھ اس کی اجازت سے اس لئے کہ وطی اس کا حق ہے، اور باندی کے ساتھ مطلقاً احادیث جواز اسی صورت پر محمول ہیں لیکن یہ اس وقت ہے جب کوئی شخص اس کام کو انفرادی طور پر انجام دے اور اگر کسی شخص کی عزل سے غرض فاسد ہو مثلاً مفلسی کا اندیشہ یا لڑکی ہونے سے بدنامی کا خیال ہو تو ایسی صورت میں عزل ناجائز ہے روایات ممانعت اسی پر محمول ہیں۔

(۲۹۶۴/۳۱) وَيُكْرَهُ الْإِحْتِكَارُ فِيْ أَقْوَاتِ الْآدَمِيِّيْنَ وَالْبَهَائِمِ إِذَا كَانَ ذٰلِكَ فِيْ بَلَدٍ يَضُرُّ الْإِحْتِكَارُ بِأَهْلِهٖ وَمَنِ احْتَكَرَ غَلَّةَ ضَيْعَتِهٖ أَوْ مَا جَلَبَهٗ مِنْ بَلَدٍ آخَرَ فَلَيْسَ بِمُحْتَكِرٍ.

حل لغات: الاحتکار: مہنگا بیچنے کے لئے روکنا۔ اقوات: قوت کی جمع ہے، غذا۔ البھائم: بھیمۃ کی جمع ہے، چوپایہ، ضیعۃ: زمین۔ جلب: باہر سے لانا۔

ترجمہ: اور مکروہ ہے روک لینا آدمیوں اور چوپاؤں کی غذا کو ایسے شہر میں جہاں تکلیف دہ ہو روکنا اہل شہر کے لئے اور جس نے روک لیا اپنی زمین کے غلہ کو یا اس کو جو لایا ہے دوسرے شہر سے تو وہ روکنے والا نہیں ہے۔

احتکار کا بیان

تشریح: احتکار جس کی حدیث کے اندر ممانعت ہے، اس کی تعریف علامہ نووی نے یہ لکھی ہے کہ غلہ کو مہنگائی کے زمانہ میں تجارت کی نیت سے خرید کر رکھ لینا اور فی الحال اس کی بیع نہ کرنا مزید گرانی کے انتظار میں تاکہ پیسے زیادہ حاصل ہوں اور بدائع میں لکھا ہے کہ احتکار یہ ہے کہ اپنے شہر سے غلہ خرید کر رکھ لینا اور اس کو فروخت نہ کرنا جب کہ اہل شہر کو ایسا کرنے سے نقصان پہنچ رہا ہو، اور اگر بڑا شہر ہو جہاں ایسا کرنے سے لوگوں کو نقصان نہ پہنچتا ہو تو یہ احتکار ممنوع نہیں ہے، ایسے ہی اپنے کھیت میں کافی غلہ پیدا ہوا یا کسی دور دراز علاقہ سے غلہ خرید کر اپنے شہر میں لا کر اس کو روک لے تب بھی احتکار نہ ہوگا صاحب قدوری فرماتے ہیں کہ احتکار اور ذخیرہ اندوزی انسان کی ضرورت کی چیزوں میں بھی ہوتی ہے اور جانوروں کے کھانے کی اشیاء میں بھی ہوتی ہے۔

احتکار کن چیزوں میں منع ہے:

کھانے پینے کی چیزوں میں تمام فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان میں احتکار جائز نہیں لیکن ان کے علاوہ دوسری اشیاء میں احتکار جائز ہے یا نہیں اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک غذائی اجناس کے علاوہ دوسری اشیاء میں احتکار جائز ہے امام ابو یوسف کے نزدیک احتکار ہر ضرورت کی چیز میں ناجائز ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احتکار کی ممانعت کی علت ضرر ہے:

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ احتکار کی ممانعت اسی وقت ہے جب اس کی ذخیرہ اندوزی کی وجہ سے عوام کو نقصان پہنچے عوام کو اس چیز کی ضرورت ہو اور یہ شخص اس کو فروخت کرنے کے لئے نہ نکالے لیکن اگر اس کی ذخیرہ اندوزی سے عوام کو نقصان نہیں پہنچ رہا ہے بلکہ بازار میں اس چیز کی فراوانی ہے تو اس صورت میں ذخیرہ اندوزی کرنے کی ممانعت نہیں اور اس پر کوئی گناہ نہیں۔

(۲۹۶۵/۳۲) وَلَا يَنْبَغِي لِلسُّلْطَانِ اَنْ يُسَعِّرَ عَلَى النَّاسِ.

ترجمہ: اور مناسب نہیں بادشاہ کے لئے یہ کہ بھاؤ مقرر کردے لوگوں پر۔

تشریح: بادشاہ کنٹرول ریٹ مقرر نہ کرے کیوں کہ ثمن عاقد کا حق ہے تو بادشاہ کو مناسب نہیں کہ دوسرے کے حق میں دخل دے مگر تفصیل اس طرح ہے کہ جو لوگ غلہ فروش ہیں جیسے ہمارے یہاں بنیے جو لوگوں پر ظلم وستم کرنے پر کمر بستہ ہیں اور بغیر کنٹرول ریٹ کے لوگوں کے حقوق کی حفاظت مشکل ہے تو اس وقت کنٹرول ریٹ مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن قاضی کو چاہئے کہ ہر زمانہ میں باشعور لوگوں سے مشورہ کرے کہ کیا ریٹ مقرر کیا جائے جن کو غلہ کے معاملہ میں تجربہ اور شعور ہوتا ہے کہ فریقین نقصان اور خسارہ سے محفوظ رہ سکیں۔

(۲۹۶۶/۳۳) وَيُكْرَهُ بَيْعُ السِّلَاحِ فِي اَيَّامِ الْفِتْنَةِ.

ترجمہ: اور مکروہ ہے ہتھیار بیچنا فتنہ کے زمانہ میں۔

تشریح: فتنہ کے ایام میں ایسے شخص کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا مکروہ ہے جس کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ اہل فتنہ میں سے ہے جیسے خوارج اور باغی وغیرہ کیوں کہ یہ معصیت پر تعاون ہے اور اگر یہ معلوم نہیں کہ یہ باغیوں میں سے ہے تو پھر اس کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(۲۹۶۷/۳۴) وَلَا بَاْسَ بِبَيْعِ الْعَصِيْرِ مِمَّنْ يَعْلَمُ اَنَّهُ يَتَّخِذُهُ خَمْرًا.

ترجمہ: اور کوئی حرج نہیں ہے شیرۂ انگور بیچنے میں اس شخص کے ہاتھ جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اس کی شراب بنائے گا۔

تشریح: کسی شخص کے بارے میں معلوم ہے کہ یہ شیرۂ انگور کی شراب بنائے گا جیسے مجوسی یا ذمی وغیرہ، اس کے باوجود بھی اس کے ہاتھ شیرۂ انگور فروخت کرنا جائز ہے کیوں کہ معصیت شراب کے ساتھ وابستہ ہے اور شراب اس کو متغیر کرنے کے بعد بنے گی برخلاف ہتھیار کے کیوں کہ معصیت ہتھیار سے بغیر تبدیلی کے قائم ہوتی ہے اس لئے ایام فتنہ میں ہتھیار کی بیع مکروہ ہے اور شیرۂ انگور کی جائز ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كِتَابُ الْوَصَايَا

(یہ کتاب ہے وصیتوں کے احکام کے بیان میں)

ماقبل سے مناسبت: کتاب الوصایا کو صاحب قدوری اخیر میں اس وجہ سے لا رہے ہیں کہ انسان کی دنیا میں آخری حالت موت ہے اور وصیت مرنے کے وقت ہی کی جاتی ہے۔

وصایا جمع ہے وصیت کی وصیت کا استعمال معنی مصدری یعنی ایصاء اور مایوصی بہ یعنی جس چیز کی وصیت کی جائے دونوں میں ہوتا ہے۔

وصیت کی تعریف شرعا یہ کی گئی ہے: وہ معاملہ جس کا تعلق مابعد الموت سے ہو اور وصیت کا استعمال بمعنی نصیحت یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بھی ہوتا ہے، صاحب بحر الرائق نے لکھا ہے کہ وصیت اصطلاح شرع میں وہ نیک کام اور تبرعات ہیں جن کی تعلیق انسان اپنی موت پر کرتا ہے مثلاً کسی شخص کو کہنا کہ میرے مرنے کے بعد تم میری فلاں چیز کے مالک ہو۔

وصیت کے صحیح ہونے کی شرطیں:

(۱) موصی (وصیت کرنے والا) آزاد عاقل بالغ ہو۔ (۲) موصی نے مرنے سے پہلے وصیت سے رجوع نہ کیا ہو (۳) موصی لہ (جس کے لئے وصیت کی گئی ہے) بوقت وصیت موجود ہو (زندہ ہو) (۴) موصی لہ موصی کا قاتل نہ ہو۔ (۵) موصی بہ (جس چیز کی وصیت کی گئی ہے) مباح اور جائز ہو حرام چیز کی وصیت کا اعتبار نہیں (۶) موصی بہ قابل تملیک چیز ہو۔

وصیت کا ثبوت:

چوں کہ وصیت کا تعلق مابعد الموت سے ہے اور موت کے بعد انسان میں کسی بھی فعل کی خواہ وہ تملیک ہو یا کچھ اور صلاحیت باقی نہیں رہتی لہٰذا وصیت کا جواز خلاف قیاس ہے مگر استحسانا اور ضرورۃً اسکو جائز قرار دیا گیا ہے اور وہ ضرورت یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی پر مغرور ہوتا ہے اور کاموں کو ٹالتا رہتا ہے زندگی کے غرور میں بہت سی واجب الاداء چیزیں ذمہ میں رہ جاتی ہیں اچانک موت پیش آنے کی وجہ سے تو اس کی تلافی کے لئے شریعت نے یہ صورت نکالی ہے۔

(۱/۲۹۶۸) الْوَصِيَّةُ غَيْرُ وَاجِبَةٍ وَهِيَ مُسْتَحَبَّةٌ.

ترجمہ: وصیت واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وصیت کا حکم

تشریح: بعض لوگ فرماتے ہیں کہ وصیت کرنا واجب ہے اس لئے مصنفؒ نے فرمایا کہ وصیت کرنا مستحب ہے جب تک یہ آیت نازل نہیں ہوئی تھی کہ کس وارث کو کتنا ملے گا اس وقت تک ورثاء کے لئے وصیت کرنا واجب تھا لیکن جب آیت میراث نازل ہوگئی تو وارثین کے علاوہ دوسروں کے لئے وصیت کرنا مستحب رہ گیا کیوں کہ وارثین کو تو حصہ مل ہی جائے گا اب دوسرے لوگوں کو وصیت کر کے مال دینا گویا کہ ہدیہ ہے اور ہدیہ دینا مستحب ہے۔

(۲/۲۹۶۹) وَلَا تَجُوْزُ الْوَصِيَّةُ لِلْوَارِثِ اِلَّا اَنْ يُجِيْزَهَا الْوَرَثَةُ.

ترجمہ: اور جائز نہیں وصیت کرنا وارث کے واسطے مگر یہ کہ جائز رکھیں اس کو سب ورثاء۔

وارث کے لئے وصیت باطل ہے

تشریح: وارث کے لئے وصیت باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کا حق متعین کر دیا ہے، میت کو اس سلسلہ میں زحمت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اگر عاقل بالغ ورثاء چاہیں تو وارث کے لئے بھی وصیت نافذ کر سکتے ہیں کیوں کہ امتناع وصیت تو حق ورثاء ہی کی وجہ سے ہے اور جب وہ خود ہی راضی ہیں تو ممانعت ختم ہو جائے گی۔

فائدہ: وارث کی تعریف: ورثاء جمع ہے وارث کی، علماء فرائض کے عرف میں وارث وہ شخص کہلاتا ہے جو باقی رہے اس شخص کے فنا ہونے کے بعد جس سے اس کا نسب یا سبب ثابت ہو۔

(۳/۲۹۷۰) وَلَا يَجُوْزُ بِمَازَادَ عَلَى الثُّلُثِ.

ترجمہ: اور جائز نہیں تہائی سے زیادہ کی۔

تہائی سے زائد کی وصیت باطل ہے

تشریح: تجہیز وتکفین اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ ترکہ کی تہائی سے زائد کی وصیت باطل ہے، البتہ اگر تمام ورثاء عاقل بالغ ہوں تو ان کی اجازت سے تہائی سے زائد میں بھی وصیت نافذ ہو سکتی ہے، اسی طرح جو ورثاء عاقل بالغ ہوں ان کے حصہ میں ان کی اجازت سے نافذ کی جا سکتی ہے، البتہ نابالغ ورثاء کی اجازت کا شرعاً اعتبار نہیں اور اگر تہائی سے کم مال کی وصیت کی ہے تو اسی کے مطابق نفاذ ہوگا، احادیث میں صراحۃً ثلث مال کی وصیت کا جواز اور ثلث سے زائد میں وصیت کی ممانعت وارد ہوئی ہے، مثلاً حدیث ابو ہریرہؓ: انّ اللّٰہ تصدق علیکم عند وفاتکم بثلث اموالکم زیادۃً فی اعمالکم. (ابن ماجہ ص:۱۹۴)

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر صدقہ فرمایا ہے تمہاری وفات کے وقت تمہارے تہائی مال کے ذریعہ تا کہ تمہارے اعمال (حسنہ) میں اضافہ کرے یعنی مرنے کے بعد بھی تمہیں تمہارے مال کے ذریعہ اجر و ثواب مل سکے۔

(۴/۲۹۷۱) وَلَا تَجُوْزُ الْوَصِيَّةُ لِلْقَاتِلِ.

ترجمہ: اور جائز نہیں وصیت قاتل کے واسطے۔

تشریح: قاتل کے لئے وصیت باطل ہے، لیکن اگر عاقل بالغ ورثاء چاہیں تو قاتل کے لئے بھی وصیت نافذ کر سکتے ہیں۔

(۵/۲۹۷۲) وَيَجُوْزُ اَنْ يُوْصِيَ الْمُسْلِمُ لِلْكَافِرِ وَالْكَافِرُ لِلْمُسْلِمِ.

ترجمہ: اور جائز ہے یہ کہ وصیت کرے مسلمان کافر کے واسطے اور کافر مسلمان کے واسطے۔

مسلمان کا کافر کے لئے وصیت کرنا یا کافر کا مسلمان کے لئے وصیت کرنا

تشریح: کافر سے مراد ذمی ہے، کیوں کہ حربی کافر کے واسطے وصیت باطل ہے صورت مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان ذمی کے واسطے اور ذمی مسلمان کے واسطے وصیت کر سکتے ہیں، کیوں کہ عہد و پیمان کی وجہ سے ذمی معاملات میں مسلمانوں کے برابر ہو گئے، اسی وجہ سے جانبین سے تبرع و احسان زندگی میں جائز ہے، تو اسی طرح موت کے وقت بھی جائز ہوگا۔

فائدہ: حربی مستأمن کا حکم بھی ذمی کے مثل ہے۔

(۶/۲۹۷۳) وَقَبُوْلُ الْوَصِيَّةِ بَعْدَ الْمَوتِ فَاِنْ قَبِلَهَا الْمُوْصٰى لَهٗ فِيْ حَالِ الْحَيَاةِ اَوْ رَدَّهَا فَذٰلِكَ بَاطِلٌ

ترجمہ: اور وصیت قبول کرنا مرنے کے بعد ہے، پس اگر قبول کرے اس کو موصیٰ لہ موصی کی زندگی میں یا اس کو رد کر دے تو یہ باطل ہے۔

تشریح: موصی کے مرنے کے بعد موصیٰ لہ کے رد کرنے یا قبول کرنے کا اعتبار ہے، موصی کی زندگی میں رد کیا یا قبول کیا تو اس کا اعتبار نہیں ہے، کیوں کہ حکم وصیت کا ثبوت بعد موت ہوتا ہے لہٰذا قبول بھی اسی وقت معتبر ہوگا۔

(۷/۲۹۷۴) وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يُوْصِيَ الْاِنْسَانُ بِدُوْنِ الثُّلُثِ.

ترجمہ: اور مستحب ہے یہ کہ وصیت کرے آدمی تہائی سے کم کی۔

تہائی سے کم کی وصیت مستحب ہے

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے ان کے کئی بار کے اصرار کے بعد فرمایا تھا:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”تہائی کی وصیت کرا ور تہائی بھی بہت ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ تہائی مال سے کم کی وصیت کرے۔

(۸/۲۹۷۵) وَاِذَا اَوْصٰى اِلٰى رَجُلٍ فَقَبِلَ الْوَصِيَّةَ فِيْ وَجْهِ الْمُوْصِيْ وَرَدَّهَا فِيْ غَيْرِ وَجْهِهٖ فَلَيْسَ بِرَدٍّ وَاِنْ رَدَّهَا فِيْ وَجْهِهٖ فَهُوَ رَدٌّ.

ترجمہ: اور جب وصیت کی کسی نے کسی کو (وصی بنایا) اور قبول کی اس نے وصیت موصی کے سامنے اور رد کردی اس کے پس پشت تو یہ رد نہ ہوگی اور اگر رد کی اس کے سامنے تو رد ہو جائے گی۔

تشریح: ایک شخص نے کسی کو اپنی وصیت نافذ کرنے کا وصی بنایا یا اپنے قرض کی ادائیگی کا، وصی نے موصی کے سامنے قبول کرلیا تو وصیت پختہ ہوگئی اب اگر رد کرنا چاہے تو موصی کے سامنے رد کرے یا کم از کم اس کی زندگی میں رد کرنے کی خبر بھجوا دے کہ میں تمہاری وصیت نافذ کرنے کا ذمہ دار نہیں ہوں تاکہ زندگی میں اس کو اطمینان ہو جائے کہ میرا مال میرے پاس واپس آ گیا ہے، اب کسی اور کو دینا چاہے تو دے سکتا ہے، اور اگر وصی نے موصی کے سامنے رد نہ کیا اور نہ اس کی زندگی میں رد کرنے کی خبر بھجوائی بلکہ اس کے مرنے کے بعد رد کی یا رد تو اس کی زندگی میں کردی مگر غائبانہ رد کی جس کی موصی کو کوئی خبر نہیں پہنچی تو وصیت رد نہ ہوگی بلکہ وہ مال موصی لہ کی ملکیت میں داخل ہو جائے گا۔

(۹/۲۹۷۶) وَالْمُوْصٰى بِهٖ يُمْلَكُ بِالْقَبُوْلِ اِلَّا فِيْ مَسْئَلَةٍ وَاحِدَةٍ وَهِيَ اَنْ يَّمُوْتَ الْمُوْصِيْ ثُمَّ يَمُوْتَ الْمُوْصٰى لَهٗ قَبْلَ الْقَبُوْلِ فَيَدْخُلُ الْمُوْصٰى بِهٖ فِيْ مِلْكِ وَرَثَتِهٖ.

ترجمہ: جس کی وصیت کی جائے وہ ملک میں آ جاتی ہے قبول کرنے سے مگر ایک مسئلہ میں اور وہ یہ ہے کہ مرجائے موصی پھر مر جائے موصی لہ قبول کرنے سے پہلے تو داخل ہو جائے گی موصی بہ موصی لہ کے ورثاء کی ملک میں۔

وصیت کے تفصیلی احکام کا بیان

تشریح: موصی بہ موصی لہ کی ملک میں اس کے قبول کرنے سے آتی ہے مگر ایک مسئلہ میں بلا قبول بھی آ جاتی ہے، اور وہ یہ ہے کہ موصی وصیت کر کے مرجائے پھر موصی لہ بھی موصی بہ کے قبول کرنے سے پہلے مر جائے تو اس صورت میں موصی بہ اس کے ورثاء کی ملک میں آ جاتی ہے مگر استحسانا۔ قیاس کی رو سے وصیت باطل ہو جانی چاہئے کیوں کہ ملک کا ثبوت قبول کرنے پر موقوف ہوتا ہے تو یہ ایسا ہو گیا جیسے مشتری بائع کے ایجاب کے بعد مبیع قبول کرنے سے پہلے مرجائے۔ وجہ استحسان یہ ہے کہ موصی کی طرف سے اس کے مرجانے کے باعث وصیت پوری ہو چکی جو اس کی طرف سے کسی طرح فسخ نہیں ہو سکتی اور اس میں توقف صرف موصی لہ کے حق کی وجہ سے تھا، جب وہ مر گیا تو یہ اس کی ملک میں آ گئی جیسے اس بیع میں ہوتا ہے، جس میں مشتری کے لئے خیار شرط ہو اور وہ بیع کو نافذ کرنے سے پہلے مر جائے۔ (الجوہرۃ النیرۃ ۳۹۲/۲)

”محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

(۱۰/۲۹۷۷) وَمَنْ اَوْصٰی اِلٰی عَبْدٍ اَوْ کَافِرٍ اَوْفَاسِقٍ اَخْرَجَھُمُ الْقَاضِی مِنَ الْوَصِیَّۃِ وَنَصَبَ غَیْرَھُمْ.

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی غلام یا کافر یا فاسق کو تو خارج کر دے ان کو قاضی وصیت سے اور مقرر کر دے ان کے علاوہ کو۔

تشریح: اگر زید نے خالد کے غلام کو اپنا وصی بنایا یا کسی کافر اور فاسق کو وصی بنایا تو صاحب کتاب نے فرمایا ہے کہ قاضی ان تینوں کو وصیت سے خارج کر دے گا اور ان کے علاوہ کو مقرر کر دے گا، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ امام قدوری کا یہ کلام اس بات کو واضح کرتا ہے کہ وصیت صحیح ہو جائے گی، اس لئے کہ اخراج اسی وقت ہوگا جبکہ وصیت صحیح ہو گئی ہو، صحیح ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ان تینوں کے اندر اصل شفقت تو ہے لیکن اس میں نقصان ہے اور کمی ہے تو اصل کے پائے جانے کی وجہ سے صحت ہوگی اور نقصان کے پائے جانے کی وجہ سے اخراج صحیح ہو گیا، اور وہ نقصان یہ ہے کہ غلام کی ولایت تو آقا کی نظر کرم پر ہے اگر وہ اجازت دیدے تو باقی ہے ورنہ ختم اور کافر میں نقصان کا باعث یہ ہے کہ وہ کافر ہے جس کو دینی دشمنی اس بات پر ابھار سکتی ہے کہ وہ مسلمان کے لئے شفقت کو چھوڑ دے اور فاسق میں یہ کمی ہے کہ وہ خیانت کے ساتھ متہم ہے ان وجوہات کی بنا پر قاضی ان کی جگہ اور کو مقرر کر سکتا ہے تاکہ شفقت کا پورا پورا خیال رہ سکے۔

(۱۱/۲۹۷۸) وَمَنْ اَوْصٰی اِلٰی عَبْدِ نَفْسِہٖ وَفِی الْوَرَثَۃِ کِبَارٌ لَمْ تَصِحَّ الْوَصِیَّۃُ.

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی اپنے غلام کو حالانکہ ورثاء میں عاقل بالغ موجود ہیں تو صحیح نہ ہوگی وصیت۔

تشریح: مرنے والے نے اپنے غلام کو وصی بنایا حالانکہ ورثاء میں بالغ آدمی موجود ہے، تو غلام کو وصی بنانا درست نہیں ہے، کیوں کہ بالغ کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ غلام کو تصرف سے روک دے لہٰذا غلام حق وصیت کو پورا کرنے سے عاجز ہو جائے گا اور اگر ورثاء میں صرف چھوٹے بچے ہوں تو غلام کو نگراں اور وصی بنایا جا سکتا ہے، کیونکہ وارثین میں ایسا کوئی آدمی موجود نہیں ہے جو بذات خود تصرف وغیرہ پر قادر ہو اس لئے مجبوری کے درجہ میں غلام وصی رہ سکتا ہے۔

(۱۲/۲۹۷۹) وَمَنْ اَوْصٰی اِلٰی مَنْ یَعْجِزُ عَنِ الْقِیَامِ بِالْوَصِیَّۃِ ضَمَّ اِلَیْہِ الْقَاضِیْ غَیْرَہٗ.

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی اس کو جو عاجز ہے وصیت انجام دینے سے تو شامل کر دے اس کے ساتھ قاضی کسی اور کو۔

تشریح: موصی نے ایسے آدمی کو وصی بنایا جو وصیت کو کما حقہ انجام نہیں دے سکتا تو قاضی کسی ایسے آدمی کو اس کے ساتھ شامل کر دے جو وصیت اچھی طرح انجام دے سکے کیوں کہ ایسا کرنے میں مکمل شفقت حاصل ہو جائے گی۔

(۱۳/۲۹۸۰) وَمَنْ اَوْصٰی اِلَی اثْنَیْنِ لَمْ یَجُزْ لِاَحَدِھِمَا اَنْ یَتَصَرَّفَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَمُحَمَّدٍ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی دُوْنَ صَاحِبِهٖ اِلَّا فِیْ شِرَاءِ كَفَنِ الْمَيِّتِ وَتَجْهِيْزِهٖ وَطَعَامِ اَوْلَادِهِ الصِّغَارِ وَكِسْوَتِهِمْ وَرَدِّ وَدِيْعَةٍ بِعَيْنِهَا وَتَنْفِيْذِ وَصِيَّةٍ بِعَيْنِهَا وَعِتْقِ عَبْدٍ بِعَيْنِهٖ وَقَضَاءِ الدَّيْنِ وَالْخُصُوْمَةِ فِیْ حُقُوْقِ الْمَيِّتِ.

حل لغات: کسوة: کپڑا، پوشاک۔ ودیعة: وہ چیز جو مالک کے علاوہ کسی اور کے پاس حفاظت کی غرض سے رکھی جائے۔ خصومة: مقدمہ دائر کرنا۔

ترجمہ: اور جس نے وصی بنایا دو کو تو جائز نہ ہوگا ان میں سے ایک کے لئے یہ کہ تصرف کرے طرفین کے نزدیک دوسرے کے بغیر مگر کفن میت کی خریداری اور اس کی تجہیز و تکفین اور اس کے چھوٹے بچوں کے کھانے پوشاک مخصوص امانت کی واپسی خاص وصیت نافذ کرنے متعین غلام آزاد کرنے قرض ادا کرنے اور میت کے حقوق میں مقدمہ دائر کرنے میں۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دو آدمیوں کو ایسے معاملات میں وصی بنایا جن میں رائے اور مشورے کی ضرورت پڑتی ہے جیسے خرید و فروخت مضاربت وغیرہ، تو ان دونوں وصیوں میں سے کسی ایک کو دوسرے کی رائے کے بغیر اس میں تصرف کا اختیار نہ ہوگا کیونکہ موصی ان دونوں کی رائے سے راضی ہوا تھا نہ کہ ایک کی رائے سے، اس لئے دونوں کی رائے شامل ہونا ضروری ہے، لیکن صاحب کتاب نے چند صورتیں ایسی بیان کی ہیں کہ جہاں دو آدمیوں کو وصی کرنے کے باوجود ایک وصی کا تصرف کرنا جائز ہے، مثلاً کفن لانے اور تجہیز و تکفین کرنے کے لئے دو آدمیوں کو وصی بنایا تو ایک آدمی بھی کفن خرید کر لا سکتا ہے، او تجہیز و تکفین کر سکتا ہے، اسی طرح چھوٹے بچوں کے کھانے اور ان کے کپڑوں کا معاملہ ہے اسی طرح متعین امانت کو واپس کرنے کی وصیت دو آدمیوں کو کی تو صرف ایک وصی بھی اس امانت کو واپس کر سکتا ہے، یا متعین وصیت کو نافذ کرنے کے لئے دو آدمیوں کو وصیت کی یا مرنے والے کے ذمہ قرضہ ہے اس کو ادا کرنے کے لئے دو آدمیوں کو وصی بنایا یا متعین غلام کو آزاد کرنے کا دو آدمیوں کو وصی بنایا تو ان دونوں میں سے ایک بھی وہ قرض دے کر آ سکتا ہے یا قاضی کی عدالت میں مقدمہ پیش کرنے کے لئے دو آدمیوں کو وصی بنایا لیکن ان میں سے ایک نے دوسرے کے بغیر مقدمہ پیش کر دیا تو یہ جائز ہے کیونکہ اگر دونوں ہی عدالت میں بولنے لگیں تو شور ہوگا اور یہ آداب مجلس کے خلاف ہے۔

(۱۴/۲۹۸۱) وَمَنْ اَوْصٰی لِرَجُلٍ بِثُلُثِ مَالِهٖ وَلِلْاٰخَرِ بِثُلُثِ مَالِهٖ وَلَمْ تَجِزِ الْوَرَثَةُ فَالثُّلُثُ بَيْنَهُمَا نِصْفَانِ.

ترجمہ: کسی نے وصیت کی ایک کے لئے اپنے تہائی مال کی اور دوسرے کے لئے بھی تہائی کی اور ورثاء نے اس کو منظور نہیں کیا تو تہائی ان دونوں میں آدھی آدھی ہوگی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تشریح: کسی نے زید کے لئے بھی تہائی مال کی وصیت کی اور عمرو کے لئے بھی تہائی کی، اور ورثاء نے اس کو منظور نہیں کیا تو تہائی مال دونوں میں نصفا نصف ہوگا کیوں کہ محل نفاذ وصیت فقط ثلث ہے اور ورثاء نے ثلث سے زیادہ میں اجازت نہیں دی تو ایک ثلث زید اور عمرو کے درمیان آدھا آدھا ہوگا۔

(۱۵/۲۹۸۲) وَإِنْ أَوْصَىٰ لِأَحَدِهِمَا بِالثُّلُثِ وَلِلْآخَرِ بِالسُّدُسِ فَالثُّلُثُ بَيْنَهُمَا أَثْلَاثًا.

ترجمه: اگر ایک کیلئے تہائی کی وصیت کی اور دوسرے کیلئے چھٹے کی تو تہائی ان دونوں میں تین تہائی ہوگا۔

تشریح: اگر موصی نے خالد کے لئے تہائی مال کی وصیت کی اور بکر کے لئے چھٹے حصہ کی تو صرف ثلث ہی ان دونوں کو دیا جائے گا جس کی صورت یہ ہوگی کہ خالد کو ثلث میں سے $\frac{2}{3}$ اور بکر کو $\frac{1}{3}$ ملیں گے۔

(۱۶/۲۹۸۳) وَإِنْ أَوْصَىٰ لِأَحَدِهِمَا بِجَمِيعِ مَالِهِ وَلِلْآخَرِ بِثُلُثِ مَالِهِ وَلَمْ تُجِزِ الْوَرَثَةُ فَالثُّلُثُ بَيْنَهُمَا عَلَىٰ أَرْبَعَةِ أَسْهُمٍ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالَىٰ وَقَالَ أَبُوحَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ الثُّلُثُ بَيْنَهُمَا نِصْفَانِ وَلَا يَضْرِبُ أَبُوحَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ لِلْمُوْصَىٰ لَهُ بِمَا زَادَ عَلَى الثُّلُثِ إِلَّا فِي الْمُحَابَاةِ وَالسِّعَايَةِ وَالدَّرَاهِمِ الْمُرْسَلَةِ.

ترجمه: اور اگر وصیت کر دے ایک کے لئے کل مال کی اور دوسرے کے لئے تہائی کی تو تہائی ان دونوں میں چار حصوں پر ہوگا صاحبین کے نزدیک اور امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ تہائی ان میں آدھا آدھا ہوگا اور نہیں دلاتے امام صاحب موصی لہ کو تہائی سے زیادہ مگر محابات سعایت اور دراہم مرسلہ میں۔

تشریح: زید نے خالد کے لئے اپنے پورے مال کی وصیت کر دی اور بکر کے لئے ثلث مال کی اور ورثاء نے اجازت نہیں دی تو صاحبین کے نزدیک خالد کے لئے $\frac{3}{4}$ اور بکر کے لئے $\frac{1}{4}$ ہوگا، اور امام صاحب کے نزدیک صورت مذکورہ میں دونوں ثلث کے اندر برابر کے شریک ہوں گے کیوں کہ ثلث سے زیادہ کی وصیت جب کہ ورثاء اجازت نہ دیں باطل ہے اور باطل کا کچھ اعتبار نہیں تو ثلث تک باقی رہی پھر ایک قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے کہ خالد و بکر کے حقوق کا تناسب دیکھا تو جاتا ہے مگر تہائی مال تک دیکھا جاتا ہے، اور اگر وصیت تہائی سے بڑھ جائے تو پھر حقوق کا تناسب نہیں دیکھا جائے گا بلکہ دونوں کو برابر برابر ثلث میں شریک کر دیا جائے گا اور صورت مذکورہ میں وصیت ثلث مال سے بڑھی ہوئی ہے جیسا کہ ظاہر ہے، مذکورہ قاعدہ سے تین مسائل مستثنیٰ ہیں۔ (۱) محابات فی البیع، زید کے دو غلام ہیں ان میں سے ایک کی قیمت گیارہ سو روپے ہے اور دوسرے کی چھ سو روپے ہے، پہلے غلام کی وصیت زید نے خالد کے لئے اور دوسرے کی بکر کے لئے کی اور یوں کہا کہ یہ غلام خالد کو فروخت کر دینا سو روپے میں اور یہ دوسرا فروخت کر دینا سو روپے میں چناں چہ ایسا ہی کر دیا گیا اور زید نے ان دونوں غلاموں کے علاوہ اتنا مال چھوڑا ہے جو ان کا دو ثلث یا زیادہ ہے، تو یہ وصیت پوری پوری نافذ ہوگی اور اگر زید نے ان دونوں کے علاوہ کچھ نہیں چھوڑا ہے تو وہ وصیت صرف تہائی میں نافذ ہوگی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور وہ تہائی دونوں موصی لہ کو ان کے حق کے تناسب سے ملے گی تو گویا زید نے خالد کے لئے ہزار روپے اور بکر کے لئے پانچ سو روپے وصیت کئے ہیں جن کا تہائی ۵۰۰ر ہے تو خالد کے لئے ۵۰۰ر کا ⅔ ۳۳۳ روپے، ۳۴ر پیسے اور بکر کو ⅓ ۱۶۶ روپے ۶۶ پیسے ملیں گے اور باقی قیمت موصی کے ورثاء کو دیں گے بہرحال اگر امام کے نزدیک یہ صورت مستثنیٰ نہ ہوتی تو خالد اور بکر دونوں کے لئے ۵۰۰ میں سے آدھا آدھا ہوتا اور باقی قیمت موصی کے ورثاء کو دیتے مگر یہاں امام صاحب نے اپنے اس اصول کو چھوڑ دیا ہے۔

(۲) سعایہ کی صورت یہ ہے کہ زید نے اپنے دو غلاموں کے عتق کی وصیت کی اور زید کا کوئی مال ان دونوں غلاموں کے علاوہ نہیں ہے اور ان میں سے ایک کی قیمت دو ہزار ہے اور دوسرے کی ایک ہزار تو یہ وصیت تہائی کے اندر نافذ ہوگی اور دوثلث کے اندر ان پر قیمت واجب ہوگی جو یہ کما کر ورثاء کو دیں گے لیکن اس تہائی کے اندر دونوں کی قیمت کے تناسب سے بٹوارہ ہوگا اور ان دونوں کی قیمت کا مجموعہ ۳۰۰۰ ہے، جس کا تہائی ہزار ہے تو جس غلام کی قیمت دو ہزار ہے اس کی قیمت میں سے ۶۶۶ روپے ساقط ہو جائیں گے اور باقی وہ کما کر ورثاء کو دے گا اور جس غلام کی قیمت ہزار روپے ہے اس کی قیمت میں سے ۳۳۳ر روپے ساقط ہو جائیں گے، اور وہ اپنی بقیہ قیمت کما کر ورثاء کو دے گا۔

(۳) دراہم مرسلہ: کا مطلب یہ ہے کہ یہ متعین نہ کیا جائے کہ ثلث اس کا ہے اور نصف اس کا ہے بلکہ وہ مطلقاً یوں کہتا ہے کہ دو سو روپے کی وصیت خالد کے لئے ہے اور بکر کے لئے سو کی اور اس کے پاس صرف یہی مال ہے تو یہ وصیت صرف ثلث یعنی سو میں نافذ ہوگی جن میں سے اول کو ۶۶ روپے اور دوسرے کو ۳۳ر روپے ملیں گے۔

(۱۷/۲۹۸۴) وَمَنْ اَوْصٰى وَعَلَيْهِ دَيْنٌ يُحِيْطُ بِمَالِهٖ لَمْ يَجُزِ الْوَصِيَّةُ اِلَّا اَنْ يُبْرِأَ الْغُرَمَاءُ مِنَ الدَّيْنِ.

ترجمہ: کسی نے وصیت کی اور اس کے ذمہ اتنا قرض ہے جو اس کے مال کو محیط ہے تو جائز نہ ہوگی وصیت مگر یہ کہ بری کر دیں قرضخواہ قرض سے۔

تشریح: اگر کسی شخص پر اتنا قرض ہو جو اس کے مال کو محیط ہے تو اس کے لئے وصیت کرنا ناجائز ہے کیونکہ قرضہ وصیت پر مقدم ہے، البتہ اگر قرضخواہوں نے مقروض کو قرض سے بری کر دیا تو اب اس کی وصیت مذکورہ جائز ہو جائے گی کیونکہ قرض ختم ہونے کی وجہ سے مانع زائل ہو چکا ہے لہٰذا جس صورت میں جتنی وصیت جائز ہے وہ اب سب جائز ہو جائے گی۔

فائدہ: جس کا نہ کوئی وارث ہو اور نہ اس پر قرض ہو تو اس کے لئے افضل یہ ہے کہ اپنے ہاتھ سے صدقہ کرنے کے بعد جو مال باقی بچے اس تمام کی وصیت کر جائے۔ (۲) اگر حربی مستامن اپنے سارے مال کی وصیت کر دے تو جائز ہے کیونکہ ورثاء موجود نہیں ہیں۔

(۱۸/۲۹۸۵) وَمَنْ اَوْصٰى بِنَصِيْبِ ابْنِهٖ فَالْوَصِيَّةُ بَاطِلَةٌ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی اپنے بیٹے کے حصہ کی تو وصیت باطل ہے۔

تشریح: اگر موصی نے اس طرح وصیت کی کہ میرے بیٹے کو میری وراثت میں سے جتنا حصہ ملے گا وہی حصہ فلاں کے لئے وصیت کرتا ہوں تو یہ وصیت باطل ہے، کیونکہ بیٹے کا حصہ بیٹے کی ملکیت ہوگا تو موصی کو یہ حق کہاں ہے کہ وہ غیروں کے مال کی وصیت کردے لہٰذا یہ وصیت باطل ہوگی۔

(۱۹/۲۹۸۶) وَاِنْ اَوْصٰی بِمِثْلِ نَصِیْبِ ابْنِهٖ جَازَتْ فَاِنْ کَانَ لَهٗ ابْنَانِ فَلِلْمُوْصٰی لَهُ الثُّلُثُ.

ترجمہ: اور اگر وصیت کردے بیٹے کے حصہ کے مثل کی تو جائز ہوگی اب اگر اس کے دو بیٹے ہوں تو موصی لہ کے لئے تہائی ہوگا۔

تشریح: اگر موصی نے اس طرح وصیت کی کہ میرے بیٹے کا جتنا حصہ ہے اتنے کی میں نے فلاں کے لئے وصیت کی تو یہ وصیت جائز ہے کیونکہ یہاں موصی نے دوسروں کے مال کی وصیت نہیں کی بلکہ موصی بہ کو غیر کے مال سے ناپا ہے، اور اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ شیٔ کا مثل اسی شیٔ کا غیر ہوا کرتا ہے، معلوم ہوا کہ موصی نے دوسروں کے حق کی وصیت نہیں کی بلکہ بیٹے کے حق سے موصی بہ کو ناپا ہے اور موصیٰ بہ کا اندازہ لگایا ہے، آگے فرماتے ہیں کہ اگر موصی کے دو بیٹے تھے تو موصی لہ کو تیسرا بیٹا شمار کیا جائے گا اور تینوں کو ایک ایک تہائی مل جائے گی۔

(۲۰/۲۹۸۷) وَمَنْ اَعْتَقَ عَبْدَهٗ فِیْ مَرَضِهٖ اَوْ بَاعَ وَحَابٰی اَوْ وَهَبَ فَذٰلِكَ کُلُّهٗ جَائِزٌ وَهُوَ مُعْتَبَرٌ مِنَ الثُّلُثِ وَیُضْرَبُ بِهٖ مَعَ اَصْحَابِ الْوَصَایَا.

ترجمہ: اور جس نے آزاد کیا اپنا غلام اپنی بیماری میں یا بیچ دیا اور محابات کی یا ہبہ کردیا تو یہ سب جائز ہے جو تہائی سے معتبر ہے، اور شریک کیا جائے گا اس کو اصحاب وصایا کے ساتھ۔

تشریح: یہاں قدوری کے نسخے مختلف ہیں بعض نسخوں میں ہے "فذلك کله جائز" اور بعض میں اس کے بجائے یوں ہے "فهو وصية" اور دونوں باتوں کا مآل ایک ہے مرض الموت میں آزاد کرنا وصیت کے درجہ میں ہے کیوں کہ معتق ایسے زمانہ میں احسان کررہا ہے جب کہ اس کے مال کے ساتھ ورثاء کا حق متعلق ہوگیا ہے، صورت مسئلہ یہ ہے کہ مرض الموت میں کسی نے اپنا غلام آزاد کیا تو تہائی مال سے آزاد ہوگا اس سے زائد آزاد نہ ہوگا مثلاً اس کے پاس کل مال چھ ہزار ہے اور غلام کی قیمت دو ہزار ہے تو پورا غلام آزاد ہوجائے گا لیکن اگر غلام کی قیمت چار ہزار ہے تو آدھا غلام آزاد ہوگا جو میت کے مال کا تہائی ہے، یعنی دو ہزار کے مطابق اور باقی آدھا سعی کر کے وارثین کو دے گا اور اگر کسی اور کے لئے دو ہزار دینے کی وصیت بھی کررکھی ہے تو اب غلام کا ایک ہزار یعنی آدھا آزاد ہوگا اور ایک ہزار کی سعی کرے گا اور وصیت والے کو ایک ہزار دیا جائے گا۔

قوله او باع وحابی: مرض الموت میں کسی نے غلام بیچ دیا اور بیع میں محابات کی مثلاً غلام کی قیمت دو ہزار تھی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایک سو میں بیچ دیا تو یہ بیچنا جائز تو ہے لیکن مرض الموت میں ہونے کی وجہ سے اس کی حیثیت وصیت کی طرح ہوگئی یعنی یہ دو ہزار اگر کل مال کا تہائی ہے تب تو جائز ہے اور تہائی سے زیادہ ہے تو تہائی تک نفاذ ہوگا اور اگر اور بھی وصیت کر رکھی ہے تو تہائی مال پر تقسیم کی جائے گی مثلاً دو ہزار کی دوسری وصیت بھی کی ہے، تو یہ مل کر چار ہزار ہو گئے اور ملکیت کل چھ ہزار ہے تو محابات اور وصیت میں آدھا آدھا کم ہو جائے گا ایک ہزار وصیت والے کو دیا جائے گا اور ایک ہزار محابات والے کا معاف ہوگا باقی ایک ہزار میں مشتری کو خریدنا ہوگا۔

قوله او وهب: مرض الموت میں غلام ہبہ کر دیا تو یہ جائز ہے لیکن اس کی حیثیت بھی وصیت کی طرح ہو جائے گی جیسا کہ بالتفصیل ماقبل میں آچکا ہے، اور اگر اس کے علاوہ بھی وصیتیں ہیں تو سب کو حصوں پر تقسیم کریں گے۔

ویضرب به مع اصحاب الوصایا: یعنی اگر مریض نے اس کے علاوہ اوروں کے لئے بھی وصیت کی تو اسی تہائی میں وہ بھی شریک ہوں گے، کما مر مفصلاً۔

(۲۱/۲۹۸۸) فَإِنْ حَابَىٰ ثُمَّ أَعْتَقَ فَالْمُحَابَاةُ أَوْلَىٰ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ وَإِنْ أَعْتَقَ ثُمَّ حَابَىٰ فَهُمَا سَوَاءٌ وَقَالَا الْعِتْقُ أَوْلَىٰ فِي الْمَسْئَلَتَيْنِ.

ترجمه: اگر پہلے محابات کرے پھر آزاد کرے تو محابات اولیٰ ہوگی امام صاحبؒ کے نزدیک اور اگر آزاد کرے پھر محابات کرے تو یہ دونوں برابر ہیں اور صاحبین نے فرمایا کہ آزادی اولیٰ ہے، دونوں مسئلوں میں۔

تشریح: اگر محابات اور عتق جمع ہو جائیں تو اب کون مقدم ہوگا تو اس میں صاحبین اور امام ابوحنیفہؒ کا اختلاف ہے، صاحبین فرماتے ہیں کہ عتق ہر حال میں محابات سے اولیٰ ہے، اور امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ اگر پہلے مریض نے محابات کی ہو اور اس کے بعد آزاد کیا ہو تو اس صورت میں تو محابات عتق سے اولیٰ ہے، اور اگر اس نے پہلے آزاد کیا ہو اور پھر محابات کی ہو تو دونوں برابر ہیں، برابر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ثلث میں دونوں برابر کے شریک ہوں گے اور محابات کے مقدم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ثلث کے اندر پہلے محابات کو جاری کیا جائے گا اگر کچھ بچ جائے تو مابقیہ میں آزادی نافذ ہوگی ورنہ نہیں اور عتق کے مقدم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ثلث سے پہلے آزادی کو نافذ کریں گے اگر کچھ بچ جائے تو مابقیہ میں محابات کو جاری کریں گے ورنہ نہیں۔

محابات کے اولیٰ کی مثال: مرض الموت میں دو ہزار کے غلام کو ایک سو میں فروخت کر دیا اور دوسرے غلام کو آزاد کر دیا وہ بھی دو ہزار کا تھا اور کل مالیت چھ ہزار تھی تو اب محابات کو ترجیح دے کر غلام کی بیع ایک سو میں نافذ کر دی جائے گی اور جس غلام کو آزاد کیا ہے وہ اپنی پوری قیمت کما کر دے گا۔

برابر ہونے کی مثال: پہلے آزاد کیا پھر محابات کی مثلاً آزاد کردہ غلام دو ہزار کا اور محابات کردہ غلام بھی دو ہزار کا ہے اور کل ملکیت چھ ہزار ہے تو آزاد کردہ غلام کا آدھا آزاد ہوگا اور باقی آدھا یعنی ایک ہزار کما کر میت کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ورثاء کو دے گا اور محابات کردہ غلام کی قیمت ایک ہزار مشتری کو ادا کرنی ہوگی۔

آزادی کے مقدم ہونے کی مثال: محابات پہلے کی ہو یا آزاد پہلے کیا ہو ہر حال میں آزادی کو ترجیح دی جائے گی مثلاً کل ملکیت چھ ہزار ہے اور آزاد کردہ غلام دو ہزار کا ہے اور محابات کردہ بھی دو ہزار کا ہے تو اب غلام آزاد ہوگا اور محابات والے کو غلام کی پوری قیمت دے کر خریدنا ہوگا۔

(۲۲/۲۹۸۹) وَمَنْ اَوْصٰى بِسَهْمٍ مِنْ مَالِهٖ فَلَهٗ اَخَسُّ سِهَامِ الْوَرَثَةِ اِلَّا اَنْ يَنْقُصَ عَنِ السُّدُسِ فَيَتِمُّ لَهُ السُّدُسُ وَاِنْ اَوْصٰى بِجُزْءٍ مِنْ مَالِهٖ قِيْلَ لِلْوَرَثَةِ اَعْطُوْهُ مَاشِئْتُمْ.

ترجمہ: کسی نے وصیت کی اپنے مال کے ایک حصہ کی تو اس کے لئے ورثاء کے حصوں میں سے گھٹیا ہے مگر یہ کہ کم ہو گھٹیا چھٹے سے تو پورا کر دیا جائے گا اس کے لئے چھٹا، اور اگر وصیت کر دے اپنے مال کے ایک جزء کی تو کہا جائے گا ورثاء سے کہ دے دو جو چاہو۔

تشریح: اگر موصی نے وصیت ان الفاظ میں کی کہ میرے مال کا ایک حصہ فلاں کے لئے ہے، یا میرے مال کا ایک جزء فلاں کے لئے ہے تو سہم (حصہ) اور جزء دونوں ہم معنی ہیں اور دونوں کے اندر جہالت ہے اور جہالت وصیت کے لئے نقصان دہ نہیں تو وصیت تو جائز و درست ہوگئی مگر یہ ابہام اس میں رہ گیا کہ کس کو کتنا ملے گا تو یہ فیصلہ موصی کی وضاحت پر موقوف ہے، اور اگر موصی وضاحت نہ کر سکا یہاں تک کہ اس کا انتقال ہوگیا تو اب اس کے ورثاء موصی کے قائم مقام ہوگئے، لہٰذا ورثاء اس کی وضاحت کریں گے کہ سہم اور جزء سے کیا مراد ہے ورثاء جو بھی وضاحت کردیں خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اسی پر عمل کیا جائے گا یہ ہے اصل مسئلہ مگر اہل کوفہ کی اصطلاح میں سہم بمعنی سدس مستعمل ہوتا تھا اس لئے امام صاحبؒ و صاحبین کے نزدیک سہم بولنے کی صورت میں اختلاف ہوگیا، صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر سہم بولا تو موصی کے ورثاء کے سہام کو دیکھا جائے گا ان میں سے جو سہم سب سے کم ہو اتنا ہی حصہ موصی لہ کو دے دیا جائے گا لیکن اگر اتفاق سے کوئی جگہ ایسی آجائے کہ جس میں سہم ثلث سے بڑھ جائے تو وہاں ورثاء کی اجازت کے بغیر ثلث سے زیادہ نہیں دیا جائے گا اور امام صاحب کے نزدیک صورت مذکورہ میں موصی لہ کو سدس دیا جائے گا نہ اس سے کم کریں گے نہ زیادہ اور یہی سدس نسبی ذوی الفروض کے سہام میں اخس السہام ہے۔

(۲۳/۲۹۹۰) وَمَنْ اَوْصٰى بِوَصَايَا مِنْ حُقُوْقِ اللّٰهِ تَعَالٰى قُدِّمَتِ الْفَرَائِضُ مِنْهَا عَلٰى غَيْرِهَا قَدَّمَهَا الْمُوْصِيْ اَوْ اَخَّرَهَا مِثْلُ الْحَجِّ وَالزَّكٰوةِ وَالْكَفَّارَاتِ وَمَا لَيْسَ بِوَاجِبٍ قُدِّمَ مِنْهُ مَا قَدَّمَهُ الْمُوْصِيْ.

ترجمہ: جس نے چند وصیتیں کیں حقوق اللہ کی تو مقدم کیا جائے گا فرائض کو ان میں سے اور وصیتوں پر مقدم کیا ہو ان کو موصی نے یا مؤخر جیسے حج، زکوۃ اور کفارات اور جو واجب نہیں تو ان میں مقدم کیا جائے گا اس کو جس کو مقدم کیا ہے موصی نے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کونسی وصیتیں مقدم ہوں گی اور کونسی مؤخر ہوں گی

تشریح: اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے اور اس کے ذمہ کوئی اللہ تعالیٰ کا حق ہے مثلاً نماز یا روزہ یا حج یا کفارہ یا نذر یا صدقۂ فطر تو اب دو صورتیں ہیں مرنے والے نے ان کے بارے میں وصیت کی ہے یا نہیں اگر نہیں کی تو ورثاء پر ان کی ادائیگی واجب نہیں ہے بلکہ ورثاء کو نکالنے اور نہ نکالنے کا اختیار ہے، اگر وصیت کی ہو تو مرحوم کے تہائی مال سے ان کی ادائیگی واجب ہوگی پھر وصیتوں میں کونسی وصیت مقدم ہوگی تو اس میں تفصیل ہے، وہ وصایا اللہ کا حق ہوں گی یا بندوں کا اور جو اللہ کا حق ہیں وہ یا تو سب وصایا فرائض میں داخل ہونگی جیسے زکوۃ اور حج اور روزہ اور نماز یا سب واجبات میں داخل ہوں گی جیسے کفارات اور نذر اور صدقۂ فطر یا سب وصایا تطوع میں داخل ہوں گی جیسے حج نفلی کی وصیت اور فقراء پر صدقہ کی وصیت اگر موصی نے ان تمام وصایا کو جمع کر دیا ہو تو اگر موصی کا ثلث مال تمام وصایا کے نفاذ کے لئے کافی ہو سکے تو ان تمام وصایا کو نافذ کر دیا جائے گا اور اگر موصی کا ثلث مال ان تمام وصایا کے لئے کافی نہ ہو لیکن ورثاء نے اجازت دے دی ہو کہ ان تمام وصایا کو نافذ کر دیا جائے تو ان سب کو نافذ کر دیا جائے گا اور اگر ورثاء نے اجازت نہ دی ہو تو اب دیکھا جائے کہ یہ تمام وصایا فرائض میں داخل ہیں یا نہیں اگر سب فرائض میں داخل ہوں تو جس وصیت کو مقدم بیان کیا ہے اس سے ابتداء کی جائے گی اور اگر بعض فرائض اور بعض غیر فرائض ہوں تو اولاً فرائض سے ابتداء کی جائے گی اگرچہ موصی نے ذکر میں فرائض کو مؤخر کیا ہو اور واجبات و نوافل کو مقدم کیا ہو اور وصایا جب فرائض و واجبات میں سے نہ ہوں بلکہ نوافل میں سے ہوں تو جس کو موصی نے مقدم بیان کیا ہے اسی کو مقدم کیا جائے گا۔

(۲۴/۲۹۹۱) وَمَنْ اَوْصٰى بِحَجَّةِ الْاِسْلَامِ اَحَجُّوْا عَنْهُ رَجُلًا مِنْ بَلَدِهٖ يَحُجُّ رَاكِبًا.

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی حج کرنے کی تو حج کے لئے روانہ کریں کسی شخص کو اس کے شہر سے جو حج کے لئے جائے سوار ہو کر۔

تشریح: زید کے اوپر حج فرض ہے اس نے مرض الموت میں وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرا دینا تو ایسی صورت میں ورثاء پر واجب ہوگا کہ اس کے مال سے حج کرائیں اور کسی شخص کو منتخب کریں کہ وہ موصی کے شہر سے حج کرے اور یہ غیر جو حج کرے گا سوار ہو کر کرے گا کیونکہ زید کے اوپر پیدل چل کر حج کرنا لازم نہیں تھا بلکہ سوار ہو کر واجب تھا تو اسی طریقہ سے غیر ادا کریگا۔

(۲۵/۲۹۹۲) فَاِنْ لَّمْ تَبْلُغِ الْوَصِيَّةُ النَّفَقَةَ اَحَجُّوْا عَنْهُ مِنْ حَيْثُ تَبْلُغُ.

ترجمہ: اگر نہ پہنچے وصیت نفقہ کو تو حج کرائیں جہاں سے ہو سکے۔

تشریح: اگر مریض نے وصیت کی کہ میرے مال سے حج کرایا جائے لیکن اس کے مال کا تہائی اتنا نہیں ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ گھر سے سوار ہو کر حج کروا سکے، تو ایسی صورت میں جس جگہ سے حج ہو سکے وہاں سے حج کرایا جائے مثلاً اتنا مال نہیں ہے کہ ریڑھی تا چپورہ سے حج ہو سکے البتہ ممبئی سے حج ہو سکتا ہے تو ممبئی سے حج کرایا جائے۔

(۲۶/۲۹۹۳) وَمَنْ خَرَجَ مِنْ بَلَدِهٖ حَاجًّا فَمَاتَ فِي الطَّرِيْقِ وَاَوْصٰى اَنْ يُحَجَّ عَنْهُ حُجَّ عَنْهُ مِنْ بَلَدِهٖ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى يُحَجُّ عَنْهُ مِنْ حَيْثُ مَاتَ.

ترجمہ: اور جو شخص نکلا اپنے شہر سے حج کے لئے پھر مر گیا وہ راستہ میں اور وصیت کر گیا حج کرانے کی تو حج کرایا جائے اس کے شہر سے اس کی جانب سے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ حج کرایا جائے وہاں سے جہاں وہ مرا ہے۔

حاجی راستہ میں مر جائے اور حج کی وصیت کر کے جائے تو اب کیا حکم ہے؟

تشریح: زید اپنے گھر سے نکلا اور صرف حج کے ارادہ سے نکلا تجارت وغیرہ مقصود نہیں اور وہ راستہ میں مر گیا اور یہ وصیت کر گیا کہ میری جانب سے حج کرایا جائے تو اس کی جانب سے حج کرایا جائے گا لیکن اختلاف اس میں ہے کہ یہ حج کہاں سے کرایا جائے گا مرنے والے کے شہر سے یا اس جگہ سے جہاں اس کا انتقال ہوا ہے؟ حضرات صاحبین فرماتے ہیں کہ جہاں زید کا انتقال ہوا ہے وہیں سے زید کی جانب سے حج کرایا جائے گا اور صاحبین نے یہ حکم استحساناً بیان کیا ہے اور امام ابوحنیفہؒ و امام زفر کا قول یہ ہے کہ زید کے شہر سے حج کرایا جائے گا۔

(۲۷/۲۹۹۴) وَلَا تَصِحُّ وَصِيَّةُ الصَّبِيِّ وَالْمُكَاتَبِ وَاِنْ تَرَكَ وَفَاءً.

ترجمہ: اور صحیح نہیں بچہ اور مکاتب کی وصیت اگرچہ وہ چھوڑ جائے اتنا مال جو کافی ہو۔

کن لوگوں کی وصیت صحیح نہیں؟

تشریح: بچہ اگر وصیت کرے تو صحیح ہے یا نہیں؟ اس میں ہمارا اور امام شافعیؒ کا اختلاف ہے ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک اگر بچہ وجوہ خیر میں وصیت کرے تو جائز ہے، اور اگر غلام یا مکاتب نے تعلیقاً وصیت کی کہ جب میں آزاد ہو جاؤں تو میرا اتنا مال فلاں کیلئے وصیت ہے تو یہ وصیت صحیح ہوگی کیونکہ عدم جواز حق آقا کی وجہ سے تھا اور جب وصیت کی تعلیق آزادی پر ہوئی تو اب آقا کا حق باقی نہ رہا، اور تنجیزاً مکاتب کی وصیت جائز نہیں ہے مثلاً وہ یوں کہے اَوْصَيْتُ بِثُلُثِ مَالِي لِفُلَانٍ، اگر وہ بدل کتابت کے برابر بھی مال چھوڑ کر مرے تب بھی اس کی وصیت صحیح نہ ہوگی۔

(۲۸/۲۹۹۵) وَيَجُوْزُ لِلْمُوْصِيْ الرُّجُوْعُ عَنِ الْوَصِيَّةِ.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور جائز ہے موصی کیلئے رجوع کرنا وصیت سے۔

وصیت سے رجوع کرنے کا بیان

تشریح: وصیت کرنے کے بعد وصیت کرنے والا موت سے پہلے اپنی وصیت میں کوئی تبدیلی کرنا چاہتا ہو یا وصیت کو ختم کرنا چاہتا ہو تو اس کو حق ہے کیوں کہ وصیت مکمل ہوتی ہے موصی لہٗ کے قبول کرنے کے بعد اور موصی لہٗ موصی کے مرنے کے بعد ہی قبول کر سکے گا اس لئے وصیت کو قبول کرنے سے پہلے وصیت سے رجوع کر سکتا ہے۔

(۲۹/۲۹۹۶) وَاِذَا صَرَّحَ بِالرُّجُوْعِ کَانَ رُجُوْعًا.

ترجمہ: اور جب صراحۃً رجوع کرے تو یہ رجوع ہو جائے گا۔

تشریح: ماقبل میں آ چکا ہے کہ موصی کیلئے وصیت سے رجوع جائز ہے اب فرما رہے ہیں کہ رجوع کے دو طریقے ہیں (۱) صراحۃً رجوع کر لیا جائے مثلاً صاف لفظوں میں کہے کہ میں اس وصیت کو واپس لیتا ہوں (۲) کوئی ایسا کام کر دیا جائے جو رجوع پر دلالت کرے مثلاً پہلے کہا تھا کہ اس غلام کو فلاں کیلئے وصیت کر دیا اور پھر اس کو بیچ دے یا آزاد کر دے بہرحال دونوں صورتوں میں رجوع کرنا درست ہے قدوری کے بعض نسخوں میں دونوں طریقے مذکور ہیں۔

(۳۰/۲۹۹۷) وَمَنْ جَحَدَ الْوَصِیَّةَ لَمْ یَکُنْ رُجُوْعًا.

ترجمہ: اور جو انکار کرے وصیت کا تو یہ رجوع نہ ہوگا۔

تشریح: یہاں سے یہ مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اگر موصی سرے سے وصیت ہی کا انکار کر دے یعنی یوں کہے کہ میں نے کبھی وصیت کی ہی نہیں ہے تو صاحب قدوریؒ نے یہاں پر امام محمدؒ کا قول ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ انکار رجوع نہ ہوگا کیوں کہ کسی چیز سے رجوع کرنا پہلے اس چیز کے ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور اس کا انکار نہ ہونے کا تقاضا کرتا ہے پس اگر انکار کو رجوع مانا جائے تو وصیت کے ہونے اور نہ ہونے دونوں کو مقتضی ہوگا اور یہ محال ہے کہ ایک چیز ہو بھی اور نہ بھی ہو۔ مبسوط کی روایت کے مطابق امام ابو یوسفؒ کا اور عیون کی روایت کے مطابق ائمہ ثلاثہ کا قول یہ ہے کہ انکار میں بھی رجوع کا معنی پایا جاتا ہے لکن المتون کلها علی قول محمد وبه یفتی کمافی المجمع.

(۳۱/۲۹۹۸) وَمَنْ اَوْصٰی لِجِیْرَانِهٖ فَهُمُ الْمُلَاصِقُوْنَ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی.

حل لغات: جیران: جار کی جمع ہے پڑوسی، الملاصقون واحد ملاصق، اسم فاعل مصدر ملاصقة چپکانا، مراد متصل، ملا ہوا۔

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی اپنے پڑوسیوں کیلئے تو ملے ہوئے پڑوسی مراد ہوں گے امام صاحبؒ کے نزدیک۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اقارب وغیرا قارب کیلئے وصیت کرنے کا بیان

تشریح: ایک شخص نے وصیت کی کہ میرے مال کا تہائی میرے پڑوسیوں کیلئے ہے تو اس سے کون سا پڑوسی مراد ہوگا؟ کیوں کہ پڑوسی کئی قسم کے ہوتے ہیں (۱) جس سے قرابت کا پڑوس ہو (۲) زمین کا پڑوسی (۳) گھر کا پڑوسی، یہاں بالاتفاق گھر کا پڑوسی مراد ہے پھراس کی تفسیر میں اختلاف ہے امام صاحبؒ فرماتے ہیں کہ جیران سے مراد وہ پڑوسی ہیں جن کا گھر موصی کے گھر سے متصل اور ملا ہوا ہوان کے دروازے قریب ہوں یا دور ہوں اور صاحبین نے فرمایا کہ جیران سے مراد ملاصقین بھی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ وہ لوگ بھی اس میں داخل ہیں جو موصی کے محلہ میں رہتے ہیں اور جو موصی کی مسجد کے نمازی ہیں۔

(۳۲/۲۹۹۹) وَمَنْ اَوْصٰى لِاَصْهَارِهٖ فَالْوَصِيَّةُ لِكُلِّ ذِىْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنِ امْرَأَتِهٖ.

حل لغت: اصھار جمع ہے صھر کی، سسر داماد عزیز قریب چاہے شوہر کا ہو چاہے زوجہ کا، بہن کا شوہر یعنی بہنوئی، ہمارے ملک میں، صہر، کا ترجمہ خسر سے کرتے ہیں۔

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی سسرال والوں کیلئے تو وصیت اس کی بیوی کے ہر ذی رحم محرم کیلئے ہوگی۔

تشریح: ایک شخص نے اپنے اصہار کیلئے وصیت کی تو اس وصیت میں کون لوگ داخل ہوں گے؟ فرمایا کہ بیوی کے تمام ذی رحم محرم اس میں داخل ہوں گے یعنی اس کی بیوی کے اہل قرابت میں سے ہر وہ مرد داخل ہوں گے جسکی قرابت اس کی بیوی کے ساتھ از راہ نسب اس طرح ہو کہ شرعاً وہ اس کا محرم ہو یعنی اس کی زوجہ کو اس کے ساتھ دائمی نکاح کرنا حرام ہو جیسے زوجہ کا باپ اور بھائی اور ماموں اور چچا وغیرہ پس عورت کے ایسے قرابتی اس کے شوہر کے اصہار ہیں اور یہ عرب کا عرف ہے اور ہمارے ملک میں صہر کا ترجمہ خسر سے کرتے ہیں۔

(۳۳/۳۰۰۰) وَمَنْ اَوْصٰى لِاَخْتَانِهٖ فَالْخَتَنُ زَوْجُ كُلِّ ذَاتِ رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ.

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی اپنے دامادوں کیلئے تو داماد ہر ذی رحم محرم عورت کا شوہر ہوگا۔

تشریح: اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ میرے اختان کو اتنا مال دے دینا تو اختان میں ہر اس عورت کا شوہر داخل ہوگا جو موصی کی ذی رحم محرم ہے جیسے بہن پھوپھی خالہ وغیرہ، اور اگر عورت وصیت کرے تو اس کے شوہر کے ذی رحم محرم اس میں داخل ہوں گے اس لئے کہ ان سب کو ختن کہتے ہیں اس پر بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ یہ اہل کوفہ کا عرف ہے ورنہ ہمارے عرف میں اختان سے صرف محارم عورتوں کے ازواج مراد ہوں گے۔

(۳۴/۳۰۰۱) وَمَنْ اَوْصٰى لِاَقَارِبِهٖ فَالْوَصِيَّةُ لِلْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ مِنْ كُلِّ ذِىْ رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَدْخُلُ فِيْهِمُ الْوَالِدَانِ وَالْوَلَدُ وَيَكُوْنُ لِلاثْنَيْنِ فَصَاعِداً.

حل لغات: اقارب: رشتہ دار، فصاعداً: یعنی اس سے اوپر اور یہ باعتبار حالیت کے منصوب ہوا کرتا ہے۔

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی قرابتداروں کیلئے تو وصیت اقرب کیلئے ہوگی پھر اس کیلئے جو اس کے بعد اقرب ہو یعنی موصی کا ہر ذی رحم محرم اور داخل نہ ہوں گے ان میں والدین اور اولاد، اور ہوگی دو اور دو سے زیادہ کیلئے۔

تشریح: زید نے اپنے اقرباء کیلئے وصیت کی تو اس میں کون داخل ہوگا تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک چھ چیزوں کا لحاظ ہوگا (۱) مستحق وہ ہوگا جو موصی کا ذی رحم محرم ہوگا (۲) وہ ذی رحم محرم خواہ باپ کی طرف سے ہو یا ماں کی طرف سے (۳) اور اس وصیت کا حقدار صرف وہ ہوگا جو موصی کا وارث نہ ہو (۴) اس میں الاقرب فالاقرب کا لحاظ ہوگا لہٰذا اقرب کے ہوتے ہوئے ابعد کو وصیت نہیں ملے گی جیسا کہ میراث میں ہوتا ہے مثلاً میت کا بیٹا اور پوتا دونوں ہوں تو بیٹا عصبہ ہوگا اور پوتا ساقط، باپ اور دادا میں، باپ عصبہ ہوگا اور دادا ساقط اور دادا کی موجودگی میں پردادا ساقط ہوگا، بھائی اور بھتیجے میں بھائی عصبہ ہوگا اور بھتیجا ساقط چچا اور چچا کے لڑکوں میں چچا عصبہ ہوگا اور چچا کے لڑکے ساقط، (۵) مستحق وصیت یہاں دو یا اس سے زیادہ ہوں گے کیوں کہ اقرباء جمع کا صیغہ ہے اور میراث کے اندر جمع سے مراد دو ہوتے ہیں تو اسی طرح وصیت کے اندر بھی جمع سے مراد کم از کم دو ہوں گے (۶) اس وصیت میں والدین اور اولاد داخل نہ ہوں گی کیوں کہ عرف لسانی میں قریب اس کو کہتے ہیں جو بالواسطہ رشتہ دار ہوں اور والدین اور اولاد براہ راست رشتہ دار ہیں۔

(۳۰۰۲/۳۵) وَإِذَا أَوْصٰى بِذٰلِكَ وَلَهٗ عَمَّانِ وَخَالَانِ فَالْوَصِيَّةُ لِعَمَّيْهِ عِنْدَ أَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ترجمہ: اور جب کسی نے وصیت کی یہی اور اس کے دو چچا دو ماموں ہیں تو وصیت اس کے چچاؤں کے لئے ہوگی، امام صاحبؒ کے نزدیک۔

تشریح: امام صاحبؒ کے نزدک وصیت میں میراث کے مثل الاقرب فالاقرب کا قاعدہ جاری ہے اور صاحبین کے نزدیک یہ قاعدہ نہیں ہے، لہٰذا اگر کسی نے اپنے اقرباء کے لئے وصیت کی اور اس کے اقرباء میں سے دو چچا اور دو ماموں موجود ہیں تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک چچا ماموں سے اقرب ہیں، لہٰذا پوری وصیت دونوں چچا لیں گے اور ماموں کو کچھ نہ ملے گا اور صاحبین کے نزدیک وصیت کے چار حصے کردیئے جائیں اور ہر ایک برابر کا شریک ہوگا۔

(۳۰۰۳/۳۶) وَإِنْ كَانَ لَهٗ عَمٌّ وَخَالَانِ فَلِلْعَمِّ النِّصْفُ وَلِلْخَالَيْنِ النِّصْفُ.

ترجمہ: اور اگر اس کے ایک چچا اور دو ماموں ہوں تو چچا کے لئے نصف ہوگی اور دو ماموں کے لئے نصف۔

تشریح: اگر موصی نے اقرباء کے لئے وصیت کی تھی اور اس نے صرف ایک چچا اور دو ماموں چھوڑے ہیں تو چونکہ اقرباء جمع کا صیغہ ہے، جس کے لئے کم از کم دو افراد درکار ہیں اور چچا صرف ایک ہے اس لئے وہ چچا صرف نصف

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وصیت کا حقدار ہوگا اور نصف بچ گیا تو اس کو دونوں ماموں لیں گے۔

(۳۰۰۴/۳۷) وَقَالَا رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى الْوَصِيَّةُ لِكُلِّ مَنْ يُنْسَبُ إِلٰى أَقْصٰى أَبٍ لَهُ فِي الْإِسْلَامِ.

ترجمہ: اور صاحبین نے فرمایا کہ وصیت ہر اس کے لئے ہوگی جو منسوب ہو اسلام میں اس کے آخری باپ کی طرف۔

تشریح: زید نے اپنے اقرباء کے لئے وصیت کی تو صاحبین فرماتے ہیں کہ اقرباء میں وہ تمام حضرات داخل ہوں گے جو اسلام کے اندر آخری باپ کی جانب منسوب ہوں گے اس کا کیا مطلب ہے؟ تو اس کی تفسیر میں دو قول ہیں (۱) یعنی وہ پہلا باپ جو اولاً اسلام لایا ہو جیسے حضرت علیؓ (۲) پہلا وہ باپ جس نے اسلام کا زمانہ پایا ہو اور وہ مسلمان نہ ہوا ہو جیسے ابو طالب۔ اس اختلاف کا فائدہ اس وقت ظاہر ہوگا کہ جب کوئی علوی اپنے اقرباء کے لئے وصیت کرے تو پہلی تفسیر کے اعتبار سے اقرباء میں فقط اولاد علیؓ داخل ہوگی اور اولاد جعفر اور اولاد عقیل اس میں داخل نہ ہوگی اور دوسری تفسیر کے اعتبار سے اس میں اولاد علیؓ کے ساتھ ساتھ اولاد جعفر اور اولاد عقیل بھی داخل ہوگی۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ موصی سے لے کر آخری باپ تک جو اسلام کے اندر ہیں، صاحبین کے نزدیک درمیان کی تمام اولاد خواہ مرد ہوں یا عورتیں اقرب ہوں یا ابعد سب اس وصیت میں داخل ہوں گے۔

(۳۰۰۵/۳۸) وَمَنْ أَوْصٰى لِرَجُلٍ بِثُلُثِ دَرَاهِمِهِ أَوْ بِثُلُثِ غَنَمِهِ فَهَلَكَ ثُلُثَا ذٰلِكَ وَبَقِيَ ثُلُثُهُ وَهُوَ يَخْرُجُ مِنْ ثُلُثِ مَا بَقِيَ مِنْ مَالِهِ فَلَهُ جَمِيعُ مَا بَقِيَ.

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی کسی کے لئے اپنے دراہم میں سے تہائی کی یا اپنی بکریوں میں سے تہائی کی پس اس کے دو تہائی ہلاک ہو گئے اور اس کا ایک تہائی باقی رہ گیا اور یہ (جو ثلث باقی رہ گیا ہے) اس ماقی مال کے ثلث سے نکل سکتا ہے، تو اس کے لئے باقی ماندہ پورا ہے۔

تشریح: زید کے پاس کچھ دراہم یا کچھ بکریاں ہیں اب وہ وصیت کرتا ہے کہ میرے دراہم کا ایک تہائی فلاں کے لئے وصیت ہے یا کہتا ہے کہ میری بکریوں کا ایک ثلث وصیت ہے تو وصیت صحیح ہے مگر اب یہ واقعہ پیش آیا کہ ان دراہم یا بکریوں میں سے دو ثلث ہلاک ہو گیا اور صرف ایک ثلث باقی رہ گیا ہے اور اس ثلث کے علاوہ موصی کے پاس اتنا مال موجود ہے کہ وہ اس کے مقابلہ میں ثلثان یا اس سے زیادہ ہے تو اب موصی لہ کو کتنا دیا جائے گا؟ تو اس بارے میں ہمارا مذہب یہ ہے کہ دراہم میں سے اور بکریوں میں سے جو ثلث باقی ہے وہ پورا ثلث موصیٰ لہ کو دیا جائے گا مثلاً کل ۹۰۰ر دراہم تھے، ان میں ثلث یعنی ۳۰۰ر باقی رہے، اور ۶۰۰ر ہلاک ہو گئے تو ہمارے نزدیک ۳۰۰ر ماقی موصی لہ کو دیئے جائیں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۳۹/۳۰۰۶) وَمَنْ اَوْصٰی بِثُلُثِ ثِیَابِہٖ فَھَلَکَ ثُلُثَاھَا وَبَقِیَ ثُلُثُھَا وَھُوَ یَخْرُجُ مِنْ ثُلُثِ مَا بَقِیَ مِنْ مَالِہٖ لَمْ یَسْتَحِقَّ اِلَّا ثُلُثَ مَابَقِیَ مِنَ الثِّیَابِ.

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی ایک تہائی کپڑوں کی پس ان کپڑوں میں سے دوثلث ختم ہو گئے اور ایک ثلث باقی رہ گیا اور یہ (ثلث باقی) اس کے باقی مال کے ثلث سے نکل سکتا ہے، تو موصی لہ مستحق نہ ہوگا مگر باقی ماندہ کپڑوں کے ثلث کا۔

تشریح: اگر موصی نے اپنے کپڑوں کے ثلث کی وصیت کی ہو اور اتفاق سے ان کپڑوں میں سے دوثلث ختم ہو جائیں اور صرف ایک ثلث باقی رہ جائے تو موصی لہ کو باقی کا ثلث ملے گا یا پورا باقی ملے گا تو اس میں تفصیل ہے کہ اگر کپڑے مختلف الجنس ہوں تو باقی کپڑوں کا ثلث ملے گا اور اگر ایک جنس کے ہوں تو پورا باقی ملے گا اس لئے کہ اتحاد جنس کی صورت میں کپڑے دراہم کے مثل ہو گئے۔

(۴۰/۳۰۰۷) وَمَنْ اَوْصٰی لِرَجُلٍ بِاَلْفِ دِرْھَمٍ وَلَہٗ مَالٌ عَیْنٌ وَدَیْنٌ فَاِنْ خَرَجَ الْاَلْفُ مِنْ ثُلُثِ الْعَیْنِ دُفِعَتْ اِلَی الْمُوْصٰی لَہٗ وَاِنْ لَّمْ یَخْرُجْ دُفِعَ اِلَیْہِ ثُلُثُ الْعَیْنِ وَکُلَّمَا خَرَجَ شَیْءٌ مِّنَ الدَّیْنِ اَخَذَ ثُلُثَہٗ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَ الْاَلْفَ.

حل لغات: عین: نقد۔ دین: قرض۔ یستوفی: استیفاءً پوراحق وصول کرنا۔

ترجمہ: اور جس شخص نے وصیت کی کسی کے لئے ایک ہزار درہم کی اور اس کے لئے کچھ مال نقد ہے اور کچھ قرض ہے پس اگر ہزار نکل جائیں نقد کی تہائی سے تو دے دیے جائیں گے موصی لہ کو اور اگر نہ نکلے تو دے دی جائے گی نقد کی تہائی اور جو مقدار قرض کی وصول ہوتی رہے گی اس میں سے ثلث لیتا رہے گا یہاں تک کہ وہ (موصی لہ) ہزار کو وصول کرے۔

تشریح: زید نے وصیت کی کہ میرے مال میں سے ہزار روپے بکر کو دے دیے جائیں تو وصیت درست ہے، لیکن زید نے کچھ مال تو نقد چھوڑا ہے اور کچھ مال وہ ہے جو لوگوں پر قرض ہے تو بکر کو جو ہزار روپے دیئے جائیں گے یہ نقد میں سے دیئے جائیں گے یا قرض میں سے تو اس کا جواب دیا کہ اگر نقد مال اتنا ہو کہ جس کا ثلث ہزار ہوتا ہو مثلاً تین ہزار یا اس سے زیادہ نقد مال موجود ہے، تو بکر کو ہزار روپے اس نقد مال سے دیئے جائیں گے اور اگر نقد مال اتنا نہیں ہے بلکہ کم ہے مثلاً کل ہزار روپے نقد ہیں اور باقی مال لوگوں پر قرض ہے تو بکر کو ہزار کا تہائی تو نقد میں سے دیا جائے گا اور باقی حصہ اس کو قرض میں سے ملے گا جس کی صورت یہ ہوگی کہ جتنا قرض وصول ہوتا جائے اس کی تہائی بکر کو دے دی جائے یہاں تک کہ اس کا حق پورا ہو جائے یعنی ہزار روپے پورے ہو جائیں۔

(۴۱/۳۰۰۸) وَتَجُوْزُ الْوَصِیَّۃُ لِلْحَمْلِ وَبِالْحَمْلِ اِذَا وُضِعَ لِاَقَلَّ مِنْ سِتَّۃِ اَشْھُرٍ مِنْ یَوْمِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْوَصِيَّةِ.

حل لغات: الوصية للحمل: حمل کے لئے کسی چیز کی وصیت کرے، الوصية بالحمل: حمل کو کسی اور کے لئے وصیت کرے۔

ترجمہ: اور جائز ہے وصیت حمل کیلئے اور حمل کی جب کہ وضع حمل ہو چھ ماہ سے کم میں وصیت کے دن سے۔

حمل کے لئے اور حمل کی وصیت کرنے کا بیان

تشریح: اگر کوئی بچہ پیٹ میں ہے اور اس کے کسی مورث کا انتقال ہو جائے تو حمل کو بھی میراث ملے گی اور میراث اور وصیت گویا کہ دونوں بہنیں ہیں لہٰذا حمل کے لئے وصیت کی جائے تو جائز ہے اور اسی طرح اگر حمل ہی کی وصیت کر دی جائے تو وہ بھی جائز ہے مثلاً کہے کہ میری باندی کے پیٹ میں جو بچہ ہے یہ فلاں شخص کو دے دینا تو یہ بھی صحیح ہے اور وصیت جائز ہے، لیکن یہ وصیت حمل کے لئے یا حمل کی اس وقت جائز ہے جب کہ حمل پیٹ میں موجود ہو جس کی علامت یہ ہے کہ وصیت کے وقت سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہو جائے۔

(۳۰۰۹/۴۲) وَاِذَا اَوْصٰى لِرَجُلٍ بِجَارِيَةٍ اِلَّا حَمْلَهَا صَحَّتِ الْوَصِيَّةُ وَالْاِسْتِثْنَاءُ.

ترجمہ: اور جب وصیت کی کسی کے لئے باندی کی اور اس کے حمل کا استثناء کر لیا تو صحیح ہے وصیت اور استثناء۔

تشریح: اگر موصی نے باندی کی وصیت کی اور اس کے حمل کا استثناء کر دیا تو باندی کی وصیت صحیح ہے اور استثناء بھی صحیح ہے پس باندی موصیٰ لہ کی ہوگی اور اس کا حمل موصی کے وارثوں کا ہوگا۔

(۳۰۱۰/۴۳) وَمَنْ اَوْصٰى لِرَجُلٍ بِجَارِيَةٍ فَوَلَدَتْ بَعْدَ مَوْتِ الْمُوْصِيْ قَبْلَ اَنْ يَقْبَلَ الْمُوْصٰى لَهُ وَلَدًا ثُمَّ قَبِلَ الْمُوْصٰى لَهُ وَهُمَا يَخْرُجَانِ مِنَ الثُّلُثِ فَهُمَا لِلْمُوْصٰى لَهُ وَاِنْ لَمْ يَخْرُجَا مِنَ الثُّلُثِ ضُرِبَ بِالثُّلُثِ وَاَخَذَ بِالْحِصَّةِ مِنْهُمَا جَمِيْعًا فِيْ قَوْلِ اَبِيْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٍ وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَأْخُذُ ذٰلِكَ مِنَ الْاُمِّ فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ اَخَذَ مِنَ الْوَلَدِ.

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی کسی کے لئے باندی کی پس اس نے بچہ جنا موصی کی موت کے بعد موصی لہ کے قبول کرنے سے پہلے پھر وصیت قبول کی موصی لہ نے اور وہ دونوں نکل جاتے ہیں تہائی سے تو وہ دونوں موصیٰ لہ کیلئے ہوں گے اور اگر تہائی سے نہ نکلتے ہوں تو شامل کر لئے جائیں گے ثلث میں اور لے گا موصیٰ لہ حصہ ان سب سے صاحبین کے قول میں اور امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ لے گا موصیٰ لہ اپنا حصہ ماں سے پس اگر کچھ بچ جائے تو لے گا اس کو بچہ سے۔

تشریح: زید نے خالد کے لئے اپنی باندی کی وصیت کی اور زید کی موت کے بعد تقسیم ترکہ اور موصیٰ لہ کے قبول کرنے سے پہلے باندی نے ایک بچہ جنا اس کے بعد موصی لہ نے وصیت کو قبول کیا اور باندی اور بچہ کی قیمت اتنی ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کہ یہ دونوں ترکہ کے تہائی سے نکل جاتے ہیں یعنی ترکہ ان کی قیمت کے علاوہ دوثلث یا اس سے زیادہ موجود ہے تو باندی اور بچہ دونوں خالد کو ملیں گے اور اگر ماں اور بچہ دونوں تہائی سے نہ نکلیں تو اس میں امام ابوحنیفہؒ و صاحبین کا اختلاف ہے امام صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اپنی تہائی ماں سے لیگا اگر ماں سے اس کی تہائی پوری ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ اگر کچھ رہ جائے تو اس کی کو بچہ سے پورا کرلیا جائے گا اور صاحبین کے نزدیک ماں اور بچہ دونوں سے اکٹھے ثلث کو وصول کیا جائیگا۔

مثال: مثلاً زید کے پاس چھ سو درہم ہیں اور ایک باندی ہے جس کی قیمت تین سو درہم ہے اب زید نے اس باندی کی وصیت خالد کے لئے کردی تو وصیت صحیح ہے اور پوری باندی خالد کو ملے گی کیونکہ باندی پورے ترکہ کا تہائی ہے، لیکن زید کی موت کے بعد تقسیم ترکہ سے پہلے اس باندی نے ایک بچہ جنا جس کی قیمت بھی تین سو درہم ہے اب کل ترکہ ۱۲۰۰ دراہم ہو گیا جس کا تہائی چار سو ہوتا ہے تو امام صاحبؒ کے نزدیک پوری باندی خالد کو دے دی جائے گی مگر ابھی اس کا ثلث پورا نہیں ہوا لہٰذا بچہ کی قیمت کا ⅓ اور خالد کو دیا جائے گا اب چار سو کی مالیت خالد کو مل چکی ہے، جو بارہ سو کا تہائی ہے اور صاحبین کے نزدیک ماں اور بچہ دونوں کا ⅔ خالد کو دیا جائے گا اور ماں کا ⅔ دو سو دراہم ہیں اور بچہ کا ⅔ بھی دو سو دراہم ہیں، لہٰذا بارہ سو کا ثلث پورا ہو گیا تو خالد کو ان دونوں کا دو ثلث ملے گا۔

(۳۰۱۱/۴۴) وَتَجُوْزُ الْوَصِيَّةُ بِخِدْمَةِ عَبْدِهٖ وَسُكْنٰى دَارِهٖ سِنِيْنَ مَعْلُوْمَةً وَتَجُوْزُ ذٰلِكَ اَبَدًا.

ترجمہ: اور جائز ہے وصیت اپنے غلام کی خدمت کی اور اپنے مکان کی رہائش کی چند معین سالوں کے لئے اور جائز ہے یہ ہمیشہ کے لئے بھی۔

منافع کی وصیت کرنے کا بیان

تشریح: انسان جس طرح اپنی زندگی میں اپنی چیز کے منافع کا مالک دوسروں کو بنا سکتا ہے، اسی طرح انسان کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ اپنی موت کے بعد کسی کو اپنی چیز کے منافع کا مالک بنائے اور جب منافع کی وصیت جائز ہے تو پھر چند ایام کی کرے وہ بھی جائز ہے اور ہمیشہ کے لئے کردے وہ بھی جائز ہے۔

(۳۰۱۲/۴۵) فَاِنْ خَرَجَتْ رَقَبَةُ الْعَبْدِ مِنَ الثُّلُثِ سُلِّمَ اِلَيْهِ لِلْخِدْمَةِ وَاِنْ كَانَ لَا مَالَ لَهٗ غَيْرُهٗ خَدَمَ الْوَرَثَةَ يَوْمَيْنِ وَلِلْمُوْصٰى لَهٗ يَوْمًا.

ترجمہ: پس اگر نکل جائے غلام کا رقبہ تہائی سے تو موصی لہ کے سپرد کردیا جائے گا خدمت کے لئے اور اگر نہ ہو مال غلام کے علاوہ تو خدمت کرے گا ورثاء کی دو دن اور موصی لہ کی ایک دن۔

تشریح: زید نے خالد کے لئے غلام کی خدمت کی وصیت کی تھی یا مکان کی رہائش کی وصیت کی تھی اور غلام و مکان کی قیمت سے دو ثلث یا اس سے زیادہ مال اور بھی موجود ہے یعنی غلام و مکان تہائی سے نکل جاتا ہے تو غلام و مکان

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خالد کے سپرد کردیا جائے اور اگر موصی کے پاس اس غلام ومکان کے علاوہ اور کوئی مال نہ ہو تو پھر یہ طریقہ اختیار کیا جائے گا کہ مکان کو تین تہائی تقسیم کر کے ایک تہائی موصی لہ کو دیا جائے گا اور دو تہائی ورثاء کی ہوگی اور غلام والی صورت میں غلام ورثاء کی خدمت دو دن کرے گا اور خالد کی ایک دن اور غلام کی تقسیم چونکہ ناممکن ہے اس لئے اس میں باری مقرر کردی جائے گی۔

(۳۰۱۳/۴۶) فَإِنْ مَاتَ الْمُوْصٰى لَهٗ عَادَ إِلَى الْوَرَثَةِ.

ترجمہ: پھر اگر مر جائے موصی لہ تو لوٹ آئے گا موصی بہ ورثاء کی جانب۔

تشریح: زید نے خالد کے لئے اپنے مکان میں رہنے کی وصیت کی تھی اور زید کے انتقال کے بعد وصیت کے مطابق خالد مکان میں رہتا ہے اور اب خالد کا انتقال ہوگیا تو موصی بہ موصی کے ورثاء کے حوالہ ہو جائے گا۔

(۳۰۱۴/۴۷) وَإِنْ مَاتَ الْمُوْصٰى لَهٗ فِيْ حَيٰوةِ الْمُوْصِيْ بَطَلَتِ الْوَصِيَّةُ.

ترجمہ: اور اگر مر جائے موصی لہ موصی کی زندگی میں تو باطل ہو جائے گی وصیت۔

تشریح: اور اگر زید کی زندگی میں خالد کا انتقال ہو جائے تو وصیت باطل ہو جائے گی کیوں کہ موصی کے مرنے کے بعد موصیٰ لہ کا وصیت کو قبول کرنا وصیت کے صحیح ہونے کے لئے ضروری ہے اور یہاں موصیٰ لہ پہلے ہی مر گیا تو وصیت کون قبول کرے گا؟

(۳۰۱۵/۴۸) وَإِذَا أَوْصٰى لِوَلَدِ فُلَانٍ فَالْوَصِيَّةُ بَيْنَهُمْ لِلذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى سَوَاءٌ

ترجمہ: اور اگر وصیت کی فلاں کی اولاد کے لئے تو وصیت ان کے درمیان لڑکے اور لڑکی کیلئے برابر ہوگی۔

تشریح: ابن، سے فقط بیٹا مراد ہوتا ہے، اور لفظ ولد سے بیٹا اور بیٹی دونوں مراد ہوتے ہیں، بالفاظ دیگر لفظ ولد حقیقۃً مطلق اولاد کو شامل ہے، لہٰذا جب زید نے ولد خالد کے لئے وصیت کی تو خالد کے لڑکے اور لڑکیاں اس وصیت میں برابر کے شریک ہوں گے۔

(۳۰۱۶/۴۹) وَإِنْ أَوْصٰى لِوَرَثَةِ فُلَانٍ فَالْوَصِيَّةُ بَيْنَهُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ.

ترجمہ: اور اگر وصیت کرے فلاں کے ورثاء کے لئے تو وصیت ان میں مرد کے لئے دو عورتوں کے حصہ کے برابر ہوگی۔

تشریح: زید نے فلاں کے ورثاء کے لئے وصیت کی تو یہاں لڑکے اور لڑکی میں میراث کے مطابق بٹوارہ ہوگا یعنی جو لڑکی کو ملے گا اس سے دوگنا لڑکے کو ملے گا، کیوں کہ لفظ ورثاء کی صراحت اس کی جانب اشارہ ہے کہ زید کا ارادہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یہی ہے کہ لڑکوں کا حق لڑکیوں سے زیادہ ہو جیسے میراث میں ہوتا ہے۔

(۳۰۱۷/۵۰) وَمَنْ اَوْصٰی لِزَیْدٍ وَعَمْرٍو بِثُلُثِ مَالِہٖ فَاِذَا عَمْرٌو مَیِّتٌ فَالثُّلُثُ کُلُّہٗ لِزَیْدٍ.

ترجمہ: کسی نے وصیت کی زید اور عمرو کے لئے اپنے تہائی مال کی اور عمرو اس وقت مر چکا تھا تو ساری تہائی زید کے لئے ہوگی۔

تشریح: بکر نے زید اور عمرو دونوں کے لئے اپنے تہائی مال کی وصیت کی لیکن عمرو زندہ نہیں ہے بلکہ وہ وصیت کرنے سے پہلے ہی مر چکا ہے تو پورا ثلث زید کو ملے گا کیوں کہ میت وصیت کا اہل نہیں ہے اور زید چوں کہ زندہ ہے اور وصیت کا اہل ہے تو عمرو عدم اہلیت کی وجہ سے زید کا مزاحم نہ ہوگا اور اس کو ثلث دیئے جانے سے مانع نہ ہوگا۔

(۳۰۱۸/۵۱) وَاِنْ قَالَ ثُلُثُ مَالِیْ بَیْنَ زَیْدٍ وَعَمْرٍو وَزَیْدٌ مَیِّتٌ کَانَ لِعَمْرٍو نِصْفُ الثُّلُثِ.

ترجمہ: اور اگر کہے کہ میرا تہائی مال زید اور عمرو کے درمیان ہے اور زید مر چکا ہے تو عمرو کے لئے تہائی کا نصف ہوگا۔

تشریح: اگر موصی وہ الفاظ استعمال کرے جو ماقبل میں گذرے کہ میرے مال کا تہائی زید اور عمرو کے لئے وصیت ہے تو اس کا حکم تو مذکور ہو چکا ہے اور اگر وہ اس کے بجائے لفظ 'بین' استعمال کرے اور یوں کہے کہ میرے مال کا تہائی زید اور عمرو کے درمیان ہے اور ان میں سے زید زندہ نہیں ہے فقط عمرو زندہ ہے تو عمرو کے لئے ثلث کا نصف ہوگا کیوں کہ موصی نے جو لفظ ''بین'' استعمال کیا ہے اس کا تقاضہ یہی ہے کہ موصی ان دونوں میں سے ہر ایک کو ثلث کا نصف دینا چاہتا ہے، اور ماقبل والے مسئلہ میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ موصی ان دونوں میں سے ہر ایک کو ثلث کا نصف دینا چاہتا ہے۔

(۳۰۱۹/۵۲) وَمَنْ اَوْصٰی بِثُلُثِ مَالِہٖ وَلَا مَالَ لَہٗ ثُمَّ اکْتَسَبَ مَالاً اِسْتَحَقَّ الْمُوْصٰی لَہٗ ثُلُثَ مَا یَمْلِکُہٗ عِنْدَ الْمَوْتِ.

ترجمہ: اور جس نے وصیت کی اپنے مال کے تہائی کی اور اس کے لئے مال نہیں ہے پھر کچھ مال کمایا تو مستحق ہوگا موصی لہ اس کی تہائی کا جس کا مالک ہو موصی موت کے وقت۔

تشریح: زید نے وصیت کی کہ میرے مال کا تہائی بکر کو دے دینا لیکن زید کے پاس مال نہیں ہے البتہ زید نے بعد وصیت مال کمایا ہے اور بوقت موت مال چھوڑ کر مرتا ہے تو زید بوقت موت جتنے مال کا مالک ہے اس مال کا تہائی موصی لہ کو دیا جائے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

كِتَابُ الْفَرَائِضِ

(یہ کتاب ہے فرائض کے احکام کے بیان میں)

فرائض کے لغوی معنی ووجہِ تسمیہ: لفظ فرائض جمع ہے فریضۃ کی اور وہ مشتق ہے فرض سے متعین چیز چوں کہ میراث میں مستحقین کے حصے متعین ہوتے ہیں اس لئے ان حصوں کو فرائض کہا جاتا ہے، پھر رفتہ رفتہ علم میراث کو "فرائض" اور اس فن کے واقف کار کو فرضی اور فرّاض کہا جانے لگا۔

اصطلاحی تعریف: فقہ اور حساب کے ان قواعد کا جاننا ہے جن سے ہر ایک وارث کا حصہ ترکہ سے معلوم ہو جائے۔

موضوع: علم فرائض کا موضوع ترکہ اور ورثاء ہیں انہیں دونوں کے احوال سے اس فن میں بحث کی جاتی ہے۔

غرض وغایت: اس فن کی غرض وغایت مستحقین کو ان کے حقوق پہنچانا اور ترکہ کی تقسیم میں غلطی سے بچنا ہے۔

شرعی حکم: اس علم کا سیکھنا فرض کفایہ ہے یعنی بقدر سفر شرعی (موجودہ زمانہ کے اعتبار سے ۸۷ کلومیٹر ۴۰ سینٹی میٹر کا ہوتا ہے) مقامات کی مسافت میں کم از کم ایک عالم فرائض کا ہونا ضروری ہے ورنہ ان بستیوں میں رہنے والے تمام لوگ گناہ گار ہوں گے۔

شرائط: اس علم کی تین شرطیں ہیں (۱) مورث کی موت (۲) مورث کی موت کے وقت وارث کا وجود۔ (۳) یہ جاننا کہ کس جہت سے وارث بن رہا ہے قرابت کی وجہ سے یا نکاح کی وجہ سے یا ولاء کی وجہ سے۔

ارکان: اس علم کے تین رکن ہیں (۱) وارث (۲) مورِث (میت) (۳) حق موروث یعنی ترکہ

اسباب: (۱) نسب (۲) نکاح (۳) ولاء۔

علم فرائض کی فضیلت: علم الفرائض نہایت اہم اور بڑی فضیلتوں والا علم ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر احکام نماز، روزہ، وغیرہ اجمالاً نازل فرمائے ہیں اور ان کی تفصیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دی ہے اور وراثت کی تمام تفصیلات خود نازل فرمائی ہیں۔

(۳۰۲۰/۱) اَلْمَجْمَعُ عَلٰى تَوْرِيْثِهِمْ مِنَ الذُّكُوْرِ عَشَرَةٌ اَلْاِبْنُ وَابْنُ الْاِبْنِ وَاِنْ سَفَلَ وَالْاَبُ وَالْجَدُّ اَبُوْ الْاَبِ وَاِنْ عَلَا وَالْاَخُ وَابْنُ الْاَخِ وَالْعَمُّ وَابْنُ الْعَمِّ وَالزَّوْجُ وَمَوْلَى النِّعْمَةِ. وَمِنَ الْاُنَاثِ سَبْعٌ اَلْبِنْتُ وَبِنْتُ الْاِبْنِ وَالْاُمُّ وَالْجَدَّةُ وَالْاُخْتُ وَالزَّوْجَةُ وَمَوْلَاةُ النِّعْمَةِ.

حل لغات: ابن الابن: بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا۔ سفل: (نصر، سمع، کرم) تینوں بابوں سے آتا ہے البتہ نصر سے پڑھنا زیادہ بہتر اور مشہور ہے 'کرم' سے پڑھنے کو غلط کہا گیا ہے اس لئے کہ اس کا مصدر سفالۃ بھی ہے جس کے معنی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دنائت وحقارت کے ہیں۔ (الجد: دادا، نانا، دونوں پر اطلاق ہوتا ہے مگر صاحب قدوری نے ابوالاب کہہ کر یہ بات واضح کردی کہ یہاں صرف دادا مراد ہے نانا مراد نہیں ہے کیوں کہ وہ ذوی الارحام میں سے ہے اس کو وراثت نہیں ملتی، کوئی وارث نہ ہو تو اخیر میں نانا یا ماموں کو مال دیا جاتا ہے۔

مولی النعمۃ: جن کا میت کے ساتھ عتاقت کا تعلق ہے یعنی آزاد کرنے والا آقا اور اس کی اولاد اس کو مولی العتاقہ و مولی النعامہ بھی کہا جاتا ہے۔

ترجمہ: جن کے وارث ہونے پر اتفاق ہے مردوں میں سے وہ دس ہیں بیٹا پوتا، اگرچہ نیچے کا ہو باپ، جد یعنی باپ کا باپ اگرچہ اوپر تک ہو، بھائی، بھتیجا، چچا، چچازاد بھائی، شوہر آزاد کرنے والا آقا، اور عورتوں میں سے سات ہیں بیٹی، پوتی، ماں، جدہ صحیحہ (دادی اور نانی اوپر تک) بہن، بیوی، آزاد کرنے والی۔

ترکہ درجِ ذیل ترتیب سے تقسیم ہوگا

تشریح: صاحب قدوری نے اس عبارت میں مطلقاً ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جو میراث کے مستحق ہوتے ہیں خواہ اصحاب فرائض کے اعتبار سے خواہ عصبہ کے اعتبار سے یعنی مع اس کے اقسام کے خواہ عصبہ سببی کے اعتبار سے نیز اس چیز کو بھی ملحوظ نہیں رکھا ہے، کہ ان اقسام میں سے کونسی قسم کے لوگ مقدم ہوں گے اور کون مؤخر بلکہ فی الجملہ بیان کردیا ہے۔ مگر ترکہ درج ذیل ترتیب سے تقسیم ہوگا۔

(۱) ترکہ سب سے پہلے اصحاب فرائض کو ملے گا، اصحاب فرائض وہ ورثاء ہیں جن کے حصے شریعت میں متعین ہیں یہ کل بارہ افراد ہیں چار مرد اور آٹھ عورتیں۔ (۱) باپ (۲) جد صحیح (دادا) اوپر تک (۳) اخیافی (ماں شریک) بھائی (۴) شوہر (۵) بیوی (۶) بیٹی (۷) پوتی نیچے تک (۸) حقیقی بہن (۹) علاتی (باپ شریک) بہن (۱۰) اخیافی بہن (۱۱) ماں (۱۲) جدۂ صحیحہ (دادی اور نانی) اوپر تک۔

(۲) ذوی الفروض کے بعد ترکہ عصبہ نسبی کو ملے گا عصبہ میت کے وہ رشتہ دار ہیں جو ذوی الفروض سے بچا ہوا ترکہ لے لیتے ہیں اور ذوی الفروض نہ ہو تو سارا ترکہ لے لیتے ہیں عصبہ کی دو قسمیں ہیں (۱) عصبہ نسبی (۲) عصبہ سببی، عصبہ نسبی وہ ہیں جن کا میت کے ساتھ ولادت کا تعلق ہے اور عصبہ سببی وہ ہیں جن کا میت کے ساتھ آزادی کا تعلق ہو تفصیل باب العصبات میں آئے گی۔

(۳) ذوی الفروض اور عصبہ نسبی نہ ہوں تو ترکہ عصبہ سببی کو ملے گا۔

(۴) اگر میت کو آزاد کرنے والا فوت ہوگیا تو اس کے عصبہ بنفسہ کو یعنی اس کے بیٹے باپ بھائی بھتیجے اور چچا اور چچازاد بھائیوں کو ترکہ ملے گا اگر یہ بھی نہ ہوں تو اگر آزاد کرنے والا کسی کا غلام تھا تو اس کے آزاد کرنے والے آقا کو ترکہ ملے گا، وہکذا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵) اگر کسی طرح کے بھی عصبہ نہ ہوں تو باقی ماندہ ترکہ دوبارہ نسبی ذوی الفروض کو حصۂ رسد دیا جائے گا (زوجین کو نہیں دیا جائے گا کیوں کہ وہ نسبی وارث نہیں ہیں سببی یعنی رشتہ زوجیت کی وجہ سے وارث ہیں)

(۶) اگر ذوی الفروض اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو تو ذوی الارحام کو ترکہ ملے گا تفصیل ذوی الارحام کے باب میں آئے گی۔

(۷) ذوی الارحام بھی نہ ہوں تو مولی الموالات کو ترکہ دیا جائے گا۔

(۸) مذکورہ بالا ورثاء میں سے کوئی نہ ہو تو وہ شخص وارث ہوگا جس کے لئے میت نے اپنے غیر سے نسب کا اقرار کیا ہے یعنی کسی مجہول النسب کے بارے میں یہ کہا ہو کہ یہ میرا بھائی یا چچا ہے۔ اور اس کے اس اقرار سے اس کا نسب اس غیر سے ثابت نہ ہوا ہو اور اقرار کرنے والے نے اپنے اقرار سے موت تک رجوع بھی نہ کیا ہو تو وہ مقرلہ بھائی یا چچا ہونے کی حیثیت سے وارث ہوگا۔

(۹) اگر مذکورہ بالا ورثاء میں سے کوئی نہ ہو اور میت نے کسی کے لئے تہائی سے زائد یا سارے ترکہ کی وصیت کی ہو تو تہائی سے زائد یا سارا ترکہ اس موصیٰ لہ کو دیا جائے گا۔

(۱۰) اگر مذکورہ بالا لوگوں میں سے کوئی بھی نہ ہو تو میت کا ترکہ بیت المال یعنی حکومت اسلامیہ کے خزانہ میں جمع کردیا جائے گا جو عامۃ المسلمین کے فقراء وغرباء ومساکین اور حاجت مند لوگوں پر خرچ کیا جائے گا۔ اسلامی خزانہ میں بے راہ روی یا اس کی عدم موجودگی میں زوجین پر رد ہوگا لیکن یاد رہے کہ ذوی الارحام کی موجودگی میں زوجین پر رد نہیں ہوگا، لوگوں سے اس جگہ چوک ہوجاتی ہے۔

نوٹ: آج کل ہندوستان میں چوں کہ اسلامی خزانہ اور بیت المال نہیں ہے لہٰذا جب کوئی وارث کسی قسم کا موجود نہ ہو تو پھر میت کا ترکہ بجائے بیت المال کے فقراء پر صرف کردیا جائے۔

(۲/۳۰۲۱) وَلَا يَرِثُ اَرْبَعَةٌ اَلْمَمْلُوْكُ وَالْقَاتِلُ مِنَ الْمَقْتُوْلِ وَالْمُرْتَدُّ وَاَهْلُ الْمِلَّتَيْنِ.

حل لغات: مرتد: اسم فاعل از افتعال لوٹنے والا یہ اصل میں مرتَدِدٌ تھا، دو دال کے ایک جگہ جمع ہونے کی وجہ سے پہلی دال کی حرکت کو حذف کرکے ادغام کردیا۔

ترجمہ: اور وارث نہیں ہوتے چار آدمی غلام، قاتل، مقتول کا وارث نہیں ہوتا مرتد اور مختلف دین والے۔

موانع ارث کا بیان

تشریح: کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وارث سبب وراثت کے پائے جانے کے باوجود اپنی ذات میں کسی وصف کے پائے جانے کی وجہ سے وراثت سے محروم ہوجاتا ہے ان اوصاف کو موانع ارث کہتے ہیں، صاحب کتاب نے موانع ارث چار بیان کئے ہیں: (۱) رقیت: اگر وارث غلام ہے تو سبب غلامیت کی وجہ سے اپنے مورث کی وراثت سے محروم ہوجاتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے غلامی خواہ کسی بھی طرح کی ہو، چنانچہ عبد خالص مکاتب مدبر ام ولد اور معتق البعض (راجح قول کے مطابق معتق البعض غلام کے حکم میں ہے) میں سے کسی کو وراثت نہیں ملے گی، غلام کے محروم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غلام اپنے مال کا مالک نہیں ہوتا اس کا سارا مال آقا کا ہوتا ہے اس لئے اس کو وراثت دینا گویا اس کے آقاء کو وراثت دینا ہے، جو میت کا رشتہ دار نہیں ہے اور غیر رشتہ دار کو بغیر کسی سبب کے وراثت دینا بالا جماع باطل ہے، اس لئے غلام کو وراثت نہیں ملتی۔

(۲) قتل: قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا، قتل کی پانچ قسمیں ہیں: عمد، شبہ عمد، خطا، شبہ خطا اور قتل بالسبب پہلی چار قسموں میں قاتل مقتول کی وراثت سے محروم ہوتا ہے البتہ قتل بالسبب سے قاتل وراثت سے محروم نہیں ہوتا مگر یاد رہے کہ قتل کی یہ چاروں صورتیں اس وقت مانع ارث ہوتی ہیں جب کہ قاتل نے اپنے مورث کو بلا وجہ شرعی قتل کیا ہو، لہٰذا اگر قتل شرعی وجہ سے ہو مثلاً مورث کو قصاصاً قتل کرے یا حد زنا میں رجم کرے یا اپنی جان بچانے کے لئے مجبور ہو کر قتل کرے تو ان صورتوں میں قاتل وراثت سے محروم نہیں ہوگا۔

قاتل کیوں محروم ہوتا ہے؟

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اَلْقَاتِلُ لَا يَرِثُ. (ترمذی ج۲ ص ۳۱) یعنی قاتل وارث نہیں ہوتا۔ اور فقہ کا قاعدہ ہے کہ من استعجل بالشيء قبل أوانه عوقب بحرمانه. جو شخص کسی چیز کو اس کے وقت سے پہلے لینا چاہے تو وہ بطور سزا اس چیز سے محروم کر دیا جاتا ہے، اگر قاتل کو وراثت سے محروم نہیں کیا جائے گا تو لوگ میراث کی خاطر مورث کو قتل کریں گے اور نظام عالم تہ و بالا ہو جائے گا۔

(۳) مسلمان مرتد کا وارث ہوگا لیکن مرتد مسلمان کا وارث نہیں ہوگا، کیوں کہ ارتداد بمنزلہ موت ہے تو جس طرح مسلمان اپنے رشتہ دار کا اس کے مرنے کے بعد وارث ہوتا ہے، اسی طرح وہ مرتد کے ارتداد کے بعد اس کا وارث ہوگا اور مرتد کے اموال مسلمان ورثاء میں تقسیم ہوں گے، اور جس طرح مردہ زندہ کا وارث نہیں ہوتا اسی طرح مرتد کسی مسلمان کا وارث نہیں ہوگا۔

(۴) دو مختلف دین والے یعنی مسلمان غیر مسلم کا اور غیر مسلم مسلمان کا وارث نہیں ہوتا، کیوں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ لايرث المسلم الكافر ولا الكافر المسلم (بخاری ۲/۱۰۰۱) یعنی نہ تو مسلمان کافر کا وارث ہوگا اور نہ کافر مسلمان کا، کفر سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار ہے، خواہ اس کے ساتھ اللہ کی وحدانیت کا بھی انکار ہو یا نہ ہو، لہٰذا یہودیت، نصرانیت، مجوسیت، ہندو دھرم وغیرہ سب کفر ہیں، نیز قادیانی بھی مسلمان کا وارث نہیں ہوگا اور نہ مسلمان قادیانی کا وارث ہوگا، اس لئے کہ یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے کا انکار کرتے ہیں، اس طرح کہ ملعون مرزا کو نبی مانتے ہیں۔

جس طرح مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے وارث ہوتے ہیں اسی طرح کفار بھی آپس میں ایک دوسرے کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وارث ہوتے ہیں اگر چہ وہ آپس میں اپنے مذہب کے اعتبار سے مختلف ہوں، لہٰذا یہودی اپنے نصرانی رشتہ دار اور نصرانی اپنے یہودی رشتہ دار کے وارث ہوں گے۔ وقس علی ہذا۔

(۳/۳۰۲۲) وَالْفُرُوْضُ الْمَحْدُوْدَةُ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی سِتَّةٌ النِّصْفُ وَالرُّبُعُ وَالثُّمُنُ وَالثُّلُثَانِ وَالثُّلُثُ وَالسُّدُسُ.

ترجمہ: اور وہ حصے جو مقرر ہیں کتاب اللہ میں چھ ہیں آدھا چوتھائی، آٹھواں، دو تہائی، ایک تہائی، چھٹا۔

فروضِ مقدرہ اور ان کے مستحقین

تشریح: فروض، فرض کی جمع ہے جس کے معنی ہیں حصہ قرآن پاک میں جو حصے مذکور ہیں ان کی تعداد کل چھ ہے:

(۱)	نصف	(آدھا)	دو میں سے ایک	$\frac{1}{2}$
(۲)	ربع	(چوتھائی)	چار میں سے ایک	$\frac{1}{4}$
(۳)	ثمن	(آٹھواں)	آٹھ میں سے ایک	$\frac{1}{8}$
(۴)	ثلث	(تہائی)	تین میں سے ایک	$\frac{1}{3}$
(۵)	ثلثان	(دو تہائی)	تین میں سے دو	$\frac{2}{3}$
(۶)	سدس	(چھٹا)	چھ میں سے ایک	$\frac{1}{6}$

ان چھ حصوں کے مستحق مختلف حالات میں کل بارہ افراد ہیں چار مرد اور آٹھ عورتیں جن کا تفصیلی بیان مسئلہ (۱) میں ہو چکا ہے۔

(۴/۳۰۲۳) وَالنِّصْفُ فَرْضُ خَمْسَةٍ اَلْبِنْتُ وَبِنْتُ الْاِبْنِ اِذَا لَمْ تَكُنْ بِنْتُ الصُّلْبِ وَالْاُخْتِ لِاَبٍ وَاُمٍّ وَالْاُخْتُ لِاَبٍ اِذَا لَمْ تَكُنْ اُخْتٌ لِاَبٍ وَاُمٍّ وَالزَّوْجُ اِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْمَيِّتِ وَلَدٌ وَلَا وَلَدُ ابْنٍ وَاِنْ سَفَلَ.

ترجمہ: اور نصف پانچ آدمیوں کا حصہ ہے بیٹی، پوتی جب حقیقی بیٹی نہ ہو حقیقی بہن باپ شریک بہن جب نہ ہو حقیقی بہن اور شوہر جب نہ ہو میت کا بیٹا اور نہ پوتا اگر چہ نیچے کا ہو۔

تشریح: نصف پانے والے پانچ قسم کے ورثاء ہیں:

(۱) لڑکوں کی عدم موجودگی میں اگر صرف ایک لڑکی موجود ہو تو اس کو کل مال کا نصف ملے گا۔

(۲) حقیقی اولاد کی عدم موجودگی میں پوتی اگر ایک ہے تو اس کو نصف ملے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳) لڑکیوں و پوتیوں کی عدم موجودگی میں حقیقی بہن اگر ایک ہے تو اس کو نصف ملے گا۔
(۴) حقیقی بہنوں کی عدم موجودگی میں اگر علاتی بہن ایک ہے تو اس کو نصف ملے گا۔
(۵) اگر مرنے والی کی اپنی اولاد بیٹا بیٹی خواہ اسی شوہر سے ہو یا دوسرے کے نطفہ سے نیز پوتا پوتی وغیرہ میں سے کوئی موجود نہ ہو تو شوہر نصف ($\frac{1}{2}$) ترکہ کا مستحق ہے۔

(۳۰۲۴/۵) وَالرُّبُعُ لِلزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَوَلَدِ الْاِبْنِ وَاِنْ سَفَلَ وَلِلْمَرْأَةِ اِذَا لَمْ يَكُنْ لِلْمَيِّتِ وَلَدٌ وَلَا وَلَدُ ابْنٍ.

ترجمه: اور چوتھائی شوہر کے لئے ہے بیٹے یا پوتے کے ساتھ گو نیچے کا ہو اور بیوی کے لئے ہے جب نہ ہو میت کا بیٹا اور نہ پوتا۔

ربع پانے والے دو وارث ہیں:

تشریح: اگر میت کی اولاد یا مذکر اولاد کی اولاد نیچے تک (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک) ہو تو شوہر کو ربع ملے گا یہ بات یاد رہے کہ اولاد عام ہے خواہ مذکر ہو یا مؤنث اور اسی شوہر سے ہو یا پہلے شوہر سے البتہ اولاد کا میت کی وفات کے وقت زندہ ہونا ضروری ہے جو اولاد پہلے وفات پا چکی اس کا اعتبار نہیں۔
(۲) اگر میت کی اولاد یا مذکر اولاد کی اولاد نیچے تک نہ ہو تو بیویوں کو ربع ملے گا بیوی ایک ہو یا ایک سے زیادہ ربع میں سب برابر کی شریک ہوں گی۔

(۳۰۲۵/۶) وَالثُّمُنُ لِلزَّوْجَاتِ مَعَ الْوَلَدِ اَوْ وَلَدِ الْاِبْنِ.

ترجمه: اور ثمن بیویوں کے لئے ہے بیٹے یا پوتے کے ساتھ۔

ثمن پانے والا ایک وارث ہے

تشریح: ثمن پانے والا صرف ایک ہی وارث ہے، اگر میت کی اولاد یا مذکر اولاد کی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی) نیچے تک ہو تو بیوی کو ثمن $\frac{1}{8}$ ملے گا یہاں پر بھی اگر ایک سے زیادہ ہوں تو ثمن ان سب میں برابر تقسیم ہوگا۔

(۳۰۲۶/۷) وَالثُّلُثَانِ لِكُلِّ اثْنَيْنِ فَصَاعِدًا مِمَّنْ فَرْضُهُ النِّصْفُ اِلَّا الزَّوْجَ.

ترجمه: اور ثلثان ہر دو یا اس سے زائد کیلئے ہے ان لوگوں میں سے جن کا حصہ نصف ہے سوائے شوہر کے۔

ثلثان پانے والے چار قسم کے ورثاء ہیں

تشریح: ثلثان پانے والے چار قسم کے ورثاء ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۱) لڑکوں کی عدم موجودگی میں اگر بیٹیاں دو یا زیادہ ہوں تو ان کو ثلثان (دو تہائی) ۲/۳ حصہ ملے گا جسے وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کرلیں گے۔

(۲) صلبی اولاد کی عدم موجودگی میں پوتیاں اگر دو یا دو سے زائد ہوں تو ان کو ثلثان ملے گا اور ثلثان ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا۔

(۳) لڑکیوں و پوتیوں کی عدم موجودگی میں حقیقی بہن دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کو ثلثان ملے گا۔

(۴) حقیقی بہنوں کی عدم موجودگی میں علاتی بہن دو یا دو سے زیادہ ہوں تو ان کو ثلثان ملے گا۔

(۳۰۲۷/۸) وَالثُّلُثُ لِلْاُمِّ اِذَا لَمْ یَکُنْ لِلْمَیِّتِ وَلَدٌ وَلَا وَلَدُ ابْنٍ وَلَا اثْنَانِ مِنَ الْاِخْوَةِ وَالْاَخَوَاتِ فَصَاعِدًا وَیُفْرَضُ لَهَا فِیْ مَسْئَلَتَیْنِ ثُلُثُ مَا بَقِیَ وَهُمَا زَوْجٌ وَاَبَوَانِ وَامْرَأَةٌ وَاَبَوَانِ فَلَهَا ثُلُثُ مَا بَقِیَ بَعْدَ فَرْضِ الزَّوْجِ اَوِ الزَّوْجَةِ وَهُوَ لِکُلِّ اثْنَیْنِ فَصَاعِدًا مِنْ وَلَدِ الْاُمِّ ذُکُوْرُهُمْ وَاُنَاثُهُمْ فِیْهِ سَوَاءٌ.

ترجمہ: اور ثلث ماں کے لئے ہے جب نہ ہو میت کا بیٹا اور نہ پوتا اور نہ دو بھائی اور بہنیں یا اس سے زائد اور مقرر کیا جاتا ہے ماں کے لئے دو مسئلوں میں مابقیہ کا تہائی اور وہ یہ ہے کہ ہو شوہر اور والدین یا بیوی اور والدین پس ماں کے لئے ثلث ہے اس کا جو باقی رہے شوہر یا بیوی کے حصہ کے بعد اور ثلث ہر دو یا زیادہ کے لئے ہے اخیافی بھائی بہنوں سے جس میں مرد اور عورتیں برابر ہیں۔

ثلث پانے والے دو قسم کے ورثاء ہیں

تشریح: ثلث پانے والے صرف دو قسم کے ورثاء ہیں: (۱) اگر میت کی کوئی اولاد یا بھائی بہنوں میں سے دو یا زیادہ نہ ہوں تو ماں کو ثلثِ کل (پورے ترکہ کا تہائی) ملے گا۔

وَیفرض لها الی قوله او الزوجة: اگر میت نے اپنی ماں کے ساتھ اپنے باپ اور میاں بیوی میں سے کسی ایک کو چھوڑا ہے تو ماں کو شوہر یا بیوی کا حصہ دینے کے بعد بچے ہوئے ترکہ کا تہائی ملے گا اسی کو ثلث مابقیہ یا ثلث ماقی کہا جاتا ہے کتاب میں اسی کو ثلث مابقیہ بعد فرض الزوج اوالزوجۃ کہا گیا ہے یہ صرف دو مسئلوں میں ہوگا۔

(۱) ایک عورت کا انتقال ہو جائے اور پسماندگان میں شوہر اور ماں باپ کو چھوڑ جائے تو اولاً کل مال میں سے شوہر کو حصہ دے دیا جائے گا اس کے بعد مابقیہ میں سے ایک ثلث ماں کو دیا جائے گا اور مابقیہ باپ کو دے دیا جائے گا جیسا کہ درج ذیل نقشہ سے واضح ہوتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ ٦

کریمہ میت

شوہر	ماں	باپ
نصف	ثلث باقی	عصبہ
۳	۱	۲

(۲) ایک مرد کا انتقال ہو جائے اور پسماندگاں میں ایک بیوی اور ماں باپ چھوڑ جائے تو ایسی صورت میں کل مال میں سے اولاً بیوی کا حصہ نکال لیا جائے گا اس کے بعد مابقیہ مال کا ثلث ماں کو دیا جائے گا اور دو ثلث باپ کو ملے گا جیسا کہ اس نقشہ سے واضح ہے۔

مسئلہ ۱۲

زید میت

بیوی	ماں	باپ
ربع	ثلث	عصبہ
۳	۳	٦

وهو لكل اثنين: اس عبارت میں ثلث کل پانے والے دوسرے وارث کا تذکرہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر اخیافی بھائی بہن دو یا دو سے زائد ہوں تو ان کو ثلث ملے گا اور اخیافی بہن حقدار ہونے اور حصہ پانے میں سب برابر ہوں گے بھائیوں کو بہنوں سے زیادہ نہ ملے گا۔

سوال: اگر مذکورہ بالا دونوں مسئلوں میں باپ کی جگہ دادا ہو تو ماں کو کیا ملے گا؟

جواب: اس صورت میں اختلاف ہے امام ابو یوسفؒ کے نزدیک باپ کی جگہ اگر دادا ہو تو بھی ماں کو ثلث باقی ہی ملے گا البتہ امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو ماں کو ثلث کل ملے گا اور اسی پر فتویٰ ہے۔

(۹/۳۰۲۸) وَالسُّدُسُ فَرْضُ سَبْعَةٍ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْاَبَوَيْنِ مَعَ الْوَلَدِ اَوْ وَلَدِ الْاِبْنِ وَهُوَ لِلْاُمِّ مَعَ الْاِخْوَةِ وَهُوَ لِلْجَدَّاتِ وَالْجَدِّ مَعَ الْوَلَدِ اَوْ وَلَدِ الْاِبْنِ وَلِبَنَاتِ الْاِبْنِ مَعَ الْبِنْتِ وَلِلْاَخَوَاتِ لِلْاَبِ مَعَ الْاُخْتِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ وَلِلْوَاحِدِ مِنْ وَلَدِ الْاُمِّ.

حل لغت: ولد الام: ماں شریک بھائی بہن۔ (اخیافی)

ترجمہ: اور سدس سات لوگوں کا حصہ ہے (۱) والدین میں سے ہر ایک کے لئے بیٹے یا پوتے کے ساتھ (۲) اور ماں کے لئے بھائیوں کے ساتھ (۳) اور چھٹا ہے دادی کے لئے (۴) اور دادا کے لئے ہے، بیٹے یا پوتے کے ساتھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۵) اور پوتیوں کے لئے ہے بیٹی کے ساتھ (۶) اور علاتی بہنوں کے لئے ہے ایک حقیقی بہن کے ساتھ (۷) اور ایک اخیافی بہن کے لئے ہے۔

سدس پانے والے سات قسم کے ورثاء ہیں

تشریح: سدس پانے والے سات قسم کے ورثاء ہیں: (۱) اگر میت نے باپ کے ساتھ اپنی کوئی مذکر اولاد (بیٹا، پوتا، پر پوتا نیچے تک) چھوڑی ہو تو باپ کو چھٹا حصہ ملے گا مذکر اولاد کے ہوتے ہوئے مؤنث کا اعتبار نہیں۔ (۲) اگر ماں کے ساتھ میت کا لڑکا، لڑکی، پوتا پوتی (نیچے تک) میں سے کوئی ہو یا میت کے تینوں قسموں (حقیقی، علاتی، اخیافی) کے بھائی بہنوں میں سے دو یا زیادہ ہوں یا بعض حقیقی بعض علاتی اور بعض اخیافی ہوں نیز محض مذکر ہوں یا محض مؤنث ہوں تو اس صورت میں ماں سدس $\frac{1}{6}$ حصہ کی مستحق ہوگی۔ (۳) جدات جدہ کی جمع ہے اور جدہ سے مراد جدۂ صحیحہ ہے۔

جدۂ صحیحہ اس مؤنث اصل بعید کو کہتے ہیں جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں جد فاسد کا واسطہ نہ آئے جیسے باپ کی ماں دادا کی ماں ماں کی ماں وغیرہ۔

جدۂ صحیحہ کی دو حالتیں ہیں: (۱) وارث ہونے کی (۲) محروم ہونے کی یہاں متن میں حالت اولیٰ کا بیان ہے اور حالت ثانیہ کا بیان اگلی عبارت میں ہے۔ خیر اگر کوئی حاجب نہ ہو تو جدۂ صحیحہ کو سدس ملے گا خواہ وہ پدری (دادی) ہو یا مادری (نانی) اور خواہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ چھٹا حصہ ان میں برابر تقسیم کیا جائے گا۔ جدات کے مستحق ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ فاسدہ نہ ہوں بلکہ صحیحہ ہوں اور مرتبہ میں برابر ہوں یعنی اگر ایک جدہ ایک واسطہ سے نانی ہو تو دوسری بھی ایک ہی واسطہ سے دادی ہو اگر ایک قریب کی ہو اور دوسری دور کی تو قریب والی وارث ہوگی اور دور والی ساقط ہو جائے گی۔

(۴) باپ کی عدم موجودگی میں اور میت کی مذکر اولاد (بیٹا پوتا پر پوتا نیچے تک) ہو تو دادا کو چھٹا حصہ ملے گا۔ (۵) اگر ایک صلبی بیٹی ہو تو پوتیوں کو سدس ملے گا تاکہ دو تہائی جو لڑکیوں کا حصہ ہے وہ پورا ہو جائے۔ (۶) اگر حقیقی بہن ایک ہو تو علاتی بہنوں کو سدس ملے گا یعنی لڑکیوں اور پوتیوں کی طرح بہنوں کو بھی ثلثان سے زیادہ نہیں ملتا ہے تو جب ایک حقیقی بہن نے نصف لے لیا تو ثلثان مکمل ہونے کے لئے سدس بچا یہ علاتی بہنوں کو مل جائے گا تاکہ ثلثان مکمل ہو جائے۔ (۷) اگر میت کے فروع مطلق یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی وغیرہ میں سے اور اصول مذکر یعنی باپ دادا پر دادا وغیرہ میں سے کوئی موجود نہ ہو تو ایک اخیافی بھائی یا ایک اخیافی بہن کو چھٹا حصہ ملے گا۔

(۳۰۲۹/۱۰) وَتَسْقُطُ الْجَدَّاتُ بِالْأُمِّ.

ترجمہ: اور ساقط ہو جاتی ہیں جدات ماں سے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جدہ چار صورتوں میں محروم ہو جاتی ہے

تشریح: اس عبارت میں جدہ کی دوسری حالت محروم ہونے کا بیان ہے جدہ درج ذیل چار صورتوں میں ساقط ہو جاتی ہے، (۱) ماں کی وجہ سے تمام جدات ساقط ہو جاتی ہیں، خواہ پدری (دادی) ہوں یا مادری (نانی) (۲) باپ کی وجہ سے صرف پدری جدات (دادیاں) ساقط ہوتی ہیں مادری جدات (نانیاں) ساقط نہیں ہوتیں (۳) دادا کی وجہ سے وہ دادیاں ساقط ہو جاتی ہیں جو دادا کے واسطہ سے ہیں، مثلاً دادا کی ماں دادا کی وجہ سے ساقط ہو جائے گی مگر دادی یعنی دادا کی بیوی دادا کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگی (۴) قریب والی جدہ خواہ کسی رشتہ کی ہو دور والی کو ساقط کر دیتی ہے خواہ باپ کی جانب کی ہو یا ماں کی جانب کی اور قریب والی وارث ہو رہی ہو یا نہیں۔

(۱۱/۳۰۳۰) وَالْجَدُّ وَالْإِخْوَةُ وَالْاَخَوَاتُ بِالْاَبِ.

ترجمہ: اور دادا بھائی اور بہنیں باپ کی وجہ سے (ساقط ہو جاتے ہیں)

تشریح: اس عبارت میں دو مسئلے بیان کئے ہیں (۱) اگر میت کے دادا کے ساتھ اس کا باپ بھی موجود ہو تو دادا ساقط ہوگا اس لئے کہ باپ کا رشتہ میت سے قریب ہے اور وراثت کا قاعدہ یہ ہے کہ اقرب کے ہوتے ہوئے ابعد ساقط ہوتا ہے اسی طرح دادا کی وجہ سے پردادا محروم ہوگا۔

(۲) حقیقی اور علاتی بھائی بہنیں باپ کی موجودگی میں بالاتفاق محروم ہو جائیں گی لیکن دادا کی موجودگی میں صاحبین کے نزدیک محروم نہیں ہوتے البتہ امام اعظمؒ کے نزدیک دادا کی موجودگی میں بھی ساقط ہو جاتے ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے۔

(۱۲/۳۰۳۱) وَيَسْقُطُ وَلَدُ الْاُمِّ بِاَرْبَعَةٍ بِالْوَلَدِ وَوَلَدِ الْاِبْنِ وَالْاَبِ وَالْجَدِّ .

ترجمہ: اور ساقط ہو جاتے ہیں اخیافی بھائی بہن چار وارثوں سے یعنی بیٹے پوتے باپ اور دادا سے۔

تشریح: اگر میت کی اولاد یا مذکر اولاد کی اولاد نیچے تک ہو یا میت کا باپ دادا اوپر تک ہو تو اخیافی بھائی بہن بالاتفاق محروم ہو جائیں گے۔

(۱۳/۳۰۳۲) وَاِذَا اسْتَكْمَلَتِ الْبَنَاتُ الثُّلُثَيْنِ سَقَطَتْ بَنَاتُ الْاِبْنِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ بِاِزَائِهِنَّ اَوْ اَسْفَلَ مِنْهُنَّ اِبْنُ ابْنٍ فَيُعَصِّبُهُنَّ.

ترجمہ: اور جب لے لیں بیٹیاں پورا دو تہائی تو ساقط ہو جاتی ہیں پوتیاں مگر یہ کہ ہو ان کے بالمقابل یا ان سے نیچے کوئی پوتا کہ وہ ان کو عصبہ کر دیتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پوتیوں کے حالات میں سے ایک حالت کی تفصیل

تشریح: اگر دو یا زیادہ لڑکیاں ہوں تو پوتیاں ساقط ہو جائیں گی کیوں کہ ثلثان لڑکیوں نے لے لیا لیکن اگر پوتیوں کے ساتھ کوئی برابر کا پوتا یا میت کا پرپوتا یا سکڑ پوتا ہو تو ساقط ہونے والی پوتیاں ان کے ساتھ عصبہ بالغیر ہو جائیں گی ذوی الفروض کو دینے کے بعد باقی ماندہ ترکہ ان کو مل جائے گا اور وہ باہم اس طرح تقسیم کریں گے کہ پوتے کو دوہرا اور پوتی کو اکہرا حصہ ملے گا۔

زید

میت

	فریق اول	فریق ثانی	فریق ثالث
بطن (۱)	ابن (عمرو)	ابن (بکر)	ابن (خالد)
بطن (۲)	ابن بنت (نصف)	ابن	ابن
بطن (۳)	ابن بنت سدس (تکملة للثلثین)	ابن بنت	ابن
بطن (۴)	ابن بنت	ابن بنت	ابن بنت
بطن (۵)	ابن	ابن بنت	ابن بنت
بطن (۶)	ابن	ابن	ابن بنت

اب مذکورہ نقشہ پر غور کرنے کی حاجت ہے کہ اس میں تین کالم اور چھ بطن ہیں اب فرض کیجئے کہ میت کی صرف پوتیاں ہی زندہ ہیں سارے بیٹے پوتے زید سے پہلے وفات پا چکے ہیں بطن اول میں کسی بھی کالم میں لڑکی نہیں ہے اور بطن ثانی کے کالم اول میں ایک لڑکی ہے کالم ثانی وکالم ثالث میں کوئی لڑکی نہیں ہے، لہٰذا اس لڑکی کو کل مال کا نصف ملے گا اور بطن ثالث میں کالم اول اور کالم ثانی میں ایک ایک لڑکی ہے، مگر کالم ثالث میں کوئی لڑکی نہیں ہے، لہٰذا بطن ثالث کی یہ دونوں لڑکیاں پوتیوں کے درجہ میں ہو کر چھٹے حصے کی حقدار ہوں گی، دو ثلث کو مکمل کرنے کے لئے اس کے بعد بطن رابع میں تینوں کالم میں ایک ایک لڑکی ہے، یہ لڑکیاں ایسی پوتیوں کے درجہ میں ہیں جن سے پہلے دو یا دو سے زائد لڑکیاں ہونے کی وجہ سے محروم ہو گئی ہیں اس لئے کہ اوپر کی لڑکیوں نے دو ثلث کو مکمل کر لیا ہے، پوتیوں کے لئے کچھ نہیں بچا ہے، اب غور طلب بات یہ ہے کہ بطن رابع کی پوتیوں کے ساتھ کوئی پوتا موجود ہو تو وہ بطن رابع کی تمام پوتیوں کو عصبہ بنا دے گا یا بطن خامس یا بطن سادس میں کوئی پوتا ہو اور اس سے اوپر کوئی پوتا نہ ہو تو یہ پوتا اپنے برابر والیوں کو اور اپنے سے اوپر والیوں کو عصبہ بنا دے گا اور ذوی الفروض سے بچا ہوا ترکہ ان کے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا کہ مذکر کو دوہرا حصہ اور مؤنث کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اکہرا حصہ دیا جائے گا، نیز پوتے سے اوپر کے بطن کی پوتیوں کو پوتے کے درجہ کی پوتیوں سے کوئی فضیلت حاصل نہ ہوگی اس لئے اوپر اور نیچے دونوں درجہ کی پوتیوں کو برابر حصہ ملے گا۔

(۱۴/۳۰۳۳) وَإِذَا اسْتَكْمَلَتِ الْأَخَوَاتُ لِأَبٍ وَأُمٍّ الثُّلُثَيْنِ سَقَطَتِ الْأَخَوَاتُ لِأَبٍ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ مَعَهُنَّ أَخٌ لَهُنَّ فَيُعَصِّبُهُنَّ.

ترجمہ: اور جب لے لیں حقیقی بہنیں پورا دو تہائی تو ساقط ہو جائیں گی علاتی بہنیں مگر یہ کہ ہو ان کے ساتھ ان کا بھائی کہ وہ ان کو عصبہ کر دیتا ہے۔

علاتی بہن کی ایک حالت کی تفصیل

تشریح: اگر علاتی بہن کے ساتھ دو یا زیادہ حقیقی بہنیں ہوں تو علاتی بہن ساقط ہو جائے گی اس لئے کہ بہنوں کا کل حصہ ثلثان ہے جس کو حقیقی بہنوں نے لے لیا ہے۔

مسئلہ ۳

مثال میت ———— رحیمہ

علاتی بہن	۲ رحقیقی بہنیں	چچا
ساقط	ثلثان	عصبہ
	۲	۱

لیکن اگر علاتی بہنوں کے ساتھ علاتی بھائی بھی ہو تو علاتی بہنیں بھائیوں کے ساتھ عصبہ بالغیر ہوں گی، اور ذوی الفروض کی موجودگی میں مابقیہ ترکہ اور عدم موجودگی میں سارا ترکہ ان کو ملے گا اور وہ آپس میں اس طرح تقسیم کریں گے کہ مذکر کو دوہرا حصہ اور مؤنث کو اکہرا حصہ ملے گا۔

مسئلہ ٦

مثال میت ———— صبیحہ

علاتی بہن	۲ رعلاتی بھائی	ماں
عصبہ بالغیر	عصبہ	سدس
۱	۴	۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب العصبات

(عصبات کا بیان)

ماقبل سے ربط: ذوی الفروض کا حصہ ادا کرنے کے بعد اگر ترکہ باقی ہو تو اس کے مستحق عصبات ہوتے ہیں اس لئے ذوی الفروض کے بیان سے فارغ ہونے کے بعد عصبات کو بیان فرمایا۔

عصبات کی لغوی وصرفی تحقیق: عَصَبۃ: عاصب کی جمع ہے، مذکر مؤنث واحد اور جمع سب کے لئے اسم جنس کی طرح مستعمل ہے اس کی جمع الجمع عصبات ہے عصبہ مرد کے پدری رشتے کو کہتے ہیں اس کا مصدر عَصُوبَۃ ہے بمعنی گھیرنا احاطہ کرنا یہ معنی عَصَّبَ القوم بالرجل سے ماخوذ ہیں یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب چند آدمی کسی کو اپنی حمایت میں لے لیں اور اس کے چاروں طرف جمع ہو جائیں۔

وجہ تسمیہ: عصبہ بھی میت کو چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لئے رہتے ہیں اس طرح کہ اوپر باپ کا رشتہ ہوتا ہے نیچے لڑکے کا ایک طرف بھائی اور دوسری طرف چچا کا اس لئے ان کو عصبہ کہتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف: عصبہ میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کا حصہ قرآن وحدیث میں متعین نہیں ہے بلکہ وہ تنہا ہونے کی صورت میں تمام ترکہ اور ذوی الفروض کے ساتھ باقی ماندہ ترکہ کے مستحق ہوتے ہیں۔

عصبہ کی اولاً دو قسمیں ہیں: (۱) عصبہ نسبی۔ (۲) عصبہ سببی۔

(۱) عصبہ نسبی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو میت کے ساتھ ولادت کا تعلق رکھتے ہیں۔

(۲) **سببی:** وہ عصبہ ہیں جن کا میت کے ساتھ عتاقت کا تعلق ہوتا ہے۔

عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں: (۱) عصبہ بنفسہٖ (۲) عصبہ بغیرہٖ (۳) عصبہ مع غیرہٖ۔

عصبہ بنفسہ: ہر اس مذکر رشتہ دار کو کہتے ہیں جس کا میت سے رشتہ جوڑنے میں مؤنث کا واسطہ نہ آئے اس تعریف کے اعتبار سے وہ تمام رشتہ دار نکل گئے جو مؤنث کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں مثلاً نواسہ کہ لڑکی کے واسطے سے ہوتا ہے نانا کہ ماں کے واسطے سے ہوتا ہے۔

عصبہ بنفسہٖ کی چار قسمیں ہیں: (۱) میت کا جزء مذکر یعنی میت کی نسل مذکر یا فروع مذکر چاہے نیچے کی ہوں جیسے لڑکے، پوتے، پڑپوتے وغیرہ۔

(۲) میت کے اصول مذکر چاہے اوپر کے ہوں جیسے باپ پھر دادا پھر پردادا۔ (۳) میت کے اصول قریب کے فروع مذکر اور اصول قریب باپ ہے اور باپ کے فروع مذکر بھائی اور بھائی کی اولاد ہیں جیسے حقیقی بھائی پھر علاتی بھائی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پھر حقیقی بھائی کے لڑکے پھر علاتی بھائی کے لڑکے اسی طرح نیچے تک۔

(۴) میت کے اصول بعید کے فروع مذکر اور اصول بعید میں دادا پردادا وغیرہ اور فروع مذکر ان کی اولاد جیسے حقیقی چچا پھر علاتی چچا پھر حقیقی چچا کے لڑکے پھر علاتی چچا کے لڑکے۔ باقی تفصیل سراجی میں آئے گی۔

(۱/۳۰۳۴) وَاَقْرَبُ الْعَصَبَاتِ الْبَنُوْنَ ثُمَّ بَنُوْهُمْ ثُمَّ الْاَبُ ثُمَّ الْجَدُّ ثُمَّ بَنُوْ الْاَبِ وَهُمُ الْاِخْوَةُ ثُمَّ بَنُوْ الْجَدِّ وَهُمُ الْاَعْمَامُ ثُمَّ بَنُو اَبِ الْجَدِّ.

ترجمہ: عصبات میں سب سے قریب بیٹے ہیں پھر پوتے پھر باپ پھر دادا پھر باپ کے بیٹے اور وہ بھائی ہیں، پھر دادا کے بیٹے اور وہ چچا ہیں پھر دادا کے باپ کے بیٹے (میت کے باپ کے چچے تائے)

عصبہ بنفسہٖ کے درمیان ترجیح

تشریح: ماقبل میں ترتیب دار عصبہ بنفسہ کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں، وراثت میں یہی ترتیب ملحوظ رہتی ہے میت کا جزء مذکر میت کے اصول مذکر پر مقدم ہوتا ہے اور اصول مذکر میت کے اصول قریب کے فروع مذکر پر مقدم ہوتے ہیں، اور اصول قریب کے فروع مذکر، اصول بعید کے فروع مذکر پر مقدم ہوتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ پہلی قسم والے عصبہ کو دوسری قسم والے عصبہ پر اور دوسری قسم والے کو تیسری قسم والے پر اور تیسری قسم والے کو چوتھی قسم والے پر ترجیح دی جاتی ہے یعنی لڑکے اور پوتے کی موجودگی میں باپ دادا عصبہ نہیں ہوسکتے اور باپ دادا کی موجودگی میں بھائی عصبہ نہیں ہوسکتے، اور بھائی اور اس کے لڑکے کی موجودگی میں چچا اور اس کے لڑکے عصبہ نہیں ہوسکتے۔

فائدہ: اگر عصبہ بنفسہٖ کی ایک ہی قسم کے متعدد افراد جمع ہوجائیں تو ان میں جو میت سے زیادہ قریب ہوگا وہ عصبہ ہوگا اور دور والے ساقط ہوجائیں گے مثلاً (۱) میت کا بیٹا اور پوتا دونوں ہوں تو بیٹا عصبہ ہوگا اور پوتا ساقط۔ (۲) باپ اور دادا میں باپ عصبہ ہوگا اور دادا ساقط اور دادا کی موجودگی میں پردادا ساقط ہوگا۔ (۳) بھائی اور بھتیجے میں بھائی عصبہ ہوگا اور بھتیجا ساقط (۴) چچا اور چچا کے لڑکوں میں چچا عصبہ ہوگا اور چچا کے لڑکے ساقط۔

(۲/۳۰۳۵) وَاِذَا اسْتَوٰی بَنُوْ اَبٍ فِيْ دَرَجَةٍ فَاَوْلٰهُمْ مَنْ كَانَ مِنْ اَبٍ وَاُمٍّ.

ترجمہ: اور جب باپ کے بیٹے برابر ہوں درجہ میں تو زیادہ مستحق وہ ہے جو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے ہو۔

قوت قرابت کا اصول

تشریح: ماقبل کے بیان سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اگر ایک ہی جہت کے متعدد وارث موجود ہوں تو ان میں قرب قرابت کے اعتبار سے ترکہ تقسیم ہوگا مثلاً بیٹا مقدم ہوگا پوتے پر اب اس متن میں یہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر برابر

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درجہ کے کئی عصبہ بنفسہ جمع ہو جائیں اور ان میں قرابت کے اعتبار سے فرق ہو ایک دو قرابت والا ہے اور دوسرا ایک قرابت والا تو ان کے مابین تقسیم کی کیا صورت ہوگی؟ اس کو بیان کیا گیا کہ رشتہ کی قوت کو دیکھا جائے گا جس کا رشتہ زیادہ قوی ہوگا اس کو ترجیح ہوگی، میت کے حقیقی بھائی کو علاتی بھائی پر، حقیقی بہن کو جب بیٹی یا پوتی کی وجہ سے عصبہ ہو تو علاتی بھائی بہن پر حقیقی چچا کو علاتی چچا پر حقیقی بھتیجے کو علاتی بھتیجے پر ترجیح اسی لئے ہے کہ علاتی کا رشتہ صرف باپ سے ہوتا ہے اور حقیقی کا باپ اور ماں دونوں سے یعنی حقیقی کے لئے ماں کا رشتہ وجہ ترجیح بنتا ہے۔

مسئلہ: ۱

مثلاً

میت		
حقیقی بھائی	علاتی بھائی	علاتی بہن
عصبہ	عصبہ	عصبہ بغیرہ
۱	محروم	محروم

مسئلہ: ۲

مثلاً

میت			
لڑکی	حقیقی بہن	علاتی بھائی	علاتی بہن
نصف	عصبہ مع غیرہ	عصبہ بنفسہ	عصبہ بغیرہ
۱	۱	محروم	محروم

(۳/۳۰۳۶) وَالْإِبْنُ وَابْنُ الْإِبْنِ وَالْإِخْوَةُ يُقَاسِمُوْنَ اَخَوَاتِهِمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ.

ترجمہ: بیٹا اور پوتا اور بھائی تقسیم کر کے دیں گے اپنی بہنوں کو مذکر کے لئے مؤنث کے دو حصے کے برابر۔

عصبہ بغیرہ کی تعریف اور ان کا مصداق

تشریح: یہاں سے عصبہ بغیرہ کا بیان ہے، عصبہ بغیرہ وہ عورتیں ہیں جن کا حصہ شریعت نے ذوی الفروض ہونے کی حیثیت سے نصف یا ثلثان مقرر فرمادیا ہے وہ اپنے بھائیوں کی موجودگی میں عصبہ ہو جاتی ہیں، عصبہ بغیرہ کا مصداق صرف چار عورتیں ہیں (۱) بیٹی (۲) پوتی (۳) حقیقی بہن (۴) علاتی بہن۔ بیٹی بیٹے کی وجہ سے، پوتی پوتے کی وجہ سے اور حقیقی بہن حقیقی بھائی کی وجہ سے اور علاتی بہن علاتی بھائی کی وجہ سے عصبہ ہو جاتی ہیں اور دیگر ذوی الفروض کی موجودگی میں ان سے بچا ہوا اور عدم موجودگی میں سارا ترکہ ان کو مل جائے گا اور وہ آپس میں اس طرح تقسیم کریں گے کہ ہر مذکر کو دو مؤنث کے حصے کے برابر ملے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۴/۳۰۳۷) وَمَنْ عَدَاهُمْ مِنَ الْعَصَبَاتِ يَنفَرِدُ بِالْمِيرَاثِ ذُكُورُهُمْ دُونَ اُنَاثِهِمْ.

ترجمہ: اوران کے علاوہ دیگر عصبات تنہا ہوتے ہیں میراث پانے میں ان کے مرد نہ کہ ان کی عورتیں۔

تشریح: اوپر کے بیان سے معلوم ہوا کہ جو بھائی خود عصبہ ہوتا ہے وہ اپنی بہن کو بھی عصبہ بنا دیتا ہے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ بہن اصحاب الفرائض میں داخل ہو کر نصف یا ثلثان کی مستحق ہو لہٰذا اگر کوئی بھائی خود عصبہ تو ہے مگر اس کی بہن ذوی الفروض میں سے نہیں ہے تو اس کو اس کا بھائی باوجود خود عصبہ ہونے کے عصبہ نہیں بنائے گا اور تمام کا تمام مال بھائی کو مل جائے گا بہن محروم ہوگی مثلاً چچا اور پھوپھی بھائی بہن ہیں مگر پھوپھی چونکہ اصحابِ فرائض میں سے نہیں ہے اس لئے پورا مال چچا کو ملے گا، پھوپھی کو کچھ نہیں ملے گا اسی طرح چچا کی لڑکی لڑکے کے ساتھ یعنی بھتیجی بھتیجے کے ساتھ عصبہ بالغیر نہیں ہوگی اس لئے کہ یہ سب عورتیں اصحاب فرائض میں سے نہیں ہیں۔

(۵/۳۰۳۸) وَاِذَا لَمْ يَكُنْ عَصَبَةٌ مِنَ النَّسَبِ فَالْعَصَبَةُ هُوَ الْمَوْلٰى الْمُعْتِقُ ثُمَّ الْاَقْرَبُ فَالْاَقْرَبُ مِنْ عَصَبَةِ الْمَوْلٰى.

ترجمہ: اور جب نہ ہو (میت کا) نسبی عصبہ تو آزاد کرنے والا مولیٰ عصبہ ہوتا ہے پھر مولیٰ کے عصبات میں جو سب سے زیادہ قریب ہو۔

عصبہ سببی کا بیان

تشریح: عصبہ کی دو قسموں نسبی اور سببی میں سے نسبی کا بیان ختم ہوا اب دوسری قسم سببی کا بیان شروع ہوتا ہے، عصبہ سببی ان لوگوں کو کہتے ہیں جن کا میت کے ساتھ عتاقت کا تعلق ہے یعنی آزاد کرنے والے آقا اور ان کی اولاد۔

غلام آزاد کرنیوالے کو آزاد کرنے کے عوض میں بطور نعمت آزاد شدہ غلام کی وراثت ملتی ہے جب کہ غلام کے شرعی ورثاء موجود نہ ہوں اسے ولاء عتق کہتے ہیں۔

عصبات سببیہ کی ترتیب: اگر میت کے ورثاء میں نہ تو اصحاب فرائض ہوں اور نہ ہی نسبی عصبات جن کی تفصیل گذشتہ صفحات میں گذر چکی ہے تو میت کا ترکہ اس کے سببی عصبات کو ملے گا۔

عصبہ سببی (مولی العتاقہ) میں بھی عصبات کی ترتیب وہی ہے جو عصبہ بنفسہ کی ہے یعنی اگر معتق موجود نہ ہو تو میراث معتق کی فرع کو ملے گی پھر معتق کی اصل کو پھر معتق کی اصل قریب (باپ) کی فرع کو اور آخر میں معتق کی اصل بعید (دادا پردادا) کی فرع کو، تفصیل درج ذیل ہے۔

معتق کی فرع: اگر معتق موجود نہیں ہوگا تو اس کے لڑکے، پوتے (نیچے تک) کو آزاد شدہ غلام کا ترکہ ملے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معتِق کی اصل: اگر معتِق کی فرع موجود نہ ہوگی تو اس کے باپ دادا (اوپر تک) کو آزاد شدہ غلام کا ترکہ ملے گا۔

معتِق کے باپ کی فرع: اگر معتق کی اصل موجود نہیں ہے تو معتق کے بھائی کو آزاد شدہ غلام کی وراثت ملے گی۔

معتِق کے دادا کی فرع: اگر معتق کے بھائی بھی موجود نہ ہوں تو آزاد شدہ غلام کی ولاء اس کے چچا کو ملے گی۔

حاصل یہ کہ معتق کے مذکر عصبات میں غلام کی ولاء دائر رہے گی اور بس۔

اگر ان سب میں سے کوئی نہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ معتق بھی کسی کا غلام تھا یا نہیں اگر تھا تو اس کے آقا کو ولاء ملے گی اور وہ زندہ نہ ہو تو پھر اس کے مذکر عصبات میں مذکورہ بالا ترتیب کے ساتھ ولاء تقسیم ہوگی۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ معلوم ہو گیا کہ آزاد شدہ غلام کے شرعی ورثاء کی عدم موجودگی میں غلام کی 'ولا' معتق اور اس کے لڑکے پوتے باپ دادا بھائی اور چچاؤں میں دائر رہتی ہے معتق کے مؤنث عصبات کو ولاء نہیں ملتی ایسا اس لئے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے حق میں ولاء کی نفی فرمائی ہے البتہ آٹھ صورتوں میں عورتوں کو ولاء ملتی ہے، یہ آٹھ صورتیں استثنائی ہیں جن کا تفصیلی بیان انوار القدوری جلد دوم کتاب الولاء میں گذر چکا ہے۔

باب الحجب

(ایک وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے محروم ہونے کا بیان)

ماقبل سے ربط: ماقبل میں ذوی الفروض اور ان کے تفصیلی احوال اور عصبات کا تفصیلی بیان مذکور ہوا اب اس باب میں حجب کے اصول وقواعد کو بیان کیا جارہا ہے جو درحقیقت ماقبل کے ابواب ہی کا تتمہ اور تکملہ ہے۔

حجب کے لغوی معنی: حجب کے لغوی معنی روکنا اسی سے حاجب دربان، حجاب، پردہ۔

اصطلاحی تعریف: اہل فرائض کی اصطلاح میں حجب کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے مخصوص شخص کا میراث کے لینے سے رک جانا دوسرے شخص کے موجود ہونے کی وجہ سے۔

حجب کی اقسام: حجب کی دو قسمیں ہیں (۱) حجب نقصان (۲) حجب حرمان۔

حجب نقصان: کسی وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے زیادہ حصے کے بجائے کم حصہ پانا جیسا کہ ماں کو اولاد کی عدم موجودگی میں اور دو یا دو سے زیادہ بھائی بہنوں کی عدم موجودگی میں ثلث الکل ملتا ہے لیکن مذکورہ ورثاء کی موجودگی میں ماں کا حصہ ثلث الکل سے سدس کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حجب نقصان پانچ افراد پر طاری ہوتا ہے، شوہر، بیوی، ماں، پوتی اور علاتی بہن تفصیل ہر ایک کے احوال میں گذر چکی ہے۔

حجب حرمان: کسی وارث کا دوسرے وارث کی موجودگی میں وراثت سے بالکل محروم ہو جانا جیسے باپ کی موجودگی میں دادا وراثت پانے سے بالکل محروم ہو جاتا ہے اور صلبی لڑکے کی موجودگی میں پوتے وراثت پانے سے بالکل محروم ہو جاتے ہیں اس حجب کے تعلق سے ورثاء کی دو جماعتیں ہیں ایک وہ جو کبھی محروم نہیں ہوتی یہ چھ افراد ہیں زوجین والدین لڑکے اور لڑکیاں۔

دوسری جماعت ان ورثاء کی ہے جو کبھی محروم ہوتے ہیں اور کبھی نہیں ہوتے، یہ درج ذیل افراد ہیں، دادا، دادی، حقیقی بھائی، حقیقی بہن، علاتی بھائی، علاتی بہن، اخیافی بھائی، اخیافی بہن، پوتا پوتی، حقیقی چچا اور علاتی چچا اور حقیقی اور علاتی بھائیوں اور چچاؤں کے لڑکوں کو بھی اسی میں شمار کیا جاتا ہے۔

(۳۰۳۹/۱) وَيَحْجُبُ الْأُمُّ مِنَ الثُّلُثِ إِلَى السُّدُسِ بِالْوَلَدِ أَوْ وَلَدِ الْإِبْنِ أَوْ أَخَوَيْنِ.

ترجمہ: اور محجوب ہو جاتی ہے ماں تہائی سے چھٹے کی طرف بیٹے یا پوتے یا دو بھائیوں کے ہونے سے۔

جن پر حجب نقصان طاری ہوتا ہے ان کی تفصیل کا بیان

تشریح: ماں کا حصہ ثلث الکل ہے مگر اولاد کی موجودگی میں دو یا دو سے زیادہ بھائی بہنوں کی موجودگی میں ثلث سے سدس کی طرف منتقل ہو جاتا ہے لہٰذا یہ لوگ حجب نقصان بن گئے۔

(۳۰۴۰/۲) وَالْفَاضِلُ عَنْ فَرْضِ الْبَنَاتِ لِبَنِي الْإِبْنِ وَأَخَوَاتِهِمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ.

ترجمہ: اور جو باقی بچ جائے بیٹیوں کے حصے سے وہ پوتوں اور ان کی بہنوں کا ہے مرد کے لئے دو عورتوں کے حصہ کے برابر۔

تشریح: پوتی، اس کا اصل حصہ صلبی اولاد کی عدم موجودگی میں نصف ہے اگر پوتی ایک ہو اور اگر بیٹیوں کی عدم موجودگی میں پوتیاں ایک سے زیادہ ہیں تو ان کو ثلثان ملے گا اور ثلثان ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہوگا، مگر ایک لڑکی کی موجودگی میں نصف یا ثلثان سے سدس کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ اور اگر دو یا زیادہ لڑکیاں ہوں تو پوتیاں ساقط ہو جائیں گی کیوں کہ ثلثان لڑکیوں نے لے لیا لیکن اگر پوتیوں کے ساتھ کوئی برابر کا پوتا یا میت کا پر پوتا سکڑ پوتا ہو تو ساقط ہونے والی پوتیاں ان کے ساتھ عصبہ بالغیر ہو جائیں گی ذوی الفروض کو دینے کے بعد باقی ماندہ ترکہ ان کو مل جائے گا اور وہ ہم اس طرح تقسیم کریں گے کہ پوتے کو دوہرا اور پوتی کو اکہرا حصہ ملے گا اگر بیٹیاں نہ ہوتی تو سب مال پوتے اور پوتیوں کو ملتا لیکن بیٹیوں کی وجہ سے پوتے اور پوتیوں کو حجب نقصان ہوا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۳/۳۰۴۱) وَالْفَاضِلُ عَنْ فَرْضِ الْاَخَوَاتِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ لِلْاِخْوَةِ وَالْاَخَوَاتِ مِنَ الْاَبِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ.

ترجمہ: اور جو باقی رہے حقیقی بہنوں کے حصہ سے وہ علاتی بھائی بہنوں کا ہے مرد کے لئے دوعورتوں کے حصہ کے برابر۔

تشریح: حقیقی بہنوں کی عدم موجودگی میں ایک علاتی بہن کا حصہ نصف ہوتا ہے دو یا دو سے زائد ہوں تو ثلثان ہوتا ہے مگر ایک حقیقی بہن کی موجودگی میں نصف یا ثلثان سے سدس کی طرف منتقل ہوجاتا ہے، لہٰذا ایک حقیقی بہن علاتی بہنوں کے لئے حجب نقصان ہے اور اگر علاتی بہنوں کے ساتھ علاتی بھائی ہوتو علاتی بہنیں بھائیوں کے ساتھ عصبہ بالغیر ہوں گی اور ذوی الفروض کی موجودگی میں مابقیہ ترکہ اور عدم موجودگی میں سارا ترکہ ان کو ملے گا اور وہ آپس میں اس طرح تقسیم کریں گے کہ مذکر کو دوہرا حصہ اور مؤنث کو اکہرا حصہ ملے گا۔

(۴/۳۰۴۲) وَاِذَا تَرَكَ بِنْتًا وَبَنَاتِ ابْنٍ وَبَنِي ابْنٍ فَلِلْبِنْتِ النِّصْفُ وَالْبَاقِي لِبَنِي الْاِبْنِ وَاَخَوَاتِهِمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ.

ترجمہ: اور جب چھوڑی ایک بیٹی اور چند پوتیاں اور چند پوتے تو بیٹی کے لئے نصف ہے اور باقی پوتوں اور ان کی بہنوں کا ہے، مرد کے لئے دوعورتوں کے حصہ کے برابر۔

تشریح: کسی شخص کا انتقال ہوگیا اس نے صرف ایک بیٹی چھوڑی اور چند پوتے و پوتیاں تو بیٹی کو آدھا ملے گا اور باقی آدھا پوتے اور پوتیوں کیلئے بطور عصبہ ہوگا، اس میں پوتے کے لئے پوتی کا دوگنا ہوگا اور پوتی کو ایک گنا ملے گا۔

(۵/۳۰۴۳) وَكَذٰلِكَ الْفَاضِلُ عَنْ فَرْضِ الْاُخْتِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ لِبَنِي الْاَبِ وَبَنَاتِ الْاَبِ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ.

ترجمہ: اسی طرح جو باقی رہے حقیقی بہن کے حصہ سے وہ علاتی بھائی بہنوں کا ہے مرد کے لئے دوعورتوں کے حصے کے برابر۔

تشریح: اس کی تفصیل مسئلہ (۳) میں گذر چکی ہے۔

(۶/۳۰۴۴) وَمَنْ تَرَكَ ابْنَي عَمٍّ اَحَدُهُمَا اَخٌ لِاُمٍّ فَلِلْاَخِ السُّدُسُ وَالْبَاقِي بَيْنَهُمَا نِصْفَانِ.

ترجمہ: اور جس نے چھوڑے دو چچازاد بھائی جن میں سے ایک اخیافی بھائی ہے تو اخیافی بھائی کے لئے چھٹا حصہ ہے اور باقی ان میں نصفا نصف ہوگا۔

تشریح: ایک آدمی نے دو چچازاد بھائی چھوڑے ایک چچازاد بھائی اس کا اخیافی (ماں شریک) بھائی بھی ہوتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھا تو اولاً اس اخیافی بھائی کو کل مال کا $\frac{1}{6}$ حصہ ملے گا، پھر جو باقی بچے گا وہ دونوں بھائی بطور عصبہ کے آدھا آدھا تقسیم کریں گے۔

(۳۰۴۵/۷) وَالْمُشْتَرَكَةُ اَنْ تَتْرُكَ الْمَرْأَةُ زَوْجًا وَاُمًّا اَوْ جَدَّةً وَاِخْوَةً مِنْ اُمٍّ وَاَخًا مِنْ اَبٍ وَاُمٍّ فَلِلزَّوْجِ النِّصْفُ وَلِلْاُمِّ السُّدُسُ وَلِاَوْلَادِ الْاُمِّ الثُّلُثُ وَلَاشَيْءَ لِلْاِخْوَةِ لِلْاَبِ وَالْاُمِّ.

حل لغت: المشترکۃ: یہ مسئلہ مشترکہ ہے کیونکہ اس میں کئی قسم کے بھائی ہیں اور ماں و دادی کا مسئلہ بھی ہے ایک لغت میں المشرکۃ ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بعض حضرات نے حقیقی بھائی کو ماں شریک بھائی کے حصے میں شریک فرمایا اور بعض نے شریک نہیں فرمایا۔

ترجمہ: مشترکہ مسئلہ یہ ہے کہ چھوڑا عورت نے شوہر ماں یا جدہ (دادی یا نانی) چند اخیافی بھائی اور حقیقی بھائی کو تو شوہر کے لئے نصف ہے اور ماں کے لئے چھٹا حصہ اور اخیافی بھائیوں کے لئے تہائی اور کچھ نہیں ہے حقیقی بھائیوں کے لئے۔

تشریح: مسئلہ کی تشریح اس طرح ہے کہ ایک عورت کا انتقال ہوا اس نے وارثین میں شوہر ماں یا جدہ کئی ماں شریک بھائی اور حقیقی بھائی چھوڑے تو ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ چنانچہ فرمایا کہ شوہر کے لئے کل مال کا آدھا ہے کیوں کہ اولاد کی عدم موجودگی میں شوہر کو کل مال کا نصف ملتا ہے، اور ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے کیونکہ میت کے تینوں قسموں حقیقی، علاتی، اخیافی بھائیوں بہنوں میں سے دو یا زیادہ ہوں تو ماں کو سدس ملا کرتا ہے یا ماں کے نہ ہونے کی صورت میں جدہ ہو تو اسے بھی چھٹا حصہ ملے گا اور اخیافی بھائیوں کو تہائی ملے گا کیوں کہ ایک سے زیادہ اخیافی بھائی ہوں تو ان کو ثلث ملتا ہے، اور حقیقی بھائیوں کو کچھ نہ ملے گا کیوں کہ وہ عصبہ ہیں اس لئے اصحاب فرائض کے بچے ہوئے ترکہ سے ان کو ملتا ہے اور یہاں کچھ نہیں بچا اس لئے یہ محروم رہیں گے۔

باب الرد

(رد کا بیان)

رد کے لغوی واصطلاحی معنی: رد کے لغوی معنی 'پھیرنا' واپس کرنا، لوٹانا یہ مصدر ہے اور باب نصر ینصر سے رَدَّ یَرُدُّ رَدًّا مستعمل ہے، اور فن فرائض کی اصطلاح میں رد کے معنی جب ذوی الفروض کو حصہ دینے کے بعد کچھ ترکہ بچ جائے اور اس کو لینے کے لئے کسی قسم کا عصبہ موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں انہیں ذوی الفروض پر بچا ہوا ترکہ ان کے سہام کے تناسب کے اعتبار سے لوٹا دیا جاتا ہے اسی کو رد کہا جاتا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فائدہ: ردصرف نسبی اصحاب فرائض پر ہوتا ہے ان کو 'من یرد علیہ' کہتے ہیں اور زوجین چوں کہ نسبی رشتہ دار نہیں ہیں اس لئے ان پر رد نہیں ہوتا ان کو من لا یرد علیہ کہتے ہیں ردعول کی ضد ہے عول میں اصل مسئلہ سے حصے بڑھ جاتے ہیں اور رد میں اصل مسئلہ سے حصے کم رہ جاتے ہیں یعنی ذوی الفروض کو دینے کے بعد کچھ بچ جاتا ہے۔

نوٹ: اس باب میں رد کے علاوہ بھی بہت سے مسائل کا تذکرہ ہے اس لئے باب الرد ایک جزوی نام ہے۔

(۱/۳۰۴۶) وَالْفَاضِلُ عَنْ فَرْضِ ذَوِی السِّهَامِ اِذَا لَمْ تَكُنْ عَصَبَةٌ مَرْدُوْدٌ عَلَيْهِمْ بِقَدْرِ سِهَامِهِمْ اِلاَّ عَلَى الزَّوْجَيْنِ.

ترجمہ: جو مال بچا ہوا ذوی الفروض کے حصے سے جب کہ نہ ہو عصبہ تو دے دیا جائے گا ذوی الفروض کو ان کے حصوں کے موافق سوائے زوجین کے۔

اصحابِ فرائض پر رد جائز ہے یا نہیں؟

تشریح: اصحاب فرائض پر رد کردینا جائز ہے یا نہیں، اس میں اختلاف کے دو دور گذرے ہیں دور اول کا اختلاف صحابہ کا اختلاف ہے چنانچہ اس بارے میں صحابہ کے دو گروہ ہوگئے ہیں۔ (۱) حضرات خلفاء راشدین اور جمہور صحابہ اس بات کے قائل تھے کہ مابقیہ ترکہ زوجین کے علاوہ تمام ذوی الفروض پر رد کردیا جائے گا۔

(۲) حضرت زید بن ثابت کے نزدیک ذوی الفروض پر رد نہیں کیا جائے گا بلکہ بچا ہوا ترکہ بیت المال میں جمع کرنا ضروری ہوگا اور دور ثانی کا اختلاف ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے۔

(۱) ائمہ احناف کا مسلک یہ ہے کہ زوجین کے علاوہ تمام اصحاب فرائض پر رد ہوگا۔ (۲) حضرت امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک ذوی الفروض کو دینے کے بعد باقی ماندہ مال بیت المال میں رکھ دیا جائے گا لیکن متاخرین شوافع نے بیت المال کے غیر منظم ہونے کی صورت میں حنفیہ کے قول کے مطابق فتویٰ دیا ہے، امام مالکؒ کی بھی ایک روایت احناف کے مسلک کے مطابق ہے۔ (ردالمحتار ۵/۵۵۶ مکتبہ رشیدیہ پاکستان)

زوجین پر رد کب جائز ہوتا ہے؟

فائدہ: اگر میاں بیوی کے علاوہ میت کا کوئی دوسرا وارث نہ ہو مثلاً ذوی الارحام مولی الموالات مقرلہ بالنسب علی الغیر اور موصیٰ لہ بجمیع المال نہ ہوں نیز بیت المال بھی نہ ہو یا بیت المال تو ہو لیکن شرعی نقطہ نظر سے غیر منظم ہو اس میں جمع شدہ مال صحیح مصرف میں خرچ نہ کیا جاتا ہو تو ان صورتوں میں متاخرین احناف نے زوجین پر 'رد' کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔ (ردالمحتار ۵/۵۵۶)

(۲/۳۰۴۷) وَلاَ يَرِثُ الْقَاتِلُ مِنَ الْمَقْتُوْلِ وَالْكُفْرُ مِلَّةٌ وَاحِدَةٌ يَتَوَارَثُ بِهٖ اَهْلُهٗ وَلاَ يَرِثُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ وَمَالُ الْمُرْتَدِّ لِوَرَثَتِهِ الْمُسْلِمِيْنَ وَمَا اكْتَسَبَهُ فِيْ حَالِ رِدَّتِهٖ فَيْءٌ.

ترجمہ: اور وارث نہیں ہوتا قاتل مقتول کا اور ہر قسم کا کفر ایک ہی مذہب ہے اس کے سبب سے کافر وارث ہوگا دوسرے کا اور وارث نہیں ہوتا مسلمان کافر کا نہ کافر مسلمان کا مرتد کا مال اس کے مسلم ورثاء کا ہے اور جو مال کمایا ہو اس نے ردت کی حالت میں وہ غنیمت ہے۔

تشریح: ان تمام مسائل کی تفصیل کتاب الفرائض کے شروع میں گذر چکی ہے۔

(۳/۳۰۴۸) وَإِذَا غَرِقَ جَمَاعَةٌ أَوْ سَقَطَتْ عَلَيْهِمْ حَائِطٌ فَلَمْ يُعْلَمْ مَنْ مَاتَ مِنْهُمْ أَوَّلاً فَمَالُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ لِلْأَحْيَاءِ مِنْ وَرَثَتِهٖ.

ترجمہ: اور اگر ایک جماعت ڈوب جائے یا ان پر دیوار گر جائے اور معلوم نہ ہو کہ پہلے کون مرا ہے تو ان میں سے ہر ایک کا مال اس کے زندہ ورثاء کے لئے ہے۔

ڈوب کر جل کر اور دب کر مرنے والوں کے احکام:

تشریح: اگر چند رشتے دار ایک ساتھ کسی حادثے میں مر جائیں مثلاً کشتی ڈوب جائے یا آگ لگ جائے یا دیوار چھت وغیرہ گر جائے یا میدان جنگ میں لڑتے ہوئے سب شہید ہو جائیں یا چند رشتہ دار کہیں دور دراز ملک میں چلے جائیں اور ان کی سب کی وفات ہو جائے اور کسی طرح یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کس کی وفات پہلے اور کس کی وفات بعد میں ہوئی ہے (تقدیم وتاخیر ایک لمحہ کی بھی ہو تو اس کا اعتبار کیا جائے گا) تو دوسرے زندہ ورثاء میں ان کی وراثت تقسیم کر دی جائے گی یہ لوگ (ایک حادثہ میں مرنیوالے) ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے یہی مختار مذہب ہے اسی پر فتویٰ ہے، مذکورہ حکم امام اعظمؒ کا آخری قول اور امام مالک وشافعی کا مختار مسلک ہے حضرت علی اور عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت بھی یہی ہے اور علامہ شامی نے اسی کو معتمد کہا ہے۔

مثال: باپ زید اور بیٹا عمر ایک ساتھ ڈوب کر مر گئے باپ نے اپنی بیوی رحیمہ، لڑکی کریمہ اور پوتا بکر (باپ کے ساتھ ڈوبنے والے بیٹے کا بیٹا) چھوڑا اور لڑکے نے بیوی رفیقہ ماں رحیمہ اور لڑکا بکر چھوڑا تو باپ اور بیٹے کا ترکہ دو جگہ الگ الگ تقسیم کیا جائے گا البتہ باپ کو بیٹے اور بیٹے کو باپ کی وراثت نہیں ملے گی تخریج یہ ہے۔

مسئلہ ۸

زید میت

زوجہ (رحیمہ)	بنت (کریمہ)	ابن الابن (بکر)
ثمن	نصف	عصبہ
۱	۴	۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ: ۲۴

عمر

میت

زوجہ (رفیقہ)	ام (رحیمہ)	ابن (بکر)
ثمن	سدس	عصبہ
۳	۴	۱۷

اور حضرت علیؓ و ابن مسعودؓ کی ایک روایت یہ ہے کہ جب ایک ساتھ کئی رشتہ دار بیک وقت وفات پا جائیں تو اگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کا وارث ہو تو وہ آپس میں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے اور اگر ایک جانب سے کسی کو وراثت مل رہی ہو تو وہ وارث ہوگا۔

(۴/۳۰۴۹) وَإِذَا اجْتَمَعَ لِلْمَجُوْسِيِّ قَرَابَتَانِ لَوْ تَفَرَّقَتْ فِيْ شَخْصَيْنِ وَرِثَ اَحَدُهُمَا مَعَ الْآخَرِ وُرِّثَ بِهِمَا.

ترجمہ: اور جب جمع ہوں مجوسی کی ایسی دو قرابتیں کہ اگر وہ متفرق ہوں دو شخصوں میں تو ایک دوسرے کا وارث ہو تو وارث ہوگا مجوسی ان میں سے ہر ایک کے ذریعہ سے۔

تشریح: جب۔

(۵/۳۰۵۰) وَلَا يَرِثُ الْمَجُوْسِيُّ بِالْاَنْكِحَةِ الْفَاسِدَةِ الَّتِيْ يَسْتَحِلُّوْنَهَا فِيْ دِيْنِهِمْ.

ترجمہ: اور وارث نہ ہوں گے مجوسی ان فاسد نکاحوں سے جن کو وہ حلال سمجھتے ہیں اپنے دین میں۔

تشریح: مجوسیوں کو ان فاسد نکاحوں کے سبب میراث نہیں ملے گی جن کو وہ اپنے دین میں حلال سمجھتے ہیں مثلاً اپنی ماں بیٹی بہن سے نکاح کرنا وہ حلال سمجھتے ہیں کیوں کہ فاسد نکاح مسلمانوں کے حق میں مثبت توارث نہیں تو مجوسیوں کے حق میں بھی نہ ہوگا۔

(۶/۳۰۵۱) وَعَصَبَةُ وَلَدِ الزِّنَا وَوَلَدِ الْمُلَاعَنَةِ مَوْلٰى اُمِّهِمَا.

ترجمہ: اور ولد زنا کا عصبہ اور ولد ملاعنہ کا عصبہ ان کی ماں کا آقا ہے۔

تشریح: زنا سے جو بچہ پیدا ہوا شرعی اعتبار سے اس کا باپ نہیں ہے یا جس عورت سے اس کے شوہر نے لعان کر لیا تو اس بچہ کا رشتہ باپ سے ختم ہو گیا اب وہ باپ ہی نہ رہا اس لئے نہ باپ وارث ہوگا اور نہ باپ کے رشتہ دار وارث ہوں گے، بلکہ اس کا تعلق ماں کے ساتھ ہو گیا اس لئے ماں وارث ہوگی اور ماں کے رشتہ دار وارث ہوں گے اور یہ لڑکا ماں کا وارث ہوگا اور ماں کی جانب سے جو رشتہ دار ہیں ان کا وارث ہوگا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ: ''مولیٰ'' آزاد کرنے والا اور عصبہ دونوں کو عام ہے یعنی جب ماں اصلاً آزاد ہو تو میراث اس کے موالی کے لئے ہے اور وہی عصبہ ہیں، اور اگر ماں آزاد شدہ ہے تو میراث اس کے معتق کے لئے ہے۔

(۳۰۵۲/۷) وَمَنْ مَاتَ وَتَرَكَ حَمْلاً وُقِفَ مَالُهُ حَتّٰى تَضَعَ امْرَأَتُهُ حَمْلَهَا فِيْ قَوْلِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى.

ترجمہ: اور جو شخص مر گیا حمل چھوڑ کر تو موقوف رہے گا اس کا مال یہاں تک کہ جنے اس کی عورت اپنا حمل امام صاحب کے قول میں۔

حمل کی میراث کا بیان

تشریح: اس عبارت میں صاحب کتاب حمل کی میراث کو بیان کرتے ہیں اولاً یہ باتیں ذہن نشیں رکھیں کہ حمل کو بھی میراث ملتی ہے مگر اس کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ زندہ پیدا ہو مرا ہوا بچہ پیدا ہوگا تو اس کو میراث نہیں ملے گی نیز یہ بھی شرط ہے کہ وہ مورثِ کی موت کے وقت یقیناً پیٹ میں ہو اور یہ بات اس طرح معلوم ہو سکتی ہے کہ وہ اکثر مدت حمل کے اندر پیدا ہوا ور حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے اور احناف کے نزدیک اکثر مدت دو سال ہے چنانچہ اگر مورث کی موت کے بعد دو سال کے اندر بچہ پیدا ہو تو وہ وارث ہوگا اس کے بعد پیدا ہوگا تو وارث نہیں ہوگا کیوں کہ اس صورت میں بوقت موت بچہ کا پیٹ میں ہونا یقینی نہیں، اب صورت مسئلہ سمجھیں اگر عورت قریب الولادت ہو اور شوہر کا انتقال ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ میراث تقسیم کرنے میں عجلت نہ کی جائے بلکہ تقسیم ترکہ کو وضع حمل تک ملتوی رکھا جائے تاکہ تقسیم میں کوئی پریشانی نہ آئے اور قریب الولادت ہونے کا مدار عرف پر ہے اور بعض فقہاء نے ایک ماہ سے کم کو قریب اور اس سے زیادہ کو بعید کہا ہے، لیکن اگر ورثاء انتظار نہ کریں اور ولادت سے پہلے ہی ترکہ تقسیم کرنا چاہیں اور ولادت میں ابھی دیر ہو تو ترکہ تقسیم کر دینا چاہئے بلا وجہ تقسیم ترکہ میں دیر کرنا مناسب نہیں اس صورت میں ترکہ میں سے حمل کا حصہ روک لیا جائے گا اور ایک حمل سے عام طور پر ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے مگر کبھی زیادہ بھی پیدا ہوتے ہیں اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ کتنے بچوں کا حصہ روکا جائے اس سلسلہ میں امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ چار لڑکوں یا چار لڑکیوں میں سے جن کا حصہ زیادہ ہو وہ حمل کے لئے روک لیا جائے باقی ترکہ ورثاء کے درمیان تقسیم کر دیا جائے امام محمدؒ سے یہ روایت مروی ہے کہ دو لڑکوں یا دو لڑکیوں کا حصہ حمل کے لئے روکا جائے، تیسرا قول جو مفتی بہ ہے خصافؒ نے امام ابو یوسف سے یہ روایت کی ہے کہ ایک لڑکے یا ایک لڑکی کا حصہ حمل کے لئے روک لیا جائے کیوں کہ عموماً ایک حمل سے ایک ہی بچہ پیدا ہوتا ہے اور ورثاء سے ضامن لے لیا جائے کہ اگر بچے زیادہ پیدا ہوئے تو وہ ماخوذ ترکہ میں سے زائد بچوں کا حصہ واپس کر دیں گے، حمل کی توریث کا ضابطہ اور طریقہ کیا ہے، اس بارے میں مزید تفصیل سراجی فصل فی الحمل میں ملاحظہ فرمائیں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

(۸/۳۰۵۳) وَالْجَدُّ اَوْلٰی بِالْمِیْرَاثِ مِنَ الْاِخْوَةِ عِنْدَ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی وَقَالَ اَبُوْیُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی یُقَاسِمُهُمْ اِلَّا اَنْ تَنْقُصَهُ الْمُقَاسَمَةُ مِنَ الثُّلُثِ۔

ترجمه: اور دادا زیادہ حقدار ہے میراث کا بھائیوں کے مقابلہ میں امام صاحب کے نزدیک اور فرمایا صاحبین نے کہ وہ بھائیوں کے برابر پائے گا مگر یہ کہ کم پہنچے اس کو برابر تقسیم کرنے میں تہائی سے۔

دادا اور بھائی بہنوں کے درمیان تقسیم ترکہ کا بیان

تشریح: اس عبارت میں صاحب کتاب دادا اور بھائی بہنوں کے درمیان تقسیم ترکہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں، متن میں لفظ 'مقاسمة' آیا ہے یہ باب مفاعلہ سے ہے جس کے لغوی معنی ہیں آپس میں تقسیم کرنا اور اصطلاح میں تقسیم ترکہ میں دادا کو ایک بھائی کی مانند سمجھنا، دادا کی موجودگی میں حقیقی اور علاتی بھائی بہنوں کے محروم ہونے نہ ہونے کے بارے میں صحابہ کرامؓ کی دو رائیں تھیں۔

پہلی رائے: حضرت ابوبکرؓ کے نزدیک دادا کی موجودگی میں حقیقی اور علاتی بھائی بہن محروم ہوں گے، صحابہ کرام کی ایک بڑی جماعت اسی کی تائید کرتی ہے امام اعظمؒ ابوحنیفہؒ نے اسی کو اختیار فرمایا ہے اور یہی مفتی بہ قول بھی ہے۔

دوسری رائے: حضرت زید بن ثابت کے نزدیک حقیقی بھائی بہن کو دادا کے ساتھ وراثت ملے گی ائمہ ثلاثہ اور احناف میں سے صاحبین اسی کے قائل ہیں۔

اب آپ کے سامنے مقاسمۃ الجد کی دو صورتیں بیان کی جاتی ہیں جو ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کی رائے کے مطابق ہیں مگر صاحبین کا قول مفتی بہ نہیں ہے۔

(۱) دادا کے ساتھ صرف حقیقی اور علاتی بھائی بہن ہوں تو دادا کو مقاسمہ اور پورے ترکہ کی تہائی میں سے جو مفید ہوگا وہ ملے گا یعنی دادا کو ایک بھائی فرض کرنے کی صورت میں زیادہ ترکہ ملتا ہے تو دادا کو مقاسمہ کے طریقے پر ترکہ دیا جائے گا اور اگر پورے ترکہ کی تہائی دینے میں دادا کو زیادہ ملتا ہے تو پورے ترکہ کی تہائی دی جائے گی۔

(۲) دادا کے ساتھ حقیقی اور علاتی بھائی بہن ہوں اور ذوی الفروض میں سے بھی کوئی ہو، تو اس صورت میں دادا کو مقاسمہ اور ثلث باقی اور سدس کل میں سے جو زیادہ ہوگا وہ ملے گا یعنی اگر مقاسمہ کے طریقہ پر دینے میں دادا کو زیادہ ملتا ہے تو مقاسمہ کے طریقے پر دادا کو دیا جائے گا اور اگر اصحاب فرائض کو دینے کے بعد جو مال بچا ہے اس کی تہائی (ثلث باقی) زیادہ ہے، تو دادا کو مابقیہ کی تہائی دی جائے گی اور اگر پورے ترکہ کا سدس زیادہ ہے تو دادا کو پورے ترکہ کا سدس دیا جائے گا۔

(۹/۳۰۵۴) وَاِذَا اجْتَمَعَ الْجَدَّاتُ فَالسُّدُسُ لِاَقْرَبِهِنَّ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: اور جب جمع ہو جائیں جدات تو چھٹا حصہ اس کو ملے گا جو سب سے زیادہ قریب ہو۔

دادی کے وارث ہونے کی صورت

تشریح: اگر کوئی حاجب نہ ہو تو جدۂ صحیحہ کو 'سدس' ملے گا خواہ وہ پدری (دادی) ہو یا مادری (نانی) اور خواہ وہ ایک ہو یا ایک سے زیادہ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ فاسدہ نہ ہوں بلکہ صحیحہ ہوں اور مرتبہ میں برابر ہوں یعنی اگر ایک جدہ ایک واسطہ سے نانی ہو تو دوسری بھی ایک ہی واسطہ سے دادی ہو اگر ایک قریب کی ہو خواہ کسی رشتہ کی ہو دور والی کو ساقط کر دیتی ہے خواہ باپ کی جانب کی ہو یا ماں کی جانب کی اور قریب والی وارث ہو رہی ہو یا ساقط۔

(۱۰/۳۰۵۵) وَيَحْجُبُ الْجَدُّ أُمَّهُ.

ترجمہ: مجوب کر دیتا ہے دادا اپنی ماں کو۔

تشریح: دادا کی وجہ سے وہ دادیاں ساقط ہو جاتی ہیں جو دادا کے واسطہ سے ہیں مثلاً دادا کی ماں دادا کی وجہ سے ساقط ہو جائے گی مگر دادی یعنی دادا کی بیوی دادا کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگی کیوں کہ دادی کا میت سے رشتہ جوڑنے میں دادا کا واسطہ نہیں آتا اسی طرح پردادا کی وجہ سے پردادا کی بیوی (دادا کی ماں) ساقط نہیں ہوگی اسی طرح اوپر کی دادیوں کا حال سمجھ لینا چاہئے۔

(۱۱/۳۰۵۶) وَلَا تَرِثُ أُمُّ أَبِ الْأُمِّ بِسَهْمٍ.

ترجمہ: اور وارث نہیں ہوتی ماں کے باپ کی ماں کچھ بھی۔

تشریح: ماں کے باپ کی ماں، ماں کی دادی ہوئی اور میت کی پرنانی ہوئی اور پرنانی جدۂ فاسدہ کے دائرہ میں آئے گی اور شریعت نے جدۂ صحیحہ کو ورثاء کی فہرست میں شمار کیا ہے اور جدۂ فاسدہ کو وارثین کی فہرست سے خارج کر دیا ہے کیوں کہ وہ ذوی الارحام میں آتی ہے اس لئے فرمایا کہ نانا کی ماں وارث نہ ہوگی۔

(۱۲/۳۰۵۷) وَكُلُّ جَدَّةٍ تَحْجُبُ أُمَّهَا.

ترجمہ: ہر جدہ مجوب کر دیتی ہے اپنی ماں کو۔

تشریح: دادی ماں کے درجہ میں ہے اور ماں ہو تو دادی اور نانی محروم ہو جاتی ہیں اسی طرح دادی اپنی ماں کو مجوب کر دیتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب ذوی الارحام

(ذوی الارحام کا بیان)

اصحاب فرائض اور عصبات وغیرہ کی تفصیلی بحث سے فارغ ہونے کے بعد ذوی الارحام کو بیان کرتے ہیں، رَحِمٌ، رِحْمٌ کی جمع ہے اَرْحَام بچہ دانی مطلقا رشتہ داری، ذوالرحم، رشتہ دار خواہ رشتہ باپ کی جانب سے ہو یا ماں کی جانب سے۔

اصطلاحی تعریف: میت کے وہ رشتہ دار جن کا حصہ قرآن وحدیث میں مقرر نہیں ہے نہ اجماع سے طے پایا ہے اور نہ وہ عصبات ہیں جیسے پھوپھی، خالہ، ماموں بھانجہ اور نواسہ۔

(۱/۳۰۵۸) وَاِذَا لَمْ یَکُنْ لِلْمَیِّتِ عَصَبَۃٌ وَلَا ذُوْسَھْمٍ وَرِثَہٗ ذُوُو الْاَرْحَامِ.

ترجمہ: جب نہ ہو میت کا عصبہ اور نہ ذوی الفروض تو وارث ہوں گے اس کے ذوی الارحام۔

ذوی الارحام کی توریث میں اختلاف:

تشریح: جب ذوی الفروض اور عصبات نہ ہوں تو ذوی الارحام کو وارث بنایا جائے یا نہیں تو اس سلسلہ میں دور صحابہ سے اختلاف چلا آرہا ہے چناں چہ اس بارے میں اکثر صحابہ وتابعین کی رائے یہ ہے کہ ذوی الفروض اور عصبات کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کو ترکہ ملے گا، احناف اور حنابلہ کا یہی مسلک ہے لیکن صحابہ میں حضرت زید بن ثابتؓ کا مسلک یہ ہے کہ ایسی صورت میں ترکہ بیت المال (اسلامی سرکاری خزانہ) میں رکھ دیا جائے گا ذوی الارحام کو نہیں دیا جائے گا امام مالک وشافعی کا یہی مسلک ہے۔

فائدہ: جو فقہاء، نادار لاچار اور کمانے سے عاجز مسلمانوں کی امداد کی غرض سے بیت المال میں ترکہ رکھنے کی رائے رکھتے ہیں ان کے نزدیک شرط یہ ہے کہ بیت المال شرعی نظم وضبط کے مطابق چلتا ہو مال صحیح مصرف میں خرچ ہوتا ہو اب چوں کہ اس طرح کا کوئی بیت المال موجود نہیں اس لئے متاخرین مالکیہ نے تیسری صدی ہجری کے بعد ذوی الارحام کو ترکہ دینے کا فتویٰ دیا ہے اور فقہاء شافعیہ کی بھی یہی رائے ہے، لہٰذا اب کوئی اختلاف باقی نہیں۔ (المواریث ص۱۸۳)

(۲/۳۰۵۹) وَھُمْ عَشَرَۃٌ وَلَدُ الْبِنْتِ وَوَلَدُ الْاُخْتِ وَبِنْتُ الْاَخِ وَبِنْتُ الْعَمِّ وَالْخَالُ وَالْخَالَۃُ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاَبُو الْاُمِّ وَالْعَمُّ لِاُمٍّ وَالْعَمَّةُ وَوَلَدُ الْاَخِ مِنَ الْاُمِّ وَمَنْ اَدْلٰی بِھِمْ.

ترجمہ: اور وہ دس ہیں: بیٹی کی اولاد، بہن کی اولاد، بھائی کی بیٹی، چچا کی بیٹی، ماموں، خالہ، نانا، اخیافی چچا، پھوپھی، اخیافی بھائی کی اولاد اور جو ان سے متعلق ہوں۔

ذوی الارحام کی اقسام کا بیان

تشریح: اس عبارت میں ذوی الارحام کی اقسام کا بیان ہے، استحقاق ارث کے اعتبار سے عصبات کی طرح ذوی الارحام کی بھی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جو میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں یعنی (۱) بیٹی کی مذکر و مؤنث اولاد (نواسہ، نواسی، پرنواسہ، پرنواسی نیچے تک) (۲) پوتی کی مذکر و مؤنث اولاد نیچے تک۔

دوسری قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جن کی طرف میت منسوب ہوتی ہے یعنی (۱) جد فاسد (نانا اور نانا کا باپ اوپر تک) (۲) جدۂ فاسدہ (نانا کی ماں، نانا کی ماں کی ماں)۔

تیسری قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوتے ہیں یعنی (۱) حقیقی علاتی اور اخیافی بہن کی مذکر و مؤنث اولاد۔

(۲) حقیقی علاتی اور اخیافی بھائی کی لڑکیاں اور ان بھائیوں کے لڑکوں اور پوتوں کی لڑکیاں۔ (۳) اخیافی بھائیوں کے لڑکے اور ان لڑکوں کی مذکر و مؤنث اولاد۔

چوتھی قسم: وہ ذوی الارحام ہیں جو میت کے دادا اور دادی کی طرف منسوب ہوتے ہیں، خواہ جد صحیح اور جدۂ صحیحہ ہوں یا جد فاسد اور جدۂ فاسدہ جیسے (۱) باپ کی حقیقی علاتی اور اخیافی بہنیں (پھوپھیاں) اور ان سب پھوپھیوں کے لڑکے لڑکیاں نیچے تک۔ (۲) باپ کے اخیافی بھائی (اخیافی چچا) اور ان کے لڑکے لڑکیاں نیچے تک، حقیقی اور علاتی چچا عصبہ ہوتے ہیں اس لئے ذوی الارحام میں اخیافی کی قید لگائی گئی ہے۔

(۳) ماں کے حقیقی علاتی اور اخیافی بھائی (ماموں) اور ان کے لڑکے لڑکیاں نیچے تک۔ (۴) ماں کی حقیقی علاتی اور اخیافی بہنیں (خالہ) اور ان خالاؤں کی مذکر و مؤنث اولاد نیچے تک۔

فائدہ: علامہ شامی نے چوتھی قسم کے ذوی الارحام کو اور تفصیل سے لکھا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ (۱) حقیقی اور علاتی چچا کی لڑکیاں اور ان سب کی اولاد نیچے تک۔ (۲) میت کے باپ کے اخیافی چچا اور حقیقی علاتی اور اخیافی پھوپھیاں خالائیں اور ماموں (۳) میت کی ماں کے حقیقی علاتی اور اخیافی چچا، پھوپھیاں، خالائیں اور ماموں۔ (۴) پھر جتنی قسمیں گذری ہیں ان سب کی اولاد در اولاد اخیر تک۔

(۳/۳۰۶۰) فَاَوْلٰھُمْ مَنْ کَانَ مِنْ وَلَدِ الْمَیِّتِ ثُمَّ وَلَدِ الْاَبَوَیْنِ اَوْ اَحَدِھِمَا وَھُمْ بَنَاتُ الْاِخْوَۃِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَاَوْلَادُ الْاَخَوَاتِ ثُمَّ وَلَدُ اَبَوَیْ اَبَوَیْهِ اَوْ اَحَدِهِمَا وَهُمُ الْاَخْوَالُ وَالْخَالَاتُ وَالْعَمَّاتُ.

ترجمہ: ان میں سب سے اولیٰ وہ ہے جو میت کی اولاد ہو پھر وہ جو ماں باپ کی یا ان میں سے ایک کی اولاد ہو اور وہ بھتیجیاں اور بہنوں کی اولاد ہیں، پھر والدین کے والدین کی یا ان میں سے ایک کی اولاد ہے اور وہ ماموں خالائیں اور پھوپھیاں ہیں۔

ذوی الارحام کی اقسام میں ترجیح:

تشریح: اس عبارت میں ذوی الارحام کی اقسام میں ترجیح بیان کرتے ہیں امام اعظمؒ سے دو روایتیں ہیں۔ (۱) وراثت کے لئے سب سے مقدم دوسری قسم ہے، پھر پہلی قسم (۲) وراثت کے لئے سب سے مقدم پہلی قسم ہے، پھر دوسری پھر تیسری پھر چوتھی، جیسا کہ عصبات میں ترجیح کی یہی ترتیب ہے اسی دوسری روایت پر فتویٰ ہے۔

صاحبین ذوی الارحام کی تیسری قسم (یعنی بھائی بہنوں کی اولاد) کو جد فاسد یعنی دوسری قسم پر ترجیح دیتے ہیں۔

اعتراض: صاحبین کا مذہب الجوہرۃ النیرۃ وغیرہ میں جو مذکور ہے متعارض ہے اس لئے کہ "باب الرد" مسئلہ (۸) میں صاحبین دادا کو بھائیوں کے ساتھ محروم نہیں کرتے اور یہاں محروم کر دیتے ہیں (اس لئے فتویٰ امام اعظمؒ کے قول پر ہے)

(۴/۳۰۶۱) وَاِذَا اسْتَوٰی وَلَدُ اَبٍ فِیْ دَرَجَةٍ فَاَوْلٰهُمْ مَنْ اَدْلٰی بِوَارِثٍ وَاَقْرَبُهُمْ اَوْلٰی مِنْ اَبْعَدِهِمْ.

ترجمہ: اور جب برابر ہوں باپ کی اولاد درجہ میں تو ان میں اولیٰ وہ ہے جو میت کے زیادہ قریب ہو کسی وارث کے ذریعہ سے اور قریب والا اولیٰ ہوگا بعیدی رشتہ والے سے۔

قوت قرابت وجہ ترجیح ہوگی

تشریح: اگر سب اولاد برابر رشتہ کی ہو اور بعض وارث کی اولاد ہو اور بعض ذوی الارحام کی تو وارث کی اولاد، وارث ہوگی اور ذوی الارحام کی اولاد محروم ہوگی، یعنی قوت قرابت وجہ ترجیح ہوگی جیسے ایک بیٹی کی نواسی ہے اور دوسرے بیٹے کی نواسی ہے میت کے لئے دونوں کی رشتہ داری برابر درجہ کی ہے لیکن بیٹے کی بیٹی یعنی پوتی وارث ہے اس لئے اس کی بیٹی یعنی بیٹے کی نواسی کو دیا جائے گا اور بیٹی کی بیٹی وارث نہیں ہے اس لئے اس کی نواسی کو نہیں دیا جائے گا اس کے بعد ایک قاعدہ بیان کیا ہے وہ یہ ہے کہ بعض اولاد میت سے رشتہ میں قریب ہوں اور بعض دور تو قریب والی اولاد وارث ہوگی اور دور والی محروم ہوگی یعنی 'الاقرب فالاقرب' کا قاعدہ جاری ہوگا جیسے نواسی (بیٹی کی بیٹی) اور پوتی کی لڑکی ہو تو نواسی وارث ہوگی اور پوتی کی لڑکی محروم ہوگی کیوں کہ نواسی ایک درجہ اقرب ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(۵/۳۰۶۲) وَاَبُو الْاُمِّ اَوْلٰی مِنْ وَلَدِ الْاَخِ وَالْاُخْتِ.

ترجمہ: اور نانا اولیٰ ہے بھائی بہن کی اولاد سے۔

تشریح: میت کی بھتیجی ہو، یا بھانجا ہو اور بھانجی ہو اور نانا ہو تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک نانا مقدم ہوگا بھتیجی، بھانجا اور بھانجی سے، جیسا کہ مفتی بہ روایت مسئلہ (۳) میں گذر چکی ہے کہ قسم ثانی مقدم ہوگی قسم ثالث پر۔

(۶/۳۰۶۳) وَالْمُعْتِقُ اَحَقُّ بِالْفَاضِلِ مِنْ سَهْمِ ذَوِی السِّهَامِ اِذَا لَمْ تَكُنْ عَصَبَةٌ سِوَاهُ.

حل لغت: سهم ذوی السهام: حصے والا کا حصہ۔

ترجمہ: اور آزاد کرنے والا زیادہ حقدار ہے، بچے ہوئے مال کا ذوی الفروض سے جب کہ نہ ہو کوئی عصبہ اس کے علاوہ۔

تشریح: آزادشدہ غلام مرا اس نے اصحاب فرائض اور عصبہ کے طور پر آزاد کرنے والے آقا کو چھوڑا، آقا کے علاوہ کوئی قریبی عصبہ نہیں تھا تو ذوی الفروض کو حصے دینے کے بعد بقیہ مال آزاد کرنے والے آقا کو ملے گا، اور ذوی الارحام محروم ہوں گے۔

(۷/۳۰۶۴) وَمَوْلَى الْمُوَالَاتِ يَرِثُ.

ترجمہ: اور مولی الموالات وارث ہوتا ہے۔

تشریح: ذوی الفروض عصبات اور ذوی الارحام کی عدم موجودگی میں ترکہ مولی الموالات میں تقسیم ہوگا، موالات کے معنی ہیں دوستی کرنا اور فقہ کی اصطلاح میں ایک خاص قسم کے معاہدہ کو موالات کہا جاتا ہے۔

احناف کے نزدیک میراث میں یہ عقد معتبر ہے شوافع کے نزدیک معتبر نہیں۔

(۸/۳۰۶۵) وَاِذَا تَرَكَ الْمُعْتَقُ اَبَ مَوْلَاهُ وَابْنَ مَوْلَاهُ فَمَالُهُ لِلِابْنِ عِنْدَهُمَا وَقَالَ اَبُوْيُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی لِلْاَبِ السُّدُسُ وَالْبَاقِیْ لِلِابْنِ.

ترجمہ: اور جب چھوڑا آزادشدہ نے اپنے آقا کے باپ اور اپنے آقا کے بیٹے کو، تو اس کا مال بیٹے کا ہے طرفین کے نزدیک اور امام ابو یوسف نے فرمایا کہ باپ کے لئے چھٹا حصہ ہے اور باقی بیٹے کے لئے ہے۔

تشریح: اگر معتق کے متعدد عصبات ہوں مثلاً آزادشدہ غلام نے اپنے آزاد کرنے والے کے باپ کو اور بیٹے کو چھوڑا دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے آزاد کرنے والے کے بیٹے اور دادا کو چھوڑا تو ان دونوں صورتوں میں طرفین کے نزدیک باپ اور دادا محروم ہوں گے اور تمام ترکہ معتق کے لڑکے کو ملے گا برخلاف امام ابو یوسفؒ کے کہ وہ دوسری صورت میں معتق کے دادا کے محروم ہونے کے تو قائل ہیں گویا دوسرا مسئلہ تو متفق علیہ ہے مگر پہلی صورت میں ان کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مذہب یہ ہے کہ ولاء کا چھٹا حصہ ⅙ باپ کو ملے گا اور باقی ماندہ لڑکے کو ملے گا، مفتی بہ قول طرفین کا ہے۔

(۳۰۶۶/۹) فَإِنْ تَرَكَ جَدَّ مَوْلَاهُ وَأَخَا مَوْلَاهُ فَالْمَالُ لِلْجَدِّ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَالَ أَبُو يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى هُوَ بَيْنَهُمَا.

ترجمہ: اگر آزاد شدہ غلام نے آزاد کرنے والے کا دادا اور بھائی چھوڑا تو مال دادا کا ہوگا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا کہ مال دونوں کا ہوگا۔

تشریح: آزاد شدہ غلام نے آقا کے دادا اور اس کے بھائی کو چھوڑا تو امام صاحب فرماتے ہیں کہ سارا مال دادا کے لئے ہوگا اور آقا کا بھائی محروم ہوگا کیوں کہ دادا کی موجودگی میں حقیقی یا علاتی بھائی بہنیں وارث نہیں ہوسکتے بلکہ محروم ہوجائیں گے، ھٰکذا فی الولاء اسی پر حنفیہ کا فتویٰ ہے، صاحبین کے نزدیک دادا کی موجودگی میں حقیقی یا علاتی بھائی بہنیں محروم نہ ہوں گے بلکہ دادا کو ایک بھائی کے درجہ میں رکھ کر وراثت تقسیم ہوگی لہٰذا دادا اور بھائی کو ولاء بھی نصفا نصف ملے گی۔

(۳۰۶۷/۱۰) وَلَا يُبَاعُ الْوَلَاءُ وَلَا يُوْهَبُ.

ترجمہ: اور نہ بیچا جائے ولاء کو اور نہ ہبہ کیا جائے۔

ولاء کی بیع اور ہبہ کے ناجائز ہونے کی وجہ:

تشریح: ولاء الموالاۃ اور ولاء العتاقہ (تعریفات انوار القدوری جلد دوم کتاب الولاء میں دیکھیں) کی بیع دو وجہ سے ناجائز ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسے حقوق شرعیہ ہیں جو قابل انتقال نہیں ہیں دوسری وجہ یہ ہے کہ اس بیع میں دھوکہ پایا جارہا ہے وہ اس طرح کہ مشتری کی طرف سے ثمن کا ملنا یقینی ہے لیکن دوسری جانب سے معلوم نہیں کہ مشتری کو کچھ ملے گا بھی یا نہیں کیوں کہ ممکن ہے کہ مشتری حصول ولاء سے پہلے ہی مرجائے اور اگر مشتری کو ولاء ملے بھی تو پتہ نہیں کہ کتنی ملے گی؟ تو مشتری کی طرف سے رقم کی ادائیگی بطور ثمن کے یقینی ہے جب کہ دوسری طرف سے عوض کا ملنا یقینی نہیں ہے بلکہ متوہم ہے اور یہی دھوکہ ہے اور موالاۃ کے ہبہ میں ناجائز ہونے کی صرف پہلی وجہ پائی جارہی ہے، کہ یہ قابل انتقال نہیں ہے البتہ اس میں دھوکہ والی وجہ نہیں ہوسکتی کیوں کہ دھوکہ تو صرف عقود معاوضہ میں حرام ہوتا ہے عقود تبرع میں دھوکہ حرام اور ناجائز نہیں ہوتا۔

☆☆☆

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باب حساب الفرائض

(مسئلہ بنانے کے قواعد کا بیان)

ضروری نوٹ: قرآن کریم کے اندر وارثین کے جن حصوں کی مقدار متعین کردی گئی ہے وہ کل چھ ہیں جن کو دو کالموں میں پیش کیا جاتا ہے۔

کالم اول	کالم ثانی
نصف	ثلثان
ربع	ثلث
ثمن	سدس

اب دونوں کالموں میں پانچ اصول قائم ہوں گے (۱) اگر صرف ایک حصہ پانے والے آجائیں تو اس حصہ کے ہمنام والے عدد سے مسئلہ بنائیں گے مثلاً اگر نصف پانے والے آجائیں تو مسئلہ ۲ر سے بنے گا، ربع پانے والے آجائیں تو مسئلہ ۴ر سے بنے گا، ثمن پانے والے آجائیں تو مسئلہ ۸ر سے بنے گا، ثلث یا ثلثان پانے والے آجائیں تو مسئلہ ۳ر سے بنے گا سدس پانے والے آجائیں تو مسئلہ ۶ر سے بنے گا۔

(۲) ایک کالم کے متعدد سہام پانے والے آجائیں تو چھوٹے والے سہام کے عدد سے مسئلہ بنائیں گے مثلاً نصف اور ربع پانے والے آجائیں تو مسئلہ ۴ر سے بنے گا۔

(۳) کالم اول کا نصف کالم ثانی کے کسی سہم سے بھی مل جائے تو مسئلہ ۶ر سے بنائیں گے مثلاً نصف پانے والے اور ثلث پانے والے یا نصف پانے والے اور سدس پانے والے آجائیں تو مسئلہ ۶ر سے بنے گا۔

(۴) کالم اول کا ربع کالم ثانی کے کسی سہم سے بھی مل جائے تو مسئلہ ۱۲ر سے بنے گا مثلاً ربع پانے والے اور ثلث پانے والے آجائیں تو مسئلہ ۱۲ر سے بنے گا۔

(۵) کالم اول کا ثمن کالم ثانی کے کسی سہم سے بھی مل جائے تو مسئلہ ۲۴ سے بنے گا۔

(۱/۳۰۶۸) اِذَا کَانَ فِی الْمَسْئَلَةِ نِصْفٌ وَنِصْفٌ اَوْ نِصْفٌ وَمَا بَقِیَ فَاَصْلُهَا مِنَ اثْنَیْنِ.

ترجمہ: جب مسئلہ میں دو نصف ہوں یا ایک نصف اور باقیہ ہو تو اصل مسئلہ دو سے بنے گا۔

تشریح: جب مسئلہ میں دو نصف ہوں مثلاً میت ایک شوہر اور ایک حقیقی بہن چھوڑے یا ایک نصف ہو اور باقی ہو مثلاً شوہر اور چچا چھوڑے تو دونوں صورتوں میں مسئلہ دو سے بنے گا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(۲/۳۰۶۹) وَاِنْ كَانَ فِيهَا ثُلُثٌ وَمَا بَقِيَ اَوْ ثُلُثَانِ وَمَا بَقِيَ فَاَصْلُهَا مِنْ ثَلٰثَةٍ.

ترجمہ: اور اگر ہو اس میں تہائی اور مابقیہ یا دو تہائی اور مابقیہ تو اصل مسئلہ تین سے بنے گا۔

تشریح: ثلث اور مابقیہ کی مثال مثلاً ماں اور چچا وارث ہوں، ثلثان اور مابقیہ جیسے دو لڑکیاں اور چچا وارث ہوں تو اصل مسئلہ تین سے بنے گا۔

مسئلہ: ۳

میت ———————————— عاطف

۲ر لڑکیاں	چچا
ثلثان	عصبہ
۲	۱

(۳/۳۰۷۰) وَاِنْ كَانَ فِيهَا رُبُعٌ وَمَا بَقِيَ اَوْ رُبُعٌ وَنِصْفٌ فَاَصْلُهَا مِنْ اَرْبَعَةٍ.

ترجمہ: اور اگر ہو اس میں ربع اور مابقیہ یا ربع اور نصف تو اصل مسئلہ ۴ر سے ہوگا۔

تشریح: ربع اور مابقیہ کی مثال جیسے ایک بیوی اور چچا چھوڑا تو مسئلہ ۴ر سے بنے گا۔

مسئلہ: ۴

مثال میت ———————————— خویلد

زوجہ	عم
ربع	عصبہ بنفسہ
۱	۳

ربع اور نصف کی مثال:

مسئلہ: ۴

مثال میت ————————————

شوہر	ایک بیٹی	چچا
۱	۲	۱

(۴/۳۰۷۱) وَاِنْ كَانَ فِيهَا ثُمُنٌ وَمَا بَقِيَ اَوْ ثُمُنٌ وَنِصْفٌ فَاَصْلُهَا مِنْ ثَمَانِيَةٍ.

ترجمہ: اور اگر ہو اس میں ثمن اور مابقیہ یا ثمن اور نصف تو اصل مسئلہ ۸ر سے بنے گا۔

تشریح: ثمن اور مابقیہ کی مثال:

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ: ۸

مثال		
	میت ————	زاہد
	زوجہ	ابن
	ثمن	عصبہ بنفسہ
	۱	۷

مسئلہ: ۸

ثمن اور نصف کی مثال	میت ————		ساجد
	بیوی	ایک بیٹی	چچا
	۱	۴	۳

(۵/۳۰۷۲) وَاِنْ كَانَ فِيهَا نِصْفٌ وَثُلُثٌ اَوْ نِصْفٌ وَسُدُسٌ فَاَصْلُهَا مِنْ سِتَّةٍ وَتَعُوْلُ اِلَى سَبْعَةٍ وَثَمَانِيَةٍ وَتِسْعَةٍ وَعَشَرَةٍ.

ترجمہ: اور اگر ہو اس میں نصف اور ثلث یا نصف اور سدس تو اصل مسئلہ ۶ر سے بنے گا، جو عول کرے گا سات آٹھ نو دس کی طرف۔

عول کے لغوی و اصطلاحی معنی

تشریح: عول کے لغوی معنی زیادتی اور غلبہ کے ہیں عربی محاورہ ہے عال المیزانُ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب ترازو کا ایک پلڑا دوسرے پلڑے میں زیادتی کی وجہ سے اٹھ جاتا ہے۔

اصطلاحی تعریف: مخرج سے حصوں کے بڑھ جانے کی صورت میں مخرج کے اجزاء میں اضافہ کرنا جیسے ایک خربوزہ چار میں تقسیم کرنا ہو تو اس کے چار حصے کریں گے لیکن اگر لینے والے پانچ ہو جائیں تو اس کے چار کے بجائے پانچ حصے کریں گے یہی مطلب مخرج کے اجزاء میں اضافہ کا ہے اور اسی کا نام عول ہے۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ۶ر کا عول ۱۰ر تک آتا ہے ہر ایک کی مثال ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ $\frac{\text{عـ۷}}{\text{۶}}$

میت ————		نزہت
شوہر	حقیقی بہن	اخیافی بہن
نصف	نصف	سدس
۳	۳	۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ ع ۸/۶

میت ———————— نکہت

شوہر	۲؍حقیقی بہنیں	ام
نصف	ثلثان	سدس
۳	۴	۱

مسئلہ ع ۹/۶

میت ———————— عشرت

شوہر	۲؍حقیقی بہنیں	۲،اخیافی بہنیں
نصف	ثلثان	ثلث
۳	۴	۲

مسئلہ ع ۱۰/۶

میت ———————— رفعت

شوہر	۲؍حقیقی بہنیں	۲؍اخیافی بہنیں	ام
۳	۴	۲	۱

(۶/۳۰۷۳) وَإِنْ كَانَ مَعَ الرُّبْعِ ثُلُثٌ أَوْ سُدُسٌ فَأَصْلُهَا مِنَ اثْنَىْ عَشَرَ وَتَعُوْلُ إِلَى ثَلٰثَةَ عَشَرَ وَخَمْسَةَ عَشَرَ وَسَبْعَةَ عَشَرَ.

ترجمہ: اور اگر ہو ربع کے ساتھ ثلث یا سدس تو اصل مسئلہ بارہ سے بنے گا، جو عول کرے گا تیرہ پندرہ سترہ کی طرف۔

تشریح: اگر مسئلہ میں ربع کے ساتھ ثلث یا سدس ہو تو اصل مسئلہ بارہ سے بنے گا اور بارہ کا عول تیرہ، پندرہ اور سترہ آتا ہے یعنی طاق عدد میں عول آتا ہے، ہر ایک کی مثال ذیل میں درج ہے۔

مسئلہ ع ۱۳/۱۲

میت ———————— ظفر

بیوی	دو حقیقی بہنیں	ایک اخیافی بہن
ربع	ثلثان	سدس
۳	۸	۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ $\frac{۱۵}{۱۲}$ ع

میت ———————— ظفیر

بیوی	دو حقیقی بہنیں	دو اخیافی بہنیں
ربع	ثلثان	ثلث
۳	۸	۴

مسئلہ $\frac{۱۷}{۱۲}$ ع

میت ———————— مظفر

بیوی	دو حقیقی بہنیں	۲؍اخیافی بہنیں	ماں
ربع	ثلثان	ثلث	سدس
۳	۸	۴	۲

(۳۰۷۴/۷) وَاِذَا كَانَ مَعَ الثُّمُنِ سُدُسَانِ اَوْ ثُلُثَانِ فَاَصْلُهَا مِنْ اَرْبَعَةٍ وَّعِشْرِيْنَ وَتَعُوْلُ اِلٰى سَبْعَةٍ وَّعِشْرِيْنَ.

ترجمہ: اور جب ہو ثمن کے ساتھ دو سدس یا دو ثلث تو اصل مسئلہ چوبیس سے بنے گا اور عول کرے گا ستائیس کی طرف۔

تشریح: اگر ثمن کے ساتھ سدسان یا ثلثان ہوں تو اصل مسئلہ ۲۴؍ سے ہوگا اور جمہور امت کے نزدیک ۲۴؍ کا عول صرف ۲۷؍ آتا ہے، اس کے علاوہ نہیں آتا مگر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے نزدیک ۲۴؍ کے دو عول آتے ہیں (۱) ۲۷؍ (۲) ۳۱؍ جمہور امت کا فتویٰ حضرات جمہور کے قول کے مطابق ہے۔

۲۴؍ کا عول عند الجمہور

مسئلہ $\frac{۲۷}{۲۴}$ ع

میت ———————— کریمہ

بیوی	دو لڑکیاں	ماں	باپ
ثمن	ثلثان	سدس	سدس
۳	۱۶	۴	۴

۲۴ کا عول عند ابن مسعود

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ $\frac{\text{ع}۳۱}{۲۴}$

میت ——— کریمہ

بیوی	ابن (کافر یا قاتل)	ام	۲/حقیقی بہنیں	۲/اخیافی بہنیں
ثمن	محروم	سدس	ثلثان	ثلث
۳		۴	۱۶	۸

لیکن جمہور فقہاء اور احناف کے نزدیک بارہ سے مسئلہ بنے گا اور سترہ سے عائلہ ہو جائے گا جیسے

مسئلہ $\frac{\text{ع}۱۷}{۱۲}$

میت ——— افروز

بیوی	ماں	۲/حقیقی بہنیں	۲/اخیافی بہنیں	ابن (کافر)
ربع	سدس	ثلثان	ثلث	محروم
۳	۲	۸	۴	

(۳۰۷۵/۸) وَإِذَا انْقَسَمَتِ الْمَسْئَلَةُ عَلَى الْوَرَثَةِ فَقَدْ صَحَّتْ وَإِنْ لَمْ تَنْقَسِمْ سِهَامُ فَرِيْقٍ مِنْهُمْ عَلَيْهِمْ فَاضْرِبْ عَدَدَهُمْ فِيْ اَصْلِ الْمَسْئَلَةِ وَعَوْلِهَا اِنْ كَانَتْ عَائِلَةً فَمَا خَرَجَ صَحَّتْ مِنْهُ الْمَسْئَلَةُ كَامْرَأَةٍ وَاَخَوَيْنِ لِلْمَرْأَةِ الرُّبُعُ سَهْمٌ وَلِلْاَخَوَيْنِ مَا بَقِيَ ثَلٰثَةُ اَسْهُمٍ وَلَا تَنْقَسِمُ عَلَيْهِمَا فَاضْرِبْ اثْنَيْنِ فِيْ اَصْلِ الْمَسْئَلَةِ فَتَكُوْنُ ثَمَانِيَةً وَمِنْهَا تَصِحُّ الْمَسْئَلَةُ.

ترجمہ: اور جب برابر تقسیم ہو جائے مسئلہ ورثاء پر تو وہ صحیح ہو گیا اور اگر تقسیم نہ ہوں ان میں سے کسی ایک فریق کے حصے ان پر تو ضرب دے اس فریق کے عدد کو اصل مسئلہ میں اور اس کے عول میں اگر عول والا ہو پس جو حاصل ضرب ہو اس سے مسئلہ صحیح ہو گا جیسے بیوی اور دو بھائی کہ بیوی کا ربع ہے ایک حصہ اور دو بھائیوں کے لئے بقیہ تین حصے ہیں جو ان پر تقسیم نہیں ہوتے پس ضرب دے دو کو اصل مسئلہ میں تو یہ آٹھ ہو جائیں گے اور اسی سے مسئلہ صحیح ہو گا۔

تصحیح کا بیان

تشریح: اگر ہر فریق کے حصے ان کے رؤس پر بلا کسر تقسیم ہو جائیں تو ضرب کی کوئی ضرورت نہیں۔

مثال

مسئلہ ۶

میت ———

ماں	باپ	لڑکی	لڑکی
سدس	سدس وعصبہ	ثلثان	
۱	۱	۲	۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اس مثال میں چھ سے مسئلہ بنا ماں اور باپ کو ایک ایک سہام ملے اور دونوں لڑکیوں کو دو دو سہام ملے ہر وارث پر سہام بلا کسر تقسیم ہو گئے اس لئے ضرب کی ضرورت نہیں پڑی، اور اگر ایک فریق پر کسر واقع ہو اور ان کے سہام ورؤس کے درمیان توافق کی نسبت ہو تو عدد رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دینے سے اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دینے سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی تصحیح سے ہر فریق کے سہام نکالنے کے لئے اصل مسئلہ سے ملے ہوئے سہام کو مضروب میں ضرب دیا جائے گا، مثلاً کسی نے ایک بیوی اور دو بھائی وارث چھوڑے، تو چوتھائی مال زوجہ کا ہے اور باقی دو بھائیوں کا لیکن باقی تین حصے ہیں جو ان دونوں پر برابر تقسیم نہیں ہو سکتے، لہٰذا دو کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائیگی اور اصل مسئلہ چار سے ہے تو دو کو چار میں ضرب دینے سے آٹھ ہو گئے پس آٹھ سے مسئلہ کی تصحیح ہو گی یعنی زوجہ کو دو سہام اور ہر بھائی کو تین تین سہام ملیں گے۔

مسئلہ ع $\frac{8}{4}$

مثال میت

بیوی		بھائی	③	بھائی
$\frac{1}{2}$		۳		۳

عول میں ضرب دینے کی مثال

مسئلہ ت $\frac{45}{}$ ع $\frac{15}{12}$

میت ذکری

شوہر	باپ	ماں	۶ لڑکیاں
ربع	سدس وعصبہ	سدس	ثلثان
$\frac{3}{9}$	$\frac{2}{6}$	$\frac{2}{6}$	$\frac{8}{24}$

وضاحت: یہ مسئلہ عائلہ ہے شوہر کو تین سہام باپ کو دو سہام اور ماں کو دو سہام ملے ہیں ان میں سے کسی پر کسر واقع نہیں ہوتی مگر چھ لڑکیوں کو آٹھ سہام ملے ہیں جو ان پر برابر تقسیم نہیں ہوتے اور عدد رؤس (چھ) اور سہام (آٹھ) میں توافق بالنصف ہے چھ کا وفق 'تین' اور آٹھ کا وفق 'چار' ہے۔

پس چھ کے وفق '۳' کو عول ۱۵ر میں ضرب دیا تو حاصل ضرب ۴۵ سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی پھر تصحیح سے مذکورہ بالا طریقہ پر ہر فریق کے سہام نکالے گئے۔

(۹/۳۰۷۶) فَإِنْ وَافَقَ سِهَامُهُمْ عَدَدَهُمْ فَاضْرِبْ وَفْقَ عَدَدِهِمْ فِيْ أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ كَامْرَأَةٍ وَسِتَّةِ إِخْوَةٍ لِلْمَرْأَةِ الرُّبُعُ وَلِلْإِخْوَةِ ثَلٰثَةُ أَسْهُمٍ لَاتَنْقَسِمُ عَلَيْهِمْ فَاضْرِبْ ثُلُثَ عَدَدِهِمْ فِيْ أَصْلِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الْمَسْئَلَةِ وَمِنْهَا تَصِحُّ.

ترجمہ: اگر توافق ہو سہام اور عدد رؤس میں تو ضرب دے وفق عدد کو اصل مسئلہ میں جیسے ایک بیوی اور چھ بھائی بیوی کے لئے چوتھائی ہے اور بھائیوں کے لئے تین سہام ہیں جو ان پر تقسیم نہیں ہوتے تو ان کے ثلث عدد یعنی دو کو اصل مسئلہ میں ضرب دے اسی سے مسئلہ صحیح ہو جائے گا۔

توافق اور وفق کی تعریف

تشریح: صورتِ مسئلہ سمجھنے سے قبل یہ باتیں ذہن میں رکھیں۔ توافق۔ دو عددوں میں سے چھوٹا عدد تو بڑے کو نہ کاٹے البتہ کوئی تیسرا عدد ایسا ہو جو دونوں کو کاٹ دے تو ان دونوں عددوں کی آپسی نسبت کو ''توافق'' کہیں گے۔

وفق: تیسرا عدد دونوں کو 'جتنی مرتبہ' میں کاٹتا ہے اس کو اس عدد کا ''وفق'' کہتے ہیں جیسے آٹھ اور بیس ان میں سے ایک دوسرے کو نہیں کاٹتا البتہ چار ان دونوں کو کاٹتا ہے آٹھ کو دو بار میں اور بیس کو پانچ بار میں تو ان دونوں عددوں میں ''توافق بالربع'' کی نسبت ہوگی آٹھ کا وفق دو ہوگا اور بیس کا پانچ، اب دیکھو کہ اگر سہام ورثاء اور ان کے اعداد میں توافق ہو تو ان کے وفق عدد کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے۔

نوٹ: لفظ توافق تداخل کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

مسئلہ $\frac{8}{4}$

میت		مذکر
بیوی		۶ / بھائی
ربع		$\frac{3}{6}$
$\frac{1}{2}$		

وضاحت: بھائی کے عدد رؤس (چھ) اور سہام (تین) میں تداخل کی نسبت ہے عدد رؤس کے ''دخل'' (دو) کو اصل مسئلہ (چار) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب آٹھ سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی۔ پھر بیوی کو اصل مسئلہ (چار) سے ملے ہوئے سہام (ایک) کو مضروب (دو) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (دو) بیوی کا حصہ نکلا اور بھائی کو اصل مسئلہ (چار) سے ملے ہوئے سہام (تین) کو مضروب (دو) میں ضرب دیا تو حاصل ضرب (چھ) بھائیوں کا تصحیح سے حصہ نکلا۔

(۳۰۷۷/۱۰) فَاِنْ لَّمْ تَنْقَسِمْ سِهَامُ فَرِيْقَيْنِ اَوْ اَكْثَرَ فَاضْرِبْ اَحَدَ الْفَرِيْقَيْنِ فِي الْآخَرِ ثُمَّ اجْتَمَعَ فِي الْفَرِيْقِ الثَّالِثِ ثُمَّ مَا اجْتَمَعَ فِيْ اَصْلِ الْمَسْئَلَةِ.

ترجمہ: اگر تقسیم نہ ہوں دو فریق یا اس سے زیادہ کے سہام تو ضرب دے ایک فریق کے عدد کو دوسرے میں پھر حاصل ضرب کو ضرب دے تیسرے فریق کے عدد میں پھر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں۔

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نسبت تباین کا بیان

تشریح: جب بھی دو عددوں کا تحقق ہوگا تو ان کے مابین چار نسبتوں تماثل، تداخل توافق تباین میں سے کوئی ایک نسبت ضرور پائی جائے گی اس عبارت میں تباین کی صورت کو بیان فرمایا ہے لہٰذا اولاً تباین کی تعریف جان لینا ضروری ہے۔

تباین: ایسے دو عددوں کی نسبت کو کہتے ہیں جو نہ تو برابر ہوں نہ چھوٹا عدد بڑے عدد کو کاٹے اور نہ ہی کوئی تیسرا عدد دونوں کو کاٹے جیسے چار اور پانچ یہ نہ برابر ہیں نہ چھوٹا بڑے کو کاٹتا ہے اور نہ ہی کوئی تیسرا عدد دونوں کو کاٹتا ہے، صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کئی جماعتوں پر کسر واقع ہو اور ہر ایک کے عدد رؤس میں 'تباین' کی نسبت ہو تو ایک عدد کو دوسرے میں ضرب دیا جائے پھر حاصل ضرب کو تیسرے عدد میں ضرب دیا جائے پھر جو حاصل ضرب ہو اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیا جائے اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

مسئلہ $\frac{360}{12}$ تـ

مثال میت ——— احمد

۲ر بیویاں	۵ر دادیاں	۳ر اخیافی بہنیں	ار چچا
۳	۲	۴	۳
۹۰	۶۰	۱۲۰	۹۰
۴۵	۱۲	۴۰	

وضاحت: دو اور پانچ میں تباین کی نسبت ہے اس لئے دو کو پانچ میں ضرب دیا، حاصل ضرب دس ہوا، پھر حاصل ضرب دس اور اگلے عدد میں بھی تباین کی نسبت ہے، اس لئے دس کو تین میں ضرب دیا تو حاصل ضرب تیس ہوگیا پھر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ بارہ میں ضرب دیا تو حاصل ضرب تین سو ساٹھ ہوگیا اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی پھر ورثاء کے سہام کی تخریج کے لئے اصل مسئلہ بارہ سے ملے ہوئے سہام کو مضروب تیس میں ضرب دیا تو ہر فریق کا حصہ نکل آیا پھر حاصل ضرب کو عدد رؤس پر تقسیم کیا تو ہر فرد کا حصہ نکل آیا۔

(۱۱/۳۰۷۸) فَإِنْ تَسَاوَتِ الْأَعْدَادُ أَجْزَأَ أَحَدُهُمَا عَنِ الْآخَرِ كَامْرَأَتَيْنِ وَأَخَوَيْنِ فَاضْرِبِ اثْنَيْنِ فِي أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ.

ترجمہ: اگر برابر ہوں اعداد تو کافی ہوگا ان میں سے ایک دوسرے کے لئے جیسے دو بیویاں اور دو بھائی پس ضرب دے دو کو اصل مسئلہ میں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نسبت تماثل کا بیان

تشریح: اس عبارت میں نسبت تماثل مع مثال کے بیان کی ہے۔

تماثل کی تعریف: ایک عدد کا دوسرے عدد کے برابر اور ہم مثل ہونا جیسے ۴۔۴= دونوں برابر اور ہم مثل ہیں، اس طرح کے دو عددوں کے درمیان جو نسبت ہوگی وہ تماثل کی نسبت کہلاتی ہے۔

صورت مسئلہ یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ فریق پر کسر واقع ہو جائے اور ان کے عدد روٴس اور عدد روٴس کے درمیان میں تماثل کی نسبت ہو تو ایسی صورت میں کسی بھی ایک فریق کے عدد روٴس کو لے کر اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے تو اس سے مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گی۔

مسئلہ $\frac{۸}{تہ ۴}$

میت	احمد
۲/ بیویاں	۲/ بھائی
۱	۳
۲	۶

وضاحت: وارث دو بیویاں اور دو بھائی ہیں تو اصل مسئلہ چار سے بنا اور ہر فریق پر کسر واقع ہے اس لئے دو کو چار میں ضرب دیا آٹھ سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی جن میں دو سہام دونوں بیویوں کے اور چھ سہام دونوں بھائیوں کو ملیں گے۔

(۱۲/۳۰۷۹) وَاِنْ كَانَ اَحَدُ الْعَدَدَيْنِ جُزْءً مِنَ الْآخَرِ اَغْنَى الْاَكْثَرُ عَنِ الْاَقَلِّ كَاَرْبَعِ نِسْوَةٍ وَاَخَوَيْنِ اِذَا ضَرَبْتَ الْاَرْبَعَةَ اَجْزَاكَ عَنِ الْآخَرِ.

ترجمہ: اور اگر دو عددوں میں سے ایک فریق کا عدد جزء ہو دوسرے فریق کے عدد کا تو کفایت کرے گا اکثر اقل سے جیسے چار بیویاں اور دو بھائی کہ جب تو ضرب دے چار کو تو کفایت کرے گا دوسرے سے۔

نسبت تداخل کا بیان

تشریح: اس عبارت میں نسبت تداخل کو سمجھایا ہے، تداخل کے لغوی معنی تو ایک چیز کا دوسری چیز میں گھسنا اور اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ دو مختلف عددوں میں سے چھوٹا عدد اگر بڑے عدد کو کاٹ دے تو دونوں کے درمیان تداخل کی نسبت ہوگی مثلاً تین اور نو ان میں تین نو کو تین بار میں کاٹ دیتا ہے، صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب متعدد فریق پر کسر واقع ہو رہی ہو تو اعداد روٴس میں جو عدد بڑا ہو اس کو اصل مسئلہ میں ضرب دیدو یہ ضرب دینا باقی اعداد کے لئے بھی کافی ہو جائے گا حاصل ضرب اس مسئلہ کی تصحیح ہوگی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ $\frac{16}{4}$

مثال میت ——— احمد

۲ ر بھائی	۴ ر بیویاں
$\frac{3}{12}$	$\frac{1}{4}$

(۱۳/۳۰۸۰) فَإِنْ وَافَقَ أَحَدُ الْعَدَدَيْنِ الْآخَرَ ضَرَبْتَ وَفْقَ أَحَدِهِمَا فِيْ جَمِيْعِ الْآخَرِ ثُمَّ مَا اجْتَمَعَ فِيْ أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ كَأَرْبَعِ نِسْوَةٍ وَأُخْتٍ وَسِتَّةِ أَعْمَامٍ فَالسِّتَّةُ تُوَافِقُ الْأَرْبَعَةَ بِالنِّصْفِ فَاضْرِبْ نِصْفَ أَحَدِهِمَا فِيْ جَمِيْعِ الْآخَرِ ثُمَّ فِيْ أَصْلِ الْمَسْئَلَةِ تَكُوْنُ ثَمَانِيَةً وَأَرْبَعِيْنَ وَمِنْهَا تَصِحُّ الْمَسْئَلَةُ .

ترجمہ: اگر توافق ہو دونوں فریقوں کے عدد میں تو ضرب دے ۲ میں سے ایک کے وفق سے دوسرے کے کل میں پھر حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں، جیسے چار بیویاں اور ایک بہن اور چھ چچا کہ چھ اور چار میں توافق بالنصف ہے، تو ان میں سے ایک کے نصف کو دوسرے کے کل میں ضرب دے پھر اصل مسئلہ میں ضرب دے تو یہ اڑتالیس ہوں گے اور اسی سے مسئلہ صحیح ہو جائے گا۔

نسبت توافق کا بیان

تشریح: نسبت کی اقسام اربعہ میں سے توافق کا بیان ہے، توافق کی تعریف مسئلہ (۱۰) کے تحت گذر چکی ہے، قاعدہ یہ ہے کہ اگر وارثوں کی کئی جماعتوں پر کسر واقع ہو اور ان کے عدد رؤس کے درمیان 'توافق' کی نسبت ہو تو کسی بھی ایک جماعت کے عدد رؤس کے وفق کو دوسری جماعت کے پورے عدد رؤس میں ضرب دیں گے، پھر حاصل ضرب اور تیسری جماعت کے عدد رؤس کے درمیان نسبت دیکھیں گے اگر توافق کی نسبت ہو تو حاصل ضرب کو تیسری جماعت کے عدد رؤس کے وفق میں ضرب دیں گے پھر آخری حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے تو مسئلہ کی تصحیح ہو جائے گی۔

مسئلہ $\frac{48}{4}$

توافق بالنصف

مثال میت ——— حمدان

۶ ر چچا	ایک بہن	۴ ر زوجہ
$\frac{1}{12}$	$\frac{2}{24}$	$\frac{1}{12}$
۲	۲۴	۳

وضاحت: چھ اور چار میں توافق کی نسبت تھی دو کا عدد دونوں کو فنا کر رہا تھا اسلئے چھ کو چار کے وفق دو میں ضرب دیا تو بارہ ہوا پھر بارہ کو اصل مسئلہ ۴ ر میں ضرب دیا تو اڑتالیس ہوا بارہ سے اصل مسئلہ چار میں ضرب دیا تھا اسلئے بارہ سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیویوں کا حصہ ایک میں ضرب دیا تو بارہ آئے گا جو چار بیویوں کا حصہ ہے اسی طرح بارہ سے بہن کے حصے دو میں ضرب دیں تو چوبیس آئے گا اسی طرح بارہ سے چھ چچا کا حصہ ایک میں ضرب دیں تو بارہ آئے گا جو چھ چچاؤں کا حصہ ہے۔

(۱۴/۳۰۸۱) فَإِذَا صَحَّتِ الْمَسْئَلَةُ فَاضْرِبْ سِهَامَ كُلِّ وَارِثٍ فِي التَّرِكَةِ ثُمَّ اقْسِمْ مَا اجْتَمَعَ عَلٰى مَا صَحَّتْ مِنْهُ الْفَرِيْضَةُ يَخْرُجُ حَقُّ الْوَارِثِ.

ترجمہ: جب صحیح ہو جائے مسئلہ تو ضرب دے ہر وارث کے سہام کو ترکہ میں پھر تقسیم کر حاصل ضرب کو اس پر جس سے مسئلہ صحیح ہوا ہے تو ہر وارث کا حق نکل آئے گا۔

ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ

تشریح: ترکہ میں سے ہر وارث کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تصحیح اور ترکہ کے درمیان نسبت دیکھی جائے اگر تباین کی نسبت ہو تو ہر وارث کو تصحیح سے جو سہام ملے ہیں ان کو پورے ترکہ میں ضرب دیا جائے پھر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کیا جائے تو خارج قسمت ترکہ میں سے اس وارث کا حصہ ہوگا۔

ترکہ اور تصحیح کے درمیان تباین کی مثال

مسئلہ ۶

میت ________ احمد ترکہ ۷/دینار

بنت	بنت	ام	اب
ثلثان		سدس	سدس
۲	۲	۱	۱
۲ $\frac{۲}{۶}$	۲ $\frac{۲}{۶}$	۱ $\frac{۱}{۶}$	۱ $\frac{۱}{۶}$

وضاحت: ترکہ میں سے لڑکی کا حصہ معلوم کرنے کے لئے اس کے تصحیح سے ملے ہوئے سہام (دو) کو ترکہ (سات) میں ضرب دیا پھر حاصل ضرب (چودہ) کو تصحیح (چھ) پر تقسیم کیا تو خارج قسمت ۲ $\frac{۲}{۶}$ ایک لڑکی کا ترکہ میں سے حصہ ہوا دوسری لڑکی کو بھی اتنا ہی ملے گا۔

ماں کو تصحیح سے ملے ہوئے سہام ایک کو کل ترکہ سات میں ضرب دیا پھر حاصل ضرب سات کو چھ پر تقسیم کیا تو خارج قسمت ۱ $\frac{۱}{۶}$ ماں کا حصہ ہوا، باپ کا حصہ بھی بعینہٖ اسی طرح نکلے گا۔ اب تمام اعداد کو جوڑ کر دیکھ لیں کہ ترکہ (۷ دینار) پورا تقسیم ہوا یا نہیں؟ سالم عددوں کو جوڑنے کا طریقہ تو واضح ہے اور کسور کو جوڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ لکیر کے اوپر کے اعداد کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جمع کریں اگران کا مجموعہ چھ ہو جائے تو وہ ایک کامل ہو گیا اس کو سالم اعداد میں جمع کر دیں۔

(۱۵/۳۰۸۲) وَاِذَا لَمْ تُقْسِمِ التَّرِكَةُ حَتّٰی مَاتَ اَحَدُ الْوَرَثَةِ فَاِنْ كَانَ مَا يُصِيْبُهُ مِنَ الْمَيِّتِ الْاَوَّلِ يَنْقَسِمُ عَلٰی عَدَدِ وَرَثَتِهٖ فَقَدْ صَحَّتِ الْمَسْئَلَتَانِ مِمَّا صَحَّتِ الْاُوْلٰی وَاِنْ لَمْ تَنْقَسِمْ صَحَّتْ فَرِيْضَةُ الْمَيِّتِ الثَّانِيْ بِالطَّرِيْقَةِ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا ثُمَّ ضَرَبْتَ اِحْدَی الْمَسْئَلَتَيْنِ فِي الْاُخْرٰی وَاِنْ لَمْ يَكُنْ بَيْنَ سِهَامِ الْمَيِّتِ الثَّانِيْ وَمَا صَحَّتْ مِنْهُ فَرِيْضَةٌ مُوَافَقَةٌ فَاِنْ كَانَتْ سِهَامُهُمْ مُوَافَقَةً فَاضْرِبْ وَفْقَ الْمَسْئَلَةِ الثَّانِيَةِ فِي الْاُوْلٰی فَمَا اجْتَمَعَ صَحَّتْ مِنْهُ الْمَسْئَلَتَانِ وَكُلُّ مَنْ لَهٗ شَیْءٌ مِنَ الْمَسْئَلَةِ الْاُوْلٰی مَضْرُوْبٌ فِيْمَا صَحَّتْ مِنْهُ الْمَسْئَلَةُ الثَّانِيَةُ وَمَنْ كَانَ لَهٗ شَیْءٌ مِنَ الْمَسْئَلَةِ الثَّانِيَةِ مَضْرُوْبٌ فِيْ وَفْقِ تَرِكَةِ الْمَيِّتِ الثَّانِيْ وَاِذَا صَحَّتْ مَسْئَلَةُ الْمُنَاسَخَةِ وَاَرَدْتَّ مَعْرِفَةَ مَا يُصِيْبُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْ حِسَابِ الدَّرَاهِمِ قَسَمْتَ مَا صَحَّتْ مِنْهُ الْمَسْئَلَةُ عَلٰی ثَمَانِيَةٍ وَاَرْبَعِيْنَ فَمَا خَرَجَ اَخَذْتَ لَهٗ مِنْ سِهَامِ كُلِّ وَارِثٍ حَبَّةً وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ.

ترجمہ: ابھی تقسیم نہ ہوا تھا ترکہ کہ کوئی وارث مر گیا پس اگر ہو وہ جو پہنچتا ہے اس کو پہلی میت سے تقسیم ہو جاتا ہے اس کے وارثوں کی تعداد پر تو صحیح ہو جائیں گے دونوں مسئلے اسی سے جس سے صحیح ہوا ہے پہلا مسئلہ اور اگر تقسیم نہ ہو تو صحیح ہوگا میت ثانی کا فریضہ اس طریقہ سے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے پھر ضرب دے گا تو ایک مسئلہ کو دوسرے میں اگر نہ ہو میت ثانی کے سہام میں اور اس میں جس سے صحیح ہوا ہے فریضہ موافقت اور اگر ان کے سہام میں موافقت ہو تو ضرب دے دوسرے مسئلہ کے وفق کو پہلے مسئلہ میں پس جو حاصل ضرب ہو اس سے صحیح ہوں گے دونوں مسئلے اور جس کو کچھ ملا ہے پہلے مسئلہ سے وہ ضرب دیا جائے گا اس سے جس سے صحیح ہوا ہے دوسرا مسئلہ اور جس کو کچھ ملا ہے دوسرے مسئلہ سے وہ ضرب دیا جائے گا میت ثانی کے ترکہ کے وفق میں جب صحیح ہو جائے مناسخہ کا مسئلہ اور چاہے تو اس حصہ کو معلوم کرنا جو پہنچتا ہے ہر ایک کو دراہم کے حساب سے تو تقسیم کر دے اس عدد کو جس سے صحیح ہوا ہے مسئلہ اڑتالیس پر پھر جو خارج قسمت ہو ہر وارث کے سہام سے اس کا حصہ لے لے اور اللہ ہی درستگی کو زیادہ جاننے والا ہے۔

تشریح: یہاں سے مناسخہ کے احکام کا بیان ہے۔

مناسخہ کے لغوی: مناسخہ مفاعلۃ کا مصدر ہے نسخ سے مشتق ہے زائل کرنا، باطل کرنا، نقل کرنا۔

اصطلاحی تعریف: بعض یا تمام وارثوں کے حصوں کا ان کے بعد والوں کی طرف استحقاق وراثت کی وجہ سے منتقل ہو جانا۔

چند اصطلاحات: (۱) مورث اعلیٰ: مناسخہ میں سب سے پہلا مرنے والا۔ (۲) مافی الید: اس کا مختصر 'مف' ہے (یعنی میم اور بے نقطہ کی فا) میت کے حصہ کو کہتے ہیں جو اسے اوپر کے ایک یا چند مورثوں سے ملا ہوا سے میت

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی لمبی لکیر کی بائیں جانب لکھا جاتا ہے۔

(۳) **قبر کا نشان**: ہر میت کا مافی الید نقل کرنے کے بعد نقل کئے ہوئے حصے کو فوراً گھیر دیا جاتا ہے جس کی ہیأت لـــا یہ ہوتی ہے اساتذہ اس کو علامت قبر کہتے ہیں، یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ وہ مر چکا ہے، اور اس کے حصے منتقل ہو گئے ہیں۔

(۴) **المبلغ**: مناسخہ کے آخری حاصل ضرب کو کہتے ہیں۔

الاحیاء: تمام زندہ ورثاء کو کہتے ہیں اخیر میں اسے خوب لمبائی میں لکھ کر اس کے نیچے تمام زندہ ورثاء کے نام اور ناموں کے نیچے ان کے حصے لکھے جاتے ہیں۔

چند ہدایات:

(۱) مناسخہ میں آئے ہوئے تمام افراد (وارث مورث) کے نام مع رشتہ لکھنا ضروری ہے (۲) ہر دوسری میت کے وارثوں کے نام اور رشتے لکھتے وقت اوپر کے ورثاء کو ایک نظر دیکھ لینا چاہئے اس لئے کہ ایک وارث کو کئی رشتوں کی وجہ سے متعدد جگہوں سے وراثت مل سکتی ہے۔ (۳) تصحیح ثانی اور مافی الید میں جو بھی نسبت ہو میت کی لمبی لکیر کے درمیان واضح کر دینی چاہئے۔ (۴) اگر میت کو متعدد جگہوں سے حصے ملے ہیں تو مافی الید لکھتے وقت متعدد حصوں کو اور 'الاحیاء' لکھتے وقت ہر وارث کے متعدد حصوں کو جوڑ لینا چاہئے۔

نوٹ: ان میں سے ہر بات کا لحاظ ضروری ہے ورنہ غلطی ہو سکتی ہے۔

اصولِ مناسخہ

پہلے میت اول کے مسئلہ کی تصحیح گذشتہ قواعد کی روشنی میں کر لی جائے اور میت اول کے ورثاء کو سہام دے دیئے جائیں پھر میت ثانی کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے اور میت ثانی کا حصہ جو میت اول سے ملا ہے اسے میت کی لمبی لکیر کی بائیں جانب مافی الید کا نشان بنا کر لکھ لیا جائے پھر میت ثانی کی تصحیح اور مافی الید میں نسبت دیکھی جائے۔

(۱) اگر تماثل کی نسبت ہو تو ایسی صورت میں مافی الید اس بطن کی تصحیح پر برابر تقسیم ہو جائے گا اور آگے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں بطن اول کی تصحیح ہی دونوں بطنوں کی تصحیح شمار ہوگی۔

تماثل کی مثال:

مسئلہ ۲

میت

ابن (جمال)	بنت (جمیلہ)
②	۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ ۲

میت ——— جمال مف ۲

ابن (کمال) ابن (اکمل)

۱ ۱

المبلغ ۳

الاحیــــــاء

جمیلہ کمال اکمل

۱ ۱ ۱

وضاحت: تصحیح ثانی اور مافی الید میں تماثل کی نسبت ہے، اس لئے مزید کچھ نہیں کیا گیا جمیل کا ترکہ تین حصوں میں تقسیم ہوا اور ہر زندہ وارث کو ایک ایک ملا۔

(۲) اگر تصحیح اور مافی الید میں توافق کی نسبت ہو تو دونوں کا وفق نکال لو اور جس عدد سے وفق نکلے اس کو بینہما توافق' لکھ کر ظاہر کردو پھر تصحیح کے وفق کو بطن اول کی تصحیح میں ضرب دے دو حاصل ضرب دونوں بطن کی تصحیح ہو جائے گی پھر مافی الید کے وفق کو اس کے ورثاء کے سہام (جو ان کو اسی مسئلہ کی تصحیح سے ملے ہیں) میں ضرب دے دو حاصل ضرب ہر وارث کا حصہ ہوگا اور بطن اول میں ورثاء کو جو سہام اس بطن کی تصحیح سے ملے تھے ان کو تصحیح ثانی کے وفق میں (جس کو تصحیح اول میں ضرب دی گئی ہے اس کو عدد مضروب بھی کہا جاتا ہے) ضرب دے دو حاصل ضرب ان ورثاء کا حصہ ہوگا۔

توافق کی مثال:

توافق کی مثال

مسئلہ $\frac{32}{\frac{16}{4}}$ باقی ۳ مسئلہ رد $\frac{3}{6}$

میت ——— فاطمہ

زوج (شکیل)	بنت (عشرت)	ام (بتول)
$\frac{1}{\frac{4}{8}}$	$\frac{3}{9}$ (دائرہ میں)	$\frac{1}{\frac{3}{6}}$

مسئلہ $\frac{2}{6}$

توافق بالثلث عشرت مف $\frac{3}{9}$

میت

اب (شکیل)	ابن (سلمان)	جدہ (بتول)
سدس	عصبہ	سدس
$\frac{1}{3}$	$\frac{4}{12}$	$\frac{1}{3}$

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المبلغ ۳۲

الاحیــــــــــــــــــــــــــــــــاء

بتول	سلمان	شکیل
۹	۱۲	۱۱

حسب بیان سائل مرحومہ فاطمہ کا کل ترکہ بعد ادائیگی حقوق متقدمہ علی المیر اث وعدم موانع ارث ۳۲ سہام پر تقسیم ہوکر اس کے ورثاء مذکورہ بالا (جن کا شمار تین ہے) کو بتفصیل مذکور مندرجہ بالا نقشہ کے مطابق اتنا ملے گا جو اس کے نیچے درج ہے فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

العبد وسیم احمد خادم جامعہ ۲۱/۷/۲۸ھ

(۳) اگر بطن ثانی کی تصحیح اور اس کے مافی الید میں تباین کی نسبت ہو تو تصحیح کے کل عدد کو بطن اول کی تصحیح میں ضرب دے دو حاصل ضرب دونوں بطن کی تصحیح ہوجائے گی اس نسبت کو "بینھما تباین" لکھ کر ظاہر کردو اور مافی الید کے کل کو اس کے ورثاء کے سہام میں ضرب دو تو حاصل ضرب ہر وارث کا حصہ ہوگا اور بطن اول کے ورثاء کے سہام کو اسی عدد مضروب (جو بطن ثانی کی تصحیح ہے) میں ضرب دے دو تو حاصل ضرب ہر وارث کے سہام ہوں گے پھر دونوں بطن کے ورثاء کے سہام جوڑ کر دیکھ لو اگر وہ مبلغ (جو دونوں تصحیح کا مجموعہ اور ٹوٹل ہے) کے برابر ہوں تو مسئلہ صحیح ہوگا ورنہ غلط ہوگا اس پر نظر ثانی کی جائے۔

تباین کی مثال

مسئلہ ع ۱۲ / ۱۲ ت ۹۱

میت ـــــــــــــــــــــــ مسیح الرحمٰن

زوجہ (مہ جبین)	اخت (سیارہ)	علاتی بہن (حمیدہ)	اخیافی بہن (محمدی)
ربع	نصف	سدس	سدس
۳/۲۱	٦	۲/۱۴	۲/۱۴

مسئلہ ع ۷/٦

میت ـــــــ تباین ـــــــ سیارہ مف ٦

زوج (حنیف)	علاتی بہن (حمیدہ)	اخیافی (محمدی)
نصف	نصف	سدس
۳/۱۸	۳/۱۸	۱/٦

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

المبلغ ۹۱

الاحیــــــــــــــــــــــــــــــاء

منجبیر	حمیدہ	محمدی	حنیف
۲۱	۳۲	۲۰	۱۸

حسب بیان سائل مرحوم مسیح الرحمٰن کا کل ترکہ بعد ادائے حقوق متقدمہ علی المیراث وعدم موانع ارث ۹۱ر سہام پر تقسیم ہو کر اس کے ورثاء مذکورہ بالا کو تفصیل مذکور مندرجہ بالا نقشہ کے مطابق اتنا ملے گا جو اس کے نیچے درج ہے فقط واللہ اعلم بالصواب۔

العبد، وسیم احمد ۲۱/۷/۲۸ھ

فائدہ: مذکورہ اصول صرف دو بطنوں کے مناسخہ کے لئے ہیں اگر تین بطنوں کا مناسخہ ہو تو تیسرے بطن کو میت ثانی کے قائم مقام بنایا جائے گا اور پہلے دونوں بطنوں کو میت اول کے درجہ میں رکھ کر مذکورہ بالا قاعدہ جاری کیا جائے گا اور اگر چار بطنوں کا مناسخہ ہو تو پہلے تینوں بطنوں کو میت اول اور چوتھے بطن کو میت ثانی اور پانچ بطنوں کا مناسخہ ہو تو پہلے چاروں بطنوں کو میت اول اور پانچویں بطن کو میت ثانی مان کر قواعد جاری کریں گے، وہکذا، اگر کئی بطنوں کا مناسخہ ہو تو پہلے تمام بطنوں کی تصحیح کر لینی چاہئے اس سے مناسخہ بنانے میں سہولت ہوتی ہے۔

ذیل کی مثال بیک وقت تماثل، توافق اور تباین تینوں نسبتوں کی ہے۔

مسئلہ ۱۲ / ۳۲ / ۱۲۸

بطن اول — میت

باقی ۳	مسئلہ رد ۴/۶	فاطمہ
زوج (شکیل)	بنت (اسرانہ)	ام (رشیدن)
ربع ۱/۴	نصف ۳/۹	سدس ۱/۳/۶

مسئلہ ۴

بطن ثانی — میت

	(تماثل)	شکیل مف
زوجہ (شکیلہ)	اب (اللہ دیا)	ام (بتول)
ربع ۱/۲/۸	عصبہ ۲/۴/۱۲	ثلث باقی ۱/۲/۸

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ $\frac{۲}{۶}$

بینهما توفق بالثلث — اسرانہ مف $\frac{۳}{۹}$

بطن ثالث — میت

جدہ (نانی رشیدن)	ابن (عبدالوحید)	ابن عبدالکریم	بنت (عائشہ)
سدس	عصبہ		
$\frac{۱}{۳}$	$\frac{۲}{۶}$ ۲۴	$\frac{۲}{۶}$ ۲۴	$\frac{۱}{۳}$ ۱۲

مسئلہ $\frac{۴}{۲}$

(تباین) — رشیدن مف ۹

بطن رابع — میت

زوج (عبدالواحد)	اخ (اصغر)	$\frac{۱}{۲}$	اخ (اکبر)
نصف	عصبہ		
$\frac{۱}{۲}$ ۱۸	$\frac{۱}{۹}$		$\frac{۱}{۹}$

المبلغ ۱۲۸

الاحیاء

شکیلہ	اللہ دیا	بتول	عبدالوحید	عبدالکریم	عائشہ	عبدالواحد	اصغر	اکبر
۸	۱۶	۸	۲۴	۲۴	۱۲	۱۸	۹	۹

حسب بیان سائل فاطمہ مرحومہ کا کل ترکہ بعد ادائیگی حقوق متقدمہ علی المیراث وعدم موانع ارث '۱۲۸' سہام پر تقسیم ہوکر اس کے ورثاء مذکورہ بالا (جن کا شمار نو ہے) کو تفصیل مذکور مندرجہ بالا نقشہ کے مطابق ہر وارث کو اتنا ملے گا جو اس کے نیچے درج ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد وسیم احمد خادم جامعہ ۲۲ر۷ر۲۸ھ

(۱۶/۳۰۸۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَاٰخِرًا وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْمَسْئُوْلُ اَنْ يَنْفَعَ به عَلٰى قَدْرِ الْاِخْلَاصِ فِيْهِ اِنَّهُ اَكرم مَسْئُوْل وصلّى اللّٰه عَلٰى خَاتم الْاَنْبِيَاءِ وصفوة المرسلين، سيدنا محمد وعلى آله واصحابه وازواجه الطاهرات صلاةً وسلاما دائمين ماتعاقبت الاوقات وتواصلت البركات آمين يا رب العالمين.

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

آج مورخہ ۲۲؍رجب المرجب ۱۴۲۸ھ مطابق ۶؍اگست ۲۰۰۷ء بروز دوشنبہ شب سہ شنبہ ۹ بج کر پندرہ منٹ پر، رب ذوالجلال خالق السموات والارض کے بے پایاں احسان عظیم اور حضرات اساتذہ کرام ومخلص احباب کی دعاؤں کی بدولت سے یہ شرح اپنے اختتام کو پہنچی پروردگار عالم کی بارگاہ میں بصمیم قلب دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما کر ت دارین کا ذریعہ بنائے۔

۳۰۸/۱۷) رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ.

خاص تیرے ہی لئے ہے اے خدا حمد وشکر وفضل واحسان عطاء

العبد وسیم احمد غفرلہ ولوالدیہ
خادم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ
۲۲؍۷؍۲۸ھ

☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆
☆☆☆☆
☆☆☆
☆☆
☆